



(جملہ حقوق و اشاعت و طباعت بحق ادارہ محفوظ ہیں)

نام کتاب ..... فقہی فتویٰ (جلد سوم)

مذہبات ..... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
بولی جاسودہ العلوم قدسید دیگر مفتیان کرام جاسودہ

تحریر والی و اشعار ..... شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجیم ..... مولانا مفتی محمد ابراہیم حقانی ماسٹر شعبہ انجمن فی الفقہ والاوقاف

صفحات ..... ۶۱۸ صفحات

تاریخ طبع و تقیم ..... ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء

عناوین ..... مکتبہ سید احمد شہید اکڑہ خٹک

Mob: 0300-4572899

ناشر ..... جاسودہ العلوم حقانیہ کوڑہ بنگلہ ضلع نوشہرہ

# فہرست مضامین جلد سوم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۱	اور میں شریعت میں شیئین سے قبل { نہا پر پڑھنے کا حکم	۳۲۳	کتاب الصلوة
۳۲	اظہار کی دہ سے لیکر غروب میں تاخیر کرنا		باب المواقیت
۳۲	مغرب اور شام کے درمیانی { وقت کے تعیین کا حکم	۳۲۳	ناز کو مقرر وقت سے مؤخر کرنا
۳۳	نصف شب کے بعد عشا کی { نہا پر پڑھنے کا حکم	۳۲۳	بجہر کی نہا کا وقت
۳۳	تہجد کا وقت کب شروع ہوتا ہے	۳۲۳	رمضان میں فجر کی نماز کا رکوع میں پڑھنا
۳۳	مغرب کے وقت کی مقدار	۳۲۳	نہا کے پہلے مستحب وقت کیلئے؟
۳۵		۳۲۵	نماز عصر میں تاخیر کی مقدار
		۳۲۶	عصر کی نماز کا وقت
۳۶	باب الاذان والاقامة	۳۲۶	سورج غروب نہ ہونے کا { حالت میں نہا کا حکم
۳۶	اذان کا شرعی حکم	۳۲۸	زوال کا وقت
۳۶	بیک وقت متعدد اذان	۳۲۹	مکروہ اوقات کی مقدار حکم
۳۶	ظالم کی اذان کا حکم	۳۳۰	مستحب اذان کے وقت مکروہ وقت کی مقدار
۳۸	اذان کے جواب میں درود شریف پڑھنا	۳۳۰	مکروہ اوقات میں نماز جنازہ { اور مسجد تلاوت کا حکم
۳۸	اشھدان لا ایلہ الا اللہ کے آفرین یا اکہت	۳۳۱	بجہر عصر کے بعد وضو نمازوں کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۶۱	فوری دیکھنے کے کانوں میں اذان دینے کا طریقہ	۴۹	اذان میں بھول جانے
۶۲	اذان میں انگلیٹے جوڑنے کا حکم	۵۰	اذان و قیامت کی گواہی میں بائیں جانب کا تعین
۶۲	لاؤڈ سپیکر پر اذان دینے کا حکم	۵۰	اذان و قیامت کی اہمیت
۶۳	دقیعہ و رکاع کے لیے اذان دینے کا حکم	۵۱	وقت سے قبل اذان دینا
۶۳	کلمات اذان میں وقفہ کی مقدار	۵۱	اذان میں سوانحی سنت سے
۶۳	الصلوة خیر من السمی کا کیا جواب ہے؟	۵۲	نہ نہ کہ حالت میں اذان کا حکم
۶۵	اذان و کلمہ رخ پر کڑی رائی کا حکم	۵۳	تہجد کے لیے اذان کا حکم
۶۵	اذان میں لفظ اللہ اور اکبر	۵۳	تہجد کا حکم
۶۵	کے ہمزہ کو الہا کر کے پڑھنا	۵۴	اذان سے قبل تہجد اور تہجد کا حکم
۶۶	مؤذن کے کلمات اذان کی تکمیل	۵۴	اذان دینے کیلئے ہنترنگ کون کی ہے؟
۶۶	سے قبل جواب دینے کا حکم	۵۵	وضو کے بغیر اذان دینا
۶۶	فوریوں کے کانوں میں اذان دینے	۵۵	تالیخ کی اذان کا حکم
۶۶	وقت دایس بائیں منہ پھرنے	۵۵	جماعی انداز میں پڑھنے کے حق و غلطی کے مسئلہ کا حکم
۶۶	خواتین کو اذان کا جواب دینا چاہیے	۵۶	مؤذن کا امارت کے بغیر قیامت کہنا
۶۶	عالمہ حضرت اذان کا جواب نہ دے	۵۶	جماعت تالیخ کے لیے اقامت
۶۸	قد قامت الصلوة میں الصلوة	۵۶	امام کا اقامت کہنا
۶۸	کے تال پر غصہ پڑھنے کا حکم	۵۸	قد قامت الصلوة پر وقت کرنا
۶۸	بعد الاذان دعا میں یا تمنا اٹھانا	۵۹	اذان کے دوران انگلیوں کی گنتوں
۶۹	کیا ضرورت ہے اذان میں تینوں کریمین پڑھنے سے؟	۵۹	کے سورخ میں رکھنے کا حکم
۷۰	باب شرط الصلوة اور کاتھا	۵۹	میرزا یوسفیہ سے اذان کا حکم
۷۰	زبان سے نیت کرنے کا حکم	۶۰	مجدد کے انداز اذان دینے کا حکم
۷۰	زبان سے نیت کے الفاظ میں غلطی کا حکم	۶۰	قد قامت الصلوة کے جواب کا حکم
۷۱		۶۱	دعا بعد الاذان میں والد وجہ الوبیۃ
			کے الفاظ کا ثبوت



صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۸۱	سجدہ کو ملتے وقت نیت پر	۷۱	امام کی اقتداء کی نیت کا مسئلہ
۸۱	اولاً ہاتھ رکھنے کا حکم	۷۱	تعداد رکعات کی نیت ضروری نہیں
۸۱	حالت سجدہ میں پاؤں کا اٹھانا	۷۲	لوگوں و نجدہ میں ترتیب کا وجوب
۸۲	کوبہ نامہ پر سجدہ کرنے کا حکم	۷۲	جب سجدہ میں سوار کے ساتھ نماز پڑھنا
۸۲	تخت پوش پر نماز پڑھنے کا مسئلہ	۷۲	بکیر تحریم کی فرضیت
۸۳	قالین اور قوم کے گندوں پر نماز پڑھنے کا حکم	۷۳	نماز کی نیت کا حکم
۸۳	نقدہ اخیرہ کا حکم	۷۴	مہنتال کی وضو میں نماز پڑھنے کا حکم
۸۳	نقدہ اخیرہ کی فرضیت کا منکر و نہیں	۷۴	دوران میں نماز پڑھنا جائز ہے
۸۵	ہوا خارج ہونے کی صورت	۷۵	بیٹانہ کی جائے نماز پر نماز پڑھنے کا حکم
	میں سجدہ کرنے کا حکم	۷۵	سجدہ کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا
		۷۶	بکیر تحریر میں ہاتھوں کو کہاں رکھنا چاہئے
۸۶	<b>باب واجبات الصلوٰۃ</b>	۷۶	تخیر تحریر کے بعد ہاتھوں کی رسالہ اسید نماز
۸۶	جراحت میں امام کا تنہا رہ جانا	۷۷	ان کی کے لیے نماز پڑھنے وقت
۸۶	نقدہ اولی واجب ہے	۷۷	میں کعبہ باجہت کعبہ کا حکم
۸۷	آئینہ پر ارکان واجب ہے	۷۷	حکیم کی طرف منکر کے نماز پڑھنے کا حکم
۸۷	نماز میں قوم اور مجلس واجب ہے	۷۸	سمت قبلہ کے حصین کے لیے
۸۸	نماز میں التیمات پڑھنے کا حکم	۷۸	قبلہ نماز کے استعمال کا حکم
۸۸	وزن نماز میں دعا و تہنوت کا حکم	۷۸	ریل گاڑی میں دوران نماز
۸۸	بکیرات زمانہ کا حکم	۷۹	استقبال قبلہ ضروری ہے
		۷۹	ریل گاڑی میں بھی نماز کیلئے قیام فرض ہے
۸۹	<b>باب سنن الصلوٰۃ</b>	۸۰	دوران قیام دونوں پاؤں کے
۸۹	تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے	۸۰	دورانی قیام کا حکم
		۸۰	بلاتعدایک پاؤں پکڑے ہو کر نماز پڑھنا
		۸۰	نماز میں خرافات کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۰۳	خواتین مسجد میں کیسے ادا کریں؟	۸۹	کلی تحقیقی نہ فیح الیدین
۱۰۴	فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھنا	۹۰	کس کے وقت ہاتھ رکھنا؟
۱۰۴	نیت کرنے سے قبل اسی وجہت	۹۱	بسم اللہ پڑھنے کے لئے لازم و واجب
۱۰۴	وہی الفاظ کے پڑھنے کا حکم	۹۱	نماز میں تفسیر کی مقدار
۱۰۴	بائیں طرف سر ہٹا دینا وقت	۹۲	سجدہ کی حالت میں خود غلوں کی
۱۰۴	آواز میں آہستگی اختیار کرنا		مسنوں کی کیفیت کی نسبت
		۹۲	نماز میں بحالت قیام ہاتھ پیرھنے کا طریقہ
۱۰۵	<b>باب آداب الصلوة</b>	۹۳	نماز میں آمین پانچ کی کیفیت
		۹۳	نماز میں تسبیح اقصیٰ کا حکم
۱۰۵	قیام کی حالت میں نگاہ کہاں ہونی چاہیے؟	۹۳	تکبیر تحریر کے وقت تہلیلہ کی
۱۰۵	نماز میں ہاتھ آتے پر منہ کو چھپانے کا حکم		روح کس طرف کیا جائے؟
۱۰۶	آداب صلوٰۃ ترک ہو جانے کا حکم	۹۵	ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے
۱۰۶	امام اور مقتدی کی کس وقت	۹۵	شام سے قبل اور تکبیر تحریر کے
۱۰۶	نماز کے لیے کھڑے ہوں؟		کے بعد اربعہ کا مسئلہ
۱۰۶	امام نماز کس وقت شروع کرتے؟	۹۶	افاق کبھی کبھی کا مسئلہ
۱۰۶	مقتدی کی کس وقت سلام پیرہے؟	۹۶	پھر کبریات اختلافات پھر بائیں تو اس کا حکم
۱۰۶	سلام کے دوران امام اور ملائکہ کی نیت کرنا	۹۶	رفع سبب بدمعت نہیں
۱۰۸	فرض نماز کے تمام کے لیے جملہ نیت کا حکم	۹۸	نیتات میں دائیں ہاتھ کی انگلی ٹھکانا
۱۰۹	نماز میں شام سے پہلے تہلیل پڑھنے کی وجہ	۹۹	تہلیل میں وضو لازم کیسے؟ اسکے الفاظ و احوال
۱۰۹	نماز میں نگاہ کہاں ہونی چاہیے؟	۹۹	تعدہ اخیر میں دو در شریف پڑھنے کا حکم
۱۱۰	تہلیل میں ہاتھ رکھنا مسنون ہے	۱۰۰	دو در شریف میں سیدنا کے بعد ذکر کا حکم
۱۱۰	تکبیر تحریر کے بعد شام سے	۱۰۰	تعدہ اخیر میں دو در شریف پڑھنے کا حکم
۱۱۰	قبل تسبیح پڑھنے کا مسئلہ		امام کی متابعت کی وجہ سے پڑھنا
۱۱۳	نماز کے آداب اور نمازیں	۱۰۱	پوری نہ پڑھ سکے کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۲۹	مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد نماز باجماعت پڑھنا	۱۳۰	<b>باب تسویۃ القصور</b>
۱۳۰	معمولی لکھوے کا جماعت ترک کرنا	۱۳۱	وقتِ ضرورت پہلی صف خالی چھوڑنا
۱۳۱	نماز کے لیے رسیں حلقہ کا اشتعال کرنا	۱۳۲	صف میں کھڑا ہونے کا طریقہ
۱۳۲	شیخہ امامِ قادریہ کا حکم	۱۳۳	نابالغ کا بڑوں کی صف میں کھڑا ہونا
۱۳۳	مبتدع کی اقتداء کا حکم	۱۳۴	امام سے بلا ضرورت دور کھڑے ہونا
۱۳۴	جادو کرنے والے شخص کی اقتداء کا حکم	۱۳۵	نماز میں ٹخنوں اور کندھوں کو ملاسنے کا حکم
۱۳۵	فحشی مشکل کی امامت کا حکم	۱۳۶	صف میں آیلے کھڑے ہونا
۱۳۶	خفنی مشک کے لیے غیر حنفی امام کی اقتداء کا حکم	۱۳۷	پہلی صف میں کھڑے ہونا کس کا حق ہے؟
۱۳۷	مقتضب امامت میں ارشاد اور وصیت کا حکم	۱۳۸	پہلی صف میں بگڑے ہوئے کے باوجود دوسری صف میں کھڑے ہونا
۱۳۸	بگڑا اور مغفل کی اقتداء کا حکم	۱۳۹	<b>باب الجماعۃ</b>
۱۳۹	منکوحہ کا نکاح پڑھانے والے امام کی اقتداء کا حکم	۱۴۰	مذہب کا درجہ سے جماعت ترک کرنا
۱۴۰	امامِ مسند چھٹے درجے کی اقتداء کا حکم	۱۴۱	جماعتِ اثنائیسہ کا حکم
۱۴۱	عاطل کی اقتداء کا حکم	۱۴۲	امام کا رہنمائی کا الحمد پڑھنا
۱۴۲	نابالغ کی اقتداء کا حکم	۱۴۳	گھر کی مخالفت کے لیے جماعت ترک کرنا
۱۴۳	صاحبِ نسب نہ بنو مولیٰ لہا کی اقتداء	۱۴۴	غیر مذہب کے جماعت ترک کرنا
۱۴۴	مغزوہ کو امامت کا حکم	۱۴۵	تکبیرِ اولیٰ کا وقت کیا ہے؟
۱۴۵	گناہ گشتہ والے لہا کی اقتداء کا حکم	۱۴۶	امام کا مقتدی کے تشہد منکول رہنے سے پہلے سلام پھیرنا
۱۴۶	مقررہ نماز کی اجازت کے بغیر نماز پڑھانا	۱۴۷	
۱۴۷	مغروب قرآن پڑھانے والے امام کی اقتداء کا حکم	۱۴۸	

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۱۵۵	جس امام کے گھر میں شرعی حجاب نہ ہو اس کی اقتدار کا حکم	۱۳۲	امام کے لیے عراب میں گھر ہونے کا حکم
۱۵۵	دیوث کی امامت کا حکم	۱۳۳	نابینے کی اقتدار کا حکم
۱۵۹	مردوں کو غسل دینے والے	۱۳۴	زبان میں گتست والے کی اقتدار کا حکم
۱۵۹	امام کی اقتدار کا حکم	۱۳۵	اٹھارہ کی موجودگی میں بیہوشی کی اقتدار کا حکم
۱۵۹	احمد رضا خان کے مقتدری اقتدار کا حکم	۱۳۶	ایک مسجد میں متعدد امام ہونا
۱۵۹	غیر شرعی افعال کے ترک کی اقتدار کا حکم	۱۳۶	دوسرے ملک کے مطابق نماز پڑھنا
۱۵۹	دارالحیثیت والے کی اقتدار کا حکم	۱۳۷	وضو کے واسطے میں شکر کی
۱۵۹	امام مسجد کا عقائد کے وتر	۱۳۷	حالت میں نماز پڑھنا
۱۶۰	پڑھے بغیر نماز پڑھنا	۱۳۸	خطری طور پر موقوفہ والی مسجد کی امامت کا حکم
۱۶۰	کسی بیہوشانہ اٹھانے والے کی اقتدار کا حکم	۱۳۸	امام کے لیے ضروری صفات
۱۶۰	پٹی پر مسیح کرنے والے کی اقتدار کا حکم	۱۳۹	سودی رقم سے تنخواہ لینے
۱۶۱	صدقۃ الفطر پیر اور مول کے لئے اور	۱۴۰	والہ امام کی اقتدار کا حکم
۱۶۱	لوگوں کو مسجد سے منع کرنے	۱۴۰	سرخ پٹری سے پھینکے جانے
۱۶۱	والہ امام کی اقتدار کا حکم	۱۵۰	امام کی اقتدار کا حکم
۱۶۵	باب القراءۃ	۱۵۰	باب کا جنازہ نہ پڑھتے
۱۶۵	الرحمن الرحیم میں اتصال ہے یا انفصال	۱۵۱	والہ امام کی اقتدار کا حکم
۱۶۵	اتحاد کلمات اور ارسلنا کو اور سلین پڑھنا	۱۵۱	غیر مسلم کی اقتدار میں پڑھنے ہونی نماز کی حکم
۱۶۶	فرض نماز میں نکر اور سورۃ	۱۵۲	مساجد میں کھڑے ہو کر پڑھنے کی اقتدار کا حکم
۱۶۶	مغرب کی نماز میں سورۃ الاحقاف پڑھنا	۱۵۳	عمورتوں کی جماعت کا حکم
۱۶۸	سورۃ اور تکبیر میں وصل کرنا	۱۵۳	ضعیف امام کی اقتدار کا حکم
۱۶۸	قرأت کا تقدیر ہوتا غیر	۱۵۴	باقول سے منہ نہ امام کی اقتدار کا حکم
۱۶۸		۱۵۴	باقول پر صحیح طریقہ سے کھڑا
۱۶۸		۱۵۴	نہ ہونے والے کی اقتدار کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۸۱	{ دوسری رکعت میں طے والے مسبوق کے لیے تشہد پڑھنے کا حکم }	۱۶۹	حجر کی نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا
۱۸۲	{ امام کے ساتھ قعدہ اولیٰ میں طے کے صورت میں تشہد پڑھنے کا حکم }	۱۷۰	قرآن مجید کا بہت تیز پڑھنا
۱۸۳	{ امام کی متابعت کا حکم }	۱۷۱	{ ظہر عصر کی فرض نماز میں مختصری کا سورۃ فاتحہ پڑھنا }
۱۸۳	{ مسبوق سلام میں امام کی متابعت نہیں کیے گا خواہ چند مسبوحوں کو نہ ہو }	۱۷۱	قرأت میں امام کا حد سے تجاوز کرنا
۱۸۴	{ مسبوق کے لیے پہلا سلام پھر قرأت کے بعد نعت طے پر سارا رکعت کا حکم }	۱۷۲	نماز میں ایک آیت طویل کا پڑھنا
۱۸۵	{ نماز غروب کا جہان سنہ میں بخوبی نکتہ پانے والے کا حکم }	۱۷۳	حرف خف کا صحیح تلفظ
۱۸۶	{ تین رکعات کے مسبوق کیلئے امام کے فارغ ہونے کے بعد رکعت تہیل پڑھنا نہ سارا رکعت کا حکم }	۱۷۴	ص کی جگہ سو پڑھنا
۱۸۷	{ چوتھی رکعت میں امام کو پانے والے مسبوق کی نذر کا حکم }	۱۷۵	سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ پڑھنا
۱۸۸	{ مسبوق کیلئے امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں درود شریف پڑھنے کا حکم }	۱۷۶	اعراب میں غلطی کرنا
۱۸۹	{ پانچویں رکعت کے لئے مسبو امام کے قیام پر مسبوق کی نماز کا حکم }	۱۷۷	مسند کو مشدود پڑھنا
۱۹۰	{ مسبوق کے لیے فوت شدہ رکعات میں قرأت کا حکم }	۱۷۸	{ نماز میں قرأت کی غلطی کا حکم پانے کے بعد اسے درست کرنا }
۱۹۱	{ امام کی میت کے ساتھ نماز کا حکم }	۱۷۹	{ اذان جامعہ لعلہ اللہ کریم کے بعد اذان جامعہ لعلہ اللہ پڑھنے کا حکم }
		۱۸۰	{ دوسری رکعت میں ایک آیت کا زیادتی سبب کراہت نہیں ہے }
		۱۸۱	{ قبل آیات پڑھنے کے بعد قعدہ کا امام اگر قعدہ پڑھا ایک ہی رکعت میں ایک آیت زیادہ سورتیں پڑھنے کا حکم }
		۱۸۲	{ مسبوق اور لاحاق کی تعریف مسبوق کے لیے تمام پڑھنے کا حکم }

## باب المسبوق واللاحق

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۰۱	نوا اور نگرٹ کے ساتھ نماز پڑھنا	۱۹۳	مسافر کے لیے دوسری رکعت یا قعدہ میں شامل ہونے والے مقیم
۲۰۲	نماز میں غلوک آہٹے تو کیا کرنا چاہیے	۱۹۳	نقصدی کی نماز کا حکم
۲۰۲	ہاؤں کا پوٹا بنا کر نماز پڑھنے کا حکم	۱۹۳	لاحق کی نماز کا طریقہ
۲۰۳	اگر مسجد میں قبر ہو تو نماز کا حکم	۱۹۴	ہر رکعت کی تسبیح کی وجہ سے رکعت
۲۰۴	ایام کا عذاب کے اندر کھڑے ہونا	۱۹۴	رہ جائے پراہادہ کا حکم
۲۰۴	تقضاء حاجت کی تسبیح ضرورت کے باوجود نماز پڑھنا	۱۹۵	<b>باب مکروہات الصلوٰۃ</b>
۲۰۵	بہن بچہ یا قدغیرہ کا نماز پڑھنے کا حکم	۱۹۵	شکل یا تہیہ کا ثبوت سے نیچے ہونا
۲۰۵	نماز میں لڑکیوں کے لیے بیٹھنے کا نماز کا حکم	۱۹۵	نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال
۲۰۵	مسجد میں پڑھنی ہوئی ٹوپیوں میں نماز کا حکم	۱۹۶	مسجد میں جگہ ہونے کے باوجود
۲۰۶	نماز میں کندھوں سے چادر کا گر جانا	۱۹۶	حجت پر نماز پڑھنا
۲۰۶	ٹائی یا شہ کر نماز پڑھنا	۱۹۶	بڑی یا بچہ میں اگر کرہ و رمانہ حصہ
۲۰۶	تسبیہ میں دامن بھیج کرنا	۱۹۶	خالی رہ جائے تو نماز کا کیا حکم ہے
۲۰۶	مالی نقصان ہونے کی صورت میں نماز کا توڑنا	۱۹۶	جالی والی ٹوپی میں نماز کا حکم
۲۰۸	سینٹ میں اکھل کی عادت ہو	۱۹۶	جو رہی نہ تو پی سے نماز پڑھنے کا حکم
۲۰۸	تورس کے استعمال کا حکم	۱۹۸	کیا نہ کے کپڑوں میں نماز کا حکم
۲۰۹	سوئے ہوئے شخص کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم	۱۹۹	باریک کپڑوں میں نماز پڑھنا کرہ ہے
۲۰۹	نماز میں ٹی کے علاوہ دوسری زبانوں میں دعا میں مانگنے کا حکم	۱۹۹	مسجد میں جائے وقت شلوار
۲۰۹	دور نماز بیگے کا گود میں بیٹھ جانا	۲۰۰	اوپر اٹھانے کا حکم
۲۱۰	آمین کہتوں سے دیر کے نماز پڑھنا	۲۰۰	بزرگوں کے بنائے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا
۲۱۱	ایام سے بچنے کا حکم	۲۰۱	آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا کرہ ہے
۲۱۱	چادر کھینچ کر نماز پڑھنا		منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۲۲۲	زلزلہ کے وقت نماز کا نفل نہا	۲۱۱	مکروہ وقت میں نماز پڑھنا
۲۲۵	نماز میں امام کا غلطی پر تضرع دینے سے نماز ناسط نہیں ہوتی	۲۱۲	نماز میں ایک سو نو کو شروع کر کے بغیر ہند کے دوسری سو شروع کرنا
۲۲۶	نماز میں باتیں کرنا	۲۱۳	ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم
۲۲۶	نماز کے دوران عورت کے دھبے میں سے بال نظر آنا	۲۱۳	جن قابضین پر صیغہ کی تصویر ہو اس پر نماز پڑھنے کا حکم
۲۲۷	نماز میں دیکھ دیکھ کر عا کے لٹا خدول میں پڑھنا	۲۱۳	نماز میں بچہ دلوں کو مسح کرنا
۲۲۸	نماز کے آگے گنا یا عورت کے گزرنے سے نماز ناسط نہیں ہوتی	۲۱۴	امام کا غراب کے اندر کھڑے ہونے کا حکم
۲۲۹	نماز میں تری ذکر کرنا	۲۱۵	نماز میں زبردستی درجہ میں رکھ دینے کا حکم
۲۳۰	پھر دلوں پر نجات ہو تو نماز کا حکم	۲۱۶	غائب اور روئے نماز میں کھانا کھانے کا حکم
۲۲۹	ذکوۃ کی رقم سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز کا حکم	۲۱۸	باب مفقدا الصلوة
۲۳۰	زیر ناف بالوں کی موجودگی میں نماز کا حکم	۲۱۸	نماز میں پاؤں بھلانا
۲۳۱	نماز میں اللہ یا انا للہ کہنا	۲۱۸	نماز میں کھانسی
۲۳۱	پاکل خاتون کے محاذات سے نماز ناسط نہیں ہوتی	۲۱۹	بجائیت نماز قرآن سے دیکھ کر قرأت کرنا
۲۳۲	زخم پر پیرٹ لگ کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۲۰	نماز میں قبلہ سے منحرف ہو جانا
۲۳۲	نماز پڑھنے کا حکم	۲۲۰	لاؤ ڈاسپیکٹر میں نماز پڑھنا
۲۳۲	آدھ آستین والی بنیان میں نماز پڑھنے کا مسئلہ	۲۲۱	عورت کے محاذات کا مسئلہ
۲۳۳	نماز میں کھانسی کا حکم	۲۲۱	بس میں بیچہ کر نماز پڑھنا
۲۳۳	نماز میں بار بار جیم کہنا مسئلہ کا حکم	۲۲۳	مسجد میں جگہ نہ ہونے کا وجہ سے دوکانوں میں نماز پڑھنا
۲۳۴	نماز میں بار بار تضرع پڑھنا	۲۲۴	نماز میں واجبات کا چھوٹ جانا

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۲۳۳	<b>باب السنن والنوافل</b>	۲۳۵	<b>باب الوتر</b>
۲۳۴	تہجد کی فضیلت فراموش نہ کرو	۲۳۵	وتر باجماعت پڑھنا رمضان کی خصوصیت ہے
۲۳۴	سنن شکرہ کا ثبوت	۲۳۵	وتر کی رکعات میں شک پڑ جانا
۲۳۵	جموع کی سنتوں کی تعداد و اہمیت	۲۳۶	وتر میں مشہور دعاء ثنوت پڑھنا بہتر ہے
۲۳۶	دور رکعات میں جموع کی نیت کرنا	۲۳۶	امضان المبارک میں تراویح باجماعت پڑھنے کے بعد وتر مفرد پڑھنے کا حکم
۲۳۶	مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت	۲۳۸	امضان کے بغیر وتر باجماعت پڑھنے کا حکم
۲۳۷	نفل نماز پڑھنا جائز ہے	۲۳۸	امضان میں فرض نماز باجماعت پڑھنے کی صورت میں وتر پڑھنا جائز ہے
۲۳۷	فجر صبح سے پہلے یا رکعت نفل پڑھنے کا حکم	۲۳۹	وتر کی جماعت میں تہجد کی کیلئے دعا و ثنوت کے اتمام کے بغیر کو صحیح کا حکم
۲۳۸	نماز صبح سے پہلے نفل سنن کو ذکر نماز کے بعد پڑھنا مکروہ تحریمی ہے	۲۳۹	عید انصر کے شک کی صورت میں وتر باجماعت پڑھنے کا حکم
۲۳۸	اسرار صبح کے وقت نماز عصر سے پہلے نفل پڑھنا	۲۴۰	وتر کی آخری رکعت میں دو رکعت یا کو صحیح سے پہلے نفل پڑھنے والے کیلئے دعا و ثنوت پڑھنے کا حکم
۲۳۹	سنن قبل العصر کی تعداد	۲۴۱	ایک رکعت وتر پڑھنے والے
۲۴۰	مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا	۲۴۲	اما کی اقامت اور درست ہے
۲۴۱	نماز مغرب کی دو رکعت سنت مؤکدہ	۲۴۲	عشاء کی فرض نماز کا مسدود ہونے کی صورت میں وتر کی قضاء کا حکم
۲۴۱	کی نیت یا نہ کر چار رکعت پڑھنا اور	۲۴۲	
۲۴۱	تہجد دو رکعت بیچ کر پڑھنے کا حکم	۲۴۲	
۲۴۲	تراویح اور وتر کے درمیان نفل پڑھنا	۲۴۲	
۲۴۲	وتر کے بعد دو رکعت نفل کی شرعی حیثیت	۲۴۲	
۲۴۲	نوافل کے تہجد کوئی میں ذکر و تلاوت صبحی	۲۴۲	
۲۴۲	رکعت کا نیت اور نماز و تہجد پڑھنے کا حکم	۲۴۲	





صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۶۷	<b>باب التراويح</b>	۲۵۲	سنت زوائد میں قعدہ اولیٰ کے بعد روضہ شریف اور تیسری رکعت میں شانہ پڑھنے کا حکم
۲۶۷	سحر کی کہ تراویح پڑھنے کا حکم	۲۵۵	سنت اور فرض کے درمیان { دو رکعت نچستہ السجدہ پڑھنا }
۲۶۷	تراویح منقبت ہو کہ وہ ہیں	۲۵۶	سنتی جو سجدہ کے علاوہ کسی اور جگہ پڑھنے کا حکم {
۲۶۸	پس رکعت تراویح کا ثبوت	۲۵۷	سنت نہ پڑھنے کا حکم
۲۶۹	پس رکعت تراویح کے بارے میں {	۲۵۷	نفل پڑھنے کی بجائے قضاء {
۲۷۰	حضرت ابن عباسؓ کی روایت کی حقیقت	۲۵۸	نمازوں کی ادائیگی بہتر ہے {
۲۷۰	سلوۃ البلیل اور قیام رمضان بعد نماز میں	۲۵۸	تجوید کی رکعات کی تعداد
۲۷۱	حضرت عائشہؓ کی حدیث کا مفہود	۲۵۹	تجوید کی جماعت کا حکم
۲۷۲	قرن نماز پڑھنے بغیر نماز {	۲۵۹	نماز تہجد کے آخر میں وتر پڑھنا افضل ہے
۲۷۲	تراویح میں شفعہ ثانیہ فاسد ہونے {	۲۶۰	تہجدتہ السجدہ دوسری نماز کے {
۲۷۲	سے دو رکعات کی قضاء کا حکم	۲۶۱	من میں بھی ادا ہو سکتی ہے {
۲۷۲	چار رکعت تراویح قعدہ اولیٰ {	۲۶۱	صلوۃ التیسع کے قور میں ہاتھ باندھنا حکم
۲۷۳	کے بغیر پڑھنے کا حکم	۲۶۲	استسارہ کی نماز کا سنون طریقہ
۲۷۳	ترہم فاسد اور وتر کے درمیان نفل {	۲۶۳	نفل نماز بعد از پڑھ کر پڑھنا
۲۷۳	پڑھنے سے ضعیف کی رعایت اولیٰ ہے {	۲۶۳	عالم دین کے لیے سنتیں چھوڑنا جائز ہے
۲۷۴	تراویح کے درمیان بیچنے کی {	۲۶۴	عاجی نفل نماز حرم شریف {
۲۷۴	سود میں سکوت بھی جائز ہے {	۲۶۵	میں پڑھنے یا ڈیرہ ہیں ؟ {
۲۷۵	چار رکعت تراویح اور ظہر کی سنت {	۲۶۵	نماز عصر کے بعد ضعیف نفل نماز پڑھنا
۲۷۵	قبیلہ کی ادائیگی میں شرف {	۲۶۶	تعمیۃ الوضو پڑھنے سے قبل بیٹھا
۲۷۶	پس رمضان کو سوال پڑھنے کے احوال {	۲۶۶	سلوۃ التیسع باجماعت پڑھنے کا حکم
۲۷۶	پہلے تراویح پڑھنے یا پھر پڑھنے کا حکم {	۲۶۶	صلوۃ التیسع میں تہجد پڑھنے سے نماز کا حکم

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۸۹	فجر کی سنتوں کی تعداد کا حکم	۲۸۷	نفل المسکب آدمی کے لیے رمضان میں تراویح باجماعت پڑھانے کے لیے مشعل امام رکھنے کا حکم
۲۹۰	چار رکعات ظہر کی سنت داخلہ کی صورت میں آخری دو رکعات سنت سے ترتیب کا مسئلہ	۲۸۷	تراویح میں ختم قرآن کا حکم
۲۹۱	بچہ کے دو گنا فرض سے قبل چار رکعت سنتوں کا حکم	۲۸۷	اکھ رکعت تراویح میں نفل ختم قرآن کا حکم
۲۹۲	باد کی ہوائ نماز کو دھکا دینے کا حکم	۲۸۸	اکھ رکعت تراویح پڑھنے یا پڑھانے کا حکم
۲۹۳	کسی کے اعلیٰ طبقہ کے نیا والین کے ملنے پر نماز توڑنے کا حکم	۲۸۸	ختم قرآن کی سنت ہونا تراویح کی نماز کے ساتھ خاص ہے
۲۹۴	دور کی حاجت کھڑی ہو جانے کے بعد فرض غائب ہو رہی کرنے کا حکم	۲۸۹	تراویح میں کئی بار قرآن ختم کرنے کا حکم
۲۹۵	فرض غائب ہو رہی کرنے کا حکم	۲۸۹	تراویح کی دو رکعت فاسد ہونے سے سنوں ختم ادا نہیں ہوتا
۲۹۶	باب القضاء	۲۸۹	ختم قرآن میں سیم اللہ پھر کا حکم
۲۹۷	صاحب ترتیب کی بحالی	۲۸۹	رمضان المبارک کے علاوہ دیگر مہینوں میں باجماعت نفل تراویح میں قرآن ختم کرنے کا حکم
۲۹۸	فضل کا جبکہ قضاء نمازی پڑھنا بہتر ہے	۲۸۹	تراویح باجماعت راکن سنت کا ہے
۲۹۹	نفل نمازیں شروع کرنے سے لازم ہو جاتی ہیں	۲۸۹	مسئلہ التراویح اکھ رکعت میں یا ہیں
۳۰۰	ظہر کی پہلی چار سنت دہانے سے فرض نماز کے بعد پڑھنا	۲۸۹	باب ادراك الفريضة
۳۰۱	سنتوں کی قضاء ضروری نہیں	۲۸۹	حرف لغات سننے ہی مالہ توڑے
۳۰۲	قضاء نماز اول میں ترتیب کی رعایت	۲۸۹	جماعت پڑھنے کی کئی میں فجر کی سنتیں پہلے پڑھنے کا حکم
۳۰۳	دورانِ صغروت شد نماز کی قضاء	۲۸۹	
۳۰۴	نماز فجر و عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا	۲۸۹	
۳۰۵	قرأت میں اول و قضا کی یکسانیت	۲۸۹	

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۳۰۹	نماز مستقام میں کھڑے رہنے کے وظائف	۳۰۰	وتر کو قضاء
۳۰۹	نماز مستقام میں قلب و امانیت ہے	۳۰۱	نقضاء عمری کی حقیقت
۳۱۰	نماز مستقام کے بعد کثرت پادش کی وجہ سے	۳۰۱	پتروں کے خوف سے نماز کو مؤثر کرنا
۳۱۰	تحققان سے بچنے کے لیے دعا کرنا	۳۰۲	کیا قضاء نمازوں کی دوسرے سے
۳۱۰	نماز مستقام کے لیے تین دن	۳۰۲	سنی عبادت کی بدستور ہیں؟
۳۱۰	سے زیادہ بار بار بخلف کا حکم	۳۰۲	نقضاء نماز کو ادا کی جلت یا س
۳۱۱	نماز مستقام کے لیے صرث	۳۰۲	میں ان کی گنجائش ہے؟
۳۱۱	دعا پر انکفاء کرنا جائز ہے	۳۰۳	نقضاء نمازیں بدجماعت ادا کی جاسکتی ہیں
۳۱۲	<b>باب سجود السهو</b>	۳۰۳	احتیاطاً قضاء کے وتر اور غیب کی
۳۱۲	بکرو سہو کے لیے ایک طرف سجدہ پڑھنا کافی ہے	۳۰۳	نقضاء نمازیں کس طرز پر پڑھی جائیں
۳۱۳	سورۃ فاتحہ سے اگر ایک سجدہ پڑھ کر	۳۰۴	وتر قضاء ہونے کے باوجود نماز کو بحرکاء
۳۱۳	جائے توجہ سے سجدہ واجب ہو جائے	۳۰۵	دکھت کی کمی کی وجہ سے قضاء
۳۱۳	سورۃ فاتحہ کے ترک پر سجدہ واجب ہے	۳۰۵	کی بجائے ادا نماز پڑھنے کا حکم
۳۱۴	ضمیمہ سورۃ فاتحہ سے سورۃ سہو کا وجوب	۳۰۵	فقد و نمازوں کی ادائیگی لینے
۳۱۴	ضمیمہ سورۃ فاتحہ سے سورۃ سہو کا وجوب	۳۰۵	کوئی خاص وقت مقرر نہیں
۳۱۵	ضمیمہ سورۃ فاتحہ کے دو بیان	۳۰۶	<b>باب صلوة الاستسقاء</b>
۳۱۵	صلوة اوتر میں تکریر کی گئی	۳۰۶	پیش کے لیے سورۃ تیس پڑھ کر
۳۱۵	پڑھ کر سہو کا حکم	۳۰۶	اذان دینا مستعمل طریقہ نہیں
۳۱۶	سجدہ نماز میں صلوة اوتر پڑھ کر	۳۰۶	نماز مستقام بدجماعت پڑھنے کا حکم
۳۱۶	کی صورت میں سجدہ پڑھ کر	۳۰۶	نماز مستقام صحرا میں پڑھنی چاہیے
۳۱۶	بعد پڑھ کر سکتا ہے	۳۰۶	نماز مستقام کی دودھ کھنت ہیں
۳۱۶	رکعت اولی و ثانیہ کے بعد پڑھ کر	۳۰۶	نماز مستقام کا سفر میں طریقہ
۳۱۶	بعد پڑھ کر سکتا ہے	۳۰۶	





صفحہ	مضامینات	صفحہ	مضامینات
۳۶۰	{ غزوہ کے لیے سعودی عرب چلنے و طولیدر قصر نسا کا حکم }	۳۵۳	{ سامان کے ہوتے ہوئے اختلاف سفر سے وطن اقامت باطل نہیں ہوتا }
۳۶۱	{ مجاہدین غزوہ کے دوران قصر کریں گے یا اتمام؟ }	۳۵۳	{ مسافر جس راستہ سے چارہ مارا اس کا مسافت معتبر ہوگا }
۳۶۲	{ دوران جہاد کھانا پکانا کسی جگہ پہنچہ دن قیام کی نیت کرنا }	۳۵۴	{ دو خانوں کو ایک وقت پر رخصت غیر آباد جگہ میں اقامت کی نیت کرنا }
۳۶۲	{ مسافر کا سہوا پر پوری نماز پڑھنا مسافر قصر یا پوری نماز }	۳۵۵	{ مدت اقامت کی نیت کے لیے قصر واجب ہے اقامت میں حاجت افراد یا اغیار }
۳۶۳	{ پڑھنے تو اس کو حکم قیامی جگہ پر قصر کریں گے یا اتمام؟ }	۳۵۵	{ افسران کے تابع رہیں گے مجاہدین افغانستان کی نیت اقامت کا حکم }
۳۶۳	{ قصر و اتمام میں فوجی سپاہی اپنے فرائض بالاک کے تابع ہیں }	۳۵۶	{ دو کی مسافر کی نسا کا حکم مقیم امام کی استدعا پر پوری }
۳۶۳	{ کیا مسند ٹوکہ کی دو گفتوں میں بھی قصر کی جائے گی؟ }	۳۵۷	{ نماز پڑھی جائے گی مسافر امام کی اقتدار میں نہیں کیئے }
۳۶۵	{ مسافر کا مقیم امام کے ساتھ نماز کے قصد میں ملنا }	۳۵۷	{ بقدر نماز میں قرأت نہیں مسافر امام کے اتمام کی وجہ سے }
۳۶۵	{ بحری جہاز کے ملازمین کشتی کے تابع ہیں صفر کی نیت نہ ہونے سے }	۳۵۸	{ متغیروں کی نسا کا فاسد ہونا امام کی حالت سے واقفیت کی ضرورت }
۳۶۶	{ باوجود مہینوں سفر کرنا سفر میں شائد و یا مریہ پہنچنے }	۳۵۹	{ میدان عرفات میں غلطی المسکب کیئے مقیم امام کی اقتدار کا حکم }
۳۶۶	{ استاذ اور مرشد کا تابع ہے فرما ہوا بالغ بٹا آپ کا تابع ہے }	۳۶۰	{ مسافر کا غلطی سے چارہ کھانسی نیت کرنا }
۳۶۷	{ پشاور کا رہنے والا کئی میں مسلول کے ان دولتی قیام قصر کرے گا یا اتمام }	۳۶۱	{ باب بیٹا مختلف شہروں میں رہتے جو ان توان کی نسا زوں کا حکم }

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۸۱	دیہات میں نماز جمعہ و عیدین کا حکم	۳۷۸	انہما ہوئے والا شخص قصر کرے گا یا تمام ؟
۳۸۱	دیہات میں جمعہ پڑھنے سے غمگینی نماز سے ذمہ فارغ نہیں ہوتا	۳۷۸	کیا مفروضہ کی حیثیت اقامت صحیح ہے ؟
۳۸۲	سورہ میں نماز جمعہ پڑھنا	۳۷۹	در معلوم صحابہ میں مقیم بلوچستان علیہ السلام پیشااور میں قصر کریں گے یا تمام ؟
۳۸۲	دیہات میں نماز جمعہ	۳۸۰	سفر کے چار مسائل کے باوجود میں معصیات
۳۸۳	مسافر کے لیے جمعہ کا حکم	۳۸۰	جس مسافر کے بیان و عمل اقامت ہو تو اس کا حکم
۳۸۲	نماز جمعہ و عیدین کیلئے سورتوں کی ماضی	۳۸۱	پندرہ دن اقامت کی نیت کے بعد
۳۸۳	معدور پر نماز جمعہ واجب نہیں	۳۸۵	راویہ بدلتے پر قصر جہا تمام ؟
۳۸۵	خلیفہ جو کہ اذان خطیب کے سامنے دینے کا حکم	۳۸۵	کر لیا کہ وہ سے قصر و تمام کا حکم
۳۸۵	جمعہ کے لئے ایک خطیب پر اکتفا خلاف مستحب ہے	۳۸۵	کسی دوسرے شہر میں ذاتی مکان
۳۸۵	خطیب سننے کے لیے بیٹھنے کا کیفیت	۳۸۵	ہو تو اس میں قصر و تمام کا حکم
۳۸۶	شہر پر خطیب دینا مسنون ہے	۳۸۶	نماز جمعہ کی فرضیت سے منکر کا حکم
۳۸۶	دوران خطیب خلفہ راشدین کے تذکرہ کا حکم	۳۸۶	جمعہ کے وجوب کے لیے حاکم کی
۳۸۶	دوران خطیب درود شریف پڑھنے کا حکم	۳۸۶	اجازت کی شرعی حیثیت
۳۸۶	دوران خطیب باتیں کر سنا کا حکم	۳۸۶	سفر کے توابع میں نماز جمعہ کا حکم
۳۸۸	دوران خطیب دعا کرنے کا حکم	۳۸۸	فتاویٰ مصر کی مفت لکھ
۳۸۸	نماز جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں	۳۸۸	معد آباد میں مشعلی قریب میں تواریخ جمعہ کا حکم
۳۸۸	جمیدین کی جماعت ہونے کے بعد دوبارہ جماعت کا اجتماع کرنا	۳۸۸	پشاور کی حالت کے تحت بازار میں نماز جمعہ چودت
۳۸۹	جمیدین کی نماز میں مسروق کا حکم	۳۸۹	مستعد مقامات پر نماز جمعہ کا حکم
۳۸۹	جمیدین کی نماز کے لیے باہر نکلنا بہتر ہے	۳۸۹	نوجو چھانوئی یا کسی معذور علافہ
۳۹۰	نماز جمعہ کے لیے صاف شہر کے کپڑے پہننا	۳۹۰	میں نماز جمعہ کا حکم
۳۹۰	جمہ کے دن ناخن کٹوانے کا وقت	۳۹۰	

## باب الجمعة والعیدین

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۳۰۰	خطبہ کے دوران خطیب کا دائیں بائیں مچکنا	۳۹۱	جمہور کی اذان کے بعد کھانا کھانے کا حکم
۳۰۱	خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنا	۳۹۲	جمہور کے لیے اذان دینا غلط سنت ہے
۳۰۱	دوران خطبہ مسجد کے لیے چند اکھاڑنا	۳۹۳	خطیب کی تقریر کی کن کا حق ہے ؟
۳۰۲	خطیب کے لیے منبر پر بیٹھنے کا وقت	۳۹۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اولین جمعہ پڑھنا
۳۰۲	خطیب کا استلام علیکم کہنا	۳۹۳	مکبیرات ایام تشریق میں پروا ہے یا نہیں ؟
۳۰۲	کیا خطبہ بتلوا دار سے پڑھنا چاہیے ؟	۳۹۴	بحری جہاز میں نماز جمعہ کا حکم
۳۰۳	خطبہ کے دوران بیٹھنے کا طریقہ	۳۹۴	جیل میں غلام جمعہ کا حکم
۳۰۳	خطبہ کے دوران وضو کرنے کا حکم	۳۹۴	عیسائیوں کو نماز مسجد میں ادا کرنا
۳۰۴	خطبہ جمعہ کے بغیر نماز جمعہ کا حکم	۳۹۵	خطبہ میں تمنا اور تسمیہ مجبوراً کہنا
۳۰۴	سلطان یا اس کے نائب کے بغیر نماز جمعہ کا حکم	۳۹۵	دوسرے شعور کے تعاون کے بغیر
۳۰۵	خطبہ جمعہ اور نماز کے لیے	۳۹۵	انارینا آدمی کے لیے جمعہ کا حکم
۳۰۵	علیہ وسلم کا نماز کا حکم	۳۹۶	شعبہ جمعہ میں عدا استعمال کرنا
۳۰۵	دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار	۳۹۶	نماز عید کے بعد دو ملائیں
۳۰۶	جمہور عیدین کا خطبہ جمعہ کرنا یا نہ کرنا	۳۹۶	خطبہ جمعہ کے بعد قنات سے
۳۰۶	غیر مستقل امام یا خطیب نماز جمعہ	۳۹۶	پہلے حدیث کا ترجمہ کرنا
۳۰۶	عیسائیوں پر نماز کا حکم	۳۹۶	جمعہ کے دن اذان تانیہ کا جواب دینا
۳۰۶	خطیب کا خطبہ کے دوران منکر سے منع کرنا	۳۹۶	نماز جمعہ میں تاخیر کرنے کا حکم
۳۰۸	جمہور کی نماز کا اصل وقت	۳۹۸	ایک دن میں جمعہ دو عید کے خطبہ کا حکم
۳۰۸	حنفی العقیدہ کے لیے شامی العقیدہ	۳۹۸	جمعہ کے دن نماز سے پہلے
۳۰۸	ما کے پیچھے نماز عید پڑھنے کا حکم	۳۹۸	سورۃ کہف کی تلاوت کو
۳۰۹	عید گاہ جانے وقت تکبیر تیار پڑھنا یا نہ	۳۹۹	بارش کی وجہ سے جمہور کی نماز کا ترک کرنا
۳۰۹	عید کی نماز اور خطبہ دو کو	۳۹۹	مہربانی کی نیابت پر مہربان ہونا
۳۰۹	آرمیوں کے پڑھنے کا حکم	۳۹۹	کے لیے جمعہ کا حکم
۳۱۰	مکبیرات زمانہ بھول جانے کا حکم	۳۱۰	خطبہ جمعہ کے دوران کوئی منکر کام سے منع کرنا



صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۳۳	کتاب الجنائز	۳۱۰	تکبیرات زوائد پڑھنے کے بعد {
۳۳۴	غزوات کا حکم	۳۱۱	نماز میں مثل مل جونا {
۳۳۵	تکبیرات کے نماز جنازہ اور ان کے اعتبار میں	۳۱۲	تکبیرات تشریف کی تعداد
۳۳۶	نماز جنازہ کے لیے شہادت مکان مروقات	۳۱۳	تکبیرات تشریف حید کی نماز {
۳۳۷	وداعہ کا جنازہ	۳۱۴	کے بعد پڑھنے کا حکم
۳۳۸	جنازہ نہ پڑھنے کی صورت {	۳۱۵	تکبیرات تشریف قبول جانے کا حکم
۳۳۹	جنازہ پڑھنے کا زمانہ اور حداد کوئی ہے؟	۳۱۶	تکبیرات تشریف میں منیٰ زون {
۳۴۰	اگر مرد موجود نہ ہوں تو خواتین {	۳۱۷	تکبیرات زوائد کے وقت ہاتھ {
۳۴۱	نماز جنازہ پڑھا سکتی ہیں {	۳۱۸	بازو چلا کر رکھنا ہوتا ہے {
۳۴۲	مرد کے جنازہ کتنے دنوں تک پڑھا جاسکتا ہے؟	۳۱۹	دو اوقاف میں سوافر پر مشتمل گاؤں {
۳۴۳	مرد کے جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا گا	۳۲۰	میں نماز حید کا حکم {
۳۴۴	مشہور کی نماز جنازہ کا حکم	۳۲۱	نماز حید کے بیت چھوڑ دینا جائز ہے
۳۴۵	جرائم کے دوران ہنگامہ گاہ {	۳۲۲	ایک ایک گاہ میں دو رکعتیں {
۳۴۶	کی نماز جنازہ کا حکم {	۳۲۳	میں نماز حید کا حکم {
۳۴۷	فاسق کی نماز جنازہ کا حکم	۳۲۴	ایام تشریف میں قضا نمازوں کے {
۳۴۸	خودکشی کریمے والے کی نماز جنازہ کا حکم	۳۲۵	بعد تکبیرات تشریف پڑھنا {
۳۴۹	جنون کے جنازے کا حکم	۳۲۶	احکام کے تراویح جسدین {
۳۵۰	جسم کے بعض اعضاء پر جنازہ کا حکم	۳۲۷	میں تکبیرات زوائد کی تعداد {
۳۵۱	متعدد دسوات کا ایک ہی جنازہ کافی ہے	۳۲۸	چھوٹے گاؤں میں باری شہ نماز حید کو نہ کرنا
۳۵۲	جنازہ میں ہاتھ اٹھانے کا حکم	۳۲۹	غیر حید کے رسم میں چند سوالات
۳۵۳	تکبیر کا زمانہ مقصد جنازہ ہے	۳۳۰	حید کی نماز کتنے دنوں تک ادا کی جاسکتی ہے؟
		۳۳۱	احکام و مسائل حید و بعد ازہ فطر
		۳۳۲	نماز حید کے متفرق مسائل
		۳۳۳	صدقۃ الفطر

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۴۵۵	<b>مسائل شفی</b> <b>کتاب الجنائز</b>	۴۴۱	جنازہ کی ہاتھوں کی کثیر امامت ضروری نہیں
		۴۴۲	سجدہ میں تمام جنازہ کا حکم
		۴۴۳	جنازہ اُفتاد کھائی تو؟
۴۵۵	سیرت کو کھینچ کر ناپا کر مرگنا یا پانز ہے	۴۴۴	نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم
۴۵۵	سیرت کو غسل دینے کیلئے تھوڑے پرنڈے کا طریقہ	۴۴۵	دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم
۴۵۶	نماز جنازہ پڑھانے کیلئے وصیت کرنا	۴۴۶	غائب نماز جنازہ میں شرکت کا حکم
۴۵۶	نماز جنازہ میں درود شریف کا پڑھنا	۴۴۷	نماز جنازہ میں درود شریف کا تھیں
۴۵۶	قبر میں بیٹے کے مرقعہ پر ہے	۴۴۸	لا قاضی کو نماز جنازہ پڑھنے کا حکم
۴۵۶	کو قبسہ درخت کھڑا ہونے	۴۴۹	نماز جنازہ کی دعاؤں میں انفرادیت ہے
۴۵۷	نماز جنازہ میں سلام بھول جانا	۴۵۰	جنازہ کی صفیں طاق رکھنے کی شرعی حیثیت
۴۵۷	شوہر بیوی کو قبر میں نہیں اتار سکتا	۴۵۱	جنازہ میں دم نماز کے لئے کی شرعی حیثیت
۴۵۸	بیوی کی وفات پر شوہر لے لے	۴۵۲	تعزیت کے لئے چند منٹ کے سکوت کا حکم
	فصل نہیں دے سکتا	۴۵۳	ولی کے لئے تعظیم جائز نہیں
۴۵۸	بیوی اپنے غاونہ کو غسل دے سکتی ہے	۴۵۴	سیرت کے لئے پارہائی کا استعمال کرنا
۴۵۸	شوہر بیوی کو کھنی نہیں پہنا سکتا	۴۵۵	جنازہ میں سیرت کی پابائی کی جگہ پاک ہر طرف سے
۴۵۹	بھوٹے تھپے کا جنازہ ایک آدمی	۴۵۶	دعا بعد از جنازہ کی شرعی حیثیت
	کے لئے اٹھانا جائز ہے	۴۵۷	سیرت کے پاس قرآن مجید پڑھنا
۴۵۹	نماز جنازہ پڑھانے کے لئے	۴۵۸	شرک جنازہ کا ذکر یا بھکر کرنا مکروہ ہے
	ولی کی اجازت کا حکم	۴۵۹	بجیر و تدفین میں تاخیر کرنا
۴۶۰	جنازہ اٹھانے سے قبل اجتماعی دعا کرنا	۴۶۰	حرمت کی تدفین میں غیر عام کی شرکت
۴۶۰	قبرستان میں اٹھانا اگر دعا مانگنا جائز ہے	۴۶۱	قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا
۴۶۱	سولہ جواب کا سلسلہ سیرت کو دفنانے کے بعد	۴۶۲	عضو صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ
۴۶۲	سیرت کو قبرستان تک پہنچانے کا سنو طریقہ	۴۶۳	جس خلعت دار شدہ کی شرکت
۴۶۳	دنگر اگر قبر سے میریت کو کھانا	۴۶۴	دنگر اگر صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کی تعین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۴۷	<b>باب فی حکم الشہید</b>	۴۶۳	قتلہ میں دُوب کر دیا جائے { کو قتل دینے کا حکم
۴۷۱	شہید کی حقیقت	۴۶۳	آپس میں سے جو شخص ہوئے { کھن کے استعمال کا حکم
۴۷۱	آخر و اول اور دیوبندی شہید کے درمیان فرق	۴۶۴	بھوتوں سے بچنے کا حکم
۴۷۲	دینی ہونے کے بعد کھانے پینے کا موقع ملنے { بے تقویٰ نہ دیوبندی شہید نہیں رہتا	۴۶۵	نفس نماز پڑھنے کے دوران جنازہ { عامر ہونے پر نماز توڑنے کا حکم
۴۷۲	دست کے نہ صبرت میں نا معلوم افراد کے { باقیوں اور اہل خانہ الا شہید شہید ہے	۴۶۵	انفعلی سے جنازہ الٹ رکھ کر { میں پر نماز پڑھنے کا حکم
۴۷۳	حیوان جنگ میں ہر شخص سے ہرنے والوں کا حکم	۴۶۶	قبرستان سے سڑک گھسیٹنے کے حکم
۴۷۳	قاتل کے علاوہ کسی اور شخص سے { کادارہ قتل مظل شہادت نہیں	۴۶۶	قبرستان میں خشک گھاس کر { آگ لگانے کا حکم
۴۷۳	غریب کاری میں ہرنے والے { مسلمان شہید ہوتے ہیں	۴۶۷	میت کو دفن کرنے وقت سر کا منہ { نچا سمت ہر جہت پر تھکڑا کر
۴۷۴	ملک کے عین کے قبیرہ دیوبندی شہید { کا حکم سنگا اور دست نہیں	۴۶۷	رو بارہ کھولنے کا حکم
۴۷۵	آپس کے جنازات میں ہرنے { والے لوگوں کا حکم	۴۶۸	دفن سے پہلے میت کا پیرو و گھنا
۴۷۵	دقائق جنگ میں ہرنے والوں کا حکم	۴۶۸	دو قبروں میں سے میت { کون سی قبر میں دفن کا چاہئے
۴۷۶	افغانستان کے جاوید { ہرنے والوں کا حکم	۴۶۸	رشتہ داروں کا قبور میں ایک { ساتھ ہونے کا حکم
۴۷۶	شہید کو دفنانے سے قبل یا { بعد میتے دفن واپس لانا	۴۶۹	مسٹر حدیث کا جنازہ جنازہ کا حکم
۴۷۷	دین بائدار کے حکم کے بارے میں فقہانی مکاتبات	۴۷۰	دوبن نماز جنازہ پڑھنے کا حکم
		۴۷۰	میت کو قبر میں قبورہ دفن ہونا ضروری ہے

صفحہ	مضامینات	صفحہ	مضامینات
۲۹۱	سوانح اعلیٰ سے زائد رقم پر زکوٰۃ کا حکم		کتاب الزکوٰۃ
۲۹۱	معلوم رقم میں ہر سال کا اعلیٰ		
۲۹۲	زکوٰۃ واجب ہونے کا حکم		
۲۹۳	زکوٰۃ کی یکسوشت اور ایک ضروری نہیں	۲۸۳	باب وجوب الزکوٰۃ
۲۹۴	بہر مشعل مانع وجوب زکوٰۃ نہیں		
۲۹۴	جمع کے لیے جمع ضروری نہیں زکوٰۃ کا حکم	۲۸۴	دو بار روپے میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟
۲۹۴	منگنی یا قادی کے مال پر زکوٰۃ کا حکم	۲۸۴	زکوٰۃ کی ادائیگی میں نیت کی اہمیت
۲۹۴	شادی کے لیے جو شدہ رقم میں زکوٰۃ کا حکم	۲۸۴	زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے صحت و تولد کی شرط
۲۹۴	گھر میں استعمال ہونے والے	۲۸۴	زکوٰۃ کی ادائیگی میں ضروری سال کا اعتبار ہوگا
۲۹۵	مسلمان میں زکوٰۃ نہیں	۲۸۵	نئی سالانہ کی زکوٰۃ کا حکم
۲۹۵	کامیاب اور محنتوں کے مال میں زکوٰۃ نہیں	۲۸۵	کیا زکوٰۃ علی الفور واجب ہے یا اعلیٰ تدریجی؟
۲۹۶	والد کے مال سے بیٹا یا عازرت	۲۸۶	زکوٰۃ کی ادائیگی میں وقت کا تعین کرنا
۲۹۶	ولد زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟		
۲۹۶	حیثیت کی طرف سے زکوٰۃ دینے کا حکم	۲۸۶	صاحب نصاب آدمی کے پاس سال
۲۹۶	نوٹ سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم		
۲۹۶	قرض بردی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کا حکم	۲۸۶	کے دیر یا میں مزید سال آجائے تو
۲۹۸	گھسی کی رقم میں زکوٰۃ کا حکم	۲۸۶	اس میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟
۲۹۸	قرض منہا کرنے کے بعد زکوٰۃ دینا	۲۸۶	زکوٰۃ قضا ہو جانے کا صورت میں کیا کرنا چاہیے؟
۲۹۹	جائے گی یا قرض کی موجودگی میں؟	۲۸۷	مسکات کا نہ ہونا مانع وجوب زکوٰۃ نہیں
۵۰۰	جہی کے حق میں ہر رقم یا اپنے		
۵۰۰	ہم زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟	۲۸۷	مہتمم عدسہ کا ذائقہ مال علیہا پر
۵۰۰	وجوب زکوٰۃ کے لیے قرض کا منہا کرنا	۲۸۷	خرچ کرنے کے لیے کوئی لذت
۵۰۱	امانت میں زکوٰۃ کا حکم		
۵۰۲	حلال و حرام سے مخلوق مال میں زکوٰۃ کا حکم	۲۸۹	ضروری ہے یا ایک دفعہ کافی ہے
			اگر یہ معلوم نہ ہو کہ آدمی کو صاحب نصاب
			ہو گیا تو کیا کرنا چاہیے؟
			سوانح اعلیٰ سے لیے جمع کی
			ہوئی رقم پر زکوٰۃ کا مسئلہ

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۵۱۴	مسفر اور حلوین کے لیے زکوٰۃ وصفتاً	۵۰۲	برادری میں فقیر پر زکوٰۃ کا حکم
۵۱۵	کار قوم سے فقہ لپٹا ہوا نہیں	۵۰۳	فقیر پر زکوٰۃ کا حکم
۵۱۵	سال لگنے جانے کے بعد قرض مانع زکوٰۃ نہیں	۵۰۴	فقیر کی بیوی پر زکوٰۃ کا حکم
۵۱۶	قوی و ثریا کے سرکار خانہ پر زکوٰۃ کا مسئلہ	۵۰۵	فقیر کو بیزارت پر زکوٰۃ کا حکم
۵۱۶	نصاب سے کم سونے کے ساتھ	۵۰۶	انعامی یا نہ زکوٰۃ واجب ہے
۵۱۶	نقدی یا پر زکوٰۃ کا حکم	۵۰۷	برادری یا نہ زکوٰۃ کا حکم
۵۱۷	عید کے موقع پر زکوٰۃ بطور عریضہ	۵۰۸	بیک اور فقیر میں سے ماملہ
۵۱۷	شہر کے مقروض ہونے کا صورت	۵۰۹	منافع پر زکوٰۃ کا حکم
۵۱۷	ملا بیوی سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی	۵۱۰	جینگی کر کے کی رقم میں زکوٰۃ مانگ
۵۱۸	اسلم میں زکوٰۃ کا حکم	۵۱۱	بہر ہے یا کسایہ وار بہر؟
۵۱۹	زکوٰۃ لینے والے کو ہتھتے بغیر زکوٰۃ دینا	۵۱۲	زکوٰۃ کی رقم میں زکوٰۃ کا حکم
۵۱۹	افغانی مہاجرین کو ملنے والی	۵۱۳	رہن پر زکوٰۃ کا حکم
۵۱۹	املاویں زکوٰۃ کا حکم	۵۱۴	کیٹی کی رقم میں زکوٰۃ
۵۲۰	قلندری مرغیوں اور ان کی پرندوں پر زکوٰۃ کا حکم	۵۱۵	اچھڑ کے کاروبار پر زکوٰۃ کا حکم
۵۲۰	قلندری ملو اور دیگر شیش میں زکوٰۃ کا حکم	۵۱۶	طویل الیحد قرصوں میں زکوٰۃ کا حکم
۵۲۱	خالی ملاقہ بعد مانگے گیس میں زکوٰۃ کا مسئلہ	۵۱۷	میت کے ترکہ سے زکوٰۃ کا حکم
۵۲۲	زکوٰۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے	۵۱۸	حکومت کا زکوٰۃ کی زکوٰۃ وصول کرنا
۵۲۲	فروخت کے نتیجے میں	۵۱۹	کلیاں اور چھوٹے مال میں زکوٰۃ کا حکم
۵۲۲	نصاب میں شامل نہیں	۵۲۰	زکوٰۃ و دیگر اہل زکوٰۃ کی قیمت
۵۲۲	مکان کے لیے زمین خرید کر	۵۲۱	پتھروں میں زکوٰۃ کا حکم
۵۲۲	فروخت کر خرید زکوٰۃ کا حکم	۵۲۲	زیر مطالعہ کتابوں میں زکوٰۃ کا حکم
۵۲۳	نقص حرام مال میں زکوٰۃ واجب نہیں	۵۲۳	زکوٰۃ کی قیمت کے بغیر فقراء اور
۵۲۴	عنقہ ملک کے کر فی ٹوں پر زکوٰۃ کا حکم	۵۲۴	مساکین میں حکم لگتے ہیں زکوٰۃ نہیں
۵۲۴	زکوٰۃ میں زکوٰۃ ہر سال واجب ہے	۵۲۵	حکومت کا سوال یا نہ سے زکوٰۃ کا حکم

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۵۳۶	<b>باب زکوٰۃ فی الاموال</b>	۵۳۵	انفع بر موقوف تجارت کی قیمت
۵۳۶	زکوٰۃ میں سونے کا کوئی بھی قیمت مختص ہے؟	۵۳۶	زکوٰۃ کے لیے علی تجارت کا حکم ہے
۵۳۷	سونے کا مقروض مقدار سے کم میں زکوٰۃ کا حکم	۵۳۶	زکوٰۃ کی مقدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
۵۳۷	میاں جوئی کے شتر کے زیورات میں زکوٰۃ	۵۳۷	حد قدر زکوٰۃ کی مدت میں شمار نہیں ہوتا
۵۳۷	سونے چاندی کی مقدار میں ملحق ہونے	۵۳۷	قدر رقم کی بجائے دوسری شیا زکوٰۃ میں دینا
۵۳۸	ان حضرت عثمانی کی عمارت کی تحقیق	۵۳۷	دینے کا پانی زکوٰۃ میں دینا
۵۳۹	زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے	۵۳۸	زکوٰۃ کی رقم نسیوں میں ادا کرنا
۵۳۹	سونے کی قیمت کا اعتبار نہیں	۵۳۹	قرض وصولی کی ادا شدہ رقم
۵۴۰	سونا چاندی سے ہر سال	۵۳۹	سے پہلے سالوں کا زکوٰۃ کا حکم
۵۴۰	زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے	۵۴۰	گاڑی حایج اصلہ میں داخل ہے
۵۴۰	حکومت کی طرف سے عائد جمانہ	۵۴۰	سامان تجارت میں اندازہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی
۵۴۱	کی ادائیگی کے لیے زکوٰۃ دینا	۵۴۱	قرض پر زکوٰۃ کس کے ذمے واجب ہے؟
۵۴۱	اموال تجارت میں زکوٰۃ کا حکم	۵۴۱	حاصلہ نصاب سے زکوٰۃ ادا نکال د
۵۴۱	اموال تجارت میں زکوٰۃ کے وجوب	۵۴۱	مجموعہ مال مکان کی تعمیر میں خرچ کرنے
۵۴۱	کے لیے مرو بہ قیمت کا اعتبار	۵۴۱	کے باوجود زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی
۵۴۲	کاروبار کی جگہ کے خزانہ کے زیادہ سے زیادہ	۵۴۲	قرض کی وصولی پر مقدار سے بچنے
۵۴۲	مالی مقدار میں زکوٰۃ کا حکم	۵۴۲	کی صورت میں زکوٰۃ کا حکم
۵۴۲	مسجد کے لیے جمع ضرور رقم میں زکوٰۃ	۵۴۲	حوالہ ن حول کے بعد ترک گزرنے
۵۴۲	مسجد کی رقم پر تجارت کرنا	۵۴۲	پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم
۵۴۲	و اس میں زکوٰۃ کا حکم	۵۴۲	کی ایکس زکوٰۃ کا تباہ ہونا ہے؟
۵۴۳	جن امتیاز کے خریدنے میں تجارت کا	۵۴۲	بیکر و لند میں سونے یا چاندی
۵۴۳	ارزو نہ ہونے میں زکوٰۃ واجب نہیں	۵۴۳	کی کرہائی میں زکوٰۃ کا حکم
		۵۴۳	سونے چاندی کے احاطہ پر وجوب زکوٰۃ نام
		۵۴۳	زکوٰۃ کا ان چوری ہونے کے تر

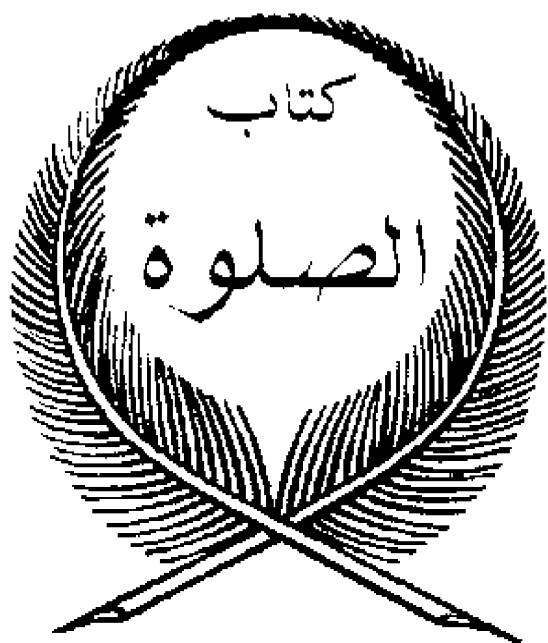


صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۷۵	سان کے بعد حج جتنے دن کے	۵۷۶	<b>باب العشر</b>
۵۷۵	نفلہ میں ترک نہ کرنا حکم		چشم کے پانی سے سہرا نہ کی
۵۷۵	عشر کا وجوب بالغ پر ہے یا مستحی پر؟	۵۷۷	سورت میں عشر کا حکم
۵۷۶	ایسا ہی ذرا نہ تو میں عشر کا مسئلہ		عشر اس جگہ کہ حجاب سے واجب نہ پائے
۵۷۶	مرد عورت میں عشر کا وجوب	۵۷۷	شراب دہی سے سب ہو نہ والی
۵۷۷	بھل وغیرہ دینا ہونے سے نہیں	۵۷۷	زین میں نصف عشر کا وجوب
۵۷۷	فروخت کرے یا عشر کا مسئلہ	۵۷۷	انکسار بعد کو دی گئی میری کی آمدنی
۵۷۷	کسی دوسری جگہ فصل فروخت کرے	۵۷۷	میں عشر یا نصف عشر کا وجوب
۵۷۷	کے صورت میں عشر کا ادا نہ کرنا مسئلہ	۵۷۷	آمدنی سال کا عشر پیشگی دینا
۵۷۷	فصل فروخت کرے کہ صورت	۵۷۸	قری خراجا سے کیا ہے غیر عشر واجب ہے
۵۷۷	جہاں عشر کس سے واجب ہے	۵۷۸	حکومت کا عشر اور نہ کو تہ و صول کرنا
۵۷۸	آچار پر دی ہوئی زمین میں	۵۷۸	پاکستان زمین کی شرعی حیثیت
۵۷۸	عشر کس پر واجب ہے؟	۵۷۸	قرعہ بالغ و وجوب عشر نہیں
۵۷۸	شغل میں عشر واجب ہے یا نہیں؟	۵۷۸	مایہ یا عیادت سے نہ ساقط نہیں ہوتا
۵۷۸	گنے میں عشر کا حکم	۵۷۸	ہجر و تشدد سے بچے ہوئے
۵۸۰	خود یا اس کی قیمت عشر ادا کرنا واجب ہے	۵۷۸	عشر کا احادیث سے ہے
۵۸۱	کوٹنگ بھلا میں عشر کا بیان	۵۷۸	نہ کاری ٹھکڑے عشر پر کوئی اثر نہیں پڑتا
۵۸۱	تیرا کو کا عشر کب ادا کیا جائے گا؟	۵۷۸	موقوفہ زمین کی عمر عشر کا حکم
۵۸۲	گھر کے اندر بچہ زرد و خول میں عشر واجب ہے	۵۷۸	نہ پر دی ہوئی زمین میں ترکہ کا حکم
۵۸۲	مزر و سہ زمین کے گھر بچہ زرد	۵۷۸	غصب پر عشر کا وجوب
۵۸۲	و خول میں عشر کا مسئلہ	۵۷۸	عشر نہ کی عمارت قسم مستحق نہ کی نہیں
۵۸۲	درختوں کے پھول میں عشر کا حکم	۵۷۸	آمال و مستحقین میں لگانا کا حکم
۵۸۳	بچہ سہ میں عشر واجب نہیں		
۵۸۳	سبز یوں میں عشر کا وجوب		



عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
انہوں میں شکر کے دجوب کا مسئلہ	۵۸۴	دجوب عشر کے لیے زمین کا	۵۹۴
مقررہ چیز پر بھی عشر واجب ہے	۵۸۵	بانک ہونا مشروط نہیں	۵۹۵
رقاء و عاس کے کاموں پر	۵۸۵	مکڑیوں میں عشر نہ ہونے کی علت اور ضمانت	۵۹۳
عشر کا رقم خسرو کرنا	۵۸۵	فروخت کرنے کی نیت سے لگانے	۵۹۵
شہد میں عشر واجب ہے یا زکوٰۃ؟	۵۸۷	ہوتے بیچ پر عشر کا حکم	۵۸۷
کی پھلیوں میں عشر واجب ہے	۵۸۷	فصل کے بار بار لگنے پر عشر کا حکم	۵۹۲
ہر فرمان کے مسلمانوں سے	۵۸۷	درختوں اور مکڑیوں میں عشر و زکوٰۃ کا مسئلہ	۵۹۲
نیکس یا عشر وصول کرنا	۵۸۷	ایسارہ کی نقد فی زکوٰۃ کا حکم	۵۹۴
فرزین اور پھلیوں کے سامان کے لیے	۵۸۷	عشر فی عقود واجب ہے یا علی التامین؟	۵۸۸
کاشت شدہ درختوں میں عشر کا مسئلہ	۵۸۷	نہر کا اور باغی پانی سے سیراب	۵۸۸
ایک ہی رقم سے عشر اور	۵۸۸	ہونے والا پیداوار میں عشر قائم	۵۸۸
زکوٰۃ دونوں ادا کرنا	۵۸۸	انابت اسلامیہ جبراً عشر	۵۸۸
ذاتی استعمال کے لیے کاشت کردہ	۵۸۸	وصول کر سکتی ہے	۵۸۸
سبزی میں عشر واجب ہے	۵۸۸	نا بالغ کی ملکیت اسلامی میں	۵۸۸
خود روپوں میں عشر واجب ہے یا نہیں؟	۵۸۸	عشر کا مسئلہ	۵۸۸
جدید طریقہ کاشت کے عشر برائے فرائض	۵۸۹	مختص خود روگما میں	۵۸۹
فصل مقصودہ پر عشر واجب ہے	۵۹۰	جس میں عشر واجب ہے	۵۹۰
باغی کاشت کی روکھ پر چند دفعہ عشر کا حکم	۵۹۰	فتاویٰ ہندیہ و دوحنا کی عبارت	۵۹۰
جھکوت میں عشر واجب نہیں	۵۹۱	دشمبر القطن سے پیدا ہونے	۵۹۱
بازاری اور چاہی زمین میں عشر کا حکم	۵۹۲	و اے مشہد کا زائر	۵۹۲
عشر میں حلالان حق شرط نہیں	۵۹۳	نہری نہ تاجی عشر اور نصف عشر کا مسئلہ	۵۹۳
پھل پکنے سے پہلے بیج کی موت	۵۹۳	محبت کے مابین دجوب عشر کا مسئلہ	۵۹۳
میں عشر عشر شتری پر ہے	۵۹۳		





کتاب الفکر فی علم السیاسة  
 مؤلفه: میرزا محمد باقر  
 تصنیف: ۱۲۵۵ هـ  
 تصحیح: ۱۲۵۵ هـ  
 کتاب الفکر فی علم السیاسة  
 مؤلفه: میرزا محمد باقر  
 تصنیف: ۱۲۵۵ هـ  
 تصحیح: ۱۲۵۵ هـ

## باب المواقیت

### (نمازوں کے اوقات)

سوال :- ہمارے علاقہ کی مسجد میں جو کچھ اوقات نماز کو مقررہ وقت سے ٹوٹ کر کرنا مقرر ہیں، لیکن بعض اوقات امام صاحب وقت مقررہ سے تاخیر کر کے آتے ہیں جس کی وجہ سے بعض لوگ دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے چلے جاتے ہیں۔ کیا نمازوں کو مقررہ وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب :- نمازوں کے لیے مقرر شدہ اوقات متعین نہیں بلکہ نمازیوں کی سہولت کو مد نظر رکھ کر مقرر کیے جاتے ہیں، اگر ان اوقات میں کچھ تعذیم و تاخیر ہو جائے تو مستحب نہیں بلکہ مکروہ وقت داخل نہ ہونے کو کوئی حرج نہیں۔ تاہم اگر ایام تقوٰہ دار ہو تو دیگر دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے مقررہ وقت سے تاخیر کرنا کراہت سے خالی نہیں، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ نماز مستحب وقت میں پڑھی جائے۔

قال المصنف رحمہ اللہ: وینتظر ان یؤذن الناس ویقیم الضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس اعلیٰ و ادب و الا فی الغروب (۱) و اذا انقضت علی صلیہ ذالحدیث ج ۳۵۵ باب الاذان و السنة

سوال :- فجر کی نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ اور طلوع بطراود

الجواب :- نماز فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہوتا ہے جس کی مقدار تقریباً سو اٹھ گھنٹہ ہے تاہم کئی ذریعہ بھی ممکن ہے۔ اور صبح صادق کی علامت یہ ہے کہ اُس وقت آسمان کے آفاق پر سفیدی سی ہو رہی ہوگی ہے جو آسمان کے آفاق میں چلی ہو رہی ہے۔

و فی احادیث: و ینتظر ان یؤذن الناس ویقیم الضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس اعلیٰ و کثیرھا کذا فی معراج ابن جریر: ینتظر ان یؤذن فی احد الوقت و یقیم فی وسطہ حتی یرفع استنجی من وضوءہ و المصلی من صلوٰتہ و یقیم من قضاہ حجتہ کذا فی کتابنا فی احادیث زہدنیہ ج ۱ ص ۱۸۱ و فی البحر الرائق ج ۳ ص ۳۵۵ باب الاذان۔

قال المعصني: وكنت صلاة الفجر... ومن اول (منوع) الفجر الثاني وهو  
البيان المنتشر مستطيل الاستطيل (الذي) قبل طلوع (كلام) بالغيم غير مصرف  
اسم الشخص - (والذي) مختار على مدار اختار ج ۱ ص ۲۶۳ کتاب الصلوة

رمضان میں صبح کی نماز نہ رکھی میں پر صبح سوال :- ہمارے علاقوں میں رمضان کے پہلے  
میں صبح کی نماز عموماً غلص رکھا کرتے ہیں پر کیا ہمارے

ہے جس سے جماعت میں شرکت ہوتی ہے کیا لقمہ حنفی کی طرف سے یہ درست ہے ؟  
الجواب :- جواز کے کسی کو انکار نہیں لیکن فقہ حنفی میں اسفار کے استحباب میں اضافہ  
کا اشتہار کہیں نہیں لکھا ہے اس لیے شاید نئی مصحف کی رو سے بہتر ہو لیکن بعض اشیاء  
سے اسفار مستحب ہے۔

لما قال شيخ الإسلام أبو بكر بن عمر البستي: ويستحب السفر بالفجر... قيل  
هو ان يصلي في وقت نوصلي يقرأ آية مسنونة سورة فاذا فرغ ظهر له ضاد في  
ظهارته أمكنه الوضوء والاهوة قبل طلوع الشمس وهذا كالمه في لسوق الفجر  
في الاذمنة كلها الايام الفجر بالمزدة لغة للعاج -  
(واجوز هرة النجوة ج ۱ ص ۲۶۳ کتاب الصلوة) -

نماز کے لیے مستحب وقت کیا ہے ؟ سوال :- جواز سے قطع نظر نمازوں کے اوقات  
مستحبہ کی حقیقت کیا ہے ؟ تعمیل افضل ہے  
یا تاخیر ؟

لقد وفي الهندية وقت الفجر من الصبح الصادق وهو البياض المنتشر في الافق الى طلوع الشمس  
والعبرة بانك قد وهو البياض الذي يبدو وطولا ثم يعقبه انقلاب فاما انك قد لا يدخل  
وقت الصلاة ولا يجر الاصل على انما لم تكن في اسكافي -

الحمد لله ج ۱ ص ۲۶۳ الباب الاول في المواقيت ومثله في البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۳  
ثم قال المعصني: والمستحب للرجل ان يقرأ في الفجر باسفار وان لم يقرأ به حرام المستحب  
بجيش يرتل اربعين آية ثم يعيد بطهارة نوصد وقيل يؤخر ج ۱ ص ۲۶۳  
مرحوم لا يحتاج بمزدة لغة - (والذي) مختار على مدار اختار ج ۱ ص ۲۶۳ کتاب الصلوة  
ومثله في شرح الوافية ج ۱ ص ۱۲۸ کتاب الصلوة -

**الجواب :-** مطلقاً تبیین یا تاخیر مستحب نہیں بلکہ تقیہ کی تصریحات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ فجر کا مستحب وقت اسفار ہے، اور گرمیوں میں ظہر کو مؤخر اور سردیوں میں مقدم کیونکہ پڑھنا افضل ہے، عصر کو گرمی و سردی دونوں میں مؤخر کی افضل ہے بشرطیکہ سورج متغیر نہ ہو، اور عشاء کو ثلث یا بل یکس مؤخر کرنا افضل ہے، تاہم اگر آسمان ابر آلود ہو تو عصر و عشاء کو مقدم کر کے اور باقی کو مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

قال المصنف: والمستحب للرجل راحة بعد ما في السفر من التعب، وهو المختار بحيث يترك الرجل راحته، ثم يصلي، يظهره لو نزل أو قيل يؤخره، لأن الغدوة موهوم (والاحراج بمزدة لغة) فالتغليب أفضل كبرأة مطلقاً وفي غير الغدير الأفضل بها انتظار فرائض الجاهلة (وتأخير الظهر العفيف) بحيث يمشي في الظل (مطلقاً).... وتأخير عصر صيفاً وشتاء توسعة للنوافل، وما لم يتغير في كاد، فإن الاختار لعين فيها في كل عصر (و) تأخير عشاء في ثلث الليل في الخريف.

والمستحب تعجيل ظہر نشاء يلحق به الربيع والصيف والخريف وتعجيل عصر وعشاء يوم غيم.... وتأخير شعورهما فيه.

والله المختار على صدره، وقد أختار به المصنف كتاب الصلاة في

**سوال :-** نماز عصر میں تقیہ کرنے یا تاخیر کو مستحب نماز عصر میں تاخیر کی مفت دار لکھا ہے، لیکن تاخیر کی مقدار کیا ہے؟ اس کے بارے

مے وہی الحنفیہ پر مستحب تاخیر الغفر کا ذکر ہے، لیکن بعض الفقہاء في طروق الشمس قبل یسفر بہا.... ویستحب تأخیر الظہر فی العیق وتعجيله فی الشتاء.... ویستحب تأخیر العصر فی کل زمان ما لم تتغير الشمس.... ویستحب تعجيل المغرب فی کل زمان کن فی الکفی.... وکن تأخیر العشاء فی ثلث الليل والنورانی بعد اللیل لمن یشت بالانتظار.... وفي يوم غيم یؤخر الظہر كما فی حال الصحو ویؤخر الظہر شلاً یقع قبل الزوال ویعجل العصر غوماً من أن يقع فی الوقت المکروه ویؤخر المغرب غوماً من الوقوع قبل الغروب ویعجل العشاء کیلاً من مع مطر وشیخ عث الجلاء ع.

(المطبعة بمصر) کتاب مواظبة الصلوة (ومثلہ فی شرح انوار الیقین) کتاب اصول

بارے میں معلومات فراہم فرما دیں؟

**الجواب :-** عصر کی نماز میں بلا شک و شبہ تاخیر مستحب ہے لیکن اتنی تاخیر کہ نابواصفر اور  
اشمس تک مفسد ہو کر وہ تحریمی ہے، سوانح پر زبردی کے آثار ظاہر ہونے سے قبل  
نہی نماز عصر سے قارغ ہونا چاہیے۔

قال المحقق في رد المحتار في الصلوات في عصر ما ذكره في (رد المحتار) في قوله شرع فيه قبل  
التغير فمدد اليه لا يكره، والله اعلم بالصواب، ج ۳، کتاب الصلاة، ص ۲۸۵

**سوال :-** مثل ثانی میں ظہر کی نماز پڑھنا ادا ہے یا قضاء؟ جبکہ

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ امام ساجد نے مثل ثانی کے قول سے  
رجوع کر لیا تھا لہذا مثل ثانی میں پڑھی گئی نماز ادا نہیں بلکہ قضاء ہے، حقیقت واضح فرما دیں؟

**الجواب :-** محققین احناف کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے کہ مثل ثانی میں ظہر کی نماز پڑھنا  
ادا ہے قضا نہیں، اور یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ امام صاحب نے اپنے قول سے رجوع  
کر لیا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ ایک اعتراض ہے، البتہ لفظاً یہ ہے کہ مثل ثانی سے قبل ادا کر دے۔

قال ابن عابدین: قوله الذي يلوغ السطل مثليه، هذا ظاهر الرواية  
عن أكمام نهائية وهو الصحيح بدافع ومحيط وينابيع وهو المختار  
وغاية، واختار الإمام العيني وعول عليه النسفي وصدا الشافعية  
نصحيح قاسم واختار أصحاب السور، وقضاء الشارحون قسوا  
الطحاوي ويقولان ما أخذ يدل على أنه المذهب وما في التبيين  
من أنه يقتضي بقولهما في العصر والعشاء مسلم في العشاء فقط على

له قال ابن نجيم: قوله العصر والعشاء (الصلوات) اطلعت فشمسها الصيف والشتاء  
لما في ذلك من تكثير التواقل لكرهتها بعد العصر والبراز بالتغيران تحسوا  
الشس بحال لا تعارض فيها لغيره على الصحيح فان تأخير حاله، مكره ولا  
كالفضل لانه ما عور بها منهن عن تركها فلا يكون نقصا مكره  
كذا في السراج - ر البحر الرائق ج ۱، امك ۱، مواقيت الصلوة (۱)  
وعنه في الهندية ج ۱، امك ۱، مواقيت الصلوة



مافیہ ونماہ فی البحر۔ والذی فی صدرہ التاریخ اصل کتاب الصلاة بماء  
سورج غروب نہ ہونے کی حالت میں نماز کا حکم **سوال** بعض اوقات غروب کی جا  
نہیں آتا ایسی حالت یا ایسے ملک میں جہاں پر سورج غروب نہیں ہوتا، نماز پڑھنے کا کیا  
حکم ہے؟

**الجواب**۔۔ جہاں پر سورج کے غروب نہ ہونے کی وجہ سے رات و دن کا امتیاز  
نا ممکن ہو تو عربی ملک کے اوقات کو اعتبار دے کر جو بیس گھنٹوں میں پانچ نمازوں کا  
اہتمام کرنا ضروری ہے، تاہم اگر کہیں سفر کی حالت میں وقت متعدد ہو لیکن سورج کا غروب  
ممکن ہو تو پھر سورج کے غروب میں تاخیر سے نماز کے اوقات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔  
قال المحقق (وفا قدوة) کما یفہم فان فیہا یطلع الفجر قبل غروب  
الشفق فی اربعینۃ اشیاء مکلف بیہا یشقہا ولا یشوی المتعذر نقد  
وقت الاداء بہ اثنی البہان اکبیر واختارہ الکمال و تبعہ ابن الشحنة  
فی ألقارہ فصحصہ فزعم المعتز انہ الذہب۔  
(لہذا التاریخ علی صدرہ التاریخ ج ۱ ص ۳۳۱ کتاب اعتقاد ج ۱ ص ۲)

لہ قال ابن نجیم (قولہ والظہر من الزوال الی بلوغ الظل مثلیہ سوی الفقی) ای وقت الظہر  
..... والاولی قولہ فی حقیقۃ قال فی البدائع (ہا الذکوۃ فی الاصل وهو الصحيح  
وفی النہایۃ) ہا ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ وفی غایۃ البیان و بیہا اخذ ابو حنیفۃ  
وهو المشہور عنہ وفی المعیط والصحیح قولہ ابی حنیفۃ وفی البدائع وهو الصحیح عن  
ابی حنیفۃ وفی تصحیح القدح فی علامۃ قاسم ان برہان الشریعۃ (المحبوبی  
اختارہ وعول علیہ الشفیہ) (طبع الیرائق ج ۱ صفحہ ۱ کتاب الصلوۃ)  
لہ لما اخرجہ الامام مسلم بن الحجاج (التشیری) عنہ انہ انوار بن صفوان حدیثاً طویلہ  
ما ریشہ فی الارض قال (و یوم یوماً) یوم کسۃ و یوم کثیر و یوم کجۃ و سائر ايامہ  
ما کانکم قلنا یا رسول اللہ قل فی الیوم الذی کسۃ اکتفیۃ فیہ صلوۃ یوم قل لا قیلا  
لہ قد رقت۔۔ الخ (الصحیح المسلم ج ۱ ص ۳۳۱ باب ذکر الیوم)

**سوال** میں ایک طالب علم ہوں وہ تعلیم کی غرض سے ایک شہر میں آیا  
 زوال کا وقت بولا یہاں یکساںات بہت مختلف نہیں ہے وہ یہ کہ دھاری مسجد کا امامت  
 فرماتے ہیں کہ نماز ظہر کا وقت ۱۱/۵۵ سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہم نماز ۲/۲ بجے پڑھتے  
 ہیں کیا ہم اس مووی صحت کی بات کا اعتبار کر کے ۱۱/۵۵ بجے سے پہلے نماز پڑھ سکتے ہیں؟  
**الجواب** :- زوال کا وقت موسم کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے اور اختلاف مکان کی  
 وجہ سے زوال کے اوقات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے تحقیق کر کے معلوم کیا جائے کہ  
 زوال کا وقت اس وقت ہمارے پر دین کیسا ہے؟

اسلام سے بلاد میں جو نماز ظہر پڑھی جاتی ہے مستحب وقت میں پڑھی جاتی ہے اگر  
 کوئی اس سے قبل بھی پڑھنا چاہے تو وقت زوال معلوم کر کے پڑھ سکتا ہے البتہ زوال کے  
 وقت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

و الزوال ظہور زلیخة الظل بکل شخص فی جانب المشرق کذا فی الکافی  
 وطریق معرفة زوال الشمس ونئی الزوال ان تغرب خشبة مستویة فی ارض  
 مستویة فنادام الظل فی الانقراض فالشخص قد انما تعلق واذا اخذ ظل  
 فی الاذیاد علم ان الشمس قد زالت فاجعل علی رأس الظل علامة حسن  
 موضع العلامة لی غشیة یكون فی الزوال۔

والھندیة ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الاول فی اوقات الصلاة (

ثلاث ساعات لا یجوز فیھا المکثورات ..... وعند الانقضاء فی  
 ان نزول۔ والھندیة ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثالث فی بیان الزووت۔ بتی لا یجوز  
 فیھا الصلوة وعکسہ فیھا)۔

لقد علم فی معرفة الزوال روايت اصحاب ان یغرب خشبة مستویة فی ارض مستویة  
 ویجعل عند منہ ظلھا علامة فان کان الظل یفقد عن العلامة فی الشمس لم تزل  
 وان کان الظل یطول ویجوز الخط عن اشہا زانیت وان امتنع الظل من ان یقصر  
 والظول یعود وقت الزوال کذا فی المجموعۃ۔ و یجوز ان ج ۱ ص ۱۸۱ باب الصلاة  
 ومنع عن الصلوة ومسجدة، ثلاثۃ اجازۃ عند طلوع والاسود۔ (مجلد ۱ ص ۱۸۱)

مکروہ اوقات کی مقدار کا حکم | سوال :- طلوع اور غروب آفتاب کے دوران مکروہ وقت کی مقدار کتنی ہے؟

الجواب :- فقہاء کرام نے ان اوقات میں مکروہ وقت کی پہچان کا علامت یہ لکھی ہے کہ طلوع یا غروب آفتاب کے وقت جب کوئی سورج کو دیکھے تو دیر تک دیکھ سکے اور اس کی آنکھوں کو کسی جسم کی دشواری محسوس نہ ہو بشرطیکہ آسمان بالکل صاف ہو یا دلی وغیرہ نہ ہوں تو یہ وقت مکروہ ہے۔ فقہین معتدل یہ ہے کہ جب سورج ایک ربع ذریعہ ہو کہ بارہ باشت کا ہوتا ہے ہر ایک برابر اونچا ہو جائے تو اس کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے اس سے قبل کا وقت مکروہ ہے اور غروب کے وقت جب سورج ایک ربع سے کم ہو جائے تو مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت صرف اسی دن کی نماز عصر پڑھنی جائز ہے باقی نمازیں جائز نہیں۔

قال العلامة الفاضل، وتأخير عصره فيها وشأنه توسعة التناول والمعرفة بمراد ما بان لا قسار العين فيه في الامم - قال ابن مابدين، رخصت قوله في الامم مصححه في الهداية وفي الظهيرية ان امكنه المالة انظر فقد تغيرت وعليه انفتوح في النصا وغيره وبه ناخذ وهو قولنا تمتنا الشراة ومثاخر يلزم وغيره... وقيل حدلتغير ان يبقى للغروب اتم من ربيع - رد المحتار ج ۲ ص ۲۶ کتاب الصلوة، اوقات الصلوة ( قال ابن مابدين، ايضا رخصت قوله مع شروق ما دامت العين لا تحرقها في حكم انشروق كما تقدم في الغروب انه الامم كما في العين... اقول ينبغي تعميم ما نقلوه عن الامم لانما محمد بن ابي اسحق قال في حكمة الطلوع كانت اصحاب التوفيق متساو عليه في صلوة العيد حيث جعلوا اول وقتها من الارتفاع ولذا جزم به في التفسير ونحوه لا يوضح - رد المحتار ج ۲ ص ۲۶ کتاب الصلوة اوقات الصلوة :-

لما قال ابن خزيمة، وذكر في الاصل ما لم توضع الشمس من ربيع في حكم الطلوع وانما الصلوة انما الحسن ما دام يقدر على النظر الى قرص الشمس في الطلوع فلا عمل الصلوة ما لا يعجز عن النظر حلت به البحر واليقين ج ۲ ص ۲۵ کتاب الصلوة، باب المواقف (

وفي الهدية، وعند الامام في ان تعيب الامم في ذلك فانه يجوز اذ لا عند الغروب - (الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۵ الفصل الثالث في بيان الاوقات التي لا تجوز فيها الصلوة (

**استواء شمس کے وقت مکروہ وقت کی مقدار** | سوال :- استواء شمس کے وقت مکروہ  
 مختلف اوقات ہیں، بعض لوگ دو تین منٹ اور بعض بیس پچیس منٹ کا دورانیہ بتاتے ہیں اس  
 دل میں شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں، اندریں صورت مکروہ وقت کی صحیح مقدار  
 از روئے شریع بیان فرمائیے ؟

**الجواب :-** زوال میں زیادہ وقت نہیں گنا اور نہ اس کے لیے کوئی تعین وقت  
 مقرر ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ نصف النہار سے چند منٹ قبل اور چند منٹ  
 بعد نماز پڑھنے سے تو وقت کرنا چاہیے۔

ہکذا اف فتاویٰ مصنفودیدہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ - ۱

**مکروہ اوقات میں نماز جنازہ و سجدہ تلاوت کا حکم** | سوال :- مکروہ اوقات  
 آفتاب اور استواء شمس کے وقت نماز جنازہ پڑھنا یا سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟  
**الجواب :-** مکروہ اوقات میں اگر جنازہ تیار ہو جائے یا سجدہ تلاوت واجب  
 ہو جائے تو ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ تلاوت کرنا بلا کر بہت جائز ہے  
 البتہ اگر جنازہ پہلے سے تیار ہو یا سجدہ تلاوت پہلے سے واجب ہو چکا ہو تو پھر ان  
 اوقات مکروہ میں نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ تلاوت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قال العلامة المحقق: وكيفية صلاة مطلقاً ولو قضاء أو وجبة أو نفلًا وعلى جنازة  
 وسجدة تلاوت وسهواً لا شك في شروق واستواء وغروب العصر يومه... و...  
 سجدة تلاوت وصلاة جنازة نلت في كامل وجبته الجنازة قبل لوجوبه كما مثلاً  
 فلا ينادى ناقصاً فلو وجبت فيها لم يكره فعلها أي تحريمها في التحقة لا في الفضل  
 إن لا تؤخر الجنازة - قال ابن عابد بن: رقت قولنا في التحفة (ف) فثبتت كقولنا في

لے قال التیجانی محقق محمد یوسف الدہلوی، زوال میں تو سے زیادہ منٹ نہیں گئے لیکن  
 امتیاطاً نصف النہار سے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد نماز میں توقف کرنا چاہیے۔

وآپ کے مسائل اور ان کا حل ۲۲ صفحہ ۱ اوقات نماز

فمسجد التلاوة دون صلوۃ الجنازة۔ رد المحتار ج ۱ ص ۳۷۴ کتاب الصلوۃ الاوقات

فجر اور عصر کے بعد قضاء نمازوں کا حکم  
اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک قضاء نمازیں  
پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟

**الجواب**۔ طلوع فجر کے بعد نماز فجر سے پہلے صرف دو رکعت سنتیں ہیں ان کے  
علاوہ اور کوئی نفل نماز جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے اور عصر کے نماز کے بعد نفل جائز  
ہیں البتہ قضاء نمازیں پڑھنے میں کوئی قیاسیت نہیں۔

لا قال المصنف المحقق، وكذا فعل قضاء ولو تحية مسجد ولو سنة الفجر بعد  
صلوة فجر و صلوة عصر ولو الجمعة يعرفه ولا يكون قضاء فائتة ولو وثراً الخ  
قال ابن مابدين، رقت قوله ذكره نقل، ولكن اهية ههنا تخبر بعية ايضا كما صرح  
به في الحلية، ولو لم عبر في الحنية والخصاصة، بعدم الجواز، ومن لم يعدم الغل لاعداء  
الصحة كما لا يخفى۔ رد المحتار ج ۱ ص ۳۷۴ کتاب الصلوۃ اوقات الصلوۃ سنتہ

حرین شریفین میں مشرین سے قبل نماز عصر پڑھنے کا حکم  
سوال بر لوگ جب حج یا عمرہ کے  
لیجے حرین شریفین جلتے ہیں تو وہاں

لعمدة الهندية، ثلاث سمعت لانجونه فيها التكبيرة والصلوة الجنازة ولا سجدة التلاوة  
... هذا اذا وجبت صلوة الجنازة وسجدة التلاوة في وقت مباح واخرتا الى هذا  
الوقت فانه لا يجوز قطعاً ما لو وجبت في هذا الوقت واديت فيه جاز لانها اديت ناقصة  
كما وجبت... لكن الافضل في سجدة التلاوة تاخيرها وفي صلوة الجنازة ان لا يؤخر مكرراً۔

والنقل في الهندية ج ۱ ص ۳۷۴ الفصل الثاني بيان الاوقات التي يجوز فيها الصلوۃ وتكررها فيها  
وشرح في البحر الرائق ج ۱ ص ۳۷۴ مواقيت الصلوۃ۔

لصلى الله عليه وسلم ما رواه ابيهم الملقب، واما الوثبان ان يدخل... فانه يكره فيها التطوع فقد عدا يكره  
فيهما الفرض... واما الوثبان المذكوران ما بعد طلوع الفجر الى ان تطلع الشمس فانه  
يكره في هذا الوقت انواخذ كلها الا مسنة الفجر... وما بعد صلوۃ العصر الى غروب الشمس  
لحديث ابن عباس عن ابي بكر الصديق ج ۱ ص ۳۷۴ کتاب الصلوۃ الشرح الخامس

وشرح في البحر الرائق ج ۱ ص ۳۷۴ اوقات الصلوۃ۔

عصر کی نماز ششہیں سے قبل ہوتی ہے تو کیا ہم لوگ جماعت میں شامل ہو کر عصر کی نماز ادا کر سکتے ہیں؟ ششہیں تک تاخیر کریں؟

**الجواب:** عصر کی نماز ششہیں کے بعد پڑھنا افضل ہے اگرچہ اس میں جماعت فوت ہو جائے تاخیر نہ ہو مگر یہ حکم دیگر عام مقامات کے سینے ہے، زمین شریفین کی حرمت اور فضیلت کی وجہ سے جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے اور ششہیں تک تاخیر کرنا ضروری نہیں، بلکہ جو جن شریفین ہیں باجماعت نماز پڑھنا افضل ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: (وعليه عمل الناس ايوم) وانظر هن اذ قوم من تاذيروا عصر الى المدة لئلا فوتوا الجماعة فيكون الذل لما خيروا به ولا يظاھر الاول بل يلزم من اعتقاد رجحان قول الامام۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۳۵۹ کتاب الصلوة اوقات الصلوة)

**سوال:** رمضان المبارک میں افطار کی افطاری کی وجہ سے نماز مغرب میں تاخیر کرنا دوسرے روز سے کوئی غریب کی نماز میں تاخیر کر دیتے ہیں کیا افطار کا وجہ سے نماز مغرب میں تاخیر کرنا جائز ہے؟

**الجواب:** مغرب کی نماز میں دو رکعت نماز کی مقدار تاخیر کرنا تو بڑا اتفاق یا نزہہ ہے اس سے زیادہ تاخیر کرنا محروہ تہمیدی ہے البتہ رمضان المبارک میں جب جو کئی دن ہو تو چند مثل کی تاخیر جائز ہے بشرطیکہ یہ تاخیر مستر و عام کے کثرت تعدو میں چلتے ٹک نہ پہنچے، اس لیے کہ بھوک کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

فما خلاصة المحققين: (و قد لا يخير لا الفعل لانه ما موهبه تحريما لا بعد من كسره يكونه على كل) قال ابن عابدین: (وتحت قوله لا بعد من) وجوابه الامن عدم كسره من موز وحضور ما كذا (او شیم) (رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۵ کتاب الصلوة اوقات الصلوة)

**سوال:** اگرچہ مساجد میں نماز مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت کے تعین کا حکم کے لیے دائمی کیلئے ہوتے ہیں اور

نحوال علامہ عالمین العدول الافاضاء: (و اما انظر فيكون تاخيرا لانه ريث الشمس والسموية لا بعد من كسره) (و ان كان على ما تقدم) (و اما انظر فيكون تاخيرا لانه ريث الشمس والسموية لا بعد من كسره)

نزل اس کے مطابق نماز کے اوقات تبدیل کرتے ہیں، ان میں سے بعض گنٹھہروں میں مغرب و  
عشاء کا درمیان وقت پورے دو گنٹھے اور بعض میں ٹوڑے گنٹھہ کا وقت درج ہو گیا ہے، اب سوال  
یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان صحیح وقت کتنے ہے ؟

**الجواب :-** مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی متعین وقت مقرر نہیں، البتہ مفتی بر قول کا  
رہے شیعہ ائمہ کے غروب کے بعد عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے، جبکہ غلط استدلال کے برعکس  
مقام پر معتدل ایام میں ۲۵ منٹ کے بعد شیعہ ائمہ غروب ہوتا ہے اور ۲۵ منٹ کے بعد  
سودی غروب ہوتی ہے، دیگر مقامات میں اس سے زیادہ وقت بھی ہو سکتا ہے اور اس  
زیادگی کی کوئی تحدید نہیں، البتہ مغرب کی اذان کے سوا گنٹھہ بعد شام کی اذان دینی چاہیے۔  
قال العزامة المحقق: وقت غروب منہ اذان غروب، النصف وهو آخره عندنا  
وہو قائم الاذان، والیہ رجوع الیہام کما فی مذہب الجمع وغیرہما کان ہو  
المذہب۔ قال ابن عابدین: (وقت غروب منہ رجوع الیہام)۔ ای اذان قولہما الذی  
ہو و رایتہ عنہ ایضا وصرح فی الجمع بان علیہا الفتویٰ۔

(رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۱ اوقات الصلوٰۃ مطلب فی احوالہ و توسلہ)

**نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنے کا حکم** | سوال :- ہم نے عام نمازوں میں پڑھا ہے  
کہ نماز عشاء کا وقت غروب شفق سے ہے مگر  
ظہور فجر تک ہے یعنی اس دوران نماز عشاء پڑھنا فرض ہے لیکن مجموعۃ الفقہاء و روایہ  
راہی ایم سعید کراچی کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کی نماز نصف شب کے بعد  
پڑھا کر وہ تحریمی ہے اور صبح کے وقت نماز کا اعادہ واجب ہے، لہذا اگر نصف شب کے  
بعد نماز نہیں ہوتی حالانکہ یہ وقت نماز کی گاہ ہے۔

**الجواب :-** عشاء کی نماز کو نصف شب تک مؤخر کرنے میں علما کا اختلاف ہے  
بعض کے نزدیک نصف شب تک مؤخر کرنا مکروہ تحریمی ہے اور جو بھی نماز کو اس وقت تحریمی

لے وہ اہل ہندو، ذوقت المغرب منہ الذی یرویہ، تلافی وهو الخیر عندنا و یہ یفتی۔

الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ باب الاول فی المواقیت الفصل الاول فی اوقات الصلوٰۃ

و مثلاً فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۱۱ مواقیب الصلوٰۃ۔

اور لی جائے واجب الزاماً وہ ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ اس میں کہ  
علت تعلیل جماعت ہے، اگر بہت تنزیہی ہے، مگر غلامی اولیٰ ہے اور یہی رائے راجح اور مفتی پر ہے  
اس لیے نصف شب کے بعد بھی عشاء کی نماز پڑھی جاسکتی ہے، اور اس کا مادہ بھی واجب نہیں  
مرفوع خلاف اوقی ہے۔

لعاقول العلماء من الغصن، فان آخرها ما خلاصه النص كره لتقليل الجماعة۔۔۔  
ذو بن عابدین: تحت قوله كره: ای تعریضاً كما يأتي تعديده في المتن وقد تميزها  
وهو لا يظهر كما تذكره عن تعبد۔۔۔ (مراد المختار ج ۱ ص ۲۸۱) كتاب الصلوة، اوقات الصلوة  
ايضاً وقال ابن عابدین: تحت قوله الماتر ای تعریضاً كذا في البحر من التفتية  
لكن في حلية الكلام الطحاوی يشير إلى ان التكرار في تأخير العشاء من جهة  
وهو لا يظهر۔ (مراد المختار ج ۱ ص ۲۸۱) كتاب الصلوة، اوقات الصلوة۔

تہجد کا وقت کب شروع ہوتا ہے | سوال:۔۔۔ بابت مفتی صاحب! مجھے تہجد پڑھنے کا بہت  
شوق ہے لیکن غصہ کے خبر کی وجہ سے صبح صادق سے  
پہلے اٹھائیں بے یے بہت مشکل ہوتا ہے، اگر میں آدھ رات کے بعد تہجد پڑھ کر سو جاؤں تو کیا  
میری تہجد کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب:۔۔۔ تہجد کے وقت کے بارے میں اگرچہ مختلف روایات مروی ہیں مگر راجح  
یہ ہے کہ نصف شب کے بعد تہجد کا وقت شروع ہو جائے گا، اگر کوئی نصف شب کے بعد سو جائے  
رکعت پڑھ لے تو تہجد ادا ہو جائے گی چاہے وہ سو یا سویا نہ آئے، ہم کو لکھنے کے بعد پڑھنا افضل ہے۔  
فان قال العلامة شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ: اول وقت آن بعد نصف شب است سواء  
سبقه النوم ام لا۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۸۱) كتاب الصلوة (۱)۔

لے قال: العلامة عام بن العلامة انصاری، ولی الغیثیۃ الا اذا كان فيه تفرق  
لجماعۃ وبعد ان نصف الليل مباح تحیر مکررہ۔ قال الطحاوی: وبعد نصف  
الليل إلى طلوع الفجر مکررہ اذا كان التأخير بغیر عذر۔

(الفتاویٰ التاتاریخانیۃ ج ۱ ص ۲۸۱) كتاب الصلوة۔ (البراقیت)

لے ما قال مفتی عبدالرحیم لاجپوری: مخالفہ یہ ہے کہ تہجد کا وقت نصف شب کے بعد شروع ہو جائے  
خواہ کچھ سو یا سویا ہو یا نہ سوئے کے بعد لکھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۸۱) (۲) اوقات الصلوة



**مغرب کے وقت کی مقدار** | سوال: زمانہ مغرب میں تعمیل کی افضلیت کو یہ قدر بعض لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ مغرب کا وقت نہایت مختصر ہے

اس کی مقدار عموماً کیا ہوتی ہے ؟

**الجواب :-** مغرب کا وقت تقویم کے مطابق غروب الشمس سے شروع ہوا شفقِ جمع کے غروب تک رہتا ہے۔ اور امام صاحبؒ کے نزدیک شفقِ امیض تک رہتا ہے۔

مغرب کا وقت موسم اور علاقہ یا ملک کے قرب و بعد میں متاثر ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ بعض علاقوں میں گھنٹہ اور بعض علاقوں میں ایک گھنٹہ توڑی منٹ اور بعض میں ایک گھنٹہ پندرہ منٹ اور بعض میں ایک گھنٹہ بیس منٹ وقت ہوتا ہے۔ عموماً مغرب اور عشاء کے درمیان ٹوڑی گھنٹہ کا وقفہ ہونا چاہیے۔

تاہم مغرب کی تباہ شفقِ جمع سے پہلے پڑھنی چاہیے تاکہ اختلاف سے محفوظ رہے۔ بہت مسافر یا دوسرے صاحبِ عذر کے لیے شفقِ امیض میں پڑھا کر ختم ہے۔

قال المحقق (رو) وقت المغرب منہ (یعنی) غروب الشمس و شفق (و هو الخمر) عندھا وہ ثالث الثلاثہ و الیہ رجع الامام کسافی شروع الجمع وغیرہا نکاح ہوا لہذا (رو) وقت العشاء و الوقت منہ الی الصبح۔ (و لدن اذ لم یدر الخمر) منہ (یعنی) منہ بالصلوۃ



لہ وقت المغرب منہ (یعنی) غروب الشمس و هو الخمر عندھا وہ ثالث الثلاثہ  
فی شرح الوقیۃ و عند ابی حنیفہ اشفق هو لیس فی النہی عن الخمر عندھا  
فی الفقہ وری و قولہما وسیع للناس و قول ابی حنیفہ احوط ان لا یصل فی  
باب الصلوۃ ان لا یثبت فیہا رکن ولا یشرط الا ما فیہ یقع کما فی التمیۃ  
ناقلاً عن الاسرار و مبسوط شیم الاسلام و وقت العشاء و یشرع  
غروب الشمس الی الصبح عند ابی الکافی۔

(المہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱) باب الاول فی المواقیب

## باب الاذان والاقامة

واذان اور اقامت کے بیان میں

**اذان کا شرعی حکم** | سوال :- اذان کا شرعی حکم کیسے ہے اور کن کن نمازوں کے لیے اذان دینی چاہیے ؟

**الجواب :-** اذان پانچ وقت نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیے دینا سنت مؤکدہ ہے ، فقہاء کرام نے کھلم کھلا کر اگر پوری قوم باند اتفاق ، اذان ترک کر دے تو اس کے ساتھ قتل کیا جائے ، البتہ پانچ وقت نماز اور جمعہ کی نماز کے علاوہ دیگر نمازوں مثلاً صلوٰۃ کسوف و خسوف ، تراویح یا جنازہ وغیرہ کے لیے اذان نہیں دی جائے گی ۔

لَقَالَ الْعَلَامَةُ عَصَمَكُنِّي : وَهِيَ سُنَّةٌ لِمَجَالٍ فِي مَكَانٍ عَالٍ مُؤَكَّدَةٌ كُنْ تَوَلَّجَ فِي مَلُوقٍ دَافِعٍ لِلْفَرَائِضِ مَحْسُورٍ فِي وَقْتِهَا وَنَوَاقِصِهَا كَالسُّنَّةِ لِلصَّلَاةِ حَتَّى يَمُرَّ بِهَا لَمْ لَا نَوَاقِصَ لَا يَسْتَعِينُ بِغَيْرِهَا كَعَيْنٍ - قَالَ ابْنُ عَابِدٍ : رَفَعَتْ قَوْلَهُ كَعَيْنٍ : أَيْ وَتَرَوْجَانِيَّةً وَكَسُوفٍ وَاسْتِسْقَاءٍ وَتَرَاوِيجٍ ، اَلْحَمْدُ

{ رد المحتار ج ۱ مشکوٰۃ ۲ باب الاذان }  
{ مسند ابی یوسف فی المواضع التي يتدبّر فيها الاذان }

**بیک وقت تعدد اذان** | سوال :- ہمارے شہر میں ایک مسجد ایسی ہے جہاں میں دو نماز کے اذان کے بعد اقامت سے پہلے دو نمازیوں کا صاحب

شعبۃ الاسلامۃ صدر الشریعہ : وَهِيَ سُنَّةٌ لِمَجَالٍ فِي مَكَانٍ عَالٍ مُؤَكَّدَةٌ كُنْ تَوَلَّجَ فِي مَلُوقٍ دَافِعٍ لِلْفَرَائِضِ مَحْسُورٍ فِي وَقْتِهَا وَنَوَاقِصِهَا كَالسُّنَّةِ لِلصَّلَاةِ حَتَّى يَمُرَّ بِهَا لَمْ لَا نَوَاقِصَ لَا يَسْتَعِينُ بِغَيْرِهَا كَعَيْنٍ - قَالَ ابْنُ عَابِدٍ : رَفَعَتْ قَوْلَهُ كَعَيْنٍ : أَيْ وَتَرَوْجَانِيَّةً وَكَسُوفٍ وَاسْتِسْقَاءٍ وَتَرَاوِيجٍ ، اَلْحَمْدُ

وَبَشَّرَهُ فِي مَرَاتِلِهِ بِفَضْلِ عَنِ صَدْرِ الطَّحطاوی مَشْهُدًا بِأَنَّ بَابَ الْاِذَانِ ۔

پہلی صف میں اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو کر اذان دیتے ہیں اور مسجد کے چاروں کونوں میں چھوٹے مارتے ہیں اس کے بعد اقامت ہوتی ہے۔ در نماز شروع کرتے ہیں کیا عند الشروع ایسا کرنا جائز ہے اور اس کا کوئی ثبوت ہے اور ایسا کرنے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**۔ عشاء کی اذان و اقامت کے درمیان متعدد بار اذان کہنا عند الشروع اس کا کوئی ثبوت نہیں یہ اپنی جگہ سے اختراع اور بدعت ہے، اذان صرف فرض نماز کے لئے مشروع ہے اس کے علاوہ اذان کی کیفیت ثابت نہیں۔

قال المحقق (لا منہ سعة مصلوۃ حتی یدوبہ کالموقت) (کاملین (غیرھا) کثیر الدار اختصاراً، مستدرک المتأخر ۱ ص ۲۹۷ باب ۱۵۵۱، کتاب المصلوۃ)۔

**سوال**۔ ایک شخص جو خود بھی ظالم ہے اور اس کے بیٹے بھی ایک بڑی کا داخل میں گرفتار ہو گئے ہیں، ان کی رہائی کے لیے اس نے رشوت دی اور ان کو رہا کر دیا۔ یہ شخص مستقل طور پر ایک مسجد کا مؤذن بھی ہے کسی کو اذان کہنے نہیں دیتا کیا اس شخص کی یہ اذان صحیح ہے؟

**الجواب**۔ ظالم کرنا اور رشوت دینا اور فقیرین سے ہے ایسے شخص کی اذان کو رشوتی ہے البتہ ایسی اذان پر نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ واجب الزام ہے جبکہ ایسی اذان پر نماز باجماعت بھی پڑھی جاسکتی ہے تاہم اذان کا دوبارہ پڑھنا مستحب ہے۔

قال المحقق (دیکرہ اذین جنب و اقامتہ و اقامتہ محدث لا اذانتہ علی المذہب دوم اذان (مراۃ) و غنی (بواسطہ) و نحوہا لکنہ ادعی باہما مہ و اذان من

جامع تفسیر... و بعد اذان (جنب شد یا قال ابن عابدین) بعد اذان جنب زاد المستوفی و القاسمی و الزک و الفاء عربی (رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۲۹۷)۔

لہ فی: (الحدیث) الاذان سے لادار لکتوریات بالجوامع کتوا فی فتاویٰ قاضی خان ولیس بغیر المصلوۃ الخس و الجمعة غولسن والوتر الی اخرہ۔ (راہندیہ ج ۱ ص ۲۳۱ باب الاذان)۔

لہ قال ابن حجر (تحت فتح القول (دیکرہ اذان... و انما سئل) انما سئل و سئل فوہ لا یؤتی بہ ولا یغیب فی (کامور الدینیۃ ولا یلزم احد) فلم یوجد الا خلاصہ۔

صرح بکواہ اذان الفاسق و لای دہ کا حادۃ فیہ یتبع علی وجہ نسبتہ۔ (المجموع فی حق ج ۲ ص ۳۲۳ باب الاذان) و ہذا فی فتح القدیر ج ۱ ص ۳۲۳ باب الاذان۔



حروف خاکش (۱) اور آخر خط مصدر زائد رج املا ۳۳۰ باب ما یفسد الصلوة (۲) لے  
**سوال** اگر اذان میں کوئی کلمہ بھول جائے اور بعد میں یاد آئے تو  
 اذان میں بھول جائے اس کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**۔ اگر کوئی کلمہ بھول جائے یا تقصیر و تاخیر کے فوائد تمام سے قبل اس کلمہ کو  
 کہے گئے تھے حریب سے اذان کہنا شروع کرے، البتہ اگر غلطی کا احساس اذان کے بعد ہوا  
 اور باتوں کی وجہ سے تدارک ممکن نہ ہو تو اعادہ کیا جائے۔

قال الحنفی: و لو قدم فیہما مؤخراً اعاد ما قدم فقط (و لا یستکم و ہما) املاً  
 و نوراً المستلام فان تکلم استأنفہ۔ (رد المحتار رج املا ۳۳۰ باب الاذان) لے

**سوال**۔ اذان و اقامت میں عموماً  
 دائیں جانب کا تعین  
 بسا اوقات ایسی طرف اقامت کہنے یا اذان دینے پر پڑا ہوا بھی جاتا ہے، اگر کوئی شرع  
 کیا یہ تعین درست ہے؟

**الجواب**۔ اذان و اقامت کے لیے کسی خاص جانب کا تعین ضروری نہیں  
 البتہ افضل یہ ہے کہ اذان ایسی جگہ پر دی جائے جہاں سے کامل طور پر سب لوگ اذان سن  
 سکیں چاہے مسجد کے دائیں جانب ہو یا بائیں جانب۔

لے ہما ان قرأ حرفاً مکان حین اوخر و حرفاً او نقص او قدم المتوخر و اخر المقدم و اما ان  
 کان کلمۃ او زائد کلمۃ او نقص او قدم و اخر و اما ان قرأ الیہ کلمۃ الیہ (نقص) او زائد  
 قدم المتوخر و اخر المقدم ام اذا قرأ حرفاً مکان حرف و لم یغیر المعنی بان قرأ ان  
 المسلمین ان المسلمون لا یفسد۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثانی عشر فی (۱) ما یفسد  
 لے اذا قدم فی اذانہ و اقامتہ شیئاً بان قال اولاً: اشهد ان محمداً رسول اللہ ثم قال  
 اشهد ان لا اله الا اللہ فلیء ان یقول بعد کلمۃ الشہادۃ اشهد ان محمداً رسول اللہ  
 و اذا اخر و مکث ساعة ثم اخذ فی الاقامۃ فظن انها اذان و صنع فیہا ما صنع  
 فی الاذان فقیل لہ ہذا اقامۃ فانه یستقبل الاقامۃ من اولہا۔  
 (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الاول فی الاذان)۔

نہی بن عابد بنی قولہ ویستند برقہ اندامی یعنی ان ہمہ تعاراضہ لغریہ و حسین  
وجہہ مع ثبات قدمیہ و نہرکن فی زعمہ صلی اللہ علیہ وسلم عرشہ تہ رجیم فلت  
دو شرح الفہم بید مراد اول فلیسوطی ان اول من رقی منارۃ مصر ملاذات تصحیل بن  
عاصر المروری یعنی سبطۃ المناظر اللذان ہا موعودیہ و نہرکن قبل کلف و تان زین  
ابن سعد بالمسند الی ام زید بن ثابت کان یقوی اقول بیت حوز المسجد فکان یلاہ  
یؤذن فوقہ من اقل ما اذن ان بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدہ  
فکان یؤذن بعد علیہ المسجد و قد مر رفع لہ شیء فوقی ظہریہ ۔

زمرد المختار یعنی درامختار ج ۱ ص ۲۸۵ باب الاذان ۔

**اذان اور اقامت کی اہمیت** **سوال** یہ از روئے شرع اذان اور اقامت کی اہمیت  
کیا ہے؟ اگر سنت کے حواست کریں پھر ردی ہائے کوناس  
کا جواب کیا رہے گا؟

**الجواب** : اذان اور اقامت دین کے اہم امور میں سے ہیں بعض کے نزدیک  
سنت متروکہ ہیں اور بعض کے نزدیک واجب ہیں اگر کسی علمبردارے دانی اذان و اقامت  
چھوڑ دیں تو ان سے قائل کرنے کا بھی حکم ہے ۔

قال بن عابد بنی : ( یعنی کلا واجب ) بل اصفی بعضهم انہما التواجب علیہ لقول محمد  
لو اجمع اھل بلدۃ علی ترکہ قاتلہم علیہ ولو ترکہ واحد ضرر بہ وجستہ و  
عامۃ امتناع علی الاول و انت لعلیہ ما اتہ من عذم المذنب و فی ترکہ استوفان  
ظاہر بہ ۔ زمرد المختار ج ۱ ص ۲۸۵ ۔ باب الاذان ۔

لہذا وہند یہ واسنہ ان یؤذن فی موضع عالی یكون اسمع لجمہ نہ و یرفع صوۃ ولا یجہد  
نفسہ ..... و تقیم علی اکثر من حکمہ فی حقیقۃ و فی المسجد حکمہ فی البحرانیق ۔

والھدیہ ج ۱ ص ۲۸۵ ( باب الاذان ) فمستلک فی البحرانیق ج ۱ ص ۲۸۵ ۔ باب الاذان ۔

لے قدر ان حکم قولہ من المذنب فی ای من لاری لصلوۃ الحسن واجتہد سنۃ مؤثر توجیہ  
تربیۃ من الوجہ شی اطلاق بعضهم علیہ الوجوب و لہذا قال محمد بن حجاج اھل یلی علی ترکہ  
قاتلنا ہم علیہ و قد فی یوسنہ یسود و یفہر یو و یو یو ل علی کلا علی وجہ لان اللہ قتلا  
یجزم من اجماع علی ترکہ من . صحفا فہم بالی بن یحیی اعلمہ لان الاذان من اعلام الدین ۔  
البحرانیق ج ۱ ص ۲۸۵ ( باب الاذان ) فمستلک فی خلاصۃ ج ۱ ص ۲۸۵ ۔ باب الاذان ۔

**سوال** بعض مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ ان میں صبح کی اذان طلوع فجر وقت سے قبل اذان دینا سے پہلے دی جاتی ہے۔ ایسی اذان کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**۔۔ اذان قبل از ترتیب اتفاق علماء مشرور نہیں اس کا اعادہ ضرور عمد ہے البتہ اگر نماز پڑھنے وقت میں پڑھی جائے تو اس میں کوئی فساد نہیں آتا۔

قال المحقق فیذاذ اذان وقع بعضہ قبلہ کلاقامۃ خلافہ فی فی الفجر والحدیث علی صدرہ الخیار ج ۱ ص ۳۵ باب الاذان) ۱۰

**سوال** بعض بگڑنواں اذان کے بعد کہہ کر جواب دہ کے کہتے ہیں کہ یہ روایتی سنت ہے

ہے جبکہ مشہور یہ ہے کہ اذان میں تکبیر دو دو رکعتی ملا کر پڑھنا چاہیے مگر کوئی شخص کہتا ہے اذان اس طرح جدا جدا پڑھتا ہے تو اس سے صحت اذان پر کچھ اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔۔ ہواں میں ترسیل سنت ہے یعنی تجزیہ دو دو رکعتی ملا کر کہے البتہ اگر کسی نے ایسا نہیں کیا بلکہ جدا جدا رکھ کر کہے تب بھی جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اذان کا اعادہ کیا جائے تاکہ سنت کے مطابق اذان ادا ہو جائے۔

قال المحقق: دوینوسل فیہ) ہسکتہ بین کل کلمتین ویکوہ ترکہ وکسب اعادہ۔ قال ابن عابدین: کونہ یسکتہ) ائی تسبیح الاجابة مد فی من فلا علی قارئین ہذا اسکتہ بعد کل تکبیرین کثیرین کما افادہ فی الامداد اختلا من الحدیث وہ معروض فی الشارحانیہ وقولہ وند) یا ما حقہ) ائی لو ترک القریل۔ رد المحتار ج ۱ ص ۳۵ باب الاذان) ۱۰

لہذا الخدیۃ فی تعویذ الاذان علی نو فی غیر الصبح لا یجوز اتفاقاً ولذا فی الصبح عند ابد حنیفہ وسعد وحماد اللہ تعالیٰ وان قدر بعد فی الوقت یجوز فی تسبیح الجمع البیض الا ان الملك وعلیٰ یفتی ھن فی الشارحانیہ فاذا عدا بحجۃ الخدیۃ ج ۱ ص ۳۵ باب الاذان) وقیل فی عمر رانی ج ۱ ص ۳۵ باب الاذان) ۱۰ قال ابن نعیم وقولہ وینوسل فیہ وسعد مر فیہا) ائی بیتہ ھل فی الاذان ویسبح فی الاقامۃ وعدہ ان یفصل بین کلمتی الاذان یسکتہ خلافہ الاقامۃ ملواریث۔ ولو جعل الاذان اقامۃ بعد الاذان ولو جعل الاقامۃ الاذان اذاناً یجوز ان یتکلم الاذان مشرور دون الاقامۃ۔ قال ابن عابدین فی حلیتہ ثم اعادۃ انما یحب افضل۔ (بعض الرائی مع منہ الخاق ج ۱ ص ۳۵ باب الاذان) ۱۰ وقیل فی طحاوی حاشیہ حواشی اصلاح ص ۱۱۱ باب الاذان) ۱۰

**نشدہ کی حالت میں اذان کا حکم** | سوال :- ہمارا مسجد کا ایک مؤذن ہے جو اعمال کے لحاظ سے کمزور ہے، مثلاً ایفون وچرس وغیرہ کا استعمال ہمیشہ کرتا ہے اسی حالت میں اذان بھی دیتا ہے اور نہ بھی پڑھتا ہے اور نشدہ ہی کی حالت میں وہ مسجد میں سوتا بھی ہے، تو کیا عند الشک ایسے مؤذن کی اذان درست ہے، بہتر مؤذن کے شرائط بھی تحریر فرماویں۔

**الجواب :-** فقہاء کرام نے مؤذن کے لیے جو شرائط بھی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ مؤذن عاقل، بالغ، مستثنیٰ اور عامل پابستہ ہو، بخیرہ اور لوگوں کے احوال کو بھی جانتا ہو اور جماعت سے حلقین پر زبردستی کر سکتا ہو اور خود بھی اذان پر براہِ اہلیت رکھتا ہو اور بہتر یہ ہے کہ مؤذن کی شہر کا رہنے والا ہو۔

وفي الهندية: وينبغي أن يكون المؤذن رجلاً صالحاً نقياً عالماً بالفقه كذا في النهاية وينبغي أن يكون مهيباً ويتقن الحوائث من دينه والمختلفين من الجماعات كذا في المغتية. وان يكون مواعظاً على كذا في الحكم في البدائع والسنن رعايته وان يكون محسباً في اذانه كذا في التمهيد الفائق والاحسن ان يكون عالماً في الصلاة كذا في معراج الدراية والا ففضل ان يكون المؤذن هو اقيم كذا في الكافي (الهندية ج ۱ ص ۱۷۷ باب الاذان)

لہذا جو شخص چرسی، فہمی، ہزوز، حکم فسق کے اس کہ اذان مکروہ تحریمی ہے اس سے تائیس کوئی فرق نہیں آتا اور نہ واجب الاطاعت ہے تاہم اذان کا دوبارہ کہنا مستحب ہے۔

قال المحقق: وبكره اذان جنب واقامته واقامة معدة كذا في اذانه على المذهب (رو) اذان (امامة) وخبر في دستور دولو عالم المکره اولی بالمأمرة واذان من جامعین تلقی نو بعد اذانتا جنب نہ کہا۔ قال ابن عابدین تحت قوله یعاد اذان الخشب ذاراً منهنساذ: وانما جرد ورد المختار (۳۹۳:۳۹۳ باب الاذان) ۱۰

لہذا قال ابن نجیم تحت هذا القول وكره اذان ... والفاقی (اما الفاسی ذرن قوله لا یقول به ولا یقبل فی الامور بدیثیة ولا یسلم احداً فله یوجد الاملا ۴۔ زحیر الرائق ج ۱ ص ۲۲۳ باب الاذان)



تہجد کے لیے اذان کا حکم | سوال: تہجد کے لیے اذان دینا کیا حیثیت رکھتی ہے؟ بعض صاحب

میں اس کا اتمام حزمین میں دیکھ کر کیا جاتا ہے۔

الجواب: یہ ابتداء اسلام میں تہجد کے لیے اذان دی جاتی تھی لیکن بعد میں صحابہ کرام

نے چھوڑ دی۔ اس لیے احناف کے ہاں تہجد کی اذان منسوخ ہے اور دینا خلاف سنت ہے۔

احمد الزمام الصعادی عن (ابن مہمم) قال: سَمِعْتُ عَائِشَةَ (الْمَلَكَةَ) فَخَرَجَ بِرَسُولِ

مُؤَدَّ ثَابُوتًا لَهَا بِسَيْلٍ فَقَالَ: أَمَا هَذِهِ أَفْعَرُ خَالِفٌ...؟ قال: أصاب رسول الله صلى الله عليه

وسلمه مكاناً مما كان سبيلاً له، فإذا طلع الفجر أدت ناعبوه لبقته، ان الناس من قبل

طلوع الفجر خلاف السنة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

بشرح معنی: اگرچہ یہ زمانہ باب النذرین الفجری وقت ہو بعد طلوع الفجر لیکن قبل طلوع

فجر۔ سوال: تہذیب و تشوہ یعنی منہول اذان کے بعد دوبارہ نازک کے لیے بلانے

کا حکم ہے؟ جبکہ بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں۔

الجواب: تہذیب ایک نفلت فیہ مسئلہ ہے البتہ فقہاء کرام نے عوام الناس کی تسہیل کر دیکھ

کر اس کو جائز رکھا ہے لہذا اس دور میں اگر تہذیب کی جائے تو اس پر بدعت کا اطلاق کرنا مناسب

نہیں البتہ اس کو مادہ بنانا بھی مکروہ ہے۔

قال ابن عابدین: ويثوب بين الاذان والاقامة في الكل للكل بما

تعارفوا به في كل صلاة يصليها المسلمون المتوافي في الامور الدينية قال في

اعتناء احوال المتأخرين يثوب بين الاذان والاقامة على حسب

ماتعارفوا في جميع صلاة سوى المغرب مع ابقاء الاقول

يعتق الاصل وهو تشويع الفجر وما رآه المسلمون حنائيهو

لعلنا قال العلامة الحنفية مؤودة بقراقرض النفس في وقتها ولو قضاء

لانه سنة للصلاة حتى يبره لا الوقت ولا يسر، وغيره اكيد في اتمام اذان وقمع

تلهله قال العلامة السيد احمد الطحطاوي في قوله كعبد ادخلت الكاف التور ونبتاة

و كسوت ولا مستقام والمقدوم والسنن لرواتب. رعايته الطحطاوي على الزم القطار

ج ۱ ص ۱۸۰ باب الاذان (و مئة في مئة الخالق على) البزركاني ج ۱ ص ۲۵۵ باب الاذان۔

عن الله حشر (ربہ المختار علی رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۹ باب الاذان)۔

**سوال :-** اذان سے قبل اعمدہ باندھ کر بسم اللہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ جیسا کہ آج کل اکثر مساجد میں ایسا ہوتا ہے، آیا اس کا کوئی ثبوت بھی ہے؟

**الجواب :-** اذان سے قبل اعمدہ باندھ کر بسم اللہ جہاں پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے، زیادہ علی الشرح کے مترادف ہے لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے، بہتر طریقہ پڑھنے کا کوئی ترجیح معنی نہیں ہوتا۔

قال المحقق (ردھوم نفاۃ الاعمال) وشرعاً راسلاً - مخصوص (لہ یقلد ردھوم انوقت لعمامۃ الفتاویٰ) وین یدی الخطیب (علی وجہ مخصوص) نافذ (لکذا لک) ای مخصوص۔ (رد المحتار علی رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۹ باب الاذان)۔

**سوال :-** اذان کے لیے کوئی مخصوص نعرہ ہے یا کوئی اذان دینے کیسے بہتر ہوگی؟ اس کی جگہ سے اذان دینے میں قریب و جوار میں سے بے پروا کا احتمال ہو تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟

**الجواب :-** اذان کے لیے بہتر یہی ہے کہ مسجد کے باہر اور بلند جگہ پر کھڑے ہو کر دی جائے البتہ اگر ایسا کرنے سے بے پروا کا احتمال ہو تو اعتناء بہتر ہے۔

لا قال العلامۃ قاضی خان ویشفی الا بیوتات علی الشدائد اوجازہ المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔ (فتاویٰ قاضی خان علی ہاشمی الہندیہ ج ۱ ص ۲۸۹)

لہذا فی ہندیہ والتنبیہ حسن عندنا خوین فکل صلوۃ لک مذکور فکل فی شرح انتقایۃ طہریم (۱) کتاب ودرجہ المیزان، الامام باصلوۃ بین الاذان والاقامۃ۔

واہندیہ ج ۱ ص ۲۸۹ باب الاذان) و مثلاً فی وجہ الترغیب ص ۱۸۹ باب الاذان۔

۱۔ فی ہندیہ اذان خمس عشر کلمۃ وانہ عندنا لا یؤذن الا اللہ کن فی فتاویٰ قاضی خان۔

۲۔ ج ۱ ص ۲۸۹ باب الاذان) و مثلاً فی قاضی خان علی ہاشمی ہندیہ ج ۱ ص ۲۸۹ ص ۲۸۹ باب فی خمس عشر کلمۃ فی موضع کون مع اللہ یؤذن ویرفع صلوۃ ولا یؤذن نہ لہذا فی ہندیہ و فی الخلافۃ ولا یؤذن فی ہندیہ۔ (مختار فی ہندیہ ج ۱ ص ۲۸۹)

و مثلاً فی ہندیہ ج ۱ ص ۲۸۹ باب الاذان۔

**سوال**۔ وضو کے بغیر اذان دینے کا کیا حکم ہے یا کیا ایسی صورت میں اذان کا اعادہ ضروری ہے؟

**الجواب**۔ اذان کے لیے بذات خود طہارت شرط نہیں اسلئے بلا وضو اذان دینے میں کوئی عوج نہیں اور نہ ہی واجب الاعادہ ہے تاہم بہتر یہ ہے کہ بلا وضو اذان دینے کو عادت نہ بنایا جائے۔  
قال المحقق في كبرى اذان جنب واقامة واقامة بعدت الا اذا اتمه۔

(المورد المختار على مدارد المحتار ج ۳ ص ۳۹۳ باب الاذان م ۱)

**سوال**۔ نابالغ کی اذان عند الشروع جائز ہے یا نہیں؟  
**الجواب**۔ اگر رسمی و متحدہ قریب، بیوقوف ہو اور قائل ہو تو اس کی اذان جائز ہے اور اگر رسمی غیر قائل ہو تو اس کی اذان جائز نہیں بلکہ واجب الاعادہ ہے۔

المقابل الفلانی لا یقرض شیء عوز اذان صبی موبہق وعبد واعلی وولد الفساق و  
احزابی۔۔۔ دیعادہ اذان جنب لا اقامتہ وکذا اذان صراة وسکوان وصبی لا یعقل۔  
(تنبیہ الا بصار ص ۱۰۲ الفہام ج ۲ ص ۱۹۲ باب الاذان م ۱)

**سوال**۔ ہمارے علاقہ کا بعض مسافر جن علی الفلاح پڑھنے کے ساتھ کھڑے ہوئے کا حکم؟ میں لوگ اقامت کے وقت صفوف میں ہیں اگر کھڑے جاتے ہیں اور جب مؤذن جن علی الفلاح پڑھتا ہے تو اس وقت کھڑے ہوتے ہیں اس عمل کے ثبوت کے لیے بہت سی کتب مثلاً مالگیری، شرح وقایہ، بحر الرائق کا حوالہ دیتے ہیں اور اس پیشینہ کو ضروری سمجھتے ہیں، جبکہ مسجد میں بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں اور اس کے عامل کو مبتدعین میں شمار کرتے ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا جن علی الفلاح کے وقت یا اس سے قبل اٹھنا سنت ہے؟

لہذا فی الہندیۃ، ولا یکن اذان المحدث فی ظاہر الرویۃ فکذا فی السیاحی۔  
رہندیہ ج ۱ ص ۱۵۳ باب الاذان) وفتاۃ فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۳ باب الاذان۔  
لہذا واذن الصبی (یعنی اصغر من غیر کواحدۃ فی ظاہر الروایۃ وکن اذان البالغ افضل واذن الصبی الذی لا یعقل لا یجوز ویعاد۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۶۳ باب الاذان)  
ومثلاً فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۳ باب الاذان۔

**الجواب :-** غلطی علی الافلاج کے وقت کھڑا ہونا شرعاً مندوب ہے البتہ اس کو سنت مجزئہ سمجھنا یا اس کو لازمی سمجھنا بدعت ہے۔

کتاب فقہ میں قیام الی الصلوٰۃ کے پہلے مختلف قسم کی روایات منقول ہیں عند الاقامۃ، وسط الاقامۃ اور عند الفراغ عن الاقامۃ، میں وقت بھی تسویہ صفوں ہر جگہ نماز کو شروع کر دینا بہتر ہے البتہ اگر کوئی غلطی علی الافلاج سے قبل کھڑا ہو جائے تو اس میں کوئی گراہت نہیں اور نہ نکاریہ واجب انتقاد ہے بلکہ غلطی علی الافلاج کے وقت کھڑے ہونے والے کو بدعتی کہنا صحیح نہیں بلکہ وہ اس کو سنت یا واجب قرار نہ دیتا ہو۔

قال المحقق (رحمہ اللہ) ادب منک کہ لا یوجب اساءۃ ولا عتاباً کذا عندک سنتہ الفرائض لکن فعلہ افضل۔۔۔ وان قیام الامام وموتم (جین قبل غلطی علی الافلاج خلاف المذہب) عند غلط علی الصلوٰۃ۔۔۔ (وشرع الامام) فی الصلوٰۃ عند قبل قیام قلمہ الصلوٰۃ) ودر اخر حقاً اتھا لایأس بہ اجماعاً وحقول الثانی والثلاثۃ وهو اعسار المذہب کافی شرح المجمع لمصنفہ وفی الفتاویٰ مغنیاً للخطا صبیحۃ انہ الامام۔۔۔ (المدنی علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۷۷)۔

**سوال :-** اقامت کے پے مؤذن کا ہونا مؤذن کی اجازت کے بغیر اقامت کرنا ضروری ہے یا کوئی اور بھی اقامت کر سکتا ہے؟ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ غیر مؤذن کی اقامت کو لوگ اقامت ہی تصور نہیں کرتے، ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** بہتر یہی ہے کہ مؤذن اقامت کہے، اگر مؤذن موجود نہ ہو تو غیر مؤذن کی اقامت بلا کراہت درست ہے۔ اگر مؤذن موجود ہو اور کسی قدر مسرے کی اقامت کو بڑا محسوس نہیں کرتا تو اقامت بلا کراہت درست ہے اگر بڑا محسوس کرتا ہے تو بڑا اکرار یہ التضرع بہت

لہ من الادب (شرح الامام) ان احرامہ رخصاً قبل، ای عند قول المقيم قد قامت الصلوٰۃ عندھا وقال ابو یوسف یشترع اذا فرغ من الاقامۃ فلو اخر حقاً یفرغ من الاقامۃ لا بأس بہ فی قولہم جمیعاً۔ (مراقی الافلاج علی سانیۃ الطحاوی <sup>۱</sup> ص ۱۷۷) وفتاویٰ الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۳ کتاب الصلوٰۃ ۱۲ ادب۔

درست ہے بہتر اس سے نماز پک کوئی اثر نہیں پڑتا۔

قال المصنف في كتابه في تلك جوهرة راقية غير من اذن بغيره اي انشؤن  
 (لا يكره مطلقاً) وان بحضوره كره ان يحق وجبة ككره ما فيه في وقت ۲۔  
 (التميز في الامور الشرعية) باب اذان و اقامت

**سوال** جماعت ثانیہ کے لیے اقامت کا کیا حکم ہے؟

**الجواب** اگر جماعت ثانیہ کسی ایسی مسجد میں ہو جہاں پر قوم نے یا قاضی یا قاضی  
 اور اذان سے پہلے جو کہ شرعاً بضرورت کی رعایت کرتے ہوئے دوبارہ جماعت کیلئے اذان و اقامت  
 کر دیا ہے البتہ مسجد سے باہر یا راستہ کی ایسی مسجد جہاں قوم یا امام دونوں نہ ہوں تو وہاں  
 جماعت ثانیہ کے لیے اذان و اقامت مستحسن ہے۔

ما قال المصنف في كتابه في تلك جوهرة راقية كره الجماعة كافي مسجد على طریق  
 فلا یاس بذلك۔ قال ابن عابین تحت قوله اذان في مسجد منی منی (هو ما  
 ليس له امام ومؤذن) رتب في ذكره التكرار فيه باذان لاقامة بل هو الافضل۔  
 (التميز في الامور الشرعية) باب اذان و اقامت

**سوال** کیا اقامت سے جاہل مقتدیوں کی موجودگی میں امام  
 خود اقامت کر سکتا ہے؟

**الجواب** دو لیے تو بہتر یہ ہے کہ اذان اور اقامت ایک شخص کہے اور اقامت کوئی

علم ولا فضل ان يكون المؤذن هو المقيم كفي في الكافي وان اذن رجل و اقام اخر ان قال  
 الاهل جائز من غير جماعة وان كان عاصراً لم يحق له الوجبة فله غير بكرة و نرضى به  
 لا يكره عندنا كذا في المحيط و قالوا في التمهيد ج ۱ ص ۲۰۰ و في نسخة الفتاوى ج ۱ ص ۲۰۰  
 علم فان العلامة ابراهيم الحلي و اذا لم يكن مسجد امام و مؤذن رتب فلا يكره تكرار  
 الجماعة فيه بان ان و اقامة بل هو الافضل ذكره في حاشی جان ما یكون له امام و  
 مؤذن معلوم یكره تكرار الجماعة فيه باذان و اقامة۔ (مکبیری ص ۱۲)  
 و مشکاة فی البصائر ج ۱ ص ۲۰۰ باب الامامة۔

دوسرا اور اسے لیکن بوقت ضرورت جب تمتہ ہی اقامت سے جا رہی ہو تو نام کے لیے اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں، انھیں ذخائر میں اس کے نظائر موجود ہیں جیسا کہ ایک آدمی خود اذان اور اقامت دے کر نماز پڑھے۔

قال ابن عابدین: فی الحائضۃ لو لم یکن المسجد متعلقا بمؤذن فانه ینہی الیہ ویؤذن فیہ ویصلی ولو کان وحده لکن لا حقاً علیہ فیؤذیہ۔

(مسند المغناوی علی المصالحات ج ۱ ص ۵۵۲ احکام المساجد)

**قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ بِرُفْعِ كَرْنِ** سوال: اِسْ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ پڑھنے کی کیا کیفیت ہے؟ ہر گز پر رُفْعِ ضروری ہے یا پہلے کمرہ اوصل کر کے دوسرے پر وقت کیا جائے؟

**الجواب:** اذان اور اقامت پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہر گز کورساں کر کے پڑھے اذان میں حقیقتاً وقت کیا جائے اور اقامت میں برائیت وقت ساکن پڑھا جائے ایسی طرح قدامت الصلوٰۃ کو بھی دونوں مرتبہ برائیت وقت ساکن کر کے پڑھا جائے، لہذا اذان و اقامت کے کجیاریت میں ہر دو کجیاریت ایک کجیاریت شمار ہوتا ہے۔

لما قال العلامة عالم بن علاء الانصاری یتوصل فی الاذان ویجذب فی الاقامة ..... المرسل ان يقول الله اكبر الله اكبر ويقف ثم يقول سورة اخرى مثله وكذلك يقف من كلتيه الى آخر الاذان عند الوصل والمسبحة۔

والفتاویٰ الشارحانیة ج ۱ ص ۵۱۸ باب الاذان ج ۱ ص ۵۱۸

ابن عابدین: لو لم یکن المسجد منزله مؤذن فانه یؤذن ویصلی وان کان هذا واحد فأتی کان لا یجوز احد کعب ینصیح المؤذن قال یؤذن ویقیم ویصلی وحده۔ (بخلافہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۱۸)

کلمہ قال العلامة الشرنبلالی: یتمہل من یؤذن فی الاذان بالفصل بسکنة بین کل کلمتین ویبرع یریع فی الاقامة فلا صر بہا فی سنة قال السيد احمد انطططوی: تحت قوله بین کلمتین (ای جملتین) الا فی التکبیر الاول فان السکنة تكون بعد تکبیر تین (انطططوی) حاشیہ مراقب الفلاح ص ۱۰۵۱ باب الاذان (و مثله فی لہندیہ ج ۱ ص ۵۱۸)۔

اذان کے دوران انگلیوں کا کانوں کے سوراخ میں رکھنے کا حکم | سوال :- اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا سنت ہے اس کی وجہ یہ کہ اس سے اذان کی آواز میں تیزی اور ہندی پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ آجکل کے دور میں ڈیڑھ بیکر کے وجہ سے اب یہ علت و سبب اختیار کرنے کی وجہ منقوض ہے اس لیے کہ بدوں اس کے آواز بلند ہوتی ہے مگر تواتر کی وجہ سے آج بھی یہ عمل سنت ہے۔

لما قال العلامة ابن نجيم المصري: ولما كان ذلك البلغ في الاعلام لان الصوت يبدأ من فترج النفس فاذا استدأذنيه اجتمع النفس في النغم فيخرج لصوت ملباس من غير ضرورة۔ (البحر الرائق ج ۳ مسئلہ ۲۶ باب الاذان) ۱۷

سوال :- آجکل ریڈیو میں پانچ وقت اذان دی جاتی ہے ریڈیو وغیرہ سے اذان کا حکم | اس اذان پر کتنا ذکر کے نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اسی طرح ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کی کیتوں کے ذریعے دی گئی اذان کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- شریعت مقدسہ میں اذان دینے والے کا عقل ہونا ضروری ہے لیکن وجہ ہے کہ صبی کا عقل کہ اذان کہہ دے ہے۔ چونکہ ریڈیو ایسپیکٹ اور اوائل وی میں یہ شرط موجود نہیں اس لیے ٹیپ ریکارڈ یا ریڈیو وغیرہ کی اذان اذان نہیں اس لیے اذان کی نسبت اذان ہوگی۔

قال العلامة ابوبکر النساقي: واما اذان الصبي الذي لا يعقل فلا يجزئ ويعد اذاناً باطلاً لانه عقل لا يعتد به كصوت الطيور۔ (منايع الفتاوى ج ۱ فصل بيان سنن الاذان) ۱۸

لما قال العلامة ابن عابد بن عابد: وتحت قوله يبدل اصبعيه لقوله صلى الله عليه وسلم لا يلا له دعى الله عنه اجعل اصبعك في اذنيك فانه ارفع بصوتك وان جعل يديه على اذنيه فحسن۔ (رد المحتار ج ۱ مسئلہ ۲۸۵ باب الاذان)

۱۷ قال العلامة ابن عابد بن عابد: اذان الصبي الذي لا يعقل لا يجزئ ويعد اذاناً باطلاً لانه عقل لا يعتد به كصوت الطيور۔ (رد المحتار ج ۱ مسئلہ ۲۸۵ باب الاذان)

**مسجد کے اندر اذان دینے کا حکم** | سوال :- یہاں دیہات میں مساجد کے اندر اذان نہ دی جاتی ہیں، کیا مساجد کے اندر اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟  
جواب :- بعض لوگ مسجد سے باہر اذان دینے پر امر کرتے ہیں؟

**الجواب :-** مسجد میں اذان دینا بالاتفاق جائز ہے البتہ اس کی کراہت اور عدم کراہت میں علماء کا قدرے اختلاف ہے، بعض کو کراہت جواز کے قائل ہیں لیکن راجح یہ ہے کہ مسجد میں اذان دینا تو جائز ہے مگر کراہت تنزیہی کے ساتھ۔

لما قال فقہ الدین اعاضی غائی، ویبغی ان یؤذن علی المذنبۃ، وغارح المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔ (الفتاویٰ قاضی علی ہاشم الہندیہ ج ۱ کتاب الاذان ووسائل الخ) |  
**سوال :-** اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے  
**قد قامت الصلوٰۃ کے جواب کا حکم** جاتے ہیں تو قیامت کے دوران قذات الصلوٰۃ

کے جواب میں کیا کہنا چاہیئے؟

**الجواب :-** احادیث مبارکہ میں مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت الصلوٰۃ کے جواب میں اقامہ اللہ وادامہا فرماتے تھے اس لیے قیامت میں قذات الصلوٰۃ کے جواب میں اقامہ اللہ وادامہا کہنا چاہیئے۔

ثم لا علامۃ الصلوٰۃ، ویجب الاقامۃ ندبا لجماعۃ الاذان ویقول عند قذ قامت الصلوٰۃ ق مہللہ اللہ وادامہا۔ قال العلامة ابن عابدین: (تحت قولہ ویقول الخ) ۱۔ فکلمۃ اللہ وادامہا بآیۃ عارضۃ التسلوٰۃ والاکثر وجعنی من صالحی اہلہا۔  
(مراد المختار ج ۱ ص ۱۲۸ باب الاذان) |

لما فی الہندیۃ، ویبغی ان یؤذن علی المذنبۃ، وغارح المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

والفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۸ الفصل الثانی فی کلمات الاذان ولاقامۃ )

وہی ص ۱۲۸ فی کتاب الاصل ج ۱ ص ۱۲۸ باب الاذان۔

ثم لا علامۃ، وانباۃ الاقامۃ مستحبۃ کذا فی فتح القدیر: وادامہ قیامۃ قذات الصلوٰۃ یقول  
السامع اقامہ اللہ وادامہ۔ عارضۃ التسلوٰۃ والاکثر وجعنی من صالحی اہلہا۔  
فی الاذان۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۸ الفصل الثانی فی کلمات الاذان ولاقامۃ )



وعایعہ الاذان میں والدرجۃ الرفیعة کے الفاظ کا ثبوت **سوال**۔ اکثر مؤرخین سے تائید کیا ہے کہ وہ اذان

کے بعد دعائیں والدرجۃ الرفیعة۔ واند قاشغاصہ یوم بقہ مثلاً لا تخلع الخیاء کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں کیا یہ الفاظ احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں یا نہیں؟

**الجواب**۔ مستند اور معتبر کتب حدیث میں اذان کے بعد کہ دعائے اذان سے پہلے ہے۔

اللہم رب هذه الدعوة الطاعة واصوة القائمة "ابن عیون الوسیلة والفضیلة والبعث حقا موصوہ الذی وعدتہ۔ امام بیہقی نے انش کا تخلع الخیاء ذکر فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس دعا میں دیگر الفاظ کی زیادتی ہے اصل ہے ان کو نہیں پڑھنا چاہیے۔

ساقال۔ علامۃ ابن عابدین، وروی البخاری وغیرہ من قال حسین یسمع اعداء

اللہم رب هذه الدعوة الطاعة واصوة القائمة "ابن عیون الوسیلة والفضیلة والبعث حقا موصوہ الذی وعدتہ۔ صحت لہ شفع علی یوم القیامة۔ وزاد البیہقی (انش کا

تخلع لیعاد وتسام۔ فی الامداد والفتح واداء ابن حجر فی شرح استہاج وزیادة

والدرجۃ الرفیعة وحققہ بیاہج المراجعین لا اصل لہما۔ وادامۃ مشابہ ابان۔ الحد

**نمونہ** اور نیچے کے کافوں میں اذان دینے کا طریقہ دینے کا حکم ہے اور سر کا کیا طریقہ ہے؟

**الجواب**۔ یہ نمونہ نیچے کے کافوں میں اذان اور اقامت نہایت ہے، طریقہ یہ ہے کہ

پہلے کوفہ اتھول پر ہاتھ کر قبلاً رخ کھڑے ہو کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت

کہی جائے اور جب یہ معمول وقت انتہائی کچھ وقت دائیں طرف اور سخت علی الفلاح کہتے وقت

بائیں طرف متوجہ ہوتے۔

لاحقہ علامۃ السنہ، فی رفع الموالود عدد موالید علی یدریدہ یمن قبل قبلہ

لہ قال الشیخہ دہل احمد الہادی فی ذکر واما زیادة والدرجۃ الرفیعة مشہور علی لادستہما سونہما

لہ۔ راف فی حق من الروایات واداب یحقی فی روایۃ ملک کہ تخلع الخیاء واداب یحج

فلاذ جود لہ فی کتب الحدیث۔ (یذا انھم) ج۔ مشکوٰۃ باب حرامہا، فی شہادۃ ان

و مشفق فی اعلا السنہ ج۔ مشکوٰۃ باب الدعاء للشیخ علی اللہ علیہ وسلم جہلا لا ذہ



اور علی الصلوٰۃ اور علی الفلاح کہتے وقت وائیں یا میں نے سوئے کہ سوئے قرار دیا ہے چونکہ وہ بزرگ  
 آکر لاؤ سپیکر ہے یہ شخص بطریق اسٹیشن عمل ہو سکتا ہے لیکن لاؤ ٹو سپیکر یا زبان دینا جائز ہے۔  
 قال اعلیٰ عن برهان النون المرتب فی: ویجوز وجہ الصلوٰۃ والفلاح حیثہ ویسرقان علی  
 المقام فی وجہہم وان استأثر فی صریحہ فحسن وعرفہ اذا ما یستطیع تحویل الوجہ بینما وشیئا  
 مع ثبوتہ مکونہما کما ہو لستہ بان کتب المقصود منہما من غیر حاجۃ فلا ولا فضل للموذن،  
 یجعل اصبعہ فادنیہ بک لک من شیء علیکم بل لا ولا نہ یلیق فی الاطلاق، انما یجوز بانہ اذا ان  
 وقع وبکیسے اذان دینے کا حکم

الجواب۔ نماز کے علاوہ بعض مواقع ایسے ہیں جن میں صرف نمازین  
 سے اذان دینا قائل ہوا ہے۔ مثلاً اذان کے دوران، غم اور شہائی پر شافی کے وقت، غضب  
 کے وقت جب مسافر راہ جوں ہائے مرگ کی آواز دے، جاتہ یا آتہ لگا کر غلو ظاہر ہو جائے ایسی حالتوں میں اذان  
 امرائی کے پھیلاؤ کے وقت اذان دینا بھی مقول ہے لیکن ان مواقع میں فی ذاتہ اذان دینا جائز ہے۔  
 ما قال ابن عابدی: وفي حاشیة لیعلیٰ خیر المصلیٰ برأیت فی کتب الشافعیۃ انہ قد یس  
 اذا كان یغیر الصلوٰۃ کما فی اذان المولد والنہوم والمصروع والعصیان ومن ساء خلقہ من  
 انسانا ویسبہ وعند مزدحم الجیش وعند الحرب... عند قول الغیلان ای عند غزوہ الجول  
 لیر مصیبتہ فیقول: لا بد فیہ عندنا۔ (مراد المختار ج ۲ ص ۲۸۷) باب الاذان، مطلب فی  
 المواضع التي یندب لہا الاذان، علی

لہ قال الامامہ سن بن عمار الشریف: ویستحب ان یجعل اصبعہ اذ یند قولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اجعلن اصبعک فی اذنیل فانہ رفع یصوتہ ورمائی الفلاح علی صدقہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم باب الاذان  
 علیہ قال الامامہ الشیخ اشرف علی الصفاوی: ان یوقع فی اذان سنت ہے، غرض نماز، کچھ کئی میں وقت  
 وادارہ آگ لگنے کے وقت جنگ کھانے کے وقت مسافر کے پھینچے، جب شیاطین ظاہر ہو کر روروش میں غم کے  
 وقت غضب کے وقت جب مسافر راہ جوں ہائے مرگ کی آواز دے، جب کسی کو مرگ کی آواز دے، جب کسی کو غلو یا غزوہ کی  
 خبر ملے، یا ہر وہ اس کو مناسب رہا سمجھتا ہے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور بعض بزرگوں کا میں وقت غم  
 امرائی و خوف غرق کے بھی دیکھتے ہیں۔ (مراد امامت دہی ج ۲ ص ۲۸۷) باب الاذان  
 و مصلیٰ فی کفایت المقنی ج ۳ ص ۲۸۷ باب الاذان۔

**کلمات اذان میں وقفہ کی مقدار** | سوال :- جناب مفتی صاحب: مؤذن کتنی دیر وقفہ کرے؟ یا بلا وقفہ کے مسلسل اذان دیتا رہے؟ شریعت مقدسہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** یہ اذان کے آداب میں سے ہے کہ مؤذن کلمات اذان کے درمیان اتنی دیر وقفہ کرے کہ جواب دینے والا پڑھے گئے کلمات کا جواب دے سکیں۔

قال العلامة عبدالحی الکتبی، وینترسل فیہ ای فی الاذان یاں یفصّل بین کل الکلماتین ولا یجمع بینہما فانه سنة۔ (السعیة ص ۱۰۷ باب الاذان)۔  
**الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النُّوْمِ** کا کیا جواب ہے | سوال :- جواب اذان دینے کے بعد اذان کے مقابلے میں تو لاخون ولا قوۃ الا باللہ پڑھا جائے گا۔ لیکن فجر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النُّوْمِ کے جواب میں کیا پڑھا جائے گا؟  
**الجواب :-** فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جب مؤذن اذان فجر میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النُّوْمِ کے جواب دینے والا جواباً صدقات و برکات کے الفاظ یا ماشاء اللہ کے الفاظ کہے۔

قال العلامة حسن بن عتار الشرنبلالی رحمہ اللہ، فی اذان الفجر فان المصیب صدقت و برکات بفتح الراء الاولى و کسرھا او یقول ماشاء اللہ عند قول المؤذن فی اذان الفجر الصَّلَاةُ

الح قال العلامة حسن بن عتار الشرنبلالی، (ویتمہل) ینزل فی اذان الفصل بکسر اللام کلہن۔ قال الشیخ عبد احمد الطعطاوی: (تحت قوله یعنی کلماتیں) ای جنہین الا فی استکبیر الاذن فان السکنة تكون بعد تکبیرتین۔  
 (طحاوی حاشیہ مرقی الفلاح ص ۱۵۸ باب الاذان)  
 وعدّ ذلک فی التاتارخانیة ص ۱۵۸ باب الاذان۔

خَيْرٌ مِنْ الْقَوْمِ۔ (مراق الفلاح علی هامش طحاوی ص ۱۱۱ باب الاذان)۔ لہ  
**سوال** کیا اذان وقت قبلہ رخ  
**اذان قبلہ رخ ہو کر پڑھنے کا حکم** کھڑے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟  
**الجواب** مؤذن کو چاہیے کہ وہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اذان دے  
 شریعت اسلامی میں ہی طریقہ متواتر چلا رہا ہے اس کے خلاف اذان نہ  
 دی جائے۔

قال العلامة حسن بن عمار ان شربلائی، وليستحب ان يكون المؤذن  
 مباحاً اي متقياً لاداء الامين في الدين..... مستعمل القبلة كما فعله الملائك  
 النازل۔ (مراق الفلاح علی ص ۱۱۱ طحاوی ص ۱۱۱ باب الاذان)۔

**سوال** جناب  
 اذان میں لفظ اللہ اور اکبر کے ہمزہ کو لباً کر کے پڑھنا  
 مؤذنین اذان میں لفظ اللہ اور اکبر کے الف کو لباً کر کے پڑھتے ہیں، تو کیا لفظ  
 اللہ اور اکبر کے الف کو لباً کر کے پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ اذان میں لفظ اللہ کے الف کو لباً کر کے پڑھنے سے ہمزہ  
 استعجاباً پیدا ہونے کا خوف ہوتا ہے جو کہ تغیر معنی کا سبب ہے ایسے  
 فقہاء کرام نے لفظ اللہ اور اکبر کے الف کو لباً کر کے پڑھنے سے منع کیا ہے

لہذا في الهندية : وكذا قول المؤذن آمَنَّا بِاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ قَوْلِ الْمُشْرِكِ لَا يَقُولُ  
 اَللّٰهُ مَشْفُوعٌ وَلَكِنْ يَقُولُ صَدَقَتْ وَتَزِيدُ كَذَا فِي الْحَيْطِ ۔  
 رہنما و ہما الهندیہ ج ۱ ص ۵۵ باب الثالث الاذان  
 وَ يَكْفِي فِي السَّعَادَةِ ج ۲ ص ۵۵ باب الاذان ۔

لہذا في العلامة عالم بن العابد الانصاری، واستحب للمؤذن ان يستقبل  
 القبلة استقبالاً حکماً، روى عبد الله بن زيد عن النبي صلى الله عليه وآله عن النازل من  
 السامد روى شرح الطحاوی و لومئذ استقبال القبلة اجزاء و بکرة ۸۔  
 (فتاویٰ اثباتاً و خاشیہ ج ۱ ص ۵۵ باب الاذان)



سنت ہے البتہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفہم کہنے وقت دایم بائیں منہ پھیرنا  
مزدوری نہیں بغیر منہ پھیرے ہی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

قال العلامة خضر أحمد عتقانی: قال جماعة من اصحابنا يستحب ان يؤذن  
في اذنه اليمنى وتقيم الصلوة في اذنه اليسرى وقد روينا في كتاب ابن ابي شي  
عن الحسين بن علي رضي الله عنهما مرفوعاً من رذله موقوفاً قال في اذنه  
اليمين واقام في اذنه اليسرى فترفع ۱۸ نصيبات۔ قال المصنف: التمهيد وما  
ذكره بعض الفقهاء من تحويل الوجه في هذا الاذان جيداً وشمالاً لمراد من  
اصلاً ولا يصح قياسه على التحويل في الاذان للصلاة لانه للاعلام والاحتاجة  
الى مثل هذا الاعلام فهنا رواه عن علي بن ابي حمزة <sup>۱۲</sup> باب افضلية ویمانیة فی الصلوة

خواتین کو اذان کا جواب دینا چاہیے سوائے جس طرح مرد اذان کا جواب دیتے  
ہیں تو خواتین کے لیے بھی اسی طرح اذان  
کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اذان کا جواب جس طرح مرد دیتے ہیں اسی طرح خواتین بھی اذان کا  
جواب دے سکتی ہیں بلکہ ان کی بھی یہی ذمہ داری بنتی ہے کہ اذان کا جواب لیا کریں۔  
عن میمون بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام بین صفیہ و سنان فقال  
یاہ مثل النساء فاصبحن اذان هذا الجیشی وقامتہ ففعلن كما یقولون فان نکرین یکل  
حرف النساء دبیحة فان عسراً فھن النساء یاہ رسول اللہ فالمرء لقل ضعفاً  
یا عسراً۔ (الترمذی والتبرہی ج ۱ ص ۵۱) (تقریب فی اجابۃ المؤمن) لہ  
سوال، کیا خواتین حالت حیض میں  
حائضہ عورت اذان کا جواب نہ دے | اذان کا جواب دے سکتی ہیں یا نہیں؟  
الجواب۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ نہ نقشہ اور نفاس والی خواتین کو اذان

سے قال العلامة عبدالحی الکاظمی: فتشہد بعد ما لان اجابۃ باللسان واجابۃ  
من انشاء الطاهر لہ ایضاً وهو ظاهر عبارات فتاویٰ سنا۔  
(السعیۃ ج ۲ ص ۵۰ باب الاذان)

کا جواب دینا صحیح نہیں۔

لما قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: لا یحبیب الخبیب، ولا نافع فی  
لعین ہما من الاجابة بالفعل۔ (مرآۃ العبد علی صدر الخطاوی ص ۳۱۱) یہاں ذکر ہے کہ  
قد قامت الصلوة میں انصلوۃ کے نام پر قسم پڑھنے کا حکم **سوال: کیا**

مقیمین (اقامت کہنے والے) قد قامت الصلوة کے نام پر پیش اور دوسرے مجمل قد قامت  
الصلوة کے نام پر سکون (رکوع) پڑھتے ہیں، کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے؟

**الجواب: ۱۔** اقامت کہتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ برکعت کے آخر میں  
پیش کی جگہ رکوع (سکون) پڑھی جائے چاہے وہ اللہ اکبر کی راہ ہو یا قد قامت الصلوة کی  
تاکہ اس لینے انصلوۃ کی تار پر پیش پڑھنا صحیح نہیں بلکہ جزم (بہم) بھی جائے۔

قال العلامة (رحمہ اللہ) ودی ذلت عن نخعی موقوفاً علیہ ومرفوعاً  
فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الاذان جزء والاقامة جزء والکلی جزء  
وہو فی الامار ووجزم انہما احکام لکنہما فی التکید الخ  
رد المحتار ج ۱۱ کتاب الاذان مطلب فی الکلام علی صیغۃ الاذان جزم

**سوال: ۲۔** بعد از اذان و دعائیں پڑھا کر اٹھانا  
گیا ہے کہ اذان کے بعد دعا وسیلہ کرتے وقت  
دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں، شرعاً ایسا کرنا کیسا ہے؟

**الجواب: ۱۔** اذان کے بعد دعا وسیلہ و سنون دعا کرتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے بلکہ

۱۔ قال العلامة عبد الحی انما تویذ ولا یحب ان یأخذ فی الشیء بعد من الاجابة  
بالفعل فکذا بالقول۔ (تسعیۃ ج ۳ مسئلہ ۱۱۱ باب الاذان)

۲۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تحت قولہ یتوسل فیہ ویجوز فیہا کہ کلمات الاذان والاقامة لکن  
فی الاذان یزوی الحقیقۃ فی الاقامۃ یزوی الوقت وکونہما لشارح فی المبعث والکلیہ  
جزء (المحرم لرائق ج ۱ ص ۵۸۸ باب الاذان)

۳۔ مثلہ فی تسعیۃ ج ۳ مسئلہ ۱۱۱ باب الاذان۔





## باب شروط الصلوة وأركانها

(نماز کے شرائط و اركان کا بیان)

زبان سے نیت کرنے کا حکم | مسواک نماز کی نیت اگر صرف زبان سے کہ جائے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- نماز کے پہلے دل سے نیت کرنا فرض ہے البتہ متاخرین فقہاء کو ماننے زبان سے نیت کرنا محسن قرار دیا ہے تاہم دل و دماغ دونوں حاضر ہونا چاہیے، البتہ اگر صرف زبان سے نیت کرے مگر دل کی نیت نہ ہو تو یہ نیت لغو اور بے کار ہے۔

ما قال: العلامة المحقق، والشفقة عند الاداء بها مستحب هو المختار۔

البدیع المختار علی صدرہ: روح المعانی ج ۳ ص ۳۳۰ شروط الصلوة۔ بحث النیة۔ ا۔

زبان سے نیت کیا غلطی کی حکم | سوال :- ہمارے ساتھ اکثر یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ ہم جوش زبان سے نیت کی غلطی میں کسی حکم میں ایک وقت کی نماز میں شامل ہوتے ہیں مگر زبان پر غلطی سے کسی دوسرے وقت کی نماز کے الفاظ کا اجرا ہو جاتا ہے، شرعاً اس کو کیا حکم ہے۔ نماز بطلان کی پابندی؟

الجواب :- نیت دل کا عمل ہے، اگر دل میں اسی وقت کی نماز کا ارادہ ہو تو نماز ہو جائے گی اگرچہ زبان پر غلطی سے دوسرے وقت کی نماز کا اجرا ہو جائے ایسی غلطی کو کوئی اعتبار نہیں۔

ما قال: المحقق، وأخت من النیة بالإجماع وهي الزيادة أحرجه۔۔۔ لا مطلق، اعلم

فی الکامع۔۔۔ ولعلہ فیہ علی القلب الإلزام للزيادة۔۔۔ بدیع المختار علی صدرہ: روح المعانی ج ۳ ص ۳۳۰

باب شروط الصلوة، مطلب بحث النیة۔ ص ۳۳۰

لعلہ فی الخدیة، ولا عبرة لمزک باللسان فان فعله یقبح معوضه قلبه فهو حسن۔

(فتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۹۹ الفصل الرابع فی النیة)

وینقل فی السعیة فی حاشیہ التوبة ج ۲ ص ۹۹۔۔۔ شروط الصلوة

تعد فی الخدیة النیة اذ لا بدخول فی الصلوة وانما ان علی یقیمہا صلوة یصلیٰ لیہا ما لو سئل

لا یسئل عن یجب علی البدیع۔۔۔ ولا عبوة لمنکر باللسان (فتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۹۹) فی النیة

زنیہ ایضاً عن علی الظاہر وحری علی ما فیہ من وجوبہ (استدوی الہندیہ ج ۲ ص ۹۹) فی النیة

امام کی اقتدار کی نیت کا مسئلہ | سوال :- اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو مگر اس نے امام کی اقتدار کی نیت نہ کی تو کیا اس شخص کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- امام کی اقتدار کی نیت صحت صلوٰۃ کے لیے شرط نہیں بلکہ تعمیلی ثواب کے لیے شرط ہے۔ اگر کسی نے امام کی اقتدار کی نیت نہیں کی صرف نماز کی نیت کر کے امام کی اقتدار میں نماز پڑھی تو نماز تو ہو جائے گی مگر امام کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا۔

لما قال العلامة الحسکفیؒ، ولا يشترط لصحة الاقتداء نية امامة ولا تمتد إلى بل فليس الثواب عند اقتداء بعد يد قبله۔ قاله ابن عابدینؒ: رمت قوله لئيل الثواب معطوف حتى قوله لصحة الاقتداء أي بل يشترط نية امامة المقتدى لئيل مع الثواب الجماعۃ۔ رد المحتار ج ۱ ص ۲۲۸ شروط الصلوٰۃ مطلب بحث النية طبع

تعداد رکعات کی نیت ضروری نہیں | سوال :- کیا نماز میں تعداد رکعات کی تعیین کر کے نیت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب :- فرض نمازوں کے ارشاد میں وقت کی تعیین کرنا ضروری ہے اس کے علاوہ رکعات کی گنت ضروری نہیں بغیر نیت تعداد رکعات کے بھی نماز ہو جائے گی۔

لما قال العلامة الحسکفیؒ، ولا يد من تعیین عند النية ..... لغرض ..... ولو قضا ركضه یعیین ظهر یوم كذا عن المتقدم ..... وجواب انه وقت او غير او مسجود قلاوة وكذا شكر بخلاف سهو دون تعیین عدد ركعاته خصوصاً متناقلاً بقدر لفظافي عددھا۔ (المدار المختار علی صدرہذا المختار ج ۱ ص ۱۸۱ باب شروط الصلوٰۃ طبع

۱۔ قال العلامة الشیخ اشرف العلل ابن النوفیؒ: اکوامت کی نیت نہ کر کے نماز امامت کا ثواب نہ ملے گا، پس حصول ثواب امامت کے لیے تو امامت کی نیت ضروری ہے۔

رامدار الشافعی ج ۱ ص ۱۲۲ باب شروط الصلوٰۃ

۲۔ قال العلامة ابن نجیمؒ: لان نية عند الركعات ليست بشئ في الذوق والواجب لان قصد تعیین معنى ولو نوى الظهور لكانوا انصرفوا عما جاز (ابن عمر الرافعی ج ۱ ص ۲۸۸)



**الجواب** یہ بھی تحریر نماز کے فرائض میں سے ہے، بغیر تحریر نماز کے نماز نہیں ہوتی۔

قال المحقق: من فرائضها الخ لا تقصر مدوؤها، تحریمہ ذاتاً وھو شرط فی غیر جنازۃ علی نقاداً

جہ یعنی: قال ابن عابدین: تحت قوله من القاء، استعنی شرطاً بصلیہ معنی الفرائض ای وہی

شرطاً منصوص علیہ۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۰۰ رد المحتار ج ۲ باب صفة الصلوة)۔

**سوال** : ہمارے علاقہ میں چڑھنے والے بولے یا قہقہے اور اکثر نماز کی نیت کا حکم

مازای پیشتر میں ہی نیت کے الفاظ کہہ بیٹھے ہیں، اور ایسے ہی جن لوگ دل میں نیت کرتے ہیں، کیا شرعاً دل میں نیت کرنا کافی ہے یا زبان سے بھی نیت کرنا ضروری ہے؟

**الجواب** : نیت نماز کے فرائض میں سے ہے، لیکن نیت کا ذکر وہی ضروری نہیں بلکہ محذور ہے، تاہم عوام الناس اس سے غافل رہتے ہیں لہذا ان کے یہ دل کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی نیت کے الفاظ ادا کرنا بہتر ہے تاکہ زبان پر بولنے سے دل کے ارادے کا اظہار ہو سکے۔

ولا عبرة للذاکر باللسان فان فعله ليجتمع عزیمۃ قلبہ فهو حسن کذا فی الکافی ومن عجز عن احضار القلب یقفہ باللسان کذا فی الزہدی (فتاویٰ السعیدیہ ج ۱ ص ۱۵۰)۔ باب شروط الصلوة)۔

۱۔ منہا التعریبہ ..... وہی شرط عندنا حتی ان من یحرم للفرائض صحاح کہ ان یؤدی بها التطوع فیکون فی السہادیۃ۔

(فتاویٰ السعیدیہ ج ۱ ص ۱۵۰)۔ باب صفة الصلوة: الفصل ثلثون واربعة فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۰۰)۔ باب صفة الصلوة۔

۲۔ قال المحقق: والمعتبر فیہ عمل القلب الا ان الازدۃ خلا عبرۃ للذاکر باللسان ان خالف القلب لانه کلام لانیۃ لا اذا عجز عن احضارہ مہم اصابتہ فیکفر باللسان۔

(رد المحتار عنی ص ۲۰۰ رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۰)۔ باب شروط الصلوة: (رد المحتار فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۰۰)۔ باب شروط الصلوة۔

**ہسپتال کی نو میٹار میں نماز پڑھنے کا حکم** | سوال :- ایک شخص ہسپتال میں ملازم ہے دو ایٹان وغیرہ دیتا ہے ، ان زخمیوں کا وجہ سے اس کے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں کیا اس شخص کے لیے ان کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے ؟

**الجواب :-** نماز پڑھنے کے لیے چند شرائط ہیں جن میں کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے اس لیے اگر ہسپتال کے ملازم کے کپڑے زخمیوں کے غم یا ہیمپ کے ذریعے ناپاک ہوئے ہوں تو یہ کپڑے تبدیل کر کے دوسرے کپڑوں میں نماز پڑھے البتہ اگر دوسرے پاک کپڑے نہ ہيں تو ہو سکتے ہوں تو بوجہ مجبوری انہی کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے ۔

نما قال العلامة الفعصكي : الشرط شرطاً ما يتوقف عليه الشئ ولا يدخل فيه هي سنة طهارة بدنہ ..... وكذا ما يتوقف عليه او بعد حامله كجس عليه جس ..... الخ (لدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۷) باب شروط الصلوة ھـ

**سوال :-** میری دوکان کے اوپر دوسری منزل میں ایک میوزک سنٹر ہے کیا میں اپنی دوکان میں نماز پڑھ سکتا ہوں ؟ جبکہ بعض لوگ مجھ کہتے ہیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوگی اس لیے کہ دوکان میں پڑھنا ہمارے نہیں۔  
**الجواب :-** نماز کے لیے طہارت مکان ضروری ہے خواہ وہ کوئی بھی جگہ ہو چاہے دوکان ہو یا گھر مسجد ہو یا حجرہ بشرطیکہ پاک ہو اس لیے دوکان میں نماز پڑھنا درست ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ نماز مسجد میں پڑھی جائے ۔

نما قال العلامة الفعصكي : الشرط شرطاً ما يتوقف عليه الشئ ولا يدخل فيه هي سنة طهارة بدني جس لسانقول الفخر في جسد دون البدن جس جس جس قد مد لانه اخلط وجبت مانع كل ذلك قوبہ ..... ثم ان موضع قد ادا احاط ان وقع الاثر في موضع سجود الله تعالى لا يصح الخ

والدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۷) باب شروط الصلوة ھـ  
لے حق الهندية ، تطهير النجاسة من بدنة الصلوة وقوبہ : المكان الذي يقبل عليه واجب .  
(اعتنا اول الهندية : تطهير النجاسة من بدنة الصلوة وقوبہ : المكان الذي يقبل عليه واجب .  
لے حق الهندية ، تطهير النجاسة من بدنة الصلوة وقوبہ : المكان الذي يقبل عليه واجب .  
(اعتنا اول الهندية : تطهير النجاسة من بدنة الصلوة وقوبہ : المكان الذي يقبل عليه واجب .

جیل خانہ کی جائے نماز پر نماز پڑھنے کا حکم | سوال: مجھے پشاور میں جیل سے ایک دوسرے نے ایک جائے نماز بھیجی ہے کیا

میں اس پر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ ہر قسم کے ٹوگ رہتے ہیں؟

الجواب: نماز پڑھنے کے لیے جائے نماز کا پاک ہونا ضروری ہے نیز ٹوگ پر پاکی یقینی ہوتی ہے جو شک سے زائل نہیں ہوتی اس لیے جیل سے آیا ہوا جائے نماز پاک ہے اور اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔

لما قال العلامة العمکفی، لو شئت فی نجاسة ماء أو ثوب أو خلقة أو عتق لم یستبر۔ قال ابن عابدین، (تحت قوله ولو شئت) فی النجاسة من شئت فی انما هو یوہ اوبہ نہ احبہ نجاسة ولا فهو طاهر مالم یتستبر۔ (رد المحتار ج ۱) فیل انما یطلب فی اعانت الغسل) طہ

مسجد کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا | سوال: ایک لوگوں کا ایک دستورین چکا ہے کہ وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے اپنی ٹوپی یا ریدال وغیرہ ساتھ نہیں لے تے بلکہ مسجد میں پڑی ہوئی ٹوپی پہن کر نماز پڑھ لیتے ہیں، حکم باندر بار دیگر مقامات میں ای ٹوپیوں کے ساتھ آنے جانے کو مار کھیتے ہیں، تو کیا مسجد میں پڑی ہوئی ٹوپیاں پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: نماز میں اہم حیثیت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہوتی ہے اس لیے نماز پڑھنے کے لیے عذر اور بہتری لباس پہننا افضل ہے ورنہ کم از کم ایسا لباس پہننا چاہئے کہ جس کے ساتھ دیگر مقامات میں جانے کو عذر نہ سمجھا جائے اسلئے فقہاء کرام نے قیاب پہننے کی گند سے لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کو مکروہ کہلایا، لہذا بہتر یہ ہے کہ ہر نمازی اپنی ٹوپی ساتھ لے کر عذر بصورت دیگر مسجد کی ٹوپیاں استعمال کرنا اگر بہت سے خالی نہیں تو انہیں نماز میں جو جائے گی۔

لما قال العلامة عالم بن العلام لا یجوز فی انما هو یوہ اوبہ نہ احبہ نجاسة مالم یتستبر۔

والنقاویات کا ریغانیہ ج ۱ ملاک استیباطہا فی الوضوء ما فوج مسائل الشافعی

تجیر تحریر میں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھایا جائے | سوال :- تجیر تحریر میں ہاتھ کہاں تک اٹھاتے ہیں ؟ تفصیلاً فرمائیں ۔

الجواب :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مختلف روایات مروی ہیں، فقہ حنفی کی تحقیق کے مطابق کانوں کی نو تک ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے ۔

بعض علماء کرام نے یہ کہا ہے کہ انگلیوں کے سر میں کو کانوں کی نو تک برابر کیا جائے جبکہ انگوٹھوں کو کہ حوں کے مقابل کیا جائے تو دونوں روایات پر عمل کر جائے گا ۔

رواہ ابو داؤد السجستانی، عن وائل بن حجر قال داخبت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يدهما في الصلاة إلى شحمة أذنيه . (قال المحقق شرح) (ابو داؤد ج ۲ ص ۲۷۲ باب افتتاح الصلاة) <sup>ص ۲۷۲</sup>

تجیر تحریر کے بعد ہاتھوں کا ارسال یا سیدھا باندھنا | سوال :- بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ تجیر تحریر کرنے کے بعد ہاتھوں کو لٹکا کر

بھر باندھتے ہیں، کیا اس طرح کرنا درست ہے ؟

الجواب :- تجیر تحریر کرنے کے بعد ہاتھوں کو لٹکا کر باندھنا جائز ہے یا بغیر لٹکائے باندھنا جائز دونوں طرح درست ہے، البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تجیر تحریر کے بعد فوراً ہاتھوں کو ٹاٹ سے نیچے باندھنا جائز لٹکانا نہیں چاہیے، یہی افضل ہے ۔

لما قال العلامة الحسکفی: ووضع الرجل يده على أذنيه تحت سترته: إحداهما عن جحره وإبهامه هو المثلثة تضع المرأة والحنثي أنكف على أكتف تحت تدبها كما فرغ من كتبه، ولا إسناء في لأهم - قال ابن عابد: قد تمت خواصه بنو أسال (موظا هر الرواية) ۔

(مراد المختار ص ۴۸۳) (ابن الصلوة، مطلب في بيان المتواتر في الشاذ ص ۲۷۲)

سے عن مالك بن اعين روى عن النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا كبر وضع يده حتى يمانى بهما أذنيه وفي رواية حتى يعاثر بهما أذنيه ۔

(الاعلام السنن ج ۱ ص ۱۸۱) باب افتراض التعمية وسننها )

وَمِنْهُ صَحِيحٌ مُسْلَمٌ ج ۱ ص ۱۶۸ باب استحب رفع اليدين عن والمنكبين ۔

سے قال الشيخ عبد الحی الکھنونی: (رحمتم الله) قوله تحت ستره وعند أبي حنيفة وأبي يوسف يمشون كما فرغ من الكتب ويؤذون من وجهه من قاضين في شلوا ولم يذكر خلاف ذلك إلا في نسخة من نسخة باب منه (الصلوة)

وَمِنْهُ فِي أَمَدَادِ الْأَحْكَامِ ج ۱ ص ۴۷۰ باب صفة (الصلوة)



مکی کیلئے نماز پڑھتے وقت میں کبیرہ یا جہت کبیرہ کا حکم **سوال**۔ فقہ حنفی کی کتابوں میں کھانا  
 ہے کہ کئی کے لیے میں کبیرہ اور آٹا کیلئے  
 جہت کبیرہ ضروری ہے، لیکن آجکل شہر مکہ میں بڑی بڑی عمارتیں مسجد حرام اور مسجدی کے درمیان حائل ہیں،  
 اس صورت میں مسیت قبلہ کی تعیین کس طرف کی جائے؟

**الجواب**۔ یہ حکم اس مکان کے لیے ہے جس کو کبیرہ اقدس دکھائی دیتا ہو تو اس پر لازمی ہے کہ  
 وہ مسیت کبیرہ کی طرف منکر کے نماز پڑھے اور جس کو کبیرہ دکھائی نہ دیتا ہو تو اس کے لیے بھی آٹا کی کتبہ  
 طرح جہت کبیرہ کا قیاس ہے اگرچہ وہ کبیرہ میں آئے۔ چنانچہ۔

قال الامام الحنفی: فلیملکی صلیۃ عندہا یعم الاماین ویؤکلا لکن فی البصر امتہ  
 ضعیف ولا یصح ان یمینہ ویبیتہا حاصل کا لفظ

راوند الخناد علی صدد رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۰ کتاب شریعہ (مصلوٰۃ)

حطیم کی طرف منکر کے نماز پڑھنے کا مسئلہ **سوال**۔ بہرے کتابوں میں دیکھا ہے  
 حطیم بیت لکھ کا جغہ ہے، لہذا اگر کوئی دینی  
 حطیم کی طرف منکر کے نماز پڑھے تو اس کی مسازہ ہو جائے گی یا نہیں؟

**الجواب**۔ اگرچہ خبر احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حطیم کتبہ اللہ کا جغہ ہے لیکن یہ امر غلط  
 ہے اور استقبال قبلہ قطعی الثبوت دس سے ثابت ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام نے کتباً ہے کہ اگر  
 کوئی کوئی حطیم کی طرف منکر کے نماز ادا کرے تو نماز نہیں ہوگی۔

قال الامام ابن عابدین: تحت قولہ لا یستقبلہ احتیاطاً نہانہذا: ستقبلہ اصلہ  
 لو یصح صلوٰۃ من غیرہذا استقبال قبلۃ ثبتت بالنع القطعی وکون الحطیم من الکعبۃ  
 ثبتت بالاحادیث والافادہ من: کتبۃ من جہ دون وجہ۔ رد التمار <sup>مکتبہ</sup> ج ۱ ص ۲۸۰

مسیت قبلہ کی تعیین کے لیے قبلہ نما کے استعمال کا حکم **سوال**۔ وہ درجہ میں کوئی قبلہ تعیین  
 کے لیے قبلہ نما استعمال کرتے ہیں اس کی

لے قال الامام ابو یوسف: فی الدرایۃ من کان بینہ و بین الکعبۃ حائل لا یصح ان یصل  
 کا لفظ۔ (کبیری ص ۲۴۰، الشرط الرابع)

لے قال الامام ابو یوسف: فی الدرایۃ من کان بینہ و بین الکعبۃ حائل لا یصح ان یصل  
 (کبیری ص ۲۴۰، الشرط الرابع فروع فی شرح المطاوعی)

شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب :- غار پڑھنے کے لیے ایک اہم ٹکن ٹھہروں اور دیہاتوں میں استقبالی قلعہ ہے یا جبست قلعہ ہے۔ فقہاء کلام نے اس کی پہچان کسے لیے پہلے زمانے کا مساجد اور ان کے محرابوں کو دیوں ٹھہرایا ہے اور محراب میں سستاروں کو دیوں قرار دیا ہے جن سے غالب گمان ہوتا ہے کہ قلعہ اس طرف سے ہے۔ چونکہ موجودہ دور کا یہ آلہ (قلعہ نام) ظن غالب کی تحصیل کے لیے زیادہ کارآمد ہے اس لیے قلعہ کی تعین کے لیے اس کا استعمال شرفا درست ہے اور اس سے قبل کا صحیح رخ متعین ہوتا ہے۔

لأخلاق في الهندية بوجهة الكعبة تعرف بالجميل والدين في الكلام وأثر في الحانوب  
اسم نصيبها الصالحة واتا يعرف فعلينا تبا عزمهم فان لم تكن فانسؤال اهول لك ومع  
وامافي الجوار وماوز خذليل اقبلت التحريم - الغناوى الهندية جز الفصل الثاني عشر

**سوال:** دریل گاڑی میں سفر کے دوران نماز کا وقت ختم ہو گیا تو کیا کرے؟

اس میں قبلہ کا بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے کہ قبلہ کا صحیح پتہ نہیں چلتا اور اگر میل بھی جانتے تو یہی گاڑی  
کبھی کبھی عین نانا کے دوران قبلہ کی طرف سے رُخ ٹھڑکتا ہے تو اس حالت میں غاڑ کا کیا حکم ہے ؟  
الجواب : بعض نرینوں کی وضع اس نوعیت کی کہوتی ہے کہ مسلمان کے لیے ان میں  
قبلہ رُخ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہو تا ہے لہذا شروع نماز سے اعتناء تک قبلہ رُخ ہو کر  
نماز پڑھے ۔ اگر ابتداء میں قبلہ رُخ ہو کر نماز شروع کی اور درمیان میں یہ بدل گاڑی قبلہ رُخ سے  
بہٹ گئی تو نمازی دوران نماز اپنا رُخ قبلہ کی طرف پھیرے ، تاہم اگر یہ بدل گاڑی میں ہجوم استی  
زیادہ ہو کر رُخ پھیرنا ممکن نہ ہو تو بصورتِ مجبوری نانا بوجائے گی ، اس کی مثال فقہی ذخائر میں  
منکر اعداد کثرتی مبیہ ہے ۔

ثم وتعد بالمدليل وهو في التصريح والإحصاء محاريب، فبعد بدو المنايع وفي المناد  
والبحار أنجوا كخطب: قال ابن عابد: رحمت قوله كخطب... وعن ما وضعوا لها  
من الآلات كالربيع والاسطرلاب فانها صعدوا اليقين فتد غيبة النظم العلم بها وغلبة النظم  
كافية في ذلك. (رائد المختار على موسى ودا المختار ج ١ ص ١٢٢) كتاب السلطة، كما في المختار

قال العلامة المحقق ..... والربوط تبيحة البحران فان اخرج بحرهما فتبيح  
فكاساوية والا فكلوا قنطرة ويلزم استقبال القبلة عند الافتتاح وكلها عادت .

والعدد اختار عن صدره والاختار من اجل باب صلوة مرتين .

**سوال :-** ہم پشاور سے کراچی تھے کافر میل  
ریل گاڑی میں بھی نماز کیسے قیام فرض ہے ؟  
کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشکل ہو گیا ہے۔ اسی صورت میں ہم کھڑے نہ ہو کر بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں ؟  
**الجواب :-** نماز میں قیام فرض ہے بغیر شرطی قیام کے اس کا ترک کرنا درست نہیں ایسا  
پہلے تو دینے سفر لوگوں سے درخواست کر کے نماز کے لیے جگہ مانگی جائے اگر وہ جگہ نہ دی تو پھر  
بیٹھ کر نماز ادا کر لی جائے مگر اس کا اعادہ لازم ہے البتہ اگر سر پہلے لے یا کر جائے کا غلط ہو تو پھر  
بلا امان جائز ہے ۔

قال العلامة ابن نجيم : ( لا يعرف يد العبد ولا حله ) كذا عن الترمذي والصلوة تبيح  
ويعقوب بالامانة ثم يعيد الاخير ... كالمبرور لان الطهارة للنية ثم تطهر لمنع وجوب الاعادة  
ثم حال تطهر منه ان العبد ان كان من قبل الله تعالى لا تجب الاعادة وان كان من قبل العبد  
وجب الاعادة - ( البحر الرائق ج ۱ ص ۱۴۹ باب التيمم )

الحمد لله الذي افق عزير الرحمن : اگر کھڑے در ریل نماز فرض خواند پس استقبال قبلہ و قیام و رکوع و سجود وغیرہ  
جملہ ارکان صلوٰۃ ادا کروں ضروری است و محض از سواری ریل استقبال سات قطعی شود چاکر باوجود  
تحویل اوج بہ قدحہ وقت و تکلف استقبال ممکن است ، اگر بلا مجبور ہی ترک استقبال کرو نماز  
جائز اوائی شود و اگر مستقبل قبلہ بود نماز شروع کرو و در جانب صلوٰۃ مسبت قبلہ میل کرو پس  
صلی و ضروری است کہ آن ہم متوجہ قبلہ بود نماز تمام کند کہ عمل ارکان صلوٰۃ ادا شوند و صلی  
ریل اور نماز فرض قبول قطعاً یا تيمم است و در صلوٰۃ نقل جائز است البتہ اگر نہ تقيقت  
ہجوم ہی قدر باشد کہ حرکت رکوع و سجود ممکن نیست و نیز بر صلوٰۃ از خارج ریل قاور نیست  
بل استقبال و بلا قیام ادا کنند و اس صورت نادر است ۔

( فتاویٰ دواعیوم دو بند ۲ ص ۱۸۱ ) ارکان الصلوٰۃ فصل ثانی استقبال ( قبلہ )

دو تین نماز قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ کا حکم | سوال :- حالت قیام میں نمازی کو دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ رکھنا چاہیے؟ بعض لوگ دونوں پاؤں کے درمیان ایک باشت تک فاصلہ رکھتے ہیں ان کا ایسا کرنا شرعاً کیا ہے؟

الجواب :- یہ نماز کے آداب میں سے ہے کہ نمازی دونوں پاؤں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کے برابر فاصلہ رکھے، اتنا فاصلہ نہ رکھے جس سے توازن بگڑ جائے۔

لما قلنا العلامة ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ قولہ متھا اقیام ویستحب ان یکون بیتمھا مقادیر اربع اصابع البعدانہ اقرب اذا الخشوع۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۳) فرائض الصلوٰۃ

بلا عذر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا | سوال :- جناب مفتی صاحب! نماز میں ایک پاؤں پر بلا عذر شرعی کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- نماز میں دونوں پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے، فقہاء کرام نے ایک پاؤں پر بلا عذر کھڑے ہونے کو نہ قرار دیا ہے، اس لیے کہ ایسی صورت میں تسبیح اور کلمہ کی ظاہر ہوتی ہے۔

لما قلنا العلامة ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ قولہ ومتھا لایقیم ویکبرہ اقیام علی احد القدمین فی الصلوٰۃ بلا عذر۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۳) فرائض الصلوٰۃ

نماز میں قرأت کا حکم | سوال :- نماز میں قرأت قرآن کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- نماز میں قرأت قرآن کی قرأت لازمی قیسین فرضی ہے جس کی مقدار ایک آیت ہے، اس مقدار کی قرأت نفل، دتر اور سنن کے جمیع رکعات میں فرضی ہے اور فرض کی دو رکعات میں البتہ تین آیات یا سورت اور فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں واجب ہے۔

لما قلنا العلامة ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ قولہ ویستحب ان یکون فی الخشوع عند اقیام مقادیر اربع اصابع کثافت البزازیہ وغیرھا لکن وہ اقرب الی الخشوع۔ (امحایہ ج ۲ ص ۲۳) باب صفۃ الصلوٰۃ  
وَبُیِّنَ لَکُمْ فِی تِلْکَ الْوَحْیِ دَارُ الْمَعْلُومِ دِیُونِہِ ج ۲ ص ۲۵۴ فصل اول باب صفۃ الصلوٰۃ

کے وہی الہندیہ، ویکبرہ اقیام علی احد القدمین من تبعی عذر، وجوزہا علی الصلوٰۃ وللعذر لا یکسر۔ (دلائل الہندیہ ج ۲ ص ۲۹) باب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ والفصل الاول

وَبُیِّنَ لَکُمْ فِی اَجْوَدَةِ الشَّیْخِ ج ۲ ص ۲۵۵ باب صفۃ الصلوٰۃ۔

لما قال العلامة ابن عابدین: (تحت قوله منها القراءة) ای قراءۃ آیتہ من القرآن  
وہی فرض علی فی جمیع رکعات النفل والوتر فی رکعتین من الفرض کاسیاتی مشا  
فی باب الوتر والوافل واما تعیین انتزاع فی الاولین من الفرض فہو واجب وقیل  
سنة لا فرض کما سجدتہ فی الواجبات واما قراءۃ الفاتحۃ والنسورۃ او ثلاث آیات فہی  
واجبة ایضاً۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۱ قرآن فی الصلوۃ)۔

سجدہ کو جانتے وقت زمین پر اولاً ہاتھ رکھنے کا حکم **سوال**۔ بعض لوگ سجدہ کو جانتے وقت  
زمین پر اولاً ہاتھ رکھتے ہیں اور پھر گھٹنے  
ملائنا کہ ہم نے نماز کے سجدہ کو جانتے وقت پہلے گھٹنے رکھنے چاہئیں پھر ہاتھ تو  
کیا نہ کرے صورت جائز ہے اور اس طرح سے نماز ہو جائے گی؟

**الجواب**۔ احادیث مبارکہ میں دونوں طرح کی صورتیں مروی ہیں۔ حضرت عائشہ بنی مجر  
کی روایت میں وضع الرکبتین قبل الیدین (گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنے) کے الفاظ ہیں  
اور حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں وضع الیدین قبل الرکبتین کا ذکر ہے مگر علامہ احناف  
نے حضرت عائشہ بن مجر کی روایت کو دیگر ثبوتات کی وجہ سے خارج قرار دیا ہے ایسے ثبوت  
یہ ہے کہ پہلے زمین پر گھٹنے رکھے جائیں اور پھر ہاتھ ابدتاً اگر کوئی عذر ہو تو پہلے ہاتھ رکھے  
جاسکتے ہیں۔

قال العلامة الحسینی، وسجدوا وضاً رکبتیه اولاً لاقربهما من الارض ثم یدیه

الا بعدہ۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۱ فصل فی احوال الشروع)۔

**سوال**۔ نماز میں سجدہ کے دوران بعض لوگ دونوں پاؤں  
حالت سجدہ میں پاؤں کا اٹھانا  
اور اٹھا پیتے ہیں، اس طرح کرنے سے نماز پر کوئی اثر ہے

لہ قال علامہ ابوالبرکات النسی، وفرض القراءۃ آیتہ۔ (کنز الدقائق علی حاشی الجلالین)  
ج ۱ ص ۳۶۱ باب صفة الصلوۃ

لہ قال علامہ ابوالبرکات النسی، ثم کبر ووضع رکبتیه ثم یدیه ثم وجہہ بین کتفیه قال ابن  
نجیم المصری، (تحت قوله ثم کبر ووضع الخ) کما لا یقلعہ علیہ السلام۔ (امتداد احوال الشروع)  
اؤ کہ ان اقرب الی الارض فیضع رکبتیه (اولاً ثم یدیه) الخ (امجد فی حاشی آیات صلوۃ)

گواہیں !

**الجواب :-** سجدہ میں قدمین کو کوئی بھی شخص زمین پر رکھنا ضروری ہے اگرچہ ایک شخص ہی کیوں نہ ہو۔ مگر قدمین میں سے کوئی بھی حصہ زمین پر نہ نہی کیا تو سجدہ صحیح نہ ہوگا جس کی وجہ سے نماز قاصر ہو جائے گی۔

قال المحقق: ومنها السجود بعينه فلهذا في كل سجدة وضع اربع واحدات منها شرط قال ابن عابدین: تحت قوله وقد میده بحسب سقاطه لان وضع اصبع واحدة منها يكفي كذا كره بعد اذا فاد انه لو لم يضع شيئاً من القدمين لم يصح سجود وهو مقتضى ما قد مره اتفاقاً. **رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۸ بحث السجود والاسجد** لے

**سوال :-** بعض لوگ جو نماز پڑھتے ہیں وہ عمامہ کے کور پر عمامہ پڑھنے کے بل پر سجدہ کرتے ہیں **الجواب :-** اگر عمامہ کور پیشانی پر ہو تو اسی حالت میں عمامہ کے کور پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور اگر عمامہ پیشانی سے اوپر ہو اور سجدہ کور عمامہ پر کیا جائے تو اس صورت میں سجدہ اور زمین نما اس طرح پیشانی یا ناک زمین پر نہیں رکھی گئی لہذا اس صورت میں نماز ٹھنڈا درست نہیں۔

**الجواب :-** اگر عمامہ کور پیشانی پر ہو تو اسی حالت میں عمامہ کے کور پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور اگر عمامہ پیشانی سے اوپر ہو اور سجدہ کور عمامہ پر کیا جائے تو اس صورت میں سجدہ اور زمین نما اس طرح پیشانی یا ناک زمین پر نہیں رکھی گئی لہذا اس صورت میں نماز ٹھنڈا درست نہیں۔

قال العلامة المحقق: انما يكره تنزيهاً لكونه عمامة لا يذوق ان يضع عند بطنه كونه على كماله او يذوق انما اذا كان على راسه فقط وسجد عليه مقتضى اى وجه تصريف وجهه ولا على القول به لا يصح بعد سجود على محله. **رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۸ بحث السجود والاسجد** لے

لے وفي اسناد يقرؤن سجوداً لم يضع قدميه على الارض لا يجوز، ولو وضع احد حمارون لاخرى جاز مع الكراهة ان كان بغير هذا۔ الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۶۸ باب الرابع في صلاة الصلوة. **فصل الثامن في صلاة الكبرياء ص ۲۶۸** لے

لے قلنا في صلاة الكبرياء انما يكره تنزيهاً لكونه عمامة لا يذوق ان يضع عند بطنه كونه على كماله او يذوق انما اذا كان على راسه فقط وسجد عليه ولم تصب وجهه الارض على القول بتعيينها ولا دفعه عن العنق بدون تعيينها فان الصلوة لا تقع بدون السجود على محله وكثير من العوام يسهل في ذلك. **رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۸ باب الرابع في صلاة الصلوة** لے

وحيث في بعض النسخ حاشية مراق في الغلاف ص ۱۱ فصل شروط الصلوة وان كان هناك

**تخت پوش پر نماز پڑھنے کا مسئلہ** | **مسوال ۱۰**۔: بچل لڑکیوں کے والدین شادی کے وقت بہتر  
 میں بڑے والے اس کے لیے فریج میں نماز پڑھنے کے لیے  
 ایک تخت بنواتے ہیں جس کو پشتوں میں "تخت پوش" کہا جاتا ہے، شرعاً اس پر نماز پڑھنا مکمل ہے؟  
**الجواب**۔: ایسے تخت کڑی سے بنائے جاتے ہیں جو سخت ہوتے ہیں، حالت بدو یا رونا  
 یا قیام آپ کو کرنا ضرر تک نہیں ہوتا، اس لیے ایسے تخت پوش پر نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ زمین پر  
 رکھا ہوا ہو۔

قال العلامة الحسینی: لا یصح لعدم السجود علی حملہ وبشرط طہارة الکاف وان یجد حجم  
 الارض. قال ابن عابدین: رقت قوله ان یجد حجم الارض (تفسیر) ان الساجد لو بالغ لا یتصل  
 رأسه بالیخ من ذلک حجم علی الطنفسة وحجمه وسطحه وشعبه وسریرہ وجملۃ انکانت علی الارض  
 لا علی ظهر حیوان یکامل متدد بین اشجائہ. رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۲ فصل فی الاذان والاداء الشریعہ ۱۷  
**مسوال ۱۱**۔: ہمارے محلے کی مسجد میں ایک صاحب خیر نے  
**قائین اور فروم کے گدے** پر نماز کا حکم | نمازیوں کے لیے قائین بچا یا ہے جو بہت نرم ہے کیا  
 اس قائین پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔: نمازیں زمین پر سجود کرنا ضروری ہے یعنی زمین کی صلابت اور سختی کا ادراک  
 ضروری ہے۔ لہذا اگر قائین پر سجود کے دوران نیچے کی زمین کی سختی کا ادراک ہو سکتا ہو تو نماز  
 جائز ہے ورنہ نہیں، چونکہ آجکل کے قائینوں میں زمین کی سختی کا ادراک ہوتا ہے اس لیے قائین  
 کا پڑنا دوسری وغیرہ پر نماز پڑھنا جائز ہے البتہ موٹے اور کچلے فروم پر نماز جائز نہیں۔

ما قال العلامة الحسینی: لا یصح لعدم السجود علی حملہ وبشرط طہارة الکاف وان یجد حجم  
 الارض. قال ابن عابدین: رقت قوله ان یجد حجم الارض ہ۔۔۔ وحشیش اذان وجد جمیعہ

۱۔ قال العلامة ابن نجیم المعری: ولا اصل کما نہ یجوز السجود علی الارض یجوز علی ما هو بمعنی  
 الارض مما تجد جہلہ جمیعہ فاستقر علیہ وتفسیر وجد ان الحجم ان الساجد لو میالغ  
 لا یتصل رأسه بالیخ من ذلک فیصح السجود علی الطنفسة والحصیر والطنطة والشمعین  
 والسریر والسطح ان کانت علی الارض لازم یجد حجم الارض۔ والبحر الرائق ج ۱ باب صفۃ الصلوات  
 وشکلہ فی تاوی دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۸۵ فصل اول صفۃ الصلوة ..

وہن ہنایہ الجواز علی النظر حۃ القطعی فان وجدناہم جم جان واکلا فلا ۔

درمہ المختار ج ۱ ص ۵۵ فصل اذا اراد الشروع ) - لہ

**تقدیر اخیرہ کا حکم** **اس سوال** : نماز میں قعدہ اخیرہ کا کیا حکم ہے ؟ یعنی فرض ہے یا واجب ؟  
**الجواب** : - قعدہ اخیرہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، بعض اس کو واجب قرار دیتے ہیں، اور بعض فرض کہتے ہیں، بعض کی رائے تکفیت کی ہے جبکہ بعض اس کو شرط قرار دیتے ہیں، راجح یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ فرض اور شرط ہے ۔

قال العلامة الحسینیؒ : ومنها القعدۃ الاخیرۃ فالذی ینظر الیہ مثل : ۱ - شرع للشرع  
کالتعمیدۃ للشرع : قال ابن عابدینؒ : وقت قعود الذی ینظر فی القعدۃ الاخیرۃ قال  
بعضہم ہی رکن اصلی : ۲ - فی کشف البزوری : انہا واجبة کافرض لکن اواجب ہنا فی  
قوة الغرض فی العمل کالوتر فی خزائن الروایات انہ فرض ولیست برکن اصلی بل ہی شرط  
للتعلیل وجزا کما تھا فرض فی الفتح والتبیین ۔ ( در المختار ج ۱ ص ۵۸ )

**تقدیر اخیرہ کی فرضیت کا منکر کا فرض نہیں** **اس سوال** : ہمارے محلے کی مسجد میں دو آدمیوں کے  
درمیان بحث ہو رہی تھی ایک نے کہا کہ جو شخص نماز  
میں قعدہ اخیرہ کی فرضیت کا منکر ہو تو وہ کافر نہیں اور دوسرا اس کو کافر کہہ رہا تھا اب سوال یہ ہے  
کہ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے اور کونسا حق پر ہے ؟

**الجواب** : - تقدیر اخیرہ کے بارے میں مختلف روایات فقہاء کرام سے مروی ہیں

لہ قول العلامة ابن نجیمؒ : والاصل کما عندہ وجوب القعدۃ علی المؤمنین یعوثر علی ما ہو معنی انہ  
مما تجب وجوبہ حجبہ وتنفق علیہ وتفسیر وجوب ان الحجب ان الساجد یبلغ لایستخس  
واسدہ بل یبلغ من ذلک ( البحر الرائق ج ۱ ص ۳۱۹ ) باب صفۃ العمل - النورۃ

لہ قول العلامة بکا الدین العینیؒ : وذلك فی الايضاح : ما القعدۃ الاخرۃ فمن جهة الغرض ولیست  
ارکین لان الشیء ما یفسر بہ ذلک الشیء ونفسہ بالصلوۃ ینفخ بالانفخ واما فی الاموال والارکون  
والسجود وانما انشئت الرکبۃ فی القعدۃ لانہا الحد الثبوت فلا یمکن لان الصلوۃ لتعظیم وهو تعظیم  
وذکر بالارکون وجہا بالعبودۃ والقعدۃ للترجیح ۔ ( البیانۃ ج ۱ ص ۱۷۱ ) باب صفۃ الصلوۃ  
و مثلاً فی التسطیح : حاشیہ مرقاۃ الفلاح ص ۱۲۸ باب شروط الصلوۃ اول کانتھا ۔



نکست الامر، طرز دہی میں ہے کہ قعدۂ اخیرہ واجب ہے فرض نہیں لیکن یہ وجوب فرضیت کے حکم میں ہے۔ اور صاحب خزائن روایات فرماتے ہیں کہ فرض ہے اور اسکی کو اسباب انہماک الہیہ فرضیت از شیعہ نے رائج قرار دی ہے۔

بنام برائیں اختلاف اگر کوئی نماز میں قعدۂ اخیرہ کی فرضیت مانکر ہو تو کافر نہیں البتہ مشروعیت کا منکر کافر ہے اس لیے اول شخص کی بات صحیح ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: رخصت قولہ لا یكفر منکر، لظہار ان المراد من فرضیتہ لانہ قبل توجعہ بکسائی ائمہ اثنی واما منکر اصل مشروعیتہ یعنی ان یکفر بشوقہ بالاجماع بل معلوم من الدین بالضرورة اناءہ ویؤیدہ ما سلف لسنن الریاء تب من تعریہا حقاً تعریف (رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۰) فرضی الصلوۃ فی حق تعالیٰ

سوال :- ایک شخص کو روزانہ نماز ہو اخبار ہونے کی صورت میں سجدہ کرنے کا حکم اسے پکارنے وقت ہونا خارج ہوئے کی بیماری ہے لیکن قیام اند کو کوع کی حالت میں درست اور صحیح رہتا ہے تو کیا اس شخص کے لیے نماز میں سجدہ کرنا ضروری ہے یا صرف اشارے سے سجدہ کرنے؟

الجواب :- صورت مشروعہ غرض شری کی تغییریت ہے اس لیے شخص نماز میں قیام اور رکوع کے بعد اشارے سے سجدہ کرے و اگر کھڑے ہو کر اشارے سے سجدہ کرنا اتمان ہو تو کھڑے ہو کر اشارے سے سجدہ کرے ورنہ بیٹھ کر سجدہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔

لما قال العلامة الشرنبلالی: وان تعذر الركوع والسجود وقتاً على القعود ولو مستنداً أصلي قاعداً بالایمان للركوع والسجود برأسه ولا يجوز به مضجعاً وجعل الإمامه برأسه للسجود اخفض من ايمانه برأسه للركوع۔

(مراق الفلاح علی صدر الطحاوی ص ۲۳۵ باب صلوة المصلی)

۱۔ قال العلامة حسین بن عمار الشرنبلالی: وحکم الواجب استعانة انحنای بتکلی عمل وعدم انتشار بامده والتواپ <sup>بفعله</sup> و لزوم سجود السجود لتقص الصلوۃ بتکلیه سہو۔ ۲۔ مراق الفلاح علی صدر الطحاوی مخصص فی واجبات الصلوۃ (۲۹۹) و تکلی فی الفقه الاسلامی واحد ج ۲ ص ۲۲۶ الفصل الخ من اركان الصلوۃ۔

## باب واجبات الصلوة

(نماز کے واجبات کے بیان میں)

**جماعت میں امام کا تنہا رہ جانا** | سوال :- اگر کہیں امام کے مقتدی دہرای  
جماعت امام کو اکیلے چھوڑ کر بھاگ جائیں تو امام  
تجیرات میں چکر سے گایا افتادہ

**الجواب** :- مقتدیوں کے بھاگ جانے سے امام کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، البتہ  
اس صورت میں امام کی حالت ایک مشرک کی ہوتی ہے، لہذا امری نمازوں میں افتادہ کرے اور  
جہری نماز میں جہر بھارت ہے۔

وان كان منفردا ان كانت صلوة مخالفة قهرا مخالفت حتما هو ان يصح وان  
كانت صلوة يصح فيها فهو بالخيار والجمهور افضل ولكن لا يباح مطلقا امام  
لانه لا يسمع غيبه كذا في التبيين ولا يصحوا كما امام نفسه بالجمهور كذا في البحر الرائق  
والفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۰۰ واجبات الصلوة بفضل الثاني :-

**تھوہ اولی واجب ہے** | سوال :- عین یا چار رکعت فرض نماز میں تو تھوہ اولی واجب  
ہے کیا بغل نماز صلوۃ السبع وغیرہ میں بھی تھوہ اولی واجب ہے؟  
**الجواب** :- تھوہ اولی بھی طرح عین یا چار رکعت فرض نماز میں واجب ہے اسی طرح  
نوافل متفرعہ اور غیر میں بھی واجب ہے۔

قال العلامة الحسكي: ولها واجبات... والتعجيل الاكل ونحوه... فتحت في  
الاصح - (الدر المختار على مدارك المحتار ج ۱ ص ۱۰۰) منة فصلة يطلب واجبات الصلوة عليه

لہ قال العلامة ابن عابدین: والاصح يجب على الامام والمنفرد وما يست فيه  
وهو في صلوة الظهر والعصر (رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۰) واجبات الصلوة  
قد ذكر في البحر الرائق ج ۱ ص ۱۰۰ واجبات الصلوة۔

لہ قال العلامة ابراہیم الحلبي: ومن لم يقرأ الحمد الاطعم امره ولا يكره ولا يجزئ الصلوة  
وقد ذكر في البحر الرائق ج ۱ ص ۱۰۰ واجبات الصلوة قال منة الصلوة۔

**تعدیل ارکان واجب ہے** | سوال :- بعض لوگ نماز کو اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ شرط  
دفعہ پر مقرر کیا گیا ہے اس قسم کی نماز کی تکمیل ہے ؟

**الجواب :-** صورتِ مشورہ کا تعلق واجباتِ مطلقہ سے ہے۔ نماز میں ارکانِ نماز کو ایسا ہی  
اور تعدیل سے ادا کرنا واجب ہے، جو نماز تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہ کی جائے تو وہ  
واجب الامارہ ہے البتہ اگر سہواً متروک ہو جائے تو مجدد ہو سے نماز درست ہو جائے گی۔

قال المحقق: لها واجبات لا تفقد بتركها وتعاد وجوباً بقا بعد السهو وان لم  
يسجد له وان لم يعدها يكون فاسداً تماماً..... وهي قرينة انفاضة التعليل وتعدیل الاركان -  
(الدر المختار معنی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۲۵۶ و ۲۵۷ مطلب واجبات الصلوة)

**نمازیں تو سادہ و سادہ واجب ہے** | سوال :- بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ نماز میں کوع  
سے سیدھے کعورہ نہیں ہوتے بلکہ براہِ راست رکوع

ہی مجدد میں پہلے جلتے ہیں اسی طرح دونوں مجددوں کے درمیان بھی پوری طرے نہیں بیٹھتے بلکہ  
ایک مجدد سے پوری طرح سر نہیں اٹھایا کر فوراً دوسرے مجدد سے پہلے گئے، کیا نماز کو اس طرح  
ادا کرنا درست ہے، الجواب :- قسم درستی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہوتا، اور مجلس (یعنی دو رکعتوں کے  
درمیان بیٹھا) دونوں واجب ہیں، اگر سہوارہ جائیں تو مجدد ہو کفایت کر جاتا ہے اور عذر  
ترک کیا جائے تو نماز واجب الامارہ ہے۔

قال العلامة للعسکری: ولها واجبات..... وهي قرينة فاقحة الكتاب... تعدیل الارکان ای  
تسکین الجوارح قدر تبديله في الركوع والسجود وكذا في الرفع منه ما حل ما اختاره ائمان -

قال ابن عابدین: تحت قوله ولكن الوقع ای يجب التعديل ايضا في القعدة من الركوع والجلسة بين  
السجنتين وقصص كلامه وجه نفس القعدة والجلسة: اي حتى لو تركها او شينا منها لم يفسد ما يلزمه  
السهو ولو تركها يفسد انما انما هذا يلزمه ان يعيد الصلوة بدلا من ان يعيد الصلاة بغيره بل لا بد من الصلوة

لہ قال ابو حامد محمد بن محمد: وعدھا تعدیل الارکان من اوجبات من الخواص (کبریٰ ص ۲۹۴ باب ختم الصلوة)  
ومثله في البحر الرائق ج ۱ ص ۱۹۱ باسحفة الصلوة -

لہ قال العلامة ابراهيم خليل: قال الشيخ كمال الدين بن الحسن ان تكون القعدة والجلسة  
واجبتين للمواظبة - (کبریٰ ص ۲۹۴ باب - الشا من تعدیل ارکان)

ومثله في البحر الرائق ج ۱ ص ۱۹۱ باب صفة الصلوة -

نماز میں التحيات پڑھنے کا حکم سوال :- نماز میں تشہد پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟  
 الجواب :- نماز کے ہر قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے  
 سہواً چھوٹ جانے کی صورت میں مجدد سہواً لازم ہو جائے، غمنا ترک کرنے سے نماز کا بار چھوٹتا ہے  
 قال العلامة ابواحمد الخطيب، ومما قلناه للتقدم فانه واجب في القعدتين الأولى  
 والأخيرة... فادب السجدة بترك التشهد في القعدة الأولى كما في السعدة الأخيرة  
 وهو ظاهر الرواية. (کبیری ص ۲۹۷ واجبات الصلوة ج ۱ ص ۱۰۰)  
 قرآن میں دعاء قنوت کا حکم سوال :- پڑھنا ضروری ہے، قنوت کا کیا حکم ہے؟ اگر سہواً  
 جائے تو پھر کیا حکم ہوگا؟  
 الجواب :- پڑھنا ضروری ہے دعاء قنوت پڑھنا واجب ہے اگر سہواً رہ جائے تو مجدد سہواً لازم  
 ہو جائے گا۔

قال العلامة الحسكي، وقراءة قنوت الوتر وهو مطلق الدعاء. (رد المحتار على  
 صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۰) باب صفة الصلوة مطلب واجبات الصلوة (ص ۱۰۰)  
 تکبيرات زوائد کا حکم سوال :- میری میں تکبيرات زوائد سنتی ہیں، اور یہ سنت ہیں  
 یا واجب اور فرض؟  
 الجواب :- میرا فقہ اور میرا لائق میں تکبيرات زوائد مجہول ہیں، اور یہ واجبات صلوٰۃ میں  
 یہ رد عمل ہیں، اگر سہواً تکبيرات چھوٹ جائیں تو مجدد سہواً واجب ہو جائے گا۔  
 قال العلامة الحسكي، وتكبيرات العبدین، فإذا أحدهما تكبّر، وكوّن ركعة واحدة  
 الثانية كلفه تكبير في اقتراحه، لكن الأصل وجوبه في كل صلوة.

(انوار من ربيع صدور المحتار ج ۱ ص ۲۹۷ مطلب واجبات الصلوة ج ۱ ص ۱۰۰)  
 لہذا قال العلامة ابن عابدین، تحت قوله ولها واجبات... (والشهادة أن لا إله إلا الله شهادة القعدة  
 الأولى وتشهد الأحبار) (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۷) واجب واجبات الصلوة (ص ۱۰۰)  
 لہذا قال العلامة ابن عابدین، ومما قلناه في القنوت في الوتر. (کبیری ص ۲۹۷ واجبات الصلوة)  
 فَمَنْ دَعَا فِي بَيْعِهِ إِلَى بَيْعِهِ، وَمِمَّا قُلْنَا فِي الْقنوت في الوتر. (کبیری ص ۲۹۷ واجبات الصلوة)  
 لہذا قال، والعلامة ابواحمد الخطيب، ومنها تكبيرات العبدین، فإذا أحدهما تكبّر، وكوّن ركعة واحدة  
 والمرد التكبيرات الزوائد لا يجمع (کبیری ص ۲۹۷ واجبات الصلوة ج ۱ ص ۱۰۰)  
 ومثلها في البحر الرائق ج ۱ ص ۱۰۰ واجبات الصلوة، باب صفة الصلوة.

## باب سنن الصلوة

(نماز کی سنتوں کے بیان میں)

**تشریح میں اشکی سے اشارہ کرنا سنت ہے** | سوال :- تشریح کی حالت میں سیاہ سے اشارہ کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بعض لوگ اس کی حرمت کے قائل ہیں جبکہ روایات اس کے ثبوت اور استحباب و معتق پر دلالت ہیں!

**الجواب :-** تشریح میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت سیاہ (سوا کی انگلی) سے اشارہ کرنا احادیث اور فقہی ذمہ داری سے ثابت ہے اس لیے نماز میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت انگلی سے اشارہ کرنا سنن ہے۔ جو حضرات اس کو بدعت کہتے ہیں ان کی رائے احادیث صحیحہ کے مخالف ہے۔

عن عبد اللہ بن الزبیر بن جابر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قعد یدعوہ رفع یدہ الیمنی علی تخذہ الیمنی ویدہ الیسری علی تخذہ الیسری و اشار اصبعہ السبابة و وضع ابهامہ علی اصبعہ الوسطی و یلقم کفہ الیسری و کبیتہ۔ (الصمیم المسلم ج ۱ ص ۲۱۱ باب صفۃ الخفوس فی الصلوة)

**سوال :-** دوران نماز رفع الیدین یا ترک رفع الیدین میں سے تحقیق رفع الیدین کون سا عمل روایات صحیحہ کے موافق ہے؟

**الجواب :-** احادیث میں رفع الیدین اور ترک رفع الیدین دونوں کے متعلق روایات موجود ہیں لیکن احناف کی تحقیق کے مطابق ترک رفع الیدین اولاً و افضل

عن وائل بن حجر قال قلت لاناظرین الی صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... وعلق بشاراً بامام والوسطی و اشار بالسبابة۔

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۱۱ باب رفع الیدین)

وَمِنْهُ فِي الدِّمَاخِ عَلَى صَدْرِهِ الْمَخْتَارُ ج ۱ ص ۱۱۱ آداب الصلوة۔

عن یزید بن مازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب من أذنيه ثم لا يعود - (ابن داود ج ۱ ص ۱۸۱)  
 عن علقمة قال قال لنا ابن مسعود ألا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ولم يرفع يديه إلا مرة واحدة مع تكبير. أأفتتح -  
 رداء الترمذی والبخاری والشافعی۔

رمشحوة ج ۱ ص ۱۸۱ باب صفة الصلاة۔

**تکبیر تحریر کے وقت ہاتھ اٹھانا** | سوال :- تکبیر تحریر میں ہاتھ اٹھانے کا سنون  
 وقت کون سا ہے ؟

الجواب :- تکبیر تحریر کے وقت ہاتھ اٹھانے تکبیر کہنے سے پہلے یا اس کے بعد اور یا تکبیر  
 کے ساتھ اٹھادیئے جائیں تو اس سے رفع یدین کی سنت ادا ہو جاتی ہے، البتہ افضل یہ  
 ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھائے اور بعد میں تکبیر کہے۔

قال المصنف (ورفع يديه) قبل التكبير وقيل معه قال ابن عابد ج ۱  
 رقبه رفع الیدین للتعزیمۃ - (رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۱ سنون: الصلاة)۔

لعمري عن عبد الله بن عمرو قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح  
 الصلاة رفع يديه حتى يركع وإذا أزال يديه يرفع رأسه  
 من الركوع فلا يرفع ولا يركع السجدة - (مسند حميد ج ۱ ص ۱۸۱)  
 احاديث: حميد، الله بن عمرو بن الخطاب (

ومثله في الجامع الترمذی ج ۱ ص ۱۸۱ باب رفع الیدین عند الركوع۔

لعمري قال المصنف (يرفع يديه مع التكبير وهو سنة لأن النبي صلى الله عليه وسلم  
 وأصحابه عليه وهذا اللفظ يشير إلى اشتراط القارئة وهو السجدة عن ابن عابد  
 والمصحف من الطحاوی والأصح أنه يرفع يديه أولاً ثم يكبر ثلاث فصوله  
 فهي: تكبیر یا رعت غفر الله تعالى والنحن مقدم ويرفع يديه۔

(الطحاوی ج ۱ ص ۱۸۱ صفة الصلاة)

ومثله في الهمدية ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثالث في سنن الصلاة۔







ہاتھ باندھتے وقت دوسرے ہاتھ کی کلائی پر گھڑی ہوتی ہے، اس سے نماز میں کون کراہیت تو لازم نہیں آتی؟

**الجواب :-** نماز میں ہاتھ باندھنے کا سنوں طریقہ یہی ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کے باطن کو بائیں ہاتھ کے ظاہر پر رکھے اور دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھ سے اس کی کلائی کو پکڑے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے۔

البتہ گھڑی کوئی مقصود بالذات نہیں اور نہ ہی اس کے باندھنے سے کسی قسم کی کاوٹ ہوتی ہے بلکہ اس سے کوئی کراہیت نہیں آتی۔

قال الحنفی: وروضع الرجل وعينه على يمينه تحت إصبعه أخذ رصعها عنصريه واجهته، هو المختار - والذلل المختار على صدره وذو المختار ج ۱ ص ۱۸۱ صفة الصلوة باب ۱۰  
**سوال :-** نماز اجتماع میں آمین کہتے وقت کون سی نمازیں آمین بالجہر کی کیفیت

بآواز بلند آمین کہنے سے نماز پر کیا اثر پڑتا ہے؟  
**الجواب :-** آمین کے متعلق دونوں قسم کی روایات وارد ہیں، احادیث کی تحقیق کے مطابق آمین میں اخفاء سنت ہے، البتہ اگر کوئی متغنی المسک شخص آمین باطمین کہتے تو بھی جائز ہے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

قال الحنفی: (واقن الاما سرا كما هو ومنفرد) ولو في السرية (ادامه دون من منه في حجة وعيد ما حديث الامام قاسم بن الغليلي يعلق بعلو الوجع فلا يترفع على الساحة منه بل يحصل بهما الغاية بدليل اذ قال الامام ولا تضالين فقولوا آمين - والذلل المختار ج ۱ ص ۱۸۱ ص ۱۸۱ آداب الصلوة ج ۲ ص ۱۸۱

المدام بان يضع يمينه اليمنى على ظاهر كفة اليسرى ويأخذ الرصع بالخنصر والا بهي  
 وروسل ابق على المزاج - (الهندية ج ۱ ص ۱۸۱ سنن الصلوة)

وشره في ان يحذر الرأفة ج ۱ ص ۱۸۱ باب صفة الصلوة -

لما اذا فرغ من الغائقة قال آمين والسنة فيه الاخفاء كما في الحديث المنفرد لان ما سراد  
 وكان الامام ان سمع كلوا اني انزل هدي - (الهندية ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثاني في سنن الصلوة)

وشره في البصر الزاوي ج ۱ ص ۱۸۱ باب حفة الصلوة -

نماز میں تسبیح الصوف کا حکم | سوال نماز میں منوں کا سیدھا کرنا کیسے ہے یعنی

الجواب نماز باجماعت میں منوں کو سیدھا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے نیز من اور سرسوزان منوں پر نکتہ وغیبی آئی ہیں۔

عن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی صلوٰتہما حقاً کثما یسوی بہما لقصاح حتی یرای انما قد غفلنا عنہ ثم یرجع یوماً فقام حتی کاد ان یکبر فوالی رسولنا یادیہ صمدہ من اصف فقال عیار، لہ لتسوی صفو فکم اولیٰ خالف لہ من وجو حکم (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۷) باب تسویۃ الصوف لہ

تکبیر تحریر کے وقت پتھلیوں کا رخ کس طرف کیا جائے | سوال۔۔۔ عین لوگوں کے وقت ہاتھ کی پتھلیوں کا رخ اپنے چہرے کی طرف کرتے ہیں کیا یہ سارا صحیح ہے؟  
الجواب: تکبیر تحریر کے وقت پتھلیوں کا رخ قبل کی طرف کرنا بھی جائز ہے اور اپنے چہرے کی طرف بھی البتہ قبلہ کی طرف کرنا زیادہ بہتر ہے۔

ہذا قال العلامة اخصکفی او یستقبل بکعبۃ القبلة وقبل خدیہ۔  
(امداد الخضر علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۰ باب صفة الصلوة فی صلب الخدیہ)

لہ قال العلامة ظفر احمد العثماني في حاشية البغاري: عن يعقوب وحی (رای تسویۃ الصوف) سنۃ الصلوة عند فی حقیقۃ الشافعی ومالك (جلد امتناع) قدس و اظاہر من کلام اصحابنا انہا سنۃ مؤکدة لا حلا قہم انکرہ علی ضدہا و کبراہتہ، خلقة فی التحریر مینہ۔

(علامۃ السنن ج ۲ ص ۳۱۳) باب سنۃ تسویۃ الصوف

و مؤکدة فی معاریف السنن ج ۲ ص ۲۹۹) باب ما جاز فی قامة الصلوة۔

لہ قال علامۃ ابراہیم الحسینی ووجہ حائلہ الرفع بطن کعبۃ نحو قبلہ۔ اکتلا علیہ۔ و فی ما روی وقال یجعل یمنی کل کف الی الکتف الاخری۔ زکبیری مشا صفة الصلوة

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے | سوال بزرگمیر تحریر کے بعد ہاتھ کہاں ہاتھ سے  
جائیں؟ بعض حضرات سینہ پر ہاتھ باندھنے کی  
تائید کرتے ہیں۔

الجواب :- علماء احناف کی تحقیق کے مطابق مرد حضرات بزرگمیر تحریر کے بعد ہاتھ ناف  
کے نیچے باندھیں کیونکہ یہی سنت ہے، البتہ عورتیں اور خنثی شغل پسنے کے نیچے ہاتھ باندھیں۔  
لا قال العلامة الحصکفی: ووضع الرجل يمينه على يده تحت سترته اخذ

ادسها ويحتضره وابها به هو المختار نفع المرأة واخذتني أمكن على الكف تعبت  
شد يدها (الذات المختار على صدره المختار) انتبه: باندھنا صولہ علی ذات مختار و انت  
شہادہ سے قبل اور بزرگمیر تحریر کے بعد اور عید کا مسئلہ | سوال :- اعاذتہ کی کتابوں میں

شہادہ سے قبل اور بزرگمیر تحریر کے بعد اور عید کا مسئلہ | حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بزرگمیر تحریر  
کے بعد بعض دعائیں مروی ہیں، کیا یہ دعائیں فرائض و سنن سب میں پڑھی جا سکتی ہیں یا کو صرف  
نوافل میں؟

الجواب :- اگرچہ اعاذتہ بارگاہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں مختلف مقامات  
پر مختلف اور غیر متعین ہیں لیکن علماء احناف سے یہ روایات نوافل میں پڑھنے پر محمول ہیں اور یہ  
روائیں نفل نماز میں پڑھی جائیں گی۔

لا قال العلامة الحصکفی: وقولاً كما كتب سبحانه اللهم تبارك وتعالى  
الجنابة متعصراً عليه ولا يضم وتجهت وحجى الا في النافذة. قال ابن عابد بن: تحت  
قوله الا في النافذة لجل ما يرد في الاخبار عليها..... وفي المتن: وهو ما ورد دعول على فانله  
بعد الشارح الاسم وقال في هامشه صمدنا لراهدى وخيرة. (روا مختار ج ۱) ب صفة نصلوة.

مطلب بیان التبیان (روا مختار) علیہ

الحروف الهندیہ: دو وضع وہ یعنی علی الیستی تحت اسرۃ کدافری من: تکبیر والمرأة  
تضعها تحت ذریہا۔ (المشاوی الہندیہ ج ۱) لکھنؤ: فی سنن الصلوۃ  
و مثلاً فی کسیری مالک ص ۱۸۰

۱۰ قال الشيخ المحقق عز بن الرحمن: فخير من ان ادعى كونه نفل پر محمول کیلئے یہ ہذا نوافل میں ہی  
ہن کر پڑھے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲) لکھنؤ: فی سنن الصلوۃ





**الجواب**۔ تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہتے وقت انگشت شہادت سے اشارہ کرنا سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا ثابت ہے جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں ان کا قول روایت و روایت کے خلاف ہے۔

لما قال العلامة المحقق، وفي الشريعة لا يثبت عن البرهان بصحة اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ بحديثه وحده، اذ لم يفعلا عندنا شي، وبخبرها عند الاقباط، ولعنتر بن الصميم عما قيل لا يشبه لانه خلاف، لدراسة والرواية، اذ زائد المختار على صدره المختار، ثم قال، باب صفة الصلوة، قبل مطلب مهم في عقد الاصلع عند التشهد، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ

**التجربیات میں** دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھائی جائے | **سوال**۔ اَحْیَاتِ وَقْعہ (یہ سے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ کہتے وقت کس ہاتھ کی انگلی اٹھانی چاہیے؟ ایک شخص کو سن نے دیکھا کہ وہ دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھا رہا تھا۔ **الجواب**۔ التجربات میں شہد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اٹھانا سنت ہے، دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھانا صحیح نہیں ہے۔

قال العلامة امين عايدى، (فثبت قوله بل في متن ودر المختار)..... وخصتها ان يدخل من يده اليمنى عند الشهادة كالحمام والوسطي وقبض الخضر والخنصر ويشير بالسبعة، اذ زائد المختار، صفة، باب صفة الصلوة، قبل مطلب مهم في عقد الاصلع عند التشهد، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ

۔ وقال العلامة حسن بن عبد الشريعة في، ومن لا يشار في العية لانه هو الله عليه وسلم رفع اصبعه السبابة وقد حاشاها ومن قال اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ فهو خلاف الرواية والرواية، مراق الشراح على صدر الطعطاوى مشاء فصل في متن، بصوة، وَمِنْ كُنْهٍ فِي كَيْسِي ۱۲۲، باب صفة الصلوة،

۱۲۲ حال العلامة حسن بن عبد الشريعة في، وتسن الإشارة في العيم لانه هو الله عليه وسلم رفع اصبعه السبابة، وقد حاشاها ومن قال اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ فهو خلاف الرواية والرواية وتكون بالمسبابة، اذ لا يشار السبابة من لحي خطب شيعرية،..... يرتفعها اذ المسبحة عند الشفي،..... ويضعها عند الاشارات

مراق الشراح على صدر الطعطاوى ۱۲۲ فصل في متن الصلوة



انکراہتہ۔ (الدمار المختار علی صدر رد المحتار ج ۱) باب حنفیہ صلوٰۃ مطہر فی قولہم لاسماء اذینہ سلم  
 درود شریف میں لفظ سیدنا کے اضافہ کا حکم **سوال** :- نماز میں جو درود شریف پڑھا  
 جاتا ہے اگر کوئی اس میں سیدنا کے لفظ  
 کا اضافہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

**الجواب** :- درود شریف میں لفظ سیدنا کا اضافہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ  
 تشہید میں بلا لفظ سیدنا کے پڑھنا بہتر ہے۔

لما قال العلامة الحنفی، وندب السیادة لان زیادة الاخبار بالواقع من  
 سلوك الادب فهو افضل من توكيد ذكره الرملي الشافعي وغيره۔ قال العلامة (عبد بنی)  
 تحت قوله ذكره الرملي الشافعي ای فی شرحه علی منہاج النوی وقصه و لا افضل  
 الاتيان بلفظ السیادة۔ كما قاله ابن طهیر یة وصرح به جمع و به افتخار شارح لاغیہ  
 الاتيان بما امرنا به و زیادة الاخبار بالواقع الذي هو ادب فهو افضل من تركه وان  
 ترجیح فی فضلیة الاسنوی و ما حدیث لا سیدونی فی الصلوٰۃ قبل ان لا اصل له  
 كما قال بعض متأخری الحنفیة (رد المحتار ج ۱) باب حنفیہ صلوٰۃ مطلب فی جواز  
 التواضع علی الشیء (ابتداء) ۱۰

فقہہ اخیرہ میں دعا ترک ہو جائے تو اس کا حکم **سوال** :- جناب مفتی صاحب اجازت مجھے  
 کی سید کے امام صاحب کا یہی امتیاز اتنی

۱۰ قال العلامة حسن بن عثمان شربلانی، وقسہ الصلوٰۃ علی الشیء علی اللہ علیہ وسلم فی  
 الجوسم الاخیر (مرآۃ الفلاح علی صدر الطحاوی) ۲ فصل فی بیان سننہا  
 قال الشیخ المسید احمد الطحاوی: ترك السنۃ لا یوجب فسادا ولا سهوا بل  
 اسادة لوما مدا غیر مستخف وقولوا لاسیادة آدون من انکراہتہ۔

۲۰ قطعاً صلیتہ مرآۃ الفلاح ۲ فصل فی بیان سننہا  
 ۳۰ قال العلامة الشیخ المفتی عزیز الرحمن، اضافۃ لفظ سیدنا میں کوئی مضائقہ نہیں  
 ہے۔ لیکن تشہید نماز میں سیدنا کو اردو اور بال لفظ سیدنا و سیدنا ہی بہتر ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ۱۶۹ فصل فی سنن الصلوٰۃ)



جلدی پڑھتے ہیں کہ امام مقتدی (ابھی درود شریف سے فارغ نہیں ہوئے کہ امام صاحب سلام پھیر دیتے ہیں، تو کیا امام امام کی اتباع میں سلام پھیریں یا درود شریف مکمل کرنے کے بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ پڑھیں۔

**الجواب :-** توہم تاخیر میں ڈھانچا جاتا ہے اور امام کی اتباع واجب ہے لہذا جب امام مقتدیوں کے وفاتم کرنے سے قبل سلام پھیرے تو امام کی اتباع میں سلام پھیرا جائے اگرچہ دعا متروک ہو جائے۔

لما قال العلامة المحقق، ونوسلم الامام والمؤمن في ادعية التشهد تابعه لانها سنة والناس عنه غلظوا، قال ابن عابدین، رتعت قوله في ادعية التشهد يشمل الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم۔ اور امام جہاد <sup>۱۶۵</sup> بار حضرت حلقہ نقل الاداء شروع <sup>۱۶۶</sup> امام کی متابعت کی وجہ سے تسبیحات پوری نہ پڑھ سکے کا حکم اس سوال کے مطابق ہے

امام کی متابعت کی وجہ سے تسبیحات پوری نہ پڑھ سکے کا حکم اس سوال کے مطابق ہے امام صاحب رکوع اور سجود پوری کرتے ہیں کہ مقتدی تین بار تسبیح پوری نہیں کر سکتے، تو کیا مقتدی تین بار تسبیح پوری کریں یا امام کی اقتداء کریں؟

**الجواب :-** اولاً تو امام صاحب کو ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ رکوع و سجود میں اتنی مقدار ٹھہرے کہ مقتدی تین بار تسبیحات پڑھنا پوری کر سکیں لیکن اگر مقتدی امام کی اقتداء کر کے تین بار تسبیح نہ پڑھ سکیں تو ان کی غازیائز اور صحیح ہے۔

لما قال العلامة المحقق، ورد في الامام وأسد من الركوع والجلوس وقب: ان يعظم المؤمن التشبيحات الثلاث وجب متابعتها ۱۔ قال علامہ ابن عابدین، رتعت قوله واعلم ان يسبح فيه ثلاثاً فانه سنة على المعتدل المشهور في المذهب

لما قال العلامة من بن عمار الشافعی، ورد في الامام ان يؤتم قبل كل ركعة التحدى من قوله التشهد يتبعه لان من التحيات ثم يسلم بقوله حرمه الصلوة وان كان الجمع بالائتلاف بينهما وان يفتت الصلوة والدعوات يتوكلها ويسلم مع الامام لان قوله السنة دون ترك الواجب۔

(مرآۃ الفلاح علی صدر الطحاوی ص ۱۵۸ فصل فيما يفعل في التحدى بعد الخ) <sup>۱۶۷</sup> <sup>۱۶۸</sup> <sup>۱۶۹</sup> <sup>۱۷۰</sup> <sup>۱۷۱</sup> <sup>۱۷۲</sup> <sup>۱۷۳</sup> <sup>۱۷۴</sup> <sup>۱۷۵</sup> <sup>۱۷۶</sup> <sup>۱۷۷</sup> <sup>۱۷۸</sup> <sup>۱۷۹</sup> <sup>۱۸۰</sup> <sup>۱۸۱</sup> <sup>۱۸۲</sup> <sup>۱۸۳</sup> <sup>۱۸۴</sup> <sup>۱۸۵</sup> <sup>۱۸۶</sup> <sup>۱۸۷</sup> <sup>۱۸۸</sup> <sup>۱۸۹</sup> <sup>۱۹۰</sup> <sup>۱۹۱</sup> <sup>۱۹۲</sup> <sup>۱۹۳</sup> <sup>۱۹۴</sup> <sup>۱۹۵</sup> <sup>۱۹۶</sup> <sup>۱۹۷</sup> <sup>۱۹۸</sup> <sup>۱۹۹</sup> <sup>۲۰۰</sup> <sup>۲۰۱</sup> <sup>۲۰۲</sup> <sup>۲۰۳</sup> <sup>۲۰۴</sup> <sup>۲۰۵</sup> <sup>۲۰۶</sup> <sup>۲۰۷</sup> <sup>۲۰۸</sup> <sup>۲۰۹</sup> <sup>۲۱۰</sup> <sup>۲۱۱</sup> <sup>۲۱۲</sup> <sup>۲۱۳</sup> <sup>۲۱۴</sup> <sup>۲۱۵</sup> <sup>۲۱۶</sup> <sup>۲۱۷</sup> <sup>۲۱۸</sup> <sup>۲۱۹</sup> <sup>۲۲۰</sup> <sup>۲۲۱</sup> <sup>۲۲۲</sup> <sup>۲۲۳</sup> <sup>۲۲۴</sup> <sup>۲۲۵</sup> <sup>۲۲۶</sup> <sup>۲۲۷</sup> <sup>۲۲۸</sup> <sup>۲۲۹</sup> <sup>۲۳۰</sup> <sup>۲۳۱</sup> <sup>۲۳۲</sup> <sup>۲۳۳</sup> <sup>۲۳۴</sup> <sup>۲۳۵</sup> <sup>۲۳۶</sup> <sup>۲۳۷</sup> <sup>۲۳۸</sup> <sup>۲۳۹</sup> <sup>۲۴۰</sup> <sup>۲۴۱</sup> <sup>۲۴۲</sup> <sup>۲۴۳</sup> <sup>۲۴۴</sup> <sup>۲۴۵</sup> <sup>۲۴۶</sup> <sup>۲۴۷</sup> <sup>۲۴۸</sup> <sup>۲۴۹</sup> <sup>۲۵۰</sup> <sup>۲۵۱</sup> <sup>۲۵۲</sup> <sup>۲۵۳</sup> <sup>۲۵۴</sup> <sup>۲۵۵</sup> <sup>۲۵۶</sup> <sup>۲۵۷</sup> <sup>۲۵۸</sup> <sup>۲۵۹</sup> <sup>۲۶۰</sup> <sup>۲۶۱</sup> <sup>۲۶۲</sup> <sup>۲۶۳</sup> <sup>۲۶۴</sup> <sup>۲۶۵</sup> <sup>۲۶۶</sup> <sup>۲۶۷</sup> <sup>۲۶۸</sup> <sup>۲۶۹</sup> <sup>۲۷۰</sup> <sup>۲۷۱</sup> <sup>۲۷۲</sup> <sup>۲۷۳</sup> <sup>۲۷۴</sup> <sup>۲۷۵</sup> <sup>۲۷۶</sup> <sup>۲۷۷</sup> <sup>۲۷۸</sup> <sup>۲۷۹</sup> <sup>۲۸۰</sup> <sup>۲۸۱</sup> <sup>۲۸۲</sup> <sup>۲۸۳</sup> <sup>۲۸۴</sup> <sup>۲۸۵</sup> <sup>۲۸۶</sup> <sup>۲۸۷</sup> <sup>۲۸۸</sup> <sup>۲۸۹</sup> <sup>۲۹۰</sup> <sup>۲۹۱</sup> <sup>۲۹۲</sup> <sup>۲۹۳</sup> <sup>۲۹۴</sup> <sup>۲۹۵</sup> <sup>۲۹۶</sup> <sup>۲۹۷</sup> <sup>۲۹۸</sup> <sup>۲۹۹</sup> <sup>۳۰۰</sup> <sup>۳۰۱</sup> <sup>۳۰۲</sup> <sup>۳۰۳</sup> <sup>۳۰۴</sup> <sup>۳۰۵</sup> <sup>۳۰۶</sup> <sup>۳۰۷</sup> <sup>۳۰۸</sup> <sup>۳۰۹</sup> <sup>۳۱۰</sup> <sup>۳۱۱</sup> <sup>۳۱۲</sup> <sup>۳۱۳</sup> <sup>۳۱۴</sup> <sup>۳۱۵</sup> <sup>۳۱۶</sup> <sup>۳۱۷</sup> <sup>۳۱۸</sup> <sup>۳۱۹</sup> <sup>۳۲۰</sup> <sup>۳۲۱</sup> <sup>۳۲۲</sup> <sup>۳۲۳</sup> <sup>۳۲۴</sup> <sup>۳۲۵</sup> <sup>۳۲۶</sup> <sup>۳۲۷</sup> <sup>۳۲۸</sup> <sup>۳۲۹</sup> <sup>۳۳۰</sup> <sup>۳۳۱</sup> <sup>۳۳۲</sup> <sup>۳۳۳</sup> <sup>۳۳۴</sup> <sup>۳۳۵</sup> <sup>۳۳۶</sup> <sup>۳۳۷</sup> <sup>۳۳۸</sup> <sup>۳۳۹</sup> <sup>۳۴۰</sup> <sup>۳۴۱</sup> <sup>۳۴۲</sup> <sup>۳۴۳</sup> <sup>۳۴۴</sup> <sup>۳۴۵</sup> <sup>۳۴۶</sup> <sup>۳۴۷</sup> <sup>۳۴۸</sup> <sup>۳۴۹</sup> <sup>۳۵۰</sup> <sup>۳۵۱</sup> <sup>۳۵۲</sup> <sup>۳۵۳</sup> <sup>۳۵۴</sup> <sup>۳۵۵</sup> <sup>۳۵۶</sup> <sup>۳۵۷</sup> <sup>۳۵۸</sup> <sup>۳۵۹</sup> <sup>۳۶۰</sup> <sup>۳۶۱</sup> <sup>۳۶۲</sup> <sup>۳۶۳</sup> <sup>۳۶۴</sup> <sup>۳۶۵</sup> <sup>۳۶۶</sup> <sup>۳۶۷</sup> <sup>۳۶۸</sup> <sup>۳۶۹</sup> <sup>۳۷۰</sup> <sup>۳۷۱</sup> <sup>۳۷۲</sup> <sup>۳۷۳</sup> <sup>۳۷۴</sup> <sup>۳۷۵</sup> <sup>۳۷۶</sup> <sup>۳۷۷</sup> <sup>۳۷۸</sup> <sup>۳۷۹</sup> <sup>۳۸۰</sup> <sup>۳۸۱</sup> <sup>۳۸۲</sup> <sup>۳۸۳</sup> <sup>۳۸۴</sup> <sup>۳۸۵</sup> <sup>۳۸۶</sup> <sup>۳۸۷</sup> <sup>۳۸۸</sup> <sup>۳۸۹</sup> <sup>۳۹۰</sup> <sup>۳۹۱</sup> <sup>۳۹۲</sup> <sup>۳۹۳</sup> <sup>۳۹۴</sup> <sup>۳۹۵</sup> <sup>۳۹۶</sup> <sup>۳۹۷</sup> <sup>۳۹۸</sup> <sup>۳۹۹</sup> <sup>۴۰۰</sup> <sup>۴۰۱</sup> <sup>۴۰۲</sup> <sup>۴۰۳</sup> <sup>۴۰۴</sup> <sup>۴۰۵</sup> <sup>۴۰۶</sup> <sup>۴۰۷</sup> <sup>۴۰۸</sup> <sup>۴۰۹</sup> <sup>۴۱۰</sup> <sup>۴۱۱</sup> <sup>۴۱۲</sup> <sup>۴۱۳</sup> <sup>۴۱۴</sup> <sup>۴۱۵</sup> <sup>۴۱۶</sup> <sup>۴۱۷</sup> <sup>۴۱۸</sup> <sup>۴۱۹</sup> <sup>۴۲۰</sup> <sup>۴۲۱</sup> <sup>۴۲۲</sup> <sup>۴۲۳</sup> <sup>۴۲۴</sup> <sup>۴۲۵</sup> <sup>۴۲۶</sup> <sup>۴۲۷</sup> <sup>۴۲۸</sup> <sup>۴۲۹</sup> <sup>۴۳۰</sup> <sup>۴۳۱</sup> <sup>۴۳۲</sup> <sup>۴۳۳</sup> <sup>۴۳۴</sup> <sup>۴۳۵</sup> <sup>۴۳۶</sup> <sup>۴۳۷</sup> <sup>۴۳۸</sup> <sup>۴۳۹</sup> <sup>۴۴۰</sup> <sup>۴۴۱</sup> <sup>۴۴۲</sup> <sup>۴۴۳</sup> <sup>۴۴۴</sup> <sup>۴۴۵</sup> <sup>۴۴۶</sup> <sup>۴۴۷</sup> <sup>۴۴۸</sup> <sup>۴۴۹</sup> <sup>۴۵۰</sup> <sup>۴۵۱</sup> <sup>۴۵۲</sup> <sup>۴۵۳</sup> <sup>۴۵۴</sup> <sup>۴۵۵</sup> <sup>۴۵۶</sup> <sup>۴۵۷</sup> <sup>۴۵۸</sup> <sup>۴۵۹</sup> <sup>۴۶۰</sup> <sup>۴۶۱</sup> <sup>۴۶۲</sup> <sup>۴۶۳</sup> <sup>۴۶۴</sup> <sup>۴۶۵</sup> <sup>۴۶۶</sup> <sup>۴۶۷</sup> <sup>۴۶۸</sup> <sup>۴۶۹</sup> <sup>۴۷۰</sup> <sup>۴۷۱</sup> <sup>۴۷۲</sup> <sup>۴۷۳</sup> <sup>۴۷۴</sup> <sup>۴۷۵</sup> <sup>۴۷۶</sup> <sup>۴۷۷</sup> <sup>۴۷۸</sup> <sup>۴۷۹</sup> <sup>۴۸۰</sup> <sup>۴۸۱</sup> <sup>۴۸۲</sup> <sup>۴۸۳</sup> <sup>۴۸۴</sup> <sup>۴۸۵</sup> <sup>۴۸۶</sup> <sup>۴۸۷</sup> <sup>۴۸۸</sup> <sup>۴۸۹</sup> <sup>۴۹۰</sup> <sup>۴۹۱</sup> <sup>۴۹۲</sup> <sup>۴۹۳</sup> <sup>۴۹۴</sup> <sup>۴۹۵</sup> <sup>۴۹۶</sup> <sup>۴۹۷</sup> <sup>۴۹۸</sup> <sup>۴۹۹</sup> <sup>۵۰۰</sup> <sup>۵۰۱</sup> <sup>۵۰۲</sup> <sup>۵۰۳</sup> <sup>۵۰۴</sup> <sup>۵۰۵</sup> <sup>۵۰۶</sup> <sup>۵۰۷</sup> <sup>۵۰۸</sup> <sup>۵۰۹</sup> <sup>۵۱۰</sup> <sup>۵۱۱</sup> <sup>۵۱۲</sup> <sup>۵۱۳</sup> <sup>۵۱۴</sup> <sup>۵۱۵</sup> <sup>۵۱۶</sup> <sup>۵۱۷</sup> <sup>۵۱۸</sup> <sup>۵۱۹</sup> <sup>۵۲۰</sup> <sup>۵۲۱</sup> <sup>۵۲۲</sup> <sup>۵۲۳</sup> <sup>۵۲۴</sup> <sup>۵۲۵</sup> <sup>۵۲۶</sup> <sup>۵۲۷</sup> <sup>۵۲۸</sup> <sup>۵۲۹</sup> <sup>۵۳۰</sup> <sup>۵۳۱</sup> <sup>۵۳۲</sup> <sup>۵۳۳</sup> <sup>۵۳۴</sup> <sup>۵۳۵</sup> <sup>۵۳۶</sup> <sup>۵۳۷</sup> <sup>۵۳۸</sup> <sup>۵۳۹</sup> <sup>۵۴۰</sup> <sup>۵۴۱</sup> <sup>۵۴۲</sup> <sup>۵۴۳</sup> <sup>۵۴۴</sup> <sup>۵۴۵</sup> <sup>۵۴۶</sup> <sup>۵۴۷</sup> <sup>۵۴۸</sup> <sup>۵۴۹</sup> <sup>۵۵۰</sup> <sup>۵۵۱</sup> <sup>۵۵۲</sup> <sup>۵۵۳</sup> <sup>۵۵۴</sup> <sup>۵۵۵</sup> <sup>۵۵۶</sup> <sup>۵۵۷</sup> <sup>۵۵۸</sup> <sup>۵۵۹</sup> <sup>۵۶۰</sup> <sup>۵۶۱</sup> <sup>۵۶۲</sup> <sup>۵۶۳</sup> <sup>۵۶۴</sup> <sup>۵۶۵</sup> <sup>۵۶۶</sup> <sup>۵۶۷</sup> <sup>۵۶۸</sup> <sup>۵۶۹</sup> <sup>۵۷۰</sup> <sup>۵۷۱</sup> <sup>۵۷۲</sup> <sup>۵۷۳</sup> <sup>۵۷۴</sup> <sup>۵۷۵</sup> <sup>۵۷۶</sup> <sup>۵۷۷</sup> <sup>۵۷۸</sup> <sup>۵۷۹</sup> <sup>۵۸۰</sup> <sup>۵۸۱</sup> <sup>۵۸۲</sup> <sup>۵۸۳</sup> <sup>۵۸۴</sup> <sup>۵۸۵</sup> <sup>۵۸۶</sup> <sup>۵۸۷</sup> <sup>۵۸۸</sup> <sup>۵۸۹</sup> <sup>۵۹۰</sup> <sup>۵۹۱</sup> <sup>۵۹۲</sup> <sup>۵۹۳</sup> <sup>۵۹۴</sup> <sup>۵۹۵</sup> <sup>۵۹۶</sup> <sup>۵۹۷</sup> <sup>۵۹۸</sup> <sup>۵۹۹</sup> <sup>۶۰۰</sup> <sup>۶۰۱</sup> <sup>۶۰۲</sup> <sup>۶۰۳</sup> <sup>۶۰۴</sup> <sup>۶۰۵</sup> <sup>۶۰۶</sup> <sup>۶۰۷</sup> <sup>۶۰۸</sup> <sup>۶۰۹</sup> <sup>۶۱۰</sup> <sup>۶۱۱</sup> <sup>۶۱۲</sup> <sup>۶۱۳</sup> <sup>۶۱۴</sup> <sup>۶۱۵</sup> <sup>۶۱۶</sup> <sup>۶۱۷</sup> <sup>۶۱۸</sup> <sup>۶۱۹</sup> <sup>۶۲۰</sup> <sup>۶۲۱</sup> <sup>۶۲۲</sup> <sup>۶۲۳</sup> <sup>۶۲۴</sup> <sup>۶۲۵</sup> <sup>۶۲۶</sup> <sup>۶۲۷</sup> <sup>۶۲۸</sup> <sup>۶۲۹</sup> <sup>۶۳۰</sup> <sup>۶۳۱</sup> <sup>۶۳۲</sup> <sup>۶۳۳</sup> <sup>۶۳۴</sup> <sup>۶۳۵</sup> <sup>۶۳۶</sup> <sup>۶۳۷</sup> <sup>۶۳۸</sup> <sup>۶۳۹</sup> <sup>۶۴۰</sup> <sup>۶۴۱</sup> <sup>۶۴۲</sup> <sup>۶۴۳</sup> <sup>۶۴۴</sup> <sup>۶۴۵</sup> <sup>۶۴۶</sup> <sup>۶۴۷</sup> <sup>۶۴۸</sup> <sup>۶۴۹</sup> <sup>۶۵۰</sup> <sup>۶۵۱</sup> <sup>۶۵۲</sup> <sup>۶۵۳</sup> <sup>۶۵۴</sup> <sup>۶۵۵</sup> <sup>۶۵۶</sup> <sup>۶۵۷</sup> <sup>۶۵۸</sup> <sup>۶۵۹</sup> <sup>۶۶۰</sup> <sup>۶۶۱</sup> <sup>۶۶۲</sup> <sup>۶۶۳</sup> <sup>۶۶۴</sup> <sup>۶۶۵</sup> <sup>۶۶۶</sup> <sup>۶۶۷</sup> <sup>۶۶۸</sup> <sup>۶۶۹</sup> <sup>۶۷۰</sup> <sup>۶۷۱</sup> <sup>۶۷۲</sup> <sup>۶۷۳</sup> <sup>۶۷۴</sup> <sup>۶۷۵</sup> <sup>۶۷۶</sup> <sup>۶۷۷</sup> <sup>۶۷۸</sup> <sup>۶۷۹</sup> <sup>۶۸۰</sup> <sup>۶۸۱</sup> <sup>۶۸۲</sup> <sup>۶۸۳</sup> <sup>۶۸۴</sup> <sup>۶۸۵</sup> <sup>۶۸۶</sup> <sup>۶۸۷</sup> <sup>۶۸۸</sup> <sup>۶۸۹</sup> <sup>۶۹۰</sup> <sup>۶۹۱</sup> <sup>۶۹۲</sup> <sup>۶۹۳</sup> <sup>۶۹۴</sup> <sup>۶۹۵</sup> <sup>۶۹۶</sup> <sup>۶۹۷</sup> <sup>۶۹۸</sup> <sup>۶۹۹</sup> <sup>۷۰۰</sup> <sup>۷۰۱</sup> <sup>۷۰۲</sup> <sup>۷۰۳</sup> <sup>۷۰۴</sup> <sup>۷۰۵</sup> <sup>۷۰۶</sup> <sup>۷۰۷</sup> <sup>۷۰۸</sup> <sup>۷۰۹</sup> <sup>۷۱۰</sup> <sup>۷۱۱</sup> <sup>۷۱۲</sup> <sup>۷۱۳</sup> <sup>۷۱۴</sup> <sup>۷۱۵</sup> <sup>۷۱۶</sup> <sup>۷۱۷</sup> <sup>۷۱۸</sup> <sup>۷۱۹</sup> <sup>۷۲۰</sup> <sup>۷۲۱</sup> <sup>۷۲۲</sup> <sup>۷۲۳</sup> <sup>۷۲۴</sup> <sup>۷۲۵</sup> <sup>۷۲۶</sup> <sup>۷۲۷</sup> <sup>۷۲۸</sup> <sup>۷۲۹</sup> <sup>۷۳۰</sup> <sup>۷۳۱</sup> <sup>۷۳۲</sup> <sup>۷۳۳</sup> <sup>۷۳۴</sup> <sup>۷۳۵</sup> <sup>۷۳۶</sup> <sup>۷۳۷</sup> <sup>۷۳۸</sup> <sup>۷۳۹</sup> <sup>۷۴۰</sup> <sup>۷۴۱</sup> <sup>۷۴۲</sup> <sup>۷۴۳</sup> <sup>۷۴۴</sup> <sup>۷۴۵</sup> <sup>۷۴۶</sup> <sup>۷۴۷</sup> <sup>۷۴۸</sup> <sup>۷۴۹</sup> <sup>۷۵۰</sup> <sup>۷۵۱</sup> <sup>۷۵۲</sup> <sup>۷۵۳</sup> <sup>۷۵۴</sup> <sup>۷۵۵</sup> <sup>۷۵۶</sup> <sup>۷۵۷</sup> <sup>۷۵۸</sup> <sup>۷۵۹</sup> <sup>۷۶۰</sup> <sup>۷۶۱</sup> <sup>۷۶۲</sup> <sup>۷۶۳</sup> <sup>۷۶۴</sup> <sup>۷۶۵</sup> <sup>۷۶۶</sup> <sup>۷۶۷</sup> <sup>۷۶۸</sup> <sup>۷۶۹</sup> <sup>۷۷۰</sup> <sup>۷۷۱</sup> <sup>۷۷۲</sup> <sup>۷۷۳</sup> <sup>۷۷۴</sup> <sup>۷۷۵</sup> <sup>۷۷۶</sup> <sup>۷۷۷</sup> <sup>۷۷۸</sup> <sup>۷۷۹</sup> <sup>۷۸۰</sup> <sup>۷۸۱</sup> <sup>۷۸۲</sup> <sup>۷۸۳</sup> <sup>۷۸۴</sup> <sup>۷۸۵</sup> <sup>۷۸۶</sup> <sup>۷۸۷</sup> <sup>۷۸۸</sup> <sup>۷۸۹</sup> <sup>۷۹۰</sup> <sup>۷۹۱</sup> <sup>۷۹۲</sup> <sup>۷۹۳</sup> <sup>۷۹۴</sup> <sup>۷۹۵</sup> <sup>۷۹۶</sup> <sup>۷۹۷</sup> <sup>۷۹۸</sup> <sup>۷۹۹</sup> <sup>۸۰۰</sup> <sup>۸۰۱</sup> <sup>۸۰۲</sup> <sup>۸۰۳</sup> <sup>۸۰۴</sup> <sup>۸۰۵</sup> <sup>۸۰۶</sup> <sup>۸۰۷</sup> <sup>۸۰۸</sup> <sup>۸۰۹</sup> <sup>۸۱۰</sup> <sup>۸۱۱</sup> <sup>۸۱۲</sup> <sup>۸۱۳</sup> <sup>۸۱۴</sup> <sup>۸۱۵</sup> <sup>۸۱۶</sup> <sup>۸۱۷</sup> <sup>۸۱۸</sup> <sup>۸۱۹</sup> <sup>۸۲۰</sup> <sup>۸۲۱</sup> <sup>۸۲۲</sup> <sup>۸۲۳</sup> <sup>۸۲۴</sup> <sup>۸۲۵</sup> <sup>۸۲۶</sup> <sup>۸۲۷</sup> <sup>۸۲۸</sup> <sup>۸۲۹</sup> <sup>۸۳۰</sup> <sup>۸۳۱</sup> <sup>۸۳۲</sup> <sup>۸۳۳</sup> <sup>۸۳۴</sup> <sup>۸۳۵</sup> <sup>۸۳۶</sup> <sup>۸۳۷</sup> <sup>۸۳۸</sup> <sup>۸۳۹</sup> <sup>۸۴۰</sup> <sup>۸۴۱</sup> <sup>۸۴۲</sup> <sup>۸۴۳</sup> <sup>۸۴۴</sup> <sup>۸۴۵</sup> <sup>۸۴۶</sup> <sup>۸۴۷</sup> <sup>۸۴۸</sup> <sup>۸۴۹</sup> <sup>۸۵۰</sup> <sup>۸۵۱</sup> <sup>۸۵۲</sup> <sup>۸۵۳</sup> <sup>۸۵۴</sup> <sup>۸۵۵</sup> <sup>۸۵۶</sup> <sup>۸۵۷</sup> <sup>۸۵۸</sup> <sup>۸۵۹</sup> <sup>۸۶۰</sup> <sup>۸۶۱</sup> <sup>۸۶۲</sup> <sup>۸۶۳</sup> <sup>۸۶۴</sup> <sup>۸۶۵</sup> <sup>۸۶۶</sup> <sup>۸۶۷</sup> <sup>۸۶۸</sup> <sup>۸۶۹</sup> <sup>۸۷۰</sup> <sup>۸۷۱</sup> <sup>۸۷۲</sup> <sup>۸۷۳</sup> <sup>۸۷۴</sup> <sup>۸۷۵</sup> <sup>۸۷۶</sup> <sup>۸۷۷</sup> <sup>۸۷۸</sup> <sup>۸۷۹</sup> <sup>۸۸۰</sup> <sup>۸۸۱</sup> <sup>۸۸۲</sup> <sup>۸۸۳</sup> <sup>۸۸۴</sup> <sup>۸۸۵</sup> <sup>۸۸۶</sup> <sup>۸۸۷</sup> <sup>۸۸۸</sup> <sup>۸۸۹</sup> <sup>۸۹۰</sup> <sup>۸۹۱</sup> <sup>۸۹۲</sup> <sup>۸۹۳</sup> <sup>۸۹۴</sup> <sup>۸۹۵</sup> <sup>۸۹۶</sup> <sup>۸۹۷</sup> <sup>۸۹۸</sup> <sup>۸۹۹</sup> <sup>۹۰۰</sup> <sup>۹۰۱</sup> <sup>۹۰۲</sup> <sup>۹۰۳</sup> <sup>۹۰۴</sup> <sup>۹۰۵</sup> <sup>۹۰۶</sup> <sup>۹۰۷</sup> <sup>۹۰۸</sup> <sup>۹۰۹</sup> <sup>۹۱۰</sup> <sup>۹۱۱</sup> <sup>۹۱۲</sup> <sup>۹۱۳</sup> <sup>۹۱۴</sup> <sup>۹۱۵</sup> <sup>۹۱۶</sup> <sup>۹۱۷</sup> <sup>۹۱۸</sup> <sup>۹۱۹</sup> <sup>۹۲۰</sup> <sup>۹۲۱</sup> <sup>۹۲۲</sup> <sup>۹۲۳</sup> <sup>۹۲۴</sup> <sup>۹۲۵</sup> <sup>۹۲۶</sup> <sup>۹۲۷</sup> <sup>۹۲۸</sup> <sup>۹۲۹</sup> <sup>۹۳۰</sup> <sup>۹۳۱</sup> <sup>۹۳۲</sup> <sup>۹۳۳</sup> <sup>۹۳۴</sup> <sup>۹۳۵</sup> <sup>۹۳۶</sup> <sup>۹۳۷</sup> <sup>۹۳۸</sup> <sup>۹۳۹</sup> <sup>۹۴۰</sup> <sup>۹۴۱</sup> <sup>۹۴۲</sup> <sup>۹۴۳</sup> <sup>۹۴۴</sup> <sup>۹۴۵</sup> <sup>۹۴۶</sup> <sup>۹۴۷</sup> <sup>۹۴۸</sup> <sup>۹۴۹</sup> <sup>۹۵۰</sup> <sup>۹۵۱</sup> <sup>۹۵۲</sup> <sup>۹۵۳</sup> <sup>۹۵۴</sup> <sup>۹۵۵</sup> <sup>۹۵۶</sup> <sup>۹۵۷</sup> <sup>۹۵۸</sup> <sup>۹۵۹</sup> <sup>۹۶۰</sup> <sup>۹۶۱</sup> <sup>۹۶۲</sup> <sup>۹۶۳</sup> <sup>۹۶۴</sup> <sup>۹۶۵</sup> <sup>۹۶۶</sup> <sup>۹۶۷</sup> <sup>۹۶۸</sup> <sup>۹۶۹</sup> <sup>۹۷۰</sup> <sup>۹۷۱</sup> <sup>۹۷۲</sup> <sup>۹۷۳</sup> <sup>۹۷۴</sup> <sup>۹۷۵</sup> <sup>۹۷۶</sup> <sup>۹۷۷</sup> <sup>۹۷۸</sup> <sup>۹۷۹</sup> <sup>۹۸۰</sup> <sup>۹۸۱</sup> <sup>۹۸۲</sup> <sup>۹۸۳</sup> <sup>۹۸۴</sup> <sup>۹۸۵</sup> <sup>۹۸۶</sup> <sup>۹۸۷</sup> <sup>۹۸۸</sup> <sup>۹۸۹</sup> <sup>۹۹۰</sup> <sup>۹۹۱</sup> <sup>۹۹۲</sup> <sup>۹۹۳</sup> <sup>۹۹۴</sup> <sup>۹۹۵</sup> <sup>۹۹۶</sup> <sup>۹۹۷</sup> <sup>۹۹۸</sup> <sup>۹۹۹</sup> <sup>۱۰۰۰</sup>

لا فرض ولا واجب كما مر فلا يتوكل المتابعة الواجبة لاجلها۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۹۵۰ باب صفة الصلوة بفعل اذا بدأ الشروع)۔

**سوال :-** اگر کوئی نماز میں مردوں کی طرح سجدہ کرتا ہو تو اس کا خواتین سجدہ کیسے ادا کریں؟ کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** خواتین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بدن اور اس کے اعضا کو سجود کے دوران خوب طائر سجدہ کریں، مردوں کی طرح بدن کو کھول سجدہ نہ کریں، ایسا کرنا خواتین کے لیے کہہ بہت سے غلط ہیں، البتہ اگر کسی عورت کو عذر شرعی ہو تو طائر بہت درجہ سے۔

لما قال العلامة الحنفی: تنخفض فلا تبرز عضد یها وتلتصق بطنها بفخذ یها لانه استقر قال ابن عابدین: (تحت قوله وحدها في الخزانة)..... وتضع ید یها علی ركبتيها ولا تفتنی ركبتيها وتضم فی ركوعها وسجودها وتفتش ذراعیها۔

(الفتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۹۵۰ باب صفة الصلوة بفعل اذا بدأ الشروع)۔

**سوال :-** بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ فرض نماز کے بعد سر پہ ہاتھ رکھنا فرض نماز کے بعد اپنا دایاں ہاتھ سر پر رکھ کر کچھ پڑھتے ہیں، اس کا شرع کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ سر مبارک پر رکھ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ، اَللّٰهُمَّ اذهب عني الهم والحزن۔ اس لیے بہتر ہے کہ سنت یہ ہے کہ نماز کے بعد قرآن پڑھیں یا توافل اور سمن وغیرہ دایاں ہاتھ سر پر رکھ کر ذکر۔

ما قال العلامة حسن بن عطاء الدين في ريسن تبيينه: وان كان ثلثة اركان من اركان اداء الصلوة ثلاث ركعات... والاولى ان يجلس في ركعة ان يتنفس منها ويضع الامام قبل تمام الصلوة فالصبر اليها بعد... (مرآة المفاتيح ص ۱۵۰) فصل في سنن الصلوة (م)  
ثم قال العلامة حسيني: ثم انما انشرب لا ماء وانما في تنفس فتضم عضد يها على فخذها وتلتصق بطنها بفخذها لانه يستقر... (مرآة المفاتيح ص ۱۵۰) فصل في كيفية تركيب افعال الصلوة (م)  
وفي مشكاة في الهداية ج ۱ ص ۱۰۱ باب صفة الصلوة۔



بائیں طرف سلام پھیرتے وقت آواز میں ہستکی اختیار کرنا | سوال :- سلام پھیرتے وقت دونوں طرف آواز

یکساں ہونی چاہیے یا اس میں کچھ فرق ہے ؟

الجواب :- سنت ادا افضل ہے کہ دوسرے سلام میں پہلے سلام کی بہ نسبت آہستگی اور سستی اختیار کرے۔ اگر کوئی شخص بنفساً وازرے کہہ دے تو اس سے نماز میں کوئی کراہیت لازم نہیں آتی۔

قال المحقق: ومن جعل الثاني اخفض من الاول (خفف في النية بالامام)  
واقرة المحتج: (الاحتجاج على صدر رد المحتار ج ۱ ص ۴۳۵) باب صفة الصلوة (۱)



لہ والستہ فی السلام ان تكون التسلیمة الثانية اخفض من الاول کذا فی المبیط وهو لا یس  
کذا فی التنبیہ - (المختار ج ۱ ص ۴۳۵) سنن الصلوة  
وَقَوْلُهُ فِي الْبَحْرِ الْوَائِقِ ج ۱ ص ۳۵۵ بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ -

## باب آداب الصلوة

(نماز کے آداب کے مسائل)

**سوال :-** دوران نماز قیام کی حالت میں نگاہ کہاں ہونی چاہیے ؟  
**جواب :-** حالت قیام میں نگاہ کو سجود کا گاہ پر مرکوز رکھنا مستحب ہے البتہ اگر کھڑے شخص ایسا نہ کر سکے تو اس سے نماز میں کوئی فساد لازم نہیں آتا۔

قال المحقق في موضع معجوده حال قيامه (البدن لا يتركه ولا يتركه ولا يتركه) آداب الصلوة  
**سوال :-** اگر کسی کو نماز کے دوران جائی آجائے  
**جواب :-** اگر کسی کو دوران نماز جائی آجائے تو اسے کیا کرنا چاہیے ؟

**الجواب :-** اگر کسی کو دوران نماز جائی آجائے تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ بنائی کو حتی الامکان روکے اور اگر روکنے پر قادر نہ ہو تو پھر دائیں ہاتھ کی پشت سے اپنے منہ کو چھپائے، اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ حالت قیام میں دائیں ہاتھ سے کاندے اور باقی ارکان میں بائیں ہاتھ سے ۔

لما قال العلامة العصفري، واما ان فسد عند التشاوب فانه  
 لدفع التشاوب مجربة ولو يأخذ شفتيه بيده فان لم يقدر على ذلك يظهر  
 بده اليسرى وقيل باليمين لوقائهما والافضل ان لا يمسوا به (البدن لا يتركه ولا يتركه) آداب الصلوة

لصحتها (البدن لا يتركه) سواء كان رجلاً أو امرأة (في موضع سجود) وقائماً (مستطاباً من النظر إلى ما يشغل من المشغوع - (مراقب الفلاح على ما مضى الطواوي) في فصل من آدابها)  
 ووجه في الهندية ۱۷ مشک سنن، للصلوة وآدابها۔

۲۔ قال العلامة حسن بن عطاء الشربلانی: واما اذا لم يكلم فانه عند التشاوب فانه لم  
 يقدر غطاء يبيده او كفه لقوله صلى الله عليه وسلم ان التشاوب في الصلوة من  
 الشيطان فاذا تشاوب احدكم فليكظم ما استطاع۔

(مراقب الفلاح على صدر الطحطاوي) في فصل آداب الصلوة۔

**آداب صلوٰۃ ترک ہو جانے کا حکم** | سوال :- اگر کھڑے آداب یعنی مستحبات نماز رہ جائیں تو اس سے نماز پر کیا اثر پڑے گا؟ نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** نماز کے اندر آداب کا لحاظ رکھنا افضل اور بہتر ہے، البتہ اگر کسی دوسرے کبھی رہ جائیں تو نماز بلا کراہت صحیح اور درست ہے اور دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

قال العلامة المصنفیؒ: ولها آداب ترکہا لا یوجب اساقۃ ولا اعتبارا لکثرۃ لادبہ  
الزوائد لکن فعلہ افضل۔ (لہذا آداب ترکہ صدمہ، اختار ج اسباق باب صفہ الصلوٰۃ)

**امام اور مقتدی کس وقت نماز کے لیے کھڑے ہوں؟** | سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ امام اور مقتدی کس وقت نماز کے لیے کھڑے ہونا چاہیے؟

**الجواب :-** امام اور مقتدی دونوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ مؤذن جس وقت تحت علیٰ التکبیر کہے تو نماز کے لیے کھڑے ہو جائیں، اگرچہ بعض نے تحت علیٰ الصلوٰۃ کے وقت قیام کو مستحب قرار دیا ہے۔

لما قال المصنفیؒ والقیام لامام ومؤتم حین قیل علیٰ التکبیر عند خاتمتہ  
فعدی عن علیٰ الصلوٰۃ (اور امامت دینی صدر و المختار ج ۱ ص ۲۴۲ باب صفہ الصلوٰۃ) کہ

**امام نماز کس وقت شروع کرے؟** | سوال :- امام کو نماز کس وقت شروع کرنا چاہیے؟  
**الجواب :-** مستحب یہ ہے کہ امام نماز قنوت الصلوٰۃ کے وقت شروع کرے، اگرچہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ تمیم (اقامت کھانے والے) کی قرائت

سے قال العلامة السیسی احمد الطحطاویؒ: رعت لولہ الذب ما فعلہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم  
مرفوعہ (مرفوعہ علیہ) و ترکہ لا یوجب اساقۃ ولا اعتبارا لکن فعلہ افضل۔ (ام  
طحطاوی حاشیہ مرقاۃ المفلاح ص ۲۲ فصل آدابہا)

کہ قال العلامة حسن بن ہارون الشریفیؒ: من آداب اقامۃ ای قیام التیمم فالامام ان کان عامہ کراہت  
الصلب حین یقرئ الوقت قولہ: التیمم علی الفلاح۔ قال السیسی احمد الطحطاویؒ: تحت لولہ فی علی الفلاح (م  
قال الحسن بن ہارون بن علی الصلوٰۃ۔ طحطاوی حاشیہ مرقاۃ المفلاح ص ۲۲ فصل آدابہا)

نہ کہ انتظار کرے، لیکن یہ اختلاف نفسی استیجاب میں ہے۔

قال العلامة حسن بن العمار الشبلانی: ومن الآداب شروع الإمام إلى أحواله منقاد  
أي عند قول المقيم قد قامت الصلوة عندها، وقال أبو يوسف: يشرع إذا فرغ من الإقامة  
فلو أخر حتى يفرغ من الإقامة لأبأس به في قولهم جميعاً۔

(ومرآة الفلاح على مدار الطحاوی وغرقه فصل آداب الصلوة)

**مقتدی کی کس وقت سلام پھیرے** | سوال: مقتدی کو کس وقت سلام پھیرنا چاہیے؟

الجواب: مقتدی پہلے بہتر یہ ہے کہ امام جب

دائیں طرف سلام پھیرے تو مقتدی بھی دائیں طرف سلام پھیرے اور جب امام دائیں طرف سے  
فارغ ہو کر بائیں طرف سلام پھیرے تو مقتدی امام کے بعد بائیں طرف سلام پھیرے یعنی  
امام سے مقدم نہ ہو۔

قال قضاة الدرر: قاضي نحاس: قال الفقيه أبو جعفر ابن عثارة: ينتظر إذا  
سلم الإمام عن يمينه فسلم المقتدى من يمينه وإذا فرغ الإمام من يساره فسلم  
المقتدى من يساره۔ (مأذون ضحان على مشق البداية ج ۱ عمل بمن يصح الإمام فيه من يسارہ)  
سلام کے دوران امام اور ملائکہ کی نیت کرنا چاہیے؟

الجواب: نمازیوں کی نیتیں ہیں اور امام ۲، مقتدی ۳، منفر ۴۔ اگر نمازی  
مقتدی ہو تو سلام کے دوران اگر امام دائیں طرف ہو تو دائیں طرف سلام پھیرتے وقت ملائکہ

لمع قال العلامة اعلمی: و شروع الإمام في الصلوة من قبل قد قامت الصلوة ونواحر حتى  
اتسعا لأبأس به واجاماً وهو قول الشافعي والظاهر وهو ما يدل عليه المذهب كافي  
شرح المجمع لمصنفه وقال الفقيه تلي: معنى الصلوة الصلاة الشاملة۔

والله اعلم الخار عن هذا معنى الاحتياط ما ذكرنا قبل فصل إذا زاد الشروع

لمع قال الفقيه أبو جعفر الطوسي: لا ينتظر إذا سلم الإمام من يمينه فسلم المقتدى من يمينه وإذا فرغ  
عن يساره فسلم المقتدى من يساره۔ (مفتاویٰ للحدیث ج ۱ مکملہ الفصل الثالث فی سنن  
الصلوة وآدابها)

اُس طرف کے مقتدیوں اور امام کی نیت کرنی چاہیے اور اگر امام بائیں طرف ہو تو مقتدی کے لیے ملائکہ وغیرہ کے علاوہ امام کا بھی نیت کرنی چاہیے اور اگر مقتدی صف کے وسط میں امام کے پیچھے کھڑا ہو تو دونوں طرف سلام میں امام کی نیت کرے۔ اور اگر نمازی امام ہو تو امام کو دونوں طرف کے مقتدیوں کی نیت کرنی چاہیے۔ اور اگر نمازی منفرد ہو تو منفرد سلام میں ملائکہ و حفظہ کی نیت کرنی چاہیے۔

نعمانی الہندیۃ: ویسوی من عندہ من الخفۃ والسین فی جائزہ ....  
والمقتدی یحتاج الی نیت الامام مع نیت من ذکرنا فاما کان الامام فی الجانب  
الایمن نراہ فیہم وان حضان فی الجانب الاویس نراہ فیہم وان کان یحدہ نراہ  
فی الجانب الايمن عند یوسف وعند محمد بن یوسف فیہما وروایۃ عن ابی حنیفۃ  
وقی الفتاویٰ ہوالعاصم والمنفرد یسوی الخفۃ لاغیر ولا یسوی فی التکبیرۃ علیہما  
معموراً: الفتاویٰ ہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثانی فی سنن الصلوۃ وآدابہا ص ۱۸  
فرض نماز کے بعد امام کے لیے جملہ رکعت کا حکم سوال :- جن نمازوں کے بعد  
الجواب :- پنج وقتہ نمازوں میں بعض نمازوں کے بعد نہیں ہیں ان میں فرض سے  
فراغت کے بعد امام کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ فوراً گھڑے ہو کر کچھ قنوتیں پڑھ کر رکعت کے باقی  
کھینچیں اور کسے طویل اور غیر میں مشغول ہونا خلاف ہوئی ہے۔

لما قال العلامة عالم بن العلام: وفي الحاجة الامام اذا فرغ من الظهور وغرب  
والعشاء يشرع في نسيئة ولا يشغل بادعية طويلة. (الفتاویٰ ہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱)  
الفصل الثانی فی حیاں ما بعد الصلوۃ فی صلاتہ بعد الاقتران ج ۱ ص ۱۸۱

لما قال العلامة عبد الرحمن الجزائری: یسن من سوی المصلی بعد صلاۃ الاذان من علی  
یمینہ وإسلامہ اتفاق من علی یسارہ رکنا بالفقہ علی من أعب (الفتاویٰ ہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱)  
ومشکک فی طحاوی حاشیۃ من فی انفلاح ۲۲ فصل سئلہا نیلۃ النہی من  
سوی یمینہ ویسارۃ بالسلام۔

۱۔ حق الہندیۃ: وفي الحاجة الامام اذا فرغ من الظهور والغریب والعشاء يشرع في نسيئة ولا يشغل  
بادعية طويلة۔ (الفتاویٰ ہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثانی فی سنن الصلوۃ ج ۱ ص ۱۸۱)



**نماز میں شتاہ سے پہلے تسبیح نہ پڑھنے کی وجہ** | سوال :- نماز میں شتاہ سے پہلے تسبیح

ذی ہاں لہر پیدا۔ بسم اللہ الخ کے خلاف تو نہیں ؟ دلائل سے ثابت کریں ؟  
**الجواب :-** نماز میں شتاہ (یعنی شتاہ لک) (اللہ شتاہ) سے پہلے تسبیح (بسم اللہ)  
 پڑھنا درست نہیں ہے بلکہ تسبیح (فتوح) کے بعد پڑھنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر ہم  
 بسم اللہ پڑھنا عادت میں مقبول اور تمام کتب فقہ میں محفوظ ہے ۔

لما ورد في الحديث، رواه عن عائشة رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله  
 عليه وسلم إذا افتتح الصلوة قال سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك  
 وتعالى جدك ولا إله غيرك أعز (جامع ترمذی ص ۱۰۱) (الباب المصلوة)  
 باب ما يقول عند افتتاح الصلوة

**نماز میں نگاہ کہاں ہونی چاہیے** | سوال :- نماز میں واجب ایک ہوازی جب نماز پڑھ

**الجواب :-** نماز کے مختلف حالات میں مختلف مواضع نگاہ رکھنا واجب ہے۔ حالت قیوم میں ہر دو کی  
 نگاہ راجح میں دائیں کے بخور پر پڑھیں تاکہ اگر سر ہل جائے تو وہ بھی راجح میں آئے اور ہر دو کی ہر دو کی  
 نزل سلا میں دائیں کے بخور پر پڑھیں تاکہ اگر سر ہل جائے تو وہ بھی راجح میں آئے۔

لما قال العلامة الحسینی، انفرادی موضع سجودہ حال قیامہ والی نظرہ وہ یہ حال  
 رکوعہ والی ارضیۃ افتد حال سجودہ والی حیثہ حال قعودہ : اما مکبہ الاصل  
 ولا یسر عند التسلیمۃ الاولی والثلثۃ تحسین الخشوع  
 والحداد الخ واصل ما ورد في الفتاوی (مکتبہ دار الفکر) (مکتبہ دار الفکر)

سبح قال العلامة ابن حجر 'عصری رحمہ اللہ : وضع یمنہ علی یسارہ تحت  
 مدبرہ مستقیماً وقولہ مستقیماً : ہو حال من الموضع ای یضیع قائلاً یمنہ تحت  
 اذہم و بحمدہ وتبارک اسمک وتعالى جدک ولا إله غیرک وقد تقدم  
 اندسۃ اربعۃ الجماعۃ نہ کاف صلی اللہ علیہ وسلم یقول إذا افتتح  
 الصلوة (راجع المراتب شرح کنز الدقائق ج ۱ ص ۱۰۱)

**تشہد میں اشارہ کرنا مسنون ہے** | سوال :- بعض لوگ اشارہ فی التشہد کو حرام سمجھتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو حرام کا مرتکب سمجھتے ہیں اس مسئلہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال کی روشنی میں وضع فرمائیں ؟

**الجواب :-** سب سے اشارہ کرنا تشہد میں ایک سنونی فعل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث اس بارے میں منقول ہیں ۱۔ اگر خدا سب اہل بعد سب اس پر تحقیق ہیں۔ احادیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین طریقوں سے اشارہ کرنا ثابت ہے :-

(۱) یہ کہ حضور و جنسہ علیہ السلام سب کا عقد کر کے اہل امام کو سب سب ہر سلسلہ کے اصل (یعنی) کے ساتھ تم کے سب سب کے ساتھ اشارہ کیا جلتے، اس عقد کو عرب کی اصطلاح میں **ترک** کا عقد کہا جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت میں یہی طریقہ مذکور ہے : عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قعد في التشهد وضع يده اليسرى على ركبتيه اليسرى ووضع يده اليمنى على نكبة النخلى وهذا ثلثة وخمسين وإشاراً بالنسبة ۔ (مشکوٰۃ علی صدر، مرقاة ۲۴ مشکوٰۃ باب التشہد)

۲۔ علی قاری حنفی عقد ثلثہ و خمین کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں، حوالہ بعض المتخصر والبتصر والوسطی و من سئل المسيحة و يضعم الا بهما، فی اصل المسيحة ۔ (مرقاۃ ج ۲ مشکوٰۃ باب التشہد)

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سب سب کے ماسواۃتوں انگلیوں کا عقد کر کے اہل امام کو سب سب ہر سلسلہ کے اوپر دکھا جائے اس عقد کو عقد ثلثہ و خمین کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت میں منقول ہے : عن عبد الله بن الزبير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا

قعد يدعوا ووضع يده اليمنى على قبضة اليمنى ويده اليسرى على قبضة اليسرى وإشاراً بأصبعه السبابة ووضع إبهامه على أصبعه الوسطى۔ رواه مسلم (مشکوٰۃ ص ۹۸)

(۳) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ حضور و جنسہ سے عقد کر کے وسطیٰ اور اہل امام سے عقد بنائے۔ یہی طریقہ منقول ہے وائل ابن حجر کی روایت ہے۔ عن داود بن جابر عن رسول الله صلى الله عليه

وہ۔ لہذا قال ثم جلس فاستنوش رجله اليسرى ووضع يده اليسرى على قبضة اليسرى ومد مرفقه اليمنى على نكبة النخلى وقبض شتيين وحلق حلقه ثم

وضع أصبعه يدها عليها۔ رواه ابو داود۔ (مشکوٰۃ ص ۹۱) باب التشہد

دکرو بالذات عن طریقوں کو اختیار کرنا ہے بھی اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے اور تینوں طریقوں سے اشارے کو جائز اور حلال قرار دیا ہے لیکن ہمارے نزدیک محدث و غیر اہل بیت ہے۔ چنانچہ مامقانی قاری تحریر فرماتے ہیں، قال، یفصحی و یفصحی، فی کتبہ، عقد عادی و احدھا ما ذکرنا، فی السطریح الاولیٰ، و هو عقد ثلاثہ و خمسیں۔ والثانی ان یضم الابیہام، فی الوسطی، القیوۃ کا قباض ثلاثا و عشرين قال عن بہترین و کذا لکث و لکث ان یضم الخضر و البنصر و یوصل، المسبحة و یعلق الوسطی و الابیہام کما رواہ و مثل بن حجر و الاخیار هو المختار عندنا قال المؤلف فی الاخبار و درر بہا جیئنا لکنا منہ علیہ السلام ان یصنع مسحة فیکذا و منہ فیکذا۔ اور من قافہ شرح مشکوٰۃ مایہ کہ اشارہ کرنے میں انگلی کو شہادۃ و قلم کرنے پر رکھا جائے گا یا اٹھائے جائے گا تو اس کے تعلق میں یہ ہے کہ قریب قریب سب فقہاء میں یہ متفق ہے کہ اشارہ جان لا انا میں نہیں ہوتا گا اور لا انا پر رکھے گا۔ لیوافق الروح النبی و الموضع الانبیاء۔ البتہ بعض فقہاء نے ترمذی شریف کے ایک حدیث کے پیش نظر اشارے کو رکھنے کا حکم دیا ہے اور مروان ناظر ہی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ مامقانی قاری نے بھی قافہ شرح مشکوٰۃ میں یہ کتابہ کہ احد انا و فصحی استمر علی الوضو و العقد الی آخر الصلوۃ۔

اب آپ جس طرح چاہیں اشارہ کر سکتے ہیں، مذکورہ بالا تمام طریقوں سے اشارہ کرنا مستحسن ہے اور جس کیفیت میں بھی کیا جائے، ہر امانت میں منقول ہو تو جائز ہے۔

امام محمد بن حسنؒ میں "موطا" میں اشارہ کی روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں :- ویصح رسولی ﷺ ما أخذوا وسلمناخذ وهو قول ابی حنیفۃؒ (مزید شرح حکمۃؒ)

کلمہ تحریر کے بعد ثناء سے قبل تسبیح پڑھنے کا مسئلہ اسوال۔ نماز میں ثناء سے پہلے  
 اقوال سے ثابت ہے یا نہیں؟ کیا ثناء سے پہلے تسبیح پڑھنے کے لیے دلیل کے طور پر حدیث کی ائیر  
 وجود یا نہ ہو؟ جواب۔ بحسب اللہ الذی بین کرنا درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ عام روایت کتاب میں  
 نہیں لکھی ہے کہ ثناء کے بعد تَعَوُّذ و تسبیح پڑھا جائے۔ امارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
 اقوال صحابہ کرام و فقہاء کرام اس مسئلہ میں لکھتے ہیں؟ برائے مہربان مسئلہ انھیں سے جواب  
 عنایت فرمائیں!

الجواب۔ صورت مسئلہ میں ثناء یعنی ثَنَاءُكَ اللَّهُمَّ (اے اللہ!) سے پہلے تسبیح پڑھنا ثابت  
 نہیں ہے بلکہ کثیر انتفاع کے بعد صحابہ کرام و کتب کثرت اللہ تم پڑھنا احادیث میں منقول نہ  
 تمام کتب قدیم میں ملتا ہے۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت: کان نبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا افتتح الصلوة  
 قال: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَبِإِيجَادِكَ وَأَتَمِّكَ وَتَعَالَى الْجَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ  
 (جامع الترمذی برائۃ باب ما یقول عند افتتاح الصلوة)  
 عن انس رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا افتتح الصلوة  
 کثر تسبیحہ رفع یدیه حتی یرا ذی بابینہا میرہ اذ ینبہ ثم یقول سبحانک اللہ اعز  
 (الدرر الغنی ص ۸۹) کتاب الصلوة باب ما لا یفتتح بہ الصلوة (ص ۸۹)

لعلنا نول علامۃ بن نجیم ووقع بیہ عن سادۃ تحت سرانہ مستفتحاً ویرسلون  
 ہو صل من الوضوء: وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَبِإِيجَادِكَ وَتَعَالَى  
جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وقد مر فی سندہ لروایۃ الجوزیۃ وَكَانَ صَلی اللہ علیہ وسلم  
یقول إذا افتتح الصلوة: (بِإِيجَادِكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَبِحَمْدِكَ) (باب حنفی الصلوة)

## نماز کے آداب اور خاصیتیں

حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم صاحب ندوۃ عربیہ مدظلہ دارالعلوم تھانویہ کوثرہ شکر۔

پیش نظر مقالہ حضرت اہرام نے ایک سوالنامہ کے جواب میں تحریر فرمایا۔ سوال یہ تھا کہ نماز پڑھنے کے باوجود اس کے اثرات اور خاصیتیں ظاہر نہیں ہو رہے ہیں، اس کے جواب میں حضرت علامہ اہرام نے یہ پیش بحث مضمون تحریر فرمایا تھا۔ جو کہ مابین اس الحق کی زیرتصفیٰ تھا۔ خداوند پاک کو رب العزت کے ساتھ سادہ سبب سے فرقہ فاعلم کیلئے نماز کا حقیقی پس منظر کی بات ہے۔ (مستند)

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنَّ الْمُسْلِمَ سَهُوً مِنَ الْفَتَا وَالْعَمَلِ۔ (الایہ)

بیشک نماز رونق ہے بے حیا اور نہی بات سے۔

۱۔ نماز کی حقیقت شرعی ہے جو کہ ہر ماعقل بالغ سے مرد ہو یا عورت ہر حالت میں مطلوب ہے چاہے حالت صحت ہو یا عیال و عالت عطر یا سفر، رنگ جو یا امن، سرکاری ملازم ہو یا قوی، اور شخص بزرگوار و زراعت میں مصروف ہو یا تجارت و حرفت میں، فرض یہ کہ جب تک انسان کے ہوش و حواس ٹھیک ہوں، پنجگانہ نماز کی پابندی اس پر فرض میں ہے، کسی حالت میں ملاحظہ نہیں ہو سکتی البتہ ہر شخص پر اس کی حالت اور استطاعت کے موافق فرض ہے۔ اس لئے حضور پرور کی نماز میں قیاس صحت اور مرض کی نماز میں فرق ہے، اسی طرح حالت جنگ اور امن کی نماز میں فرق ہے، اور اس میں شک نہیں کہ نماز کی پابندی کو ایمانی اور برائت روکتا ہے۔

لیکن واضح رہے کہ نماز چند مرتبہ اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں، بلکہ ایک شرعی حقیقت ہے جس کے اجزاء ترکیبی ہیں جن کو نیکان و فرائض کہا جاتا ہے، اسی طرح شرائط صحت میں نیکان کے بغیر حقیقت نماز تو درکنار صورت نماز بھی مستغور نہیں ہو سکتی، ان نیکان اور شرائط میں سے ایک بھی چھوٹ جائے تو وہ نماز از سر نو پڑھنا پڑے گی، اس کے علاوہ واجبات

منہ اور آداب ہیں، واجبات کے چھوٹے سے احادیث میں دوبارہ ملحوظ واجب ہوتا ہے۔ لہذا منہ کے ترک سے احادیث سنت سے مستحبات و آداب کے ترک سے احادیث مستحب ہے۔ غلام بن رافع رضی اللہ عنہ کہیں بدی صحابی ہیں۔ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہو کر غار پڑھنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ صحابی مذکور غار سے خارج ہو کر سلام کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیکر فرمایا: ارجع فصل فانت لہ فصل (الحديث) واپس جا بھر غار پڑھ کر کہو کہ تم نے غار نہیں پرہی اس طرح حضور نے انہیں ہمیں مرتب بھی کہے کہ از سر نو غار پڑھنے کا حکم دیا۔ ایک بدی صحابی کی شان سے یہ مستحب ہے کہ اس نے شرط وصوت اذکار صلوٰۃ واجبات صلوٰۃ ترک کئے۔ چنانچہ غلبہ ظن یہ ہے کہ اس نے بعض منہ کی کڑاہی کی ہوگی۔ اس پر اس کو احادیث صلوٰۃ کا حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی تکمیل بغیر منہ و مستحبات کی ادائیگی کے نہیں ہو سکتی۔

۱۔ شرط وصوت، فرائض صلوٰۃ واجبات و مستحبات صلوٰۃ سے صلوٰۃ کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ مگر نماز کے مقبول ہونے کی شرط ہے۔ یعنی استحضار قلب و خشوع و خضوع و امانت اظہار عبودیت اس طور کہ تکبیر تحریر سے لیکر سلام تک ہر ادا میں قرات، تکبیر، تسبیح، تہنید، تمام اقوال و کلمات، سجود حضور قلب سے جو قلب غافل و نامی سے نہ ہو، غلط اور باطنی مجروح و تیار اور اظہار بندگی کے ساتھ ہو۔ یہ حضور قلب اور غلابری و باطنی انقیاد و بندگی روح صلوٰۃ کے ہیں۔ اس کے بغیر حقیقت صلوٰۃ کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ آیت مذکورہ بالا میں بھی عن الفوضا والکفر اسی حقیقت کی پابندی کے ساتھ ادائیگی پر مرتب ہے۔ روح کے بغیر صلوٰۃ کامل یا ناقص پائند و ناکام کا مرتب نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی گھڑی کے نقش اور تصویر کا خد یا دیوار پر ہیں سے سوار ہی باری باری کا توقع رکھے جو کہ اس حقیقت کے احکام ہیں: یا قاری ہے جان سے جاتا کہ آتاکم لفظاً لا

اس منکر گذارش و تنبیہ کے بعد فراموش کرنا چکن کے مسلمان کی نمازیں اس معیار کے مطابق ہیں۔ وہ حقیقت صلوٰۃ ہی کی ادائیگی کیلئے مطلوب ہے۔ خارج میں اس کا ذکر ہے ہے اگر ہو تو لا محالہ اس کی موافقت سے ادائیگی پر یہ آثار مرتب ہوں گے۔ اور اگر نہیں تو نقص ناقص صلوٰۃ سے آثار و احکام کی توقع فضوں ہے۔

عقد حاضر میں اکثر مسلمان نماز کی نہ تو شرائط صحت سے واقف ہیں نہ شرائط قبولیت سے نہ ارکان اور واجبات و سنن و خیرہ سے باخبر ہیں۔ ایسی حالت میں ان کی نمازوں کی صورت اگر حقیقی نماز کی صورت کے ساتھ موافق ہو تو اتفاقی حادث ہوگا ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کسی شے کے اجزاء ترکیبی اور اجزاء تکمیلی و تکمینی اور ان کی ترتیب سے واقف نہ ہو۔ پھر اس شے کا صحیح ترکیب و ترتیب واقع کر سکے۔ لہذا یہ کہ اتفاقاً ایسا ہو جائے۔

آج کل کے مسلمان غیر تعلیم یافتہ تو درکنار اکثر سکول اور کالجوں کے تعلیم یافتہ جو اسلامی تعلیم سے بے خبر ہوں۔ بسم اللہ اور عوذ باللہ کہ وہ کلمہ توحید اور شہادت کے صحیح معنی پر قادر نہیں تو اس کے صحیح معنی سے کیسے واقف ہوں گے؟

۱۔ دوسرا جواب یہ کہ نماز کے بے حیاتی اور بڑائی سے روکنے کے ووضعی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ نماز میں۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں روکنے کی خاصیت رکھی ہے۔۔۔۔۔ ایسے بعض اور میں بعض امراض کے دفع کرنے کی خاصیت رکھی گئی ہے۔ لیکن جس طرح کہ ادویہ ہر حال میں امراض کے دفع نہیں ہو سکتیں بلکہ ان کا تاخیر بعض امور کے ساتھ شروط ہے کہ خاص ترکیب ہو۔ خاص طریق استعمال ہو۔ خاص مقدار ہو۔ ایک مدت مخصوص ایک موصفت نظام ہو۔ درمیان میں فعلی نہ ہو ورنہ ان کا خیر کے مٹانے ہشیا اسے پرہیز جو۔ ان شروط کے تحقق اور موافق کے دفع کے بعد ادویہ امراض کے ازالہ میں مؤثر ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح نماز مؤثر و خاص جبکہ شروط تاخیر موجود ہوں اور موافق موافق ہوں۔

دوسرے معنی یہ کہ نماز کو بڑا ثمر ہے۔ روکنا بطریق تقاضا اور مطالبہ کے ہو۔ یعنی غازی جبکہ نماز میں غشوع اور خضوع کے ساتھ اقرار الہییت اللہ تعالیٰ کرے۔ اور تقاضا و خالصیت و ربوبیت اس کا شکر ہے اور نہایت عجز و تواضع کے ساتھ اپنی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی الہیت اور عبودیت کا اعتراف کرے۔ تو نماز کی یہ مخصوص حیثیت اور اس کی ہر ادا اور ہر ذکر اس سے مطالبہ کرتا ہے زبان حال ہے کہ اسے غلامی اور بندگی کا دعویٰ کرنے والے اس مولیٰ کی جس کی ربوبیت خالصیت اور عبودیت ہماری اقرار کر چکا ہے۔ اس کی مخالفت سے باز رہو اور خواہش اور تمکلات سے مرکب جا۔ اور یہ ہماری فکر اب کھل باز آئے یا نہ آئے۔ مگر نماز کے اس مقصد اور مطالبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جبکہ خود اللہ تعالیٰ روکتا اور منع فرماتا ہے۔ ان اللہ یا من بالعدل واد حسان وایتا رندی العرفان یعنی من النفساء والملك (الایہ) پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے

دھوکے پر برائی سے نہیں رکنا۔ تو نماز کے دھوکے پر اس کا نہ رکنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

۲۔ غارتہ فطرت کے اسباب قدرجہ سوال کے علاوہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جب تک کہ انسان اپنے آپ کو کسی عمل کے متعلق ایک حاکم اعلیٰ (جو کہ عقاب و سچے پشاور ہونے کے معنی میں) پروردگار کے قریب سے غفلت برکت ہے۔

۲۔ جب تک کہ انسان کسی کام کو اپنی دنیاوی یا اخروی زندگی کا کامیابی کیلئے ضروری نہ سمجھے تو اس عمل کے کرنے کی پرواہ نہیں رکھتا۔

۳۔ جب تک کہ انسان کسی عمل کے روحانی یا جسمانی فوائد شخصی انفرادی یا قومی اجتماعی منافع دنیاوی یا اخروی مصالح سے ناواقف ہو۔ تو ایسے عمل کے کرنے کا سوال اس کے نزدیک حیشیت بلکہ بے اوقات اس عمل کو کراہت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۴۔ جب تک کہ انسان کسی عمل کے ترک کے برے عواقب سے بے خبر ہو۔ انفرادی اور اجتماعی نقصان سے ناواقف ہو۔ دنیاوی اور اخروی عقاب سے جاہلی ہو۔ لڑکوں اور بچوں کو اس کام کی طرف توجہ دے۔  
۵۔ جب تک کہ انسان کی روحانیت پر ہیمنیت، طبیعت دشمنیت غالب ہو جائے۔ زمانہ نیت اور روحانیت مغلوب ہو کر اس کے تقاضے ناقابل اعتدال اور ناقابل فہم ہو جاتے ہیں۔ غار اور دیگر فروع ایمانی نقصانے ہیں۔ اور خود ایمان غفلت فحشانی کا تقاضا ہے۔

۶۔ بہت سے آدمی صلوٰۃ شریفان کے پکڑنے سے اسی امید پر ترک صلوٰۃ کے مرتکب ہیں۔ کہ حضور خدا صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں ان کے لئے شفاعت کر کے عقاب سے نجات دلایا جائے گا۔

شفاعتی لا ھل العیاش (الحمد یث)

۷۔ اکثر عوام جو ترک صلوٰۃ اور دیگر کبائر میں مبتلا ہیں۔ نفس نے ان کو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور ناپید کنار مغفرت کا منہ بولایا دیکھا کر دھوکہ دیا ہے کہ اس رحمت واسعہ اور مغفرت کا طے کے سامنے تمہارے مصیبات، اسباب ہیں اور یہ رحمت اور مغفرت ضرور تمام مسلمانوں کو شامل حال ہوگی۔

۸۔ کسی سے سننا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من قال لا ھل الا للہ دخل الجنة۔ (اللہ یث) لہذا اگر پڑھنے والا ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ چاہے عمل کرے نہ کرے۔

۹۔ اہم سبب ایمان کی حقیقت سے بے خبری۔ اسلام کے فروع و اصول سے ناواقف اور اسلامی تعلیم سے بہتر انداز ہے۔ حضور حاضر میں جہل ہال تک پہنچ چکا ہے کہ علوم و تقسیم کے عالم کو تعلیم یاز نہیں کیا جاتا، سکولوں اور کالجوں میں پڑھنا پڑھنا تحصیل علم اور تعلیم سمجھتے ہیں۔ اور اس میں



پڑھنے پڑھانے والوں کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔ حالانکہ شرعی اصطلاح میں قرآن کریم یا احادیث رسولی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکا دینیہ کے علوم کے علاوہ تمام فنون کو کسب و صنعت و حرفت اور فن کہا جاتا ہے۔ فن انجینیری، فن ڈاکٹری، فن طب، فن زراعت وغیرہاں لغت کے اعتبار سے علم کہنا صحیح ہے۔ کیونکہ لغت میں علم یعنی دانستہ یا سیکھنے کے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلاثہ آیات محکمۃ دستہ فاشۃ وفرہ بیضۃ عادلۃ (الحديث) علم تین ہیں و علم القرآن، علم سنت ثابتہ و علم الفرائض یا احکام اجتہادیہ۔

۲۔ امور مذکورہ فی السؤال میں ترک صلوٰۃ کو کافی دخل ہے۔ ان کے علاوہ ترک صلوٰۃ میں بہت سی خطایاں ہیں۔ جن کا بالتفصیل استقصا و تشکیل ہے مختصر اس قدر خرابیاں تو ہیں کہ ذکر کرنا چاہی ہیں۔ ۱۔ مدد طاعتی غریباں۔ صلوٰۃ در حقیقت حیثیات مخصوصہ میں ازکا و از حد کا نام ہے۔ یعنی اللہ کی حمد و ثناء و تلاوت قرآن، تکبیرات، تسبیحات، تسمیہ، درود، مناجات، خضوع و تشوہ کے ساتھ اور روح انسانی جو کہ ملک ہے۔ اس کی غذا بھی ذکر ہے۔ انہی اس کے استحکام اور ترقی اور حیات کا مدد ہے۔ تاکہ الصلوٰۃ نے اپنی مدد کو اپنی خدا سے محروم کر کے حیات جاودانی اور کمال انسانی سے بہرہ نہ کر دے۔

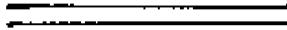
۱۔ روح کو جو قریب خداوند (القص و ذرا) سے حاصل ہو سکتا تھا۔ اور اس پر جو عنایت اور اہتمام ربانی مرتب ہو سکتے تھے۔ ان سے محروم کر دیا۔

۲۔ حدیث میں وارد ہے۔ الصلوٰۃ نور۔ یعنی صلوٰۃ دیا میں روح انسانی کے لئے مانند نور حق و صواب کی طرف اہمائی کرتا ہے۔ سبب کشف معارف الہیہ ہے۔ قرآن کی تار و پٹ کا ان کو کر کے روح کیلئے باعث انشراح اور سرور ہے۔ غفلت کی امت میں سالانہ کشف و اشراق ہے۔ تاکہ صلوٰۃ نے ان تک التواضع اور اسے اپنی روح کو روکا کر دیا اور بزرگوں و اوقیات کی تکریموں میں پریشان و غمزدہ نہ رہا۔ ۳۔ حدیث سے ثابت ہے کہ صلوٰۃ خمسہ شیعہ کا راز نکاہوں اور خصالوں سے پاک کرنے کے لئے ایسے ہیں۔ جیسے نور کا پانی نزالہ نجاست کے لئے ہے غازی نے تراز ترکہ کے گناہوں سے روحانی طہارت حاصل کر سکا۔

جسمانی اور مادی تقاضوں | ۱۔ اللہ تعالیٰ قراتے ہیں۔ ہینا ہم فی وجہہم من انور السجود (الاید) چہروں کی نورانیت جو نماز پڑھنے کا اثر ہے۔ بے نماز کو یہ نور اور تریس جو حاصل نہیں ہوتا۔



رسول اُمّہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور ان کے یعنی کفار کے درمیان جہنم جیسے تر  
 جس نے نار چھوڑی۔ اس نے کھڑکیا۔ اسی مضمون کی بہت احادیث درو ہیں۔ جس کی وجہ سے  
 اگر احمد صاحب نے قصہ نازک الصلوٰۃ کو کفر کی حد دو میں داخل سمجھ کر تہذیب کا حکم لگایا۔ یعنی دوسرے  
 ائمہ اگرچہ خود بطور پر اس کو کافر نہیں کہتے۔ لیکن یہ خود کہتے ہیں کہ کھٹیکے قریب پہنچا۔ اگر تو بڑ  
 کی تو انجام کار ایمان کی حد سے نکل جائے گا۔ جیسا کہ کوئی شخص تشکک بیا بان میں سفر کرتا ہو ان  
 اس کے پاس پیٹھے کے لئے پانی ختم ہو جائے۔ اگلے متعلق کہا جائے کہ قتل لڑک ہوا۔ اگر محبہ وہ  
 بالفعل لڑک نہیں۔ لیکن اسباب ہلاکت چونکہ پہلے ہوئے ہیں۔ تو آخر کار ہلاکت ہوگا۔



## باب تسوية الصفوف

(صفوں کو سیدھا کرنے کے مسائل)

**سوال ۱۔** ہماری محلہ کی مسجد کے قبلہ کی جانب بوقت ضرورت پہلی صف خالی چھوڑنا شمال و مشرق کی طرف ایک دواڑ ہے جبکہ جنوب کی طرف کا حصہ خالی ہے لیکن جب جماعت کھڑی ہو تو اسے تو بعض لوگ شدت گرمی کی وجہ سے جنوب کے حصے کی جانب نہیں کھڑے ہوتے اور مسجد کے امام صاحب لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ پہلے اس صف کو پورا کیا جائے کیونکہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلی صف جو باہر کے حصے میں ہے اور مسجد کے اندر جو دوسری یا تیسری صف ہے کیا یہ ثواب میں برابر ہیں یا ان کے درمیان فرق ہے؟

**الجواب :-** پہلی صف دوسری صفوں سے افضل ہے چاہے یہ دوسری صفوں مسجد کے ال میں ہو یا باہر ہو اور نہ کثرتاً سخت دھوپ کی وجہ سے جماعت کا ترک کرنا ضروری ہے تو پہلی صف کا ترک کرنا بطریق اولی جائز ہو گا تاہم پہلی صف کی دوسری صفوں کے مقابلہ میں افضلیت تلامیث میں ثابت ضرور ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر صفوف الرجال اولہا اولہا وشرہا آخرہا وخیر صفوف النساء آخرہا وشرہا اولہا۔

(مسیم مسند ج ۱ ص ۱۸۲) باب تسوية الصفوف)۔

**سوال ۲۔** نماز کے لیے صفیں بانٹتے وقت صف میں کھڑا ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ کہاں سے شروع کی جائے؟ بعض کہتے ہیں کہ دائرہ طرف سے جبکہ بعض کہتے ہیں درمیان سے، اگر کوئی بائیں طرف سے صف بانٹھے تو اس کا کیا

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر صفوف الرجال اولہا وشرہا آخرہا وخیر صفوف النساء آخرہا وشرہا اولہا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۸۲) باب تسوية الصفوف) (وتمثل فی معارف النسخ ج ۳ ص ۲۹۲) باب ما جاء فی فضل نصف الاقل۔

حکم ہے ؟

**الجواب :-** اگر امام اور مقتدی ایک ہو تو بہتر یہ ہے کہ مقتدی امام کھڑا ہو  
 بائیں طرف کھڑا جو خلافت ہوئی ہے ، البتہ اگر مقتدی زیادہ ہوں تو پھر درمیان سے صف کا  
 انقطاع کیا جائے ، دائیں بائیں جانب سے بھی صف ہاں دقت چار ہے اگر وہ خلافت اولیٰ ہے ۔  
 قال المصنفی ( رد مقت ) : الواحد ولو صلیاً ما الواحدة تتأخر ( بخاری ) ای مطلقاً  
 ولیمین امامہ یعنی اندھب ولا عہد بالمرأس بین بالقدم ... ( واخر ) ان یقت ( خلفہ )  
 قال ابن عابدیہ ( رد المحتار ) : خلفہ عدل بعبارة اللغویة عن قول الکنز والاشنان خلفہ  
 لانه غیر منہ ، بالاشنان بن المراد ما زاد علی الواحد اشنان فانکثر نعم یعنی حکم  
 اکثر بالاولیٰ والی القہستانی وکیفیتہ ان یقت احد ہما بمنائہ ولا ینتہی عنہما  
 کون الواحد اتین ولو جاز الثالث وقت عن یسار ( الاول والرابع عن یمین الثاني  
 والخاص عن یسار الثالث وطعن ) - ( رد المحتار علی در الخوارزم ) ( مشاہد الامامة )  
 تا بالغ کا بطوں کی صف میں کھڑا ہونا **سوال :-** سات یا آٹھ سال کو بچہ اگر بائیں کی  
 صف میں کھڑا ہو جائے تو اس سے ناز کا مسئلہ ہو  
 کی یا نہیں ؟ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بچہ ایک ہی ہوتا ہے اور پہلی صف میں جگہ کی جوتی ہے  
 اور یہ بچہ کچھ دوسری صف میں ایسا کھڑا ہونے کے بجائے صف اول میں شامل ہو جاتا ہے  
 تو کیا یہ سب سے زیادہ جائز ہے ؟

**الجواب :-** بہتر یہ ہے کہ بچہ بائیں کی صف میں کھڑا ہونے کے بجائے اپنے لیے  
 مستقل صف بنائے جس ، البتہ اگر بچہ ایک ہو یا تیرا وہ ہوں لیکن ان میں سے کوئی پہلی صف  
 میں کھڑا ہو جائے تو اس سے ناز کا مسئلہ نہیں ہوتی مگر ایسا کرنا بہتر نہیں ۔

لہ فی الہندیۃ : اذا کان مع الامام رجل واحد وصیتی یقبل الصلوة قام عن یمینہ وهو  
 المقتدر ولا یخار عن الامام فی ظاہر الرتبة فکذا فی المحيط ولو وقع علی یمارہ  
 جاز و قد اساء کذا فی محیط الشریعی ... و افضل مکان الامام حیث یکون اقرب الی  
 الامام فان تساوت الموضع ففی یمین الامام وهو الاحسن فکذا فی المحيط  
 ( الہندیۃ ج ۱ باب الامامة ) و مثله فی البحر الرائق ج ۱ ( باب الامامة )

قال المحقق (شماره صبیان) ضاحکہ تعدی و ہم فلو واحد دخل المصنوع۔  
 قال ابن عابدین (قوله فلو واحد دخل المصنوع) ذکرہ فی البحر ج۱ قال وکذا لو  
 کان المقتدی رجلاً وصیباً یصفہما خلفہ لم یثبت النقصان والیسیم وراۃ  
 والعبور من ورائنا وهذا بخلاف المسوۃ الواحدة فانہا متاخر مطلقاً کالتعبد  
 للمحدث المذکور۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۵۸۵ باب الامامة)۔  
 امام سے بلا ضرورت دور کھڑا ہونا  
 سوال :- ایک شخص مسجد میں ہو کر امام کی اقتداء میں  
 نیت باندھ لیتا ہے لیکن صف میں کھڑا نہیں ہوتا  
 بلکہ بعض اوقات امام کمرہ میں ہوتا ہے اور مقتدی برآمدہ میں کھڑے ہو کر امام کی اقتداء میں  
 نماز پڑھتا ہے ایسے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟  
 الجواب :- اگر ایسے شخص منوں کو چھوڑ کر اکیلے امام کی اقتداء کرتا ہے تو اس کی نماز  
 جائز ہے لیکن خلاف اول ہے۔

وفی الہندیۃ.... ولو اقتدای بالامام فی اقصى المسجد وکلاماً فی الخراب  
 فانہ یصحون کذا شرح الصحادی۔ (الہندیۃ ج ۱ ص ۵۸۵ باب الامامة)۔  
 سوال :- نماز میں منحنے اور کمرے میں کھڑے ہو کر کھڑا  
 نماز میں منحنوں اور کمرہوں کے ملائے کا حکم  
 ہونا چاہیے یا بغیر کمرے ملائے ہوئے صف بند  
 کیا جائے؟

الجواب :- نماز میں اصل چیز صف کا سیدھا رکھنا مطلوب ہوتا ہے اور جہاں بعض روایات

لہ فی الہندیۃ ان کان مع الامام رجل واحد وصی یعقل یصوۃ قام عن محضہ وہو الخیار۔  
 واذا کان معہ اثنان قاما خلفہ وکذا ثلث فاذا کان احدہما صبیاً.... واما جمیع الرجال والصبیان  
 والفتی والانات والصبیات المراهقات یقوم الرجال اقصى ما یمل الامام شعر الصبیان الخ  
 (الہندیۃ ج ۱ ص ۵۸۵ باب الامامة) ویشک فی البحر الرائق ج ۱ ص ۵۸۵ باب الامامة۔  
 کہ قال ابن عابدین فان المسجد مکان واحد وبقیۃ فی فصل یا بخللہ اذا  
 کان المسجد کبیراً جذا۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۵۸۵ باب الامامة)  
 ویشک فی فتاوی قاضی خاں علی ہا مش فائدہ عندیۃ ج ۱ ص ۵۸۵۔

میں کعب کو کعب سے ملانے کا حکم وارد ہے تو اس سے مراد محاذات ہے حقیقی معنی اس سے مراد نہیں کیونکہ یک وقت شخص اور گنہگاروں کو ملنا مشکل ہے۔

نما قال: سلامۃ لخصکفیٰ یعنی ان یا مومنان یتوصلوا ویسداً والخل ویسوف  
منا کبھم ویقف وسطاً۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۰۲ رد المحتار ج ۱۰ باب ۱۰۱۱)

صفحہ میں ایک کھڑا ہونا | سوال | بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم نماز کی غرض سے مسجد میں آتے ہیں تو جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو اپنے اور پہلی صف میں جگہ بھی نہیں ہوتی تو اب بعد میں آئے والا شخص کیا ایک ایسی دوسری صف میں اقتداء کی سنت کرے یا کسی شخص کو صف اول سے کھینچ کر اپنے ساتھ دوسری صف میں ملا کر جماعت میں شامل ہو جائے جبکہ ایسا کرنا اس دور میں بہت مشکل ہے تو کیا ایسی صورت میں ایکے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب یہ بہتر تو یہ ہے کہ ایکے نماز پڑھ کر صف اول سے کسی کو اپنے ساتھ ملائے اور جماعت میں شامل ہو جائے، چونکہ دور حاضر میں دین سے بے تعلقی عام ہے اور جن کی ادب سے نماز کے فاسد ہونے کا احتمال قوی ہے اس لیے ایکے کھڑے ہو کر اقتداء کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

قال المحقق: وقد مناکوا هذه التیام فی صف خلعت صف فیه فرجة منهن کذا  
التیام منفرأون لریح فرجة بل یحب احدا منه نصف ذکر ابن کمال لکن قالوا فی رد المحتار  
توکره، ولما قلنا قال فی الحرکة ودم الا اذا فرج فرجة۔ (رد المحتار ج ۱۰ رد المحتار ج ۱۰ باب ۱۰۱۱)

لحقنا ابن نجیم مفتی وینی بقوم اذ ان موالی الصلوة ان یوصلوا ویسداً والخل ویسوف  
منا کبھم فی الصفوف ولا یأمن ان یامرهم الامام بذلک۔ (الفتاویٰ ج ۱۰ باب ۱۰۱۱)  
وہشتم فی الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱۰ باب ۱۰۱۱۔

کہ وہی احمدیہ کا ذکر، لکن وہی ان یقول خلعت الصفوف وجرۃ اذا وجد فرجة فی الصفوف وانا  
لم یجد فرجة فی الصفوف روی عن ابن شجاع وحسن بہ زیاد عن ابی حنیفہ کہ لا یکرہون  
جعل احدهن نصف بل نفسہ ودم معہ ذلک اذ فی کذا فی الصحیح۔ (وینی عن ابن کبیر)  
عالمی لا یفسد الصلوة علی نفسہ کذا فی خزائن الفتاویٰ۔ (الفتاویٰ ج ۱۰ باب ۱۰۱۱)  
وہشتم فی حواشی الفلاح علی حاشیۃ: لطحاوی ص ۱۰۱۱ فصل فی المکرہات۔

پہلی صف میں کھڑے ہونا کس کا حق ہے | سوال ۱۔ روزِ محرم کو سجدوں میں نوجوان بھی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب :- زمانہ جماعت کے لیے پہلی صف میں کھڑے ہونا افضل ہے، عمر کے تفاوت کا کوئی اعتبار نہیں، البتہ امام کے پیچھے ایسے شخص کو کھڑا ہونا چاہئے جو خود بھی امامت کی صلاحیت رکھتا ہو تاکہ بوقتِ ضرورت اس کو طیفہ بنایا جاسکے، ایسی حالت میں بے علم بزرگوں کی جگہ ایسے نوجوان کا امام کے قریب ہونا بہتر ہے جو نماز پڑھا سکتا ہو۔

وکل من یصلیٰ اماماً لا یصلیٰ معہ الحدیث فی الابداء و یصلیٰ خلیفۃ وہ من لا یصلیٰ اماماً لا یندر ولا یصلیٰ خلیفۃ لہ کے ذیل فی المعیط۔

(افتاویٰ الہندیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۳ فصل فی الاستیغلاف)۔

پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں کھڑا ہونا | سوال ۲۔ ہماری مسجد میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلی صف میں جگہ ہوتا ہے، بعض لوگ باوجود جگہ ہونے کے دوسری صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں کیا شرعاً ایسا کرنا ناجائز ہے یا مکروہ ہے؟

الجواب :- صفوں کو بچ کر ناجائز محض کے آداب میں سے ہے، اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا ہے کہ پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں کھڑا ہو جائے تو پوچھنا حدیث کے مکروہ ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اتوا الصف المقدس ثم انزلی بلیہ فاکفوا من تعقیب الذلکین فی الصف الثانی۔ رواہ ابو داؤد و مشکوٰۃ الصحیح ج ۱ ص ۱۸۱ باب تسویۃ الصفوف۔  
ولما قال ابن عابدین، وعلیہ فلو وقف فی الصف اثنا فی داخلها قبل استكمال الصف الاول من خارجہ یکون مکروہا۔ رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۹ مطلب فی جوانب الاختیار باب تعقیب۔

۱۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی منکم ذوو النعلان والنعلی ثم یذین یلوئحہم ثلثا دایا کھرو حیثات الاسواق۔ (المسلم ج ۱ ص ۱۸۱ باب تسویۃ الصفوف) و مشکوٰۃ فی مشکوٰۃ الصحیح ج ۱ ص ۱۸۱ باب تسویۃ الصفوف۔

۲۔ عن ابی سعید الخدری قال راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اصحابہ تاخرا فقال لہم تہذوا فانتم و اولیائکم من بعدکم لا یزول قوم و یأخرون حتی یؤتیہم اللہ و رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۸۲۔



## باب الجماعة

(نماز باجماعت کے مسائل)

**سوال**۔ ہم سواری عرب میں ایک کھیتی کے ملازم ہیں عذر کی وجہ سے جماعت کا ترک کرنا۔ لیکن جب اذان ہوتی ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ اگر کوئی چھوڑ کر مسجد میں جائیں اور جماعت سے غائب نہیں گنرا کر کہیں تو کھیتی کا دنک نماز میں ہوتا ہے، ایسے ہی بعض اوقات ایسا کام بھی کرنا پڑتا ہے کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو کام ترک جاتا ہے جس سے دنک کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور ہمیں مارنے پر تیار ہو جاتا ہے، اندر میں حالت کیا ہم اسی جگہ نماز پڑھ لیا کریں یا مسجد میں جانا ضروری ہے؟

**الجواب**۔ جہاں مال کے ضیاع اور ہڈکت کا خطرہ ہو اور ایسا ہی دنک کی جانب سے اپنی جان کا خطرہ ہو تو پوجہ عظیم کے آپ جماعت کو ترک کر سکتے ہیں لیکن جہاں کہیں کو قلعے کے افراد یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیا کریں۔

لما قال المحسني ولا حتى حال نيتهم وبينها مطر وطيب... وظلته

قال ابن عابد بنحو تحت هذا القول ولا حتى... ظلمة) بخلافه على نفسه وماله۔

(رد المحتار علی مدار المختار ج ۱ ص ۵۵۵ باب الامامة)۔

**سوال**۔ کسی طرح کی مسجدیں جب ایک مرتبہ لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر چلے جائیں تو بعض محلے والے دوسری مرتبہ بعض لوگوں کو قہر کر کے نماز باجماعت پڑھتے ہیں، تو کیا شرعاً جماعتِ نایہ کا محلہ کی مسجد میں کوئی حرج ہے؟

**الجواب**۔ در فقہاء اشاف کے نزدیک محلہ کی مسجد میں جس کا مالک اور مؤذن مقرر ہو جائے نایہ مکروہ ہے، البتہ ایسی مسجد میں امام یا مؤذن مقرر ہو یا دار سے کسی مسجد کو اس میں

لم يوقى الفتنة، فخط الجماعة بالامذار۔۔۔ لو كان اذا خرج يخاف ان يجه غريمه

في الموضع۔۔۔ او يخاف ضياع ماله۔ (فتاوى الهندية ج ۱ ص ۵۵۵ باب الامامة)۔

ومشكلة في البحوالرائق ج ۱ ص ۳۶۰ باب الامامة۔

جماعت ثانیہ جائز ہے، البتہ اگر مسجد کے ساتھ ملکہ کوئی حجرہ یا عدرہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں جماعت نہ کر لی جائے۔

قال ابن مابین، یکرہ تکرار الجہادۃ فی مسجد ملکہ یا دان واقامة الاذان اصل بھیذا فیہ اولاً غیر ملکہ او ملکہ لکن بمعاذۃ الاذان وتکرار ملکہ بدوہما اولاً من معنی طریق جائز اجملاً کہا فی مسجد یس لہ امام ولا مؤذن ولیس الناس فیہ فوجاً فوجاً لکن لا یصلون فیہ فیہ باذان واقامة علی حدیث کما فی اصالی قاضی خانی۔

(رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۱۸۵) بہذا ملکہ یطلب فی تکرار الجہادۃ فی مسجد (۱) لہ

امام کا کہنا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِرَحْمَتِكَ اَلْحَمْدُ پُر حنا سوال ہے امام تسبیح کے بعد سَنَاءُ اَلْحَمْدُ پڑھے گا نہیں؟ اگر پڑھے تو نماز میں کوئی عرج تو

نہیں آتا؟

الجواب یہ مسئلہ مختلف ہے اور اس میں توسع ہے، اگر پڑھے تو نماز میں کوئی زیارت نہیں آتی اور بہت سے علماء کا بھی مسلک ہے، اگر نہ پڑھے تو اس سے نماز میں کوئی کمی نہیں آتی، البتہ پُر حنا بہتر ہے۔

قال المحقق، تحریر وقع رأسه من ركوعه مستعاضاً في الواجبة فوارد الشوق لا مانع من ذلك ولا يفتي بجزم أو تحريك قولنا ولا يكتمني بعد الامام (وقال أيضاً في التوحيد سراً) والرد المحتار على منبذ مختار ج ۱ ص ۱۸۵ باب سنة الصلوة (۲) لہ

لہ وقف الحدیث، المسجد اذا كان له امام مطلق وجماعة معنونة في ملکہ فصلی لعلہ فیما للجماعة (الرباح تکرار ہائیہ ہاذا نہ ثان) اما اذا صلوا فبغير اذان وياح جماعاً وكنی فی معنی قارعة الطریق کنی فی شرح الجمع لمصنفہ (۱) وکنی معنی یہ ج ۱ باب الامامة ہو فیکلہ فی الجہادۃ لکن ج ۱ ص ۱۸۵ باب الامامة

لہ وف المندیۃ فان كان اماماً يقول سمع الله من حمده بالاجماع والى مقتضى ما يأتى بالتوحيد ولا يأتى بالتسبيح بل بخلاف وان كان منزهاً الاصح انه يأتى بهما كذا فى الحديث وعليه الاعتقاد كذا فى التتارغابيه وهو الاصح حكى فى الحديث ثمر فى الرواية التى تجمع يأتى بالتسبيح حال الارتفاع واذا استوى قائماً قال ربنا لك الحمد كذا فى التلحيد وهو الصحيح كذا فى القتيبة - (۲) فتاوى حندیہ ج ۱ ص ۱۸۵ سنن الصلوة وادبها (۳)



ومجاعة۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۵۶ باب الامامة) سلم

**سوال** تکبیر اولی کا وقت کیسے ہے اور تکبیر تکبیر اولی کا وقت کیا ہے؟

**الجواب** تکبیر اولی کی کئی صورتیں ہیں وہ امام کے ساتھ متصلیت یا نہر کہ قتل کرے تو سب کے نزدیک تکبیر اولی کا ثواب مل جائے گا (۲) ایسے خدا کے بند یا سورتہ فاقہ کے بعد رکوع سے قبل اقتداء کرے تو یہ صورتیں اختلافی ہیں۔ اوضح اور صحیح یہی ہے کہ پہلی رکعت کے پانچنے سے تکبیر اولی کا ثواب مل جائے۔

قال ابن عابدی: تظهر فائدة الخلاف في وقت ادراك فضيلة تكبيرة الافتتاح فعندنا بالمقارنة وعندهما اذ كبر في وقت التناد وقبل بان شروع قبل فلاة فلا يات موكان لمقتدى حاضراً وقبل سبع لوقائياً وقبل بأدراك الركعة وهذا ومع وهو الصحيح. وقيل بأدراك افتتاحه وهو المختار۔

رد المحتار ج ۱ ص ۳۵۶ باب صفة الصلوة مطلب في وقت ادراك فضيلة الافتتاح سلم

**سوال** بعض صاحبین کا کہنا ہے کہ امام کا مقتدی کی تشہید مکمل کرنے سے پہلے سلام پھیرنا جائز ہے یا نہیں؟

دفعہ ایسا نہیں ہے کہ امام مقتدی تشہید میں درود یا دعا پڑھ کر اٹھا کر امام صاحب نے سلام پھیر دیا اب مقتدی کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا وہ امام صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دے یا اپنا تشہید

لے قال ابن نجيم: وقد كوفي غاية بيان معنياً الى الجناح ان تارك الجماعة يتوجب له نكاح ولا يفتي شهادته اذا تركها متعمداً بذلك وهي لغة ما اذا تركها سهواً وتركها بناويل بان يكون الامام من اهل الاهواء او مخالفاً لمذهب سني كافر في مذهبه فلا يستوجب الاسامة وتقبل شهادته۔ (المحور الرائق ج ۱ ص ۳۵۶ باب الامامة)

وَمِثْلُهُ فِي الْهَنْدِيَةِ ج ۱ ص ۳۵۶ باب الامامة

لہ فضيلة تكبيرة الافتتاح فكلما في وقت ادراكه والصحيح ان من ادرك الركعة الأولى فقد ادرك فضيلة تكبيرة الافتتاح كذا في المحصر في باب بني يوسف۔

الاعتاوى الهندي ج ۱ ص ۶۱۹ الباب الرابع في صفة الصلوة

مکمل کر کے سلام پھیرے؟

**الجواب :-** اگر امام مقتدی کی تشہد کے پورا کرنے کے بعد سلام پھیرے تو وقت کی کراہت  
کاف بھی سلام پھیر دے کیونکہ امام کی متابعت ضروری ہے، البتہ اگر مقتدی نے تشہد پوری نہ  
کی تو پھر تشہد پوری کر کے سلام پھیر دے۔

عناقل الصلوة فخر الدین الشہید قاضی خان وکنز البوسنم الامام قس ان یفرغ التقدی  
من التشهد فانه یتتم التشهد۔ رنفاوی الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ فصل  
فیمن یصح الاقتداء بہ وفیمن لا یصح بہ

**سوال :-** ہمارے سکول کے  
مسیحی بچے ہوتے ہوئے دوسری جگہ نماز باجماعت پڑھنا

عبر کی تعداد ۲۰ ہے ہر سکول کے  
قریب شہر کی کچھ مسجدیں نماز ظہر و عصر میں یہ طلباء قبل از اذان ظہر نماز پڑھ کر سکول آجاتے  
ہیں چونکہ سکول کے مسجد بہت چھوٹی ہے البتہ سکول کا صحن بہت وسیع ہے۔ تو کیا شرعی حکم ہوگا  
سکول کے صحن میں نماز باجماعت پڑھنا صبح ہے اور جن طلبہ نے قبل از اذان نماز پڑھی ہے ان  
کا نماز کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** (۱) ظہر کی اذان جامعہ شہر میں مستحب وقت میں ہوتی ہے اور ظہر کی نماز  
کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اگر کوئی شخص اذان سے قبل اور بعد زوال ظہر کی نماز  
پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔

(۲) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مسجد شریعی کا ہونا زیادہ مناسب و بہتر ہے البتہ اگر  
بنا بر محمدی سکول کے صحن میں یا کسی دوسری جگہ جماعت کی جائے تو شرعاً اس میں کوئی

لے وفق الہندیہ : ووسم الامام قبل ان یفرغ التقدی من الدعاء الذی یكون بعد التشهد او قبل ان  
یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانه یسلم مع الامام۔ فی الہندیہ اذا اوصاک الامام فی  
التشهد فاما قبل ان یتتم التقدی او سلم الامام فی من الصلوة قبل ان یتتم التقدی من  
التشهد فاما لم یتتم التشهد۔ رنفاوی الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ باب الامامة۔

الفصل السادس فیما یتابع الامام فیما لا یتابعہ  
وتمثل فی کیری شرح منیۃ الصلی ص ۱۸۱ باب الامامة السلیع فی الاقتداء۔

قبائستہ نہیں۔

کمانی محدیث عن ابی ذر جعلت لی الامر فی طلوع او مسبق اور رواہ ابو داؤد ج ۱ ص ۱۸۷  
عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامر من کلہ مسجد الا مسجد  
والحمام۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی والذاری قی و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۷ باب مسجد  
معروف نگر ہے کاجامعت ترک کرنا **سوال**۔ اگر کوئی شخص معمولی نگر ہو تو کیا اس کا

**الجواب**۔ اگر نگر آسانی سے مسجد میں آسکے تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ مسجد  
میں آئے، البتہ اگر زیادہ محذور ہو اور مسجد میں آنے سے اس کو تکلیف ہو تو، مگر تو اس پر مسجد میں  
آنا واجب نہیں۔

قال ابن عابدین الاخرج الا یستطیع امتی۔ (رواہ ترمذی ج ۱ ص ۱۸۷)  
نماز میں رئیس محلہ کا انتظار کرنا **سوال**۔ ہمارے محلہ میں ایک رئیس رہتا ہے جب تک  
وقت مسجد میں نہ آئے اس وقت تک امام صاحب نماز نہیں پڑھتا  
بلکہ اس کا انتظار کرتے رہتے ہیں، عموماً اس کے آنے کا محکل یقین بھی نہیں ہوتا، تو کیا شریعت میں  
نماز یا جماعت کے لیے کسی کا انتظار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ اگر کوئی ضعیف و کمزور ہو اور مسجد میں ہمیشہ جماعت کے سامنے نماز پڑھتا ہو  
تو اس کے لیے انتظار کیا جاسکتا ہے لیکن کسی رئیس محلہ کے لیے انتظار کرنا کبھی نہیں جائز  
اُس سے شرم کا خطرہ ہو تو وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے انتظار کیا جاسکتا ہے۔  
قال الحاکمی: رئیس محلہ لا یشتر مال یکن شریفاً او فاقاً متبعاً۔ (رواہ ترمذی ج ۱ ص ۱۸۷)

لے اخرج الامام ابو یوسف الترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لا یشرک علی مسجد الا القبرۃ والحمام۔ (رواہ الترمذی ج ۱ ص ۱۸۷)

وَمِنْهُ فِي ابی داؤد ج ۱ ص ۱۸۷ باب فی مواضع امتی لا تجوز فیہا الصلوۃ۔  
لے و سقط الجماعۃ بالاعتذار۔۔۔ والمفوج الذی لا یستطیع: المشی۔

(التحاوی المنہدیہ ج ۱ ص ۱۸۷) الغنم الاولی فی الجماعۃ

تہ یستغل المردف الناس یقیم بضعیف المستعجل ولا یستظر رئیس الجماعۃ وکبیرھا کذا فی معراج  
الدلیلۃ ذوالقعدہ ہند پر جلد ۱ ص ۱۸۷ باب الاولی فی طحاوی علی مرقاۃ فلاح ص ۱۸۷ باب الاولی۔

شیخ امام کی اقتداء کا حکم | سوال :- شیخ عقائد رکھنے والے نام کی اقتداء کا کیا حکم ہے ؟ اگر واقعی امام موجود نہ ہو تو کیا یہ وقت ضرورت اس کی اقتداء جائز ہے ؟

الجواب :- ہمارے ملک کے اکثر شیوخ وہ عقائد رکھتے ہیں جو غالی شیعوں کے عقائد ہیں جن میں حضرت علیؑ کو نبوت، سبب الشفیعین، تحریف القرآن و ربیت ما عند مدینہؑ جیسے عقائد شامل ہیں لہذا ایسے عقائد رکھنے والے کی اقتداء بوجہ سنان نہ ہونے کے کسی صورت میں جائز نہیں، تاہم جو شیوخ غالی نہ ہو وہ معتدع کے حکم میں ہو، اگر اس کی اقتداء میں نادر چٹخا مکروہ تحریمی ہے۔

قال ابن عابدین فی کتب الفتاویٰ نعم لا شیخاً فی کفر من قد فہل لیلۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا او تکرم صیۃ الصدیق واعتمد الانوھیۃ فی علیؑ او نجبر علی غلط فی الامری او نحیی عن کفر الصریح الخالف القرآن ولكن لو تاب فبقیل نوبۃ هذا خلاصۃ ما حینناہ فی کتابنا نوکلاء والمکام۔ (رد المحتار عنی الاول المختار ج ۳ ص ۲۹۱) کتاب جہاد  
قال العلامة الفاضل (وہبتدع) ای صاحب بدعت وہی الاعتقاد بخلاف المعروف عن الرسول لا بمعانی بل بوجع شیعہ وہی عن کان من قبلتنا۔ الخ  
(الدر المختار عنی صدرہ ج ۲ ص ۲۵۰) باب الامامة (۲)

قال العلامة بن نجيم امری رحمہ اللہ۔ تعدد هذا القول (ما البدع) و عرفہ الشیخی بانہا ما جردت عن خلاف الحق الملتقى عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علمہ او عملہ و حال يتوعد بدوۃ و لا یجوز جعل دیناً قویماً و من ہا مستقیماً۔ الخ  
رد المحتار عنی ج ۱ ص ۳۳۹ باب الامامة (۲)

ولا قال العلامة طاهر بن عبد الرشید بخاریؒ: اکثر فضی ان کان یسیر استیعوب و یلتزمہا فہو کافر وان کان یفضل علیؑ فی کبر و عمدہ رضی اللہ عنہم لا یكون کوفراً کشفہ بہتدع۔

رد المحتار عنی ج ۳ ص ۲۸۱ کتاب نفی ظ الکفر

**بہتدع کی اقتداء کا حکم** | سوال :- ایک شخص کسی مسجد کا امام ہے لیکن وہ ایسے اعمال کا  
 ارتکاب ہے جن کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں اور ایسے  
 اعمال وہ ثواب سمجھ کر کر رہا ہے کیا اس قسم کی بدعات کے مرکب شخص کی اقتداء جائز ہے ؟  
**الجواب :-** اگر کوئی امام ایسے امور کا مرکب ہو جو بخلاف الشرع ثابت نہیں لیکن شیعیان  
 امور کو دین سمجھ کر کرتا ہو اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتا ہو تو بوجہ بہتدع ہونے اس کی  
 اقتداء مکروہ ہے ۔

لیکن واضح رہے کہ کسی شخص پر بغیر کسی تحقیق کے بہتدع کا فتویٰ لگانا دانشمندی نہیں اور  
 نہ ہر کام کو بدعت کہنا ضعیف ہے ۔

قال الامام ابو الحسن (رحمہ اللہ) ینتدع ای صاحب یسعة دہی اعتقاد و خلافات  
 المعروف عن الرسول کالجماع فلیکن ینوع شہیة و کحل من کان من قبلنا ۔

و ان تخاف علی صد سدة المختار | منتہی باب کلامہ ۱۰

**جاؤ و کرنے والے شخص کی اقتداء** | سوال :- ایک شخص جائز اور منکر کے درمیان جمع  
 کر رہا ہے ۔ بسا اوقات اس عمل کے دوران وہ غیر اللہ  
 سے استعانت جیسے بیع فعل کا بھی مرکب ہوتا ہے ، کیا ایسے شخص کی اقتداء جائز ہے ، جبکہ  
 کبھی کبھی موصوف اپنی غیب دانی کا بھی دعویٰ کرتا ہے ؟

**الجواب :-** نفس تعویذ کا از روئے شرع ممنوع نہیں البتہ جاؤ و کرنا اور استعانت  
 میں اللہ کے مشرکانہ انفاطاع سے تعویذ کرنا ، منکر پر اعتناء جاننا اور مرام ہے ۔

قال ابن عابدین قال فی الخافیة امرأۃ تضع یات التعویذ لیجذب زوجہا بعدہا کما  
 یفعلہا کثر فی الی مع تضغیر ان ذلک حرام فلا یجوز اھ و ذکر ان وصیان فی  
 توجیہہ انہ ضریب من التجر و انت حرم اھ و مقتضاه انہ یسجد کتابة آیات  
 بل فیہ شیء زائد قال الزینی و عن ابن مسعود و عنی اللہ تعالیٰ عذله امسک قل

لہ قال ابن نجیم : تحت هذا القول رویشد و عرفہ الثمن بانہما حدث علی خلاف  
 الحق التلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مسلم ان عمل او حال شیوع شیعہ و متبعہ  
 وجعل دینا قومیت و صراطا مستقیما ۔ البحر الرائق ج ۲۴۹ باب الامامة



سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الرقي والتمائم والتقية شرك الله.  
 رواه ابو داود وابن ماجه - رد المحتار على الدر المختار ج ۵ ص ۲۹۵ کتاب الخطر والنجاة  
 نیز غیب کی باتوں کے علم کا دعویٰ کرنا یہ بنیاد اور باطل عقیدہ ہے ایسے عقائد و نظریات  
 رکھنے والے شخص کی اقتداء نہ کی جائے کیونکہ ایسی باتیں عقیدہ دہنانے کے باوجود مجہول و نام  
 ناجائز ہیں۔

قال المحقق: تحت هذا القول ويكوز الامامة... مبتدع ائمة صاحب بدعة  
 وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة ولكن من كان  
 من قبلتنا والذين المختار من صدره اختار ج ۵ ص ۲۹۵ باب الامامة (۱۷)

**غضنی مشکل کی امامت کا حکم** | سوال :- ایک شخص علم و فضل و کمال میں سب سے اعلیٰ  
 ہے لیکن جنس کے لحاظ سے وہ غرضی مشکل ہے کیا اس کا اقتدار

درست ہے ؟  
**الجواب :-** اگر کوئی شخص علم و فضل و کمال کے لحاظ سے سب سے بہتر ہی کیوں نہ ہو لیکن  
 جنس کے لحاظ سے غرضی مشکل ہو تو اس کی اقتدار ناجائز ہے ۔  
 قال المحقق: (ولا يصح اقتدار رجل بامرقة و غرضی) (وصی مطلقاً)  
 والذين المختار من صدره تحت لرح ۱ ص ۲۹۵ باب الامامة (۱۷)

له وفي الهندية قال الرعيني في مجموعته صلوة خلف صاحب مروي بدعة وفيه وما صدر ان لا  
 مروي لا يكرهه صاحب مجموعته صلوة خلفه مع الكراهة والافلا هكذا في التبيين  
 والختلاصة - (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۹۵) باب الامامة

قال ابن حجر: هذا القول (والبيان) وعرفه لا يمتنع بانها ما احدث عن خلق الحق  
 الملقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبهة واستحسان  
 و جعلي مينا قويماً وصراً طامساً قبيحاً - (البحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۴) باب الامامة

لهم وفي الهندية، امامة الغرضي المثلث ظناً ربما تزعم ان قدّم من تمام وسعته فبدت  
 صلواته لوجود الحمايات ان كان الامام مسلماً كان اقله هيب السرخسي، ولرجاء والغرضي مثله  
 لا يجوز - (هذه ج ۱ ص ۲۹۵) باب الامامة (۱۷) ومثله في خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۲۹۵ باب الامامة

**سوال** ایک شخص حنفی المسک  
حنفی المسک کے لیے غیر حنفی امام کی اقتداء کا حکم  
ہے لیکن وہ ایسا ایسے ملک میں  
تصمیم پورے امام یا امام شافعی یا امام احمد بن حنبل اور امام مالک کے مقلد یا غیر مقلد ہوں تو ایسی  
صورت میں حنفی المسک مقتدی کا غیر حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟  
**الجواب** اگر مذکورہ غیر حنفی امام اختلافی مسائل کی رعایت کرنے میں مشہور ہو یا مقتدی  
کا اس کے متعلق اختلافی مسائل میں رعایت کرنے کے واسطے میں ظن غالب ہو، مثلاً خون بہنے اور  
تے میں وضو کرنے کا اتمام کرنا ہو تو پھر اس کی اقتداء جائز ہے ورنہ نہیں۔

وفي الهندية، والاختلاف بشافعي، والذهب انما يصح اذا كان الامام يتباحث في مواضع  
الخلافاً بين يتوضا من الخارج وليس من غير السبلين كالقصد وان كان يحد  
عن قبله اعمدة فاحشاً هكذا في النهاية والکفاية في باب الوقت.

والهندية جزا من کتاب الامامة ص ۱۰

**سوال** ایک شخص جو کسی مسجد کا  
منصب امامت میں ارث اور وصیت کا حکم  
اپنی جگہ منصب امامت کے لیے پہنچے ورنہ وہیں سے کسی ایک شخص کو مقرر کر سکتا ہے یا نہیں؟ ایسی  
صورت میں اگر اس نے کسی خاص شخص کے واسطے میں وصیت کی ہو تو اس کی رعایت کہاں تک کی  
جائے گی اور بغیر وصیت کے بھی اگر کوئی شخص اس میں ارث کا دعویٰ کرے تو کیا یہ درست ہے؟  
**الجواب** یہ منصب امامت کوئی جائیداد اور مال نہیں کہ جس میں وراثت جاری ہو سکے  
یا میراث کی وصیت کی رعایت کی جائے منصب امامت کی تقرری امام کی اہلیت، عزائی کردار اور  
علم و عمل کے علاوہ اپیل عمل کی رضامندی پر ہے، امام کے مرنے کے بعد اپنی جگہ جس کو بھی امامت  
تقریریں کریں وہی عمل کا سمجھا کا امام تصور ہو گا۔

سے قال ابن عابدین: (ما لا اقتداء بالخلاف في الخروج كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه  
ما يفسد الصلوة على اعتقاد المتقدم عليه اذ يحتاج الى الاختلاف في كراهية  
مسألة الخلاف على المتقدم المعروف بشافعي) جزا من کتاب الامامة ص ۱۰۳۔  
وہو مشہور في فتاویٰ غیاثیة ص ۱۰۳ باب الامامة والاقتداء۔

قول الحنفی: «والاثنی بالامامة تقریاناً بنفسنا مریج الانهر والاعلم باحكام الصلوة فقط»  
 صحة نفساً وان شرطاً اجتناباً به للفرق وحش الظاهر وحفظه قدیم فرض رقیل واجب  
 وثم سنة ثم الاصل ثلثة للقراءة ثم الاورع ثم الاصل ثلثة لاجتناب خلقاً ثم  
 الاصل وجهاً ثم الاصل ثلثة نسباً وهذا قوله من هذا ما راجع الى هذا الباب

بذكر دار ومفعول کی اقتداء کا حکم **اسوال** :- ایک شخص کسی مسجد کا امام ہے لیکن وہ اپنے  
 مشہور ہے، تو ایسے شخص کی اقتداء کیا حکم ہے؟

**الجواب** :- موصوف کی بدنامی اگر امامت سے قبل کی ہو اور بعد میں اس نے توبہ کر لی  
 ہو تو اس کی اقتداء جائز ہے۔ کیونکہ گناہ سے توبہ کئے کے بعد اس کی حیثیت مجروح نہیں  
 رہتی، لیکن اگر یہ بدنامی کسی ایسے فعل کی وجہ سے ہو جس میں فی الحال یہ شخص مبتلا ہو تو توبہ وقت  
 اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔

قال ابن عابدین تحت هذا القول: ويكره امامة عبد داعراني وفاسق أي من  
 لعن وهو الخروج عن الاستقامة ونحو المروج به من يتركب التكبائر كشارب  
 الخمر والزاني وأكل الربا ونحو ذلك۔ (في المختار على الدر المختار ج ۱ ص ۱۸۵ باب الامامة في  
 منكره کے تکرار پر پڑھوائے والے امام کی اقتداء کا حکم **مسوال** :- ایک شخص اپنی منکر

لہ وفي المہندیۃ: «وذا بالامامة اعلمہم باحكام الصلوة حکن فی المضمرة وهو الظاهر  
 حکن فی البحر الرائق هذا» إذ علم من القراءة قنہ ما تقوم سنة القراءة حکن فی التبيين  
 ولعین فی دینہ کذا فی الکفایۃ وھکذا فی نہایۃ المحتجب انقوا حش الظاہرۃ  
 وان کان غیر مخرج سنۃ کذا فی المحیط وھکذا فی الزہدی وان کان متجراً فی علم  
 انصلوۃ لکن لم یکن لہ حظ فی غیرہ من العلم فھو اولی کذا فی الخلاصۃ۔ (رداؤی ص ۲۶۷)  
 ج ۱ ص ۱۸۵ باب الامامة الفصل ان فی وقتہ فی البحر الرائق ج ۱ ص ۱۸۵۔

لہ وفي المہندیۃ: «تعمد امامۃ کافر فی الاصلی والعبد وولائہ وولائہ فاسق کذا  
 فی الخلاصۃ لانہا تکرر حکن فی المتن»۔ (المہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۵ باب الامامة)  
 ومثلاً فی البحر الرائق ج ۱ ص ۱۸۵ باب الامامة۔

وہی غاوند کے پھر کرنے کے بجائے اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر دے جبکہ یہ فعل معاشرہ میں بھی قبیح سمجھا جاتا ہے تو ایسے شخص کی اقتداء کا کیا حکم ہے ؟  
 الجواب : یہ منکر و کناہ پر موصوفہ شخص کا ناجائز اور حرام ہے نہ نکاح علی النکاح کا۔  
 ہو کہ اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی ، اگر امام مذہب نے عمداً یہ کام کیا ہو تو بلوغہ فاسق ہونے کے اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے ۔

قال المحقق (۱) : (لما قوماً وهم له كارهون) ان الكراهة (لغسادية) ولا تنهيم  
 الحق بالامامة منه كونه (۲) له ذلك عمر بن الخطاب (رضي الله عنه) قال : لا اقبل : لله صلوة من  
 قتله (۳) وهم له كارهون۔ (رد المحتار) في الدر المختار (العرف بشار) ج ۱ : لا يندم عليه  
 عامر بن زبينة (۴) والے کی اقتداء کا حکم **مسئلاً** : کیا پگڑی نہ پہننے والے شخص کی اقتداء جائز  
 ہے ؟ ہاں بعض لوگ عامر کے بارے میں یہ کہتے ہیں  
 معتقد ہیں یہاں تک کہ جس کے سر پر عامر (پگڑی) نہ ہو تو اس کی اقتداء ناجائز سمجھتے ہیں ، اور  
 ترک برائے و مشیئة صلوة تصور کرتے ہیں ۔ کیا قرآن و حدیث اور اقوال فقہاء کی رو سے یہ زعم درست ہے ؟  
 الجواب : اس میں کوئی شک نہیں کہ عامر (پگڑی) پہننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی سنت میں سے ایک سنت ہے ، لیکن یہ عادتیں میں سے ہے یعنی پگڑی وہ عبادتیں ہیں جو  
 جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استعمال کر کے پسند فرمایا ہے ۔

قال صدر الشهيد : فنون الهندی دان کا نئے علی سبیل العادة فنون انوار  
 کلبس الثیاب واکمل بالیہی و تقدیم الرجل الیسوی فی الذخول و خروجہ ذلک کلہا  
 فی الاذی الخ۔ (شرح اوقایہ ج ۱ ص ۱۹ کتاب الطہارت) ۵  
 جیسا کہ دھوتی و ریشم رنگ کے پٹے پہننے کی فضیلت ناز سے عام نہیں ایسا ہی عامر کا  
 پہننا بھی ناز سے عام نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس عزت کا لباس سمجھا جاتا ہے ۔

لہذا جن مقلدین وہم لہ دھون وان کانت الکراهة لغسادية اولا تنهيم الحق بالامامة منه  
 كونه له ذلك وان كان هو الحق بالامامة لا يكره كان الجاهل والناسق يكره ان لا يلبس  
 (الغساق) قاضی خان علی حاشیہ ہندویۃ ج ۱ ص ۱۹۵ باب ما یصح الاقداس فی ما لا یصح  
 وفتلہ فی الہندویۃ ج ۱ ص ۱۹۵ باب الامامة ۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کے دہلیز میں جاتے وقت عزت کے لباس کا استعمال زیادہ بہتر ہے۔ بنا دیری  
 فقہاء کا کہنا ہے کہ نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں تاہم اگر کسی شخص کو عمامہ میسر نہ ہو تو پھر بغیر عمامہ کے  
 بھی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

قال ابن تیمیہ: وفي الاصل لا بأس بان يصلى الرجل في ثوب واحد متوشحاً ويؤم  
 كنائس والمستحب ان يصلى الرجل في ثلاثة أثواب قميص وازار وعمامة اما  
 يوصل في ثوب واحد متوشحاً به جميع بدنہ کا زار المیت يجوز صلواته من  
 غير كراهة۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، الفصل السادس في ستر العورة)۔

لیکن حکم الہی کے مواضع میں نہیں، بلکہ حکم ہر نماز پڑھنے والے کے لیے ہے۔ عمامہ کی اس  
 حقیقت کی وضاحت کے بعد اس کو صرف تعجب امامت سے عام کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ شرع  
 کے مترادف ہے اور اس کے نہ پہننے کو مضامین نماز میں شمار کرنا فقہی وغیرہ سے ناواقفیت کی  
 دلیل ہے۔

اہل اگر ایک شخص بچہ کی عمر عزت کے لباس سمجھے، کبھی بڑی بھلی اور مجلس میں جاتے وقت بچہ کی  
 استعمال کرے لیکن نماز پڑھتے وقت اس کا اہتمام نہ کرے تو ایسی صورت میں ثیاب بندہ کے حکم میں ہوں  
 ہر صلی کے لیے یہ کہ وہ اپنے اور جو شخص اس کا پابند نہ ہو اور نہ بچہ کی اس کی عادت بنی ہوئی ہو تو  
 ایسی صورت میں بغیر عمامہ کے امام کی اقتداء کو کھٹے میں کوئی حرج نہیں۔

تاہم یہاں پر غور کا ترک کرنا فتنہ و فساد کے برپا ہونے کا سبب بنتا ہو تو ایسی جگہوں  
 عمامہ کے بغیر نماز نہ پڑھانی جائے کیونکہ عمامہ کے بارے میں متعدد روایات وارد ہیں اور  
 فتنہ و فساد کا انداد بھی ضروری ہے۔

سوال: کیا قاتل تائب کی اقتداء جائز ہے جبکہ مقتول کے ورثہ  
 قاتل کی اقتداء کا حکم نے اس کو معاف نہ کیا ہو؟

لے قال ابن تیمیہ، والمستحب ان يصلى في ثلاثة أثواب قميص وازار وعمامة۔

والجواب: لا بأس ان يصلى في ثوب واحد متوشحاً به جميع بدنہ کا زار المیت يجوز صلواته من غير كراهة۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، الفصل السادس في ستر العورة)

وفي الفتاوى، والمستحب ان يصلى الرجل في ثلاثة أثواب قميص وازار وعمامة اما ان  
 يوصل في ثوب واحد متوشحاً به يجوز صلواته من غير كراهة۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، الفصل السادس في ستر العورة)

**الجواب** کہ کسی مسلمان کو باقی تینوں نمازیں پڑھ کر رکعتوں سے عافیت نہیں ہونا بلکہ مقتول کے وقت کو رخصتی کا ضروری ہے۔ صورت مذکورہ میں زیادہ تو بڑے گناہ کے باوجود اس شخص کا فسق و فجور باقی ہے جس کی اقتداء بوجہ فسق کے مکروہ تحریمی گناہوں سے بچنے کے لیے مقتول کا نام نہ بنایا جائے۔

قال ابن عابدین (وفاسق من انفسى وهو اخر وجه عن الاستقامة وبطل المراءى به من تركه اليك انك تركت ادب الخمر والخرافى وكل المروى ونحو ذلك)۔  
(رد المحتار على الدر المختار ج ۲ ص ۱۵۲ باب امامة)

قال ابن عابدین تحت هذا القول لا تقم توبة القتال حتى يسلم نفسه للعدو وجبته ان لا تكفيه استوبه وحدها قال في تبيين العار والاعمال ان توبة القتال لا تصح بالاستغفار والندامة فقط بل يتوقف على ارضاء اديب المقتول۔  
(رد المحتار على الدر المختار ج ۲ ص ۱۵۲ کتاب الجنایات)

**سوال** امام کے کچھ نماز گزار ہے یا نہیں؟ بصورتِ نابالغ کی اقتداء کا حکم [ثانی تراویح اور فرائض کا حکم ایک ہے یا ان دونوں میں فرق ہے؟]  
**الجواب** نابالغ کی اقتداء مطلقاً (خواہ فرائض میں ہو یا تراویح میں) مکروہ تحریمی ہے، نابالغ کی جگہ کسی بالغ کو امام بنایا جائے۔

وفي الهندية امامة الصبي المراهق لصبيان مثله يجوز كذا في خلاصة  
دعوى قول ائمة بلح يصح الاقتداء بالصبي في التراويح والنسب المصطفية  
كذا في فتاوى قاضى خان المخذود لا يجوز في الصلوة كلها صحت  
في نهديّة وهو الاصح هكذا في المحيط وهو قول الامامة وهو  
ظاهر الرواية. هكذا في تبيين الرئوف ج ۱ ص ۱۵۲ باب امامة النفس الثالث

لم وفي الهندية يجوز امامة الاخرى والاخرى وانعبد وولدها نداء والماسق كذا في  
الخلاصة (الا انها تكرر هكذا في المتن)۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۲ باب امامة)

قال: العلامة المتبحر محقق کامل بطرابلسی: لا تصح توبة القتال حتى يسلم  
نفسه للعدو۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۲ کتاب الجنایات)

فی بیان من یضم اماماً لغیرہ لہ

**سوال ۱۔** ایک شخص کی تبع شریعت صاحب نسبت نہ ہونے والے امام کی اقتداء پر سے بیعت ہو گیا اس کے لیے کسی

ایسے امام کی اقتداء جائز ہے جو نیک اور متقی ہونے کے باوجود کسی پر سے بیعت نہ ہو۔

**الجواب:** ہر مروجہ بیعت مقبوضہ بالذات نہیں بلکہ اصلاً ہی نفس کا ایک ذریعہ ہے اگر یہ موقوفہ فتنہ و فساد کے دور میں اصلاً ہی نفس کے لیے کسی تبع شریعت پر سے بیعت کرنے کے علاوہ کوئی کثیر نسخہ موجود نہیں، امام متقی ہونے کے باوجود صاحب نسبت نہ ہونا اس کے لیے موجب تفسیق نہیں، اس لیے صاحب نسبت مقتدی کی اقتداء بغیر کسی کراہیت کے غیر بیعت شدہ امام کے صحیح جائز ہے۔ فقہائے دہلوی نے درج ذیل فتویٰ میں بیعت کرنا نہیں سمجھا ہے :

قال المحقق، واللاحق بالامامة الاھل بالحکام المستویۃ تقرراً لا حسن تملادۃ للقرۃ تدریجاً ای لا کثرۃ الشبھات والتقویٰ القادۃ المعزمات شرکاً لا سباً تقرراً لا حسن خللاً لا حسن وجہاً تقرراً لا شرف نسباً تقرراً لا نظف ثوباً۔

والدلائل علی صدقہ الخار ج ۱ ص ۵۵۵ باب امام مہتمم لہ

**سوال ۲۔** ایک شخص وضو پر قرار نہ رکھنے کی وجہ سے شرعی معذور معذور کی امامت کا حکم ہے اور مفسدین میں بھی کوئی ایسا شخص نہیں جو مفسد ہو کہ وہ

جماعت کو لایکے کیا ایسی صورت میں معذور امام کی اقتداء جائز ہے یا اس کی جگہ کسی اور شخص پر سے کو جائز کے پیرے لگے کیا جائے ؟

لہ قال المحقق، لا یضم اقتداء رجل باموہ و غنئی و جہتی مطلباً و لوفی ہنا ذل و نقل علی الاصح۔ (الدلائل علی صدقہ الخار ج ۱ ص ۵۵۵ باب امام مہتمم)

ویشک فی البحر الرائق ج ۱ ص ۳۵۹ باب الامامة۔

لہ و فی الہندیۃ اوی بالامامة اھلہم بالحکام اصلاً کذا فی المضمرات و هو الظاہر کذا فی التنبیہیں : هذا الذاعلم من القرۃ قدہ ما تقوم بہ ستۃ القرۃ اھلکذا فی البحر الرائق هذا الذاعلم من القرۃ (انت ذل الہندیۃ ج ۱ ص ۳۵۹ باب الامامة) الفصل الثانی فی بیان من ہوا حق بالامامة

**الجواب :-** معذور امام تندرست اور غیر معذور مقتدیوں کو عذر کے ہوتے ہوئے نماز نہیں پڑھا سکتا ایسی حالت میں بوقت غیوریت فاسق و فاجر کی اقتداء جائز ہے، اس لیے دینی شخص کے کوئی ایسے لیے آگے کیا جاسکتا ہے۔

قالہ: نعم، وفي بعضی دلائل کثیرہ من زیجہ اقوالہ فی الاصل امامہ غیر ہم احب فی دلائل الدلایہ وفي الفتاویٰ لوصلی خلف فاسق و مبتدع بیان فضل المجاہدہ لکن لای ن کما ینال خلف تقی و یرع نقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی خلف عالہ یرتق فکما صلی خلف تقی۔

وفیہ: وفي سراج النور ج ۱ فان قلت فمالا فضیلتہ ان یرتق خلف معولہ الا لا نقولہ قیل اعافی حق الفاسق فافصلوہ خلقہ لکن ما ذکر فی نفسہ وجہ۔  
(المبصر سراج ج ۱ ص ۱۵۵ باب الامامۃ)

قال المحقق: (ولا طاهر معذور) هذا ما قارن ابو جعفر احدثا وطرا عليه بعده۔ (المبصر ج ۱ ص ۱۵۵ باب الامامۃ)۔

**سوال :-** ایک ایسا خود گناہگار امام ہو جس میں غلو کر کے بسا اوقات مستورات کے عیث گناہ کو جائز قرار دیتا ہو

وینامزدی میں شادی بیاہ کے موقع پر دف کے جواز سے استدلال کرتا ہو اور یہ بھی کہ ہر کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی ان خواتین کے ساتھ فعل کر عیث گناہ یا یہ عورتیں بہت ہی اچھا لگتی ہیں شرمناک ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** شادی بیاہ میں مشروع تقنی سے مطلقاً گناہ نہیں پڑتا لال کرنا تو غیر شرعی سے اور اقلیت کی دلیل ہے، موجودہ وزیر میں بے حیائی اور بے دریغی کے واقعات سے بھر پور گناہ شادی بیاہ میں ہوں پھر بھی ناجائز ہے۔ موجودہ دور کے تقوید گناہ سے شرمناک ایسی شخص

لہ قال ابن تیمیہ تحت هذا القول (ولا طاهر معذور) ان وفيد اقتداء طاهر بغير اعتداف المقوت بطهارة لان تضمیم اقوی حالاً من المعلن والفتی (تضمین) ما هو فوقه والاعتناء ضامن بمضمین صلاحہ صلاحۃ المقتدی، والمبصر ج ۱ ص ۱۵۵ باب الامامۃ۔  
ووفيد في الفتاویٰ الهندیہ ج ۱ ص ۱۵۵ الفصل فی اثبات فی بیان من یصلح ما ما یضیر۔



ہونے کی وجہ سے ان کا سنا چائز ہے، ایسی صورت میں کسی امام کے گائے سنا اور پھر اس کے چائز کے لیے مواد جمع کرنا امور فتنیہ میں سے ہے لہذا ایسے فاسق و فاجر کے اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔

لما كان بعد ما بين نجيعة تحت قوله ومن يلعب بالطنبور اذ يغني للناس لا يلهي جميع الناس على ارتكاب كبيرة كذا في الهداية وظاهر ان الغناء كبيرة... دفع المصالح، ملاحظي نوعان محرم وهو الآلات. لطريقة من غير معناها المزمار سواء كان من عود ونصب كالشبابه او غيره كالعود والطنبور۔ ماروي ابو امامة انه عليه الصلوة والسلام قال ان الله يفتني رحمة للعالمين و. مرقى معصوق المعانيف ولزوم ولا نه مطرب من ذكر الله تعالى الخراشي مباح فهو ان في الشكاح۔

ر بعد المراتب ج، مشاب من تقبل الشهادة ومن تقبل الشهادة)۔  
مقرر امام کی اجازت کے بغیر ناز پڑھانا **اسم سوال**۔ ایک شخص کسی مسجد کا باقاعدہ امام ہے کوئی نماز پڑھانے کے لیے معطلی پر کھڑا ہو جائے تو ایسے شخص کی اقتداء کیا حکم ہے؟

**الجواب**۔ مقرر امام کی اجازت کے بغیر کسی شخص کے لیے ناز پڑھانا مکروہ ہے۔ ایسی صورت میں مقرر امام کی اقتداء بہتر ہے اگرچہ وہ مفصل ہو۔ تاہم اگر کسی مسجد کا مقرر امام حاضر نہ ہو اور اس کا کوئی نائب ہو تو ایسی صورت میں متعلقہ امام کی اجازت کے بغیر بھی جماعت کرائی جا سکتی ہے۔

قال ابن مابین تحت هذا القول۔ صاحب البيت ومثلنا امام مسجد التراب  
اولی بالامامة من غیرہ مطلقاً ای ذلک کان غیرہ من احاضرين من هو اعلم واقراً منه۔  
(رد المحتار ج ۱ ص ۵۵۹ باب الامامة) کے

لہ قال العلامة التوحيدي انہ حرام علی قول اکثر الشائخ وما ورد من تعريب انذرت في العرس كناية عن الاعلان۔ زاداد الفتاوی ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب الشکاح  
ومشكلة في الهندية ج ۳ ص ۵۵۔

لہ قال ابن نجيم۔ والامام المراتب فورا حق من غیرہ وان كان غیرہ افضل منه۔  
البحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۰ باب الامامة) ومشكلة الفتاوی المصنفة ج ۱ ص ۱۰۰ باب الامامة۔

**سوال** یہ ایک شخص کسی مسجد کا امام ہے  
گروپ نوٹو بنوانے والے امام کی اقتدار کا حکم  
چند دوستوں کے دینیائی بیٹھ کر شرعاً تعارض  
بنا رہا ہے اور پھر اس گروپ نوٹو کو بطور یادگار اپنے پاس رکھنے کے علاوہ دوستوں میں بھی تقسیم  
کرتا ہے جس سے یہ بات شریع ہوئی ہے کہ گویا یہ عمل اس کے نزدیک جائز ہے۔ کیا ایسے امام کو کلمات  
پر بان رکھا جاسکتا ہے یا اس کو معزول کرنا چاہیے؟

**الجواب** یہ بلا ضرورت کسی ذی روح کی تصویر بنانا عند الشریعہ غیر مشروع ہے یا ہے  
کیمرے بنائی جانے یا قلم سے، تاہم ضروریات اس سے مستثنیٰ ہیں، بلا ضرورت، اس کا ارتکاب امور  
فقیہ میں سے ہے نہ اہم کہ جب کوئی امام اعلانہ طور پر ان امور فقیہیہ کا ارتکاب کر رہا ہو۔ ان عامی پر  
صلو کے باوجود اس کے معزول کرنے میں قننہ و فساد لازم نہیں ہوتا۔ بلکہ جو یہودی اس کو باقی رکھا جاتا  
سکتا ہے، لیکن بہتر یہ ہوگا کہ کسی نیک امام کی اقتدار کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قبلہ کی  
طرف منہ کے منہ کے کونے کے دو سے ایک شخص کو امامت کرانے سے روک دیا تھا۔ تاہم یہ شخص اگر توبہ کر لے اور  
اس کا کام کو گناہ سمجھتا ہو اور اس پر امر باندھ کر توبہ ہو تو پھر اس کی اقتدار میں کوئی حرج نہیں۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: «اشتد  
نفاہ عندنا عند اللہ المصورون»۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۸۵) باب تصاویر غفل الاول  
قال ابن عابدین: قولہ وفاسق، من الفسق وهو الخروج عن الاستقامۃ ویعمل  
امرا دہم مد یرتکب الکتابا کتارہ المصور والرائی وکل المرتب و تصویرک کذا فی تہجد  
و ص ۱۰۰ اعتبار علی لہذا المختار ج ۱ ص ۵۱۰ باب الامامۃ ا ۱۰

**سوال** کیا امام کے لیے بوقت جماعت غراب  
امام کے لیے غراب میں کھڑے ہونے کا حکم  
میں کھڑے ہونا ضروری ہے؟ اگر کوئی امام مسجد کے  
معرن میں بغیر غراب کے کھڑا ہو جائے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ یہاں سے ملوث قلمی بعض لوگ شیعہ  
کے اس درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ غراب کے بغیر اگر امام نماز پڑھ جائے تو  
کے لیے کھڑا ہو جائے تو

لہذا وہ فی حدیثہ تعویذ امامۃ لا عذر فی ولا عذر فی وانحد دون الزوال والفسق کن فی الخلاصۃ  
الانہ انکروا حکمنا فی شیئ۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۸۵) باب الامامۃ  
لہذا وہ فی حدیثہ ج ۱ ص ۱۲۵ الفصل فی من عشر فی الامامۃ والاقتدار۔

اس کو طاعت کرتے ہیں، مشرقاً اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

**الجواب** امامت کے لیے شراب میں کھڑا ہونا کوئی مستقل سنت نہیں ہے کہ جس کے بغیر امامت و دعوتی رجحان، حقیقت میں امام کے لیے یہ سنت ہے کہ وہ صف کے آگے وسط میں کھڑا ہو جائے، چونکہ شراب سے کھونا توسط کی نشاندہی ہوتی ہے اس لیے سنت کی اتالیگی کے لیے دعاوی ہونے کی وجہ سے مساجد میں شراب غلتے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ شراب میں طاق بنانا بھی ضروری نہیں لیکن اگر امام کسی شراب کے بغیر صف کے آگے وسط میں کھڑا ہو تو اس کی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں ایسی صورت میں شراب کو چھوڑنے والے کو طاعت کرتا یا مدت عمل الشرع کے مترادف ہے۔

قال ابن عابدین، ينفهم من قوله اولئك سائبة كراثة قيام الامام في غير الحراب  
ويؤيد قوله فيه السنة ان يقوم في الحراب وكذا قوله في موضع اخر السنة ان يقوم امام  
انام وسط الصف الا ترى ان الحاربي بالنسبة الى وسط المساجد وهي قد عرفت  
بقام الامام. وانظر ههنا في الامام المراتب جماعة كشيدقوله لا يلزم عدم قيامه  
في الوسط فلو لم يلزم ذلك لا يكره تأمل من هذا المذموم مع ذلك في غير الحراب

قال المحقق في ريفت: اذ ينصفه الامام بان يامرهم بذلك فان الشبهة و  
ينبغي ان يامرهم بان يتواضوا ويسدوا الخلل ويسدوا مكانهم يقف وسطاً وغير  
صنف الوجان اقلها. والدر المنثور في رد المحتار ج ۱ ص ۹۸ باب الامامة

**سوال** کیا ایک مالدار شخص امامت پر  
امامت پر اجرت لینے والے کی اقتداء امام

کمی اجرت کے امام کی اقتداء میسر ہو تو کون سے امام کی اقتداء بہتر رہے گی؟

**الجواب** منّا خیرین فقہار نے اجرت علی الامامت کی اجازت دی ہے لہذا مالدار  
اور فقیر دونوں قسم کے ائمہ منصب امامت پر اجرت مقبول کر کے وصول کر سکتے ہیں، اجرت کے جو بڑی

منہ وفي الهندية، ينبغي للامام ان يقف باذوا الوسط فان وقف في مبدئه الوسط اوفى  
مبشر قد سأل الخليفة السنة هلكن في التبيين. (ج ۱ ص ۱۸۰ باب الامامة)  
ومثله في المعطوي ج ۱ ص ۱۹۰ باب الامامة.

صورت میں بذات نماز پڑھانے والے تمام کو ترجیح حاصل نہیں لہذا دونوں کی اقتداء کا حکم یہ ہے۔  
قول ابن عابدین: وبعثنا یوم بصحتنا بعدہم النور وبقضائہ الامامة والافان  
(رد المحتار ج ۲ ص ۵۸۱ باب اجازۃ انفسہ)

**سوال** :- ایک شخص پہلے بیٹھا تھا لیکن کسی دوسرے کی وجہ سے کھڑا ہو گیا  
تو اپنے کی اقتداء کا حکم کیا ہے؟  
کی مثال سے محروم ہو گیا اس کے بعد وہ اپنے آپ کو کامل عبادت کی  
حالت میں نہیں رکھ سکتا، اکثر اس کے بچے بوجہ عدم علم ہونے کے ناپاک ہوجاتے ہیں اور ایسے  
ہی وہ قبلہ کی تمیز بھی نہیں کر سکتا، قبلہ کے تین کے لیے اسے دوسرے شخص سے مدد کی ضرورت پڑتی  
ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے اور نصب امامت پر یہ قائم رہ سکتا ہے جبکہ اس  
سے بہتر عالم بھی آسانی سے مل سکتا ہے؟

**الجواب** :- ناپاک اگر تجارست سے بچنے پر قادر نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے، لیکن  
ہر ایسے کو غیر محتاط سمجھنا عقلندی نہیں، جو ناپاک تجارست سے بچنے کا اعتقاد کر سکتا ہو تو پھر اس  
کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی کراہیت نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کو  
مدیر منور کا امام بنایا تھا حالانکہ وہ نابینا تھے۔ بلکہ اگر کوئی نابینا دوسروں سے علم اور اقراء ہو  
تو پھر اس کی امامت دوسروں سے افضل ہے۔

وقال ابن قیم: وقد تراءى اماما لا علمی فی محیط وغیرہ بان لا یحییون  
افضل عنون ان کان افضلہم فہو اولی۔ (انہجہ الملتحق ج ۱ ص ۳۰۱ باب الامامة) ملکہ  
نہان میں لکھنے والے کی اقتداء کا حکم کیا ہے؟  
**سوال** :- ہمارے بچے کے امام صاحب کی زبان میں کثرت ہے  
ان الفاظ صحیح طریقہ سے آتا نہیں کر سکتے اور اکثر الفاظ میں غلطی کرتے

لغلط ما بعدیہ۔ وبعض ما اعتد استحسنوا الاستیعاب علی اسم اقراء۔ (یعنی ان کا ظہر التواقی  
فی الامور الدینیۃ فی الامتناع لضمیم حفظ القرآن وعلیہ التروی۔ (باب امانۃ ج ۲ ص ۲۸)  
وَمِنْهُ فِي تَذْوِي الْهَدْيَةِ ج ۲ ص ۲۸۱ الفصل الرابع فی فساد الکجانیۃ۔  
تہذیب ائمہ بدیع حقان فیہ ترواہۃ لا علمی فی الہدیب وغیرہ بان لا یحییون افضل عنون فان حجان  
افضلہم فہو اولی۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۵۸۱ باب الامامة) ملکہ  
وَمِنْهُ فِي الْهَدْيَةِ ج ۲ ص ۲۸۱ الفصل الثالث فی بدیع حقان ما یحییون۔

جاتے ہیں کیا ایسے امام کی اقتداء درست ہے ؟

**الجواب :-** جس شخص کی زبان میں تکلیف ہو اور باوجود کوشش کے الفاظ درست اور مذکور نہ ہو تو اس کے اپنے حق میں تو نماز درست ہے البتہ ان لوگوں کا امام نہیں بن سکتا جس کی زبان درست ہو یعنی اس میں تکلیف نہ ہو تاہم اگر امام صاحب باوجود تکلیف کے الفاظ کو صحیح اور کہتے ہوں اگرچہ ایک ایک کراہ کریر تو ان کی اقتداء صحیح ہے۔

ولا يجوز إمامة الخارج الذي لا يقدر على التكليم ببعض الحروف والأمثلة إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكليم تلك الحروف فاما إذا كان في القوم من يقدر على التكليم بها فذلك صلواته وصلوة القوم۔ (الفتاویٰ حنفیہ ج ۱ باب الامامة والفصل الثالث في بيان من يصح إماماً لغيره۔)

**سوال :-** کسی مقام میں عام فاضل قاری قاری کی موجودگی میں غیر قاری کی اقتداء کا حکم

کے ہوتے ہوئے آئی اور باقی شخص نماز پڑھا جبکہ قراءہ پر بھی قادر نہ ہو ایسی صورت میں کیا اس کا نماز پڑھا جائز ہے ؟

**الجواب :-** عرف میں قاری کا اطلاق مجزؤ پر ہوتا ہے لیکن فقہاء کی اصطلاح میں اس سے یہ مراد نہیں۔ اگر فن قراءہ سے باخبر قاری کسی ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھے جو عام قراءہ پر قادر ہو لیکن فن قراءت سے کما حقہ واقفیت نہیں رکھتا ہو تو اس سے اس کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ایسی حالت میں اگر مروج قاری کے علاوہ غیر قاری امام ہو تو مجزؤ قاری امام کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھا سکتا تاہم اگر کوئی شخص قدرہ مجزؤ قاری کی قراءت پر قادر نہ ہو تو قاری کی موجودگی میں ایسے شخص کی اقتداء جائز نہیں۔

امامة الأئمة قوماً أثبتين جائزۃ كذا في السراجية إذا أميأ وقارنا فصلوة الجميع فاسدۃ عندنا بحقيقة وقال الأصلۃ القاری وحدثنا واما إذا ائمتنا فقبل انه على الخلاف وقيل يصح وهو الصحيح۔

علم امامة الخارج كسر كلام الفصل انه يجوز لان ما يقول صادر منه له وقال غير صحيح۔ جو خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۸ باب الامامة۔ الفصل (خامس عشر) ومیش گھائی المدونات علی ص ۱۵۵ اختصار ج ۱ ص ۱۵۵ باب الامامة۔

لکن فی شرح مجمع البحرین المصنف - (الحدیث ج ۱ ص ۸۵) باب الامامة  
الفصل الثالث فی بیان من یصیر اماماً بغیرہ (ص ۸۵)

ایک مسجد میں متعدد امام ہونا | **سوال** - یہاں میں ایک مسجد ہے جس میں تین  
امام ہیں ان میں سے ایک امام نے ۵۰ امام ثابت کرنے  
کی کوشش کی ہے جبکہ حضرت خانوئی نے بیست ہی زیور کے حق میں ۵۲ مسجدیں کھنڈیں کہ  
ایک مسجد میں ایک امام کے ہوتے ہوئے دوسرے امام کو بغیر اذن کے امامت کرنے کا  
استحقاق نہیں اور حوالہ ذکر وقت لگا دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک مسجد میں کتنے امام ہر  
کتنے ہیں اور اگر نہ ہو سکیں تو کیا وجوہات ہیں؟

**الجواب** - بہتر یہی ہے کہ ایک مسجد میں ایک ہی امام ہو اور اس پر سب ابنِ عمر  
اتفاق کریں اور اس پر اُمت کا تو اتر چلا آ رہا ہے اور جب تک امام مقرر موجود ہو تو اس کی  
اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو امامت کرنے کا حق حاصل نہیں۔

قال المصنف: واعلم ان صاحب البیت، وھیئۃ الامام المسجد الراتب راوی  
بالامامة من غیرہ، مطلقاً۔ (در الحدیث ج ۱ ص ۸۵) باب الامامة، ص ۸۵  
اگر ان کے بدلے پہلے سے کوئی امام مقرر نہیں کیا ہے اور یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ دُعا  
تین یا اس سے زیادہ امام رکھیں تو حذاً للشرع جائز ہے، لیکن اس بات کا خیال رکھنا ضروری  
ہے کہ ایک وقت میں دو یا متعدد جماعتیں نہ ہوں ورنہ سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

**سوال** - میں ایک ایسے مقام پر امام ہوں جہاں  
دوسرے مسلک کے مطابق نماز پڑھانا | کہ تمام لوگ شافعی دین کے ہیں، کیا میں  
اپنے مسلک کو چھوڑ کر دوسرے مسلک پر نماز پڑھا سکتا ہوں، مثلاً رفع یدین، آمین بالجہر اور  
فجر کی نماز میں دعائے پڑھوں، عند الشروع اسی کا کیا حکم ہے؟

ص ۸۵ ولا یصح اقتداء اقلی بالاکثری۔ خلاصۃ الفتاوی ج ۱ الفصل الخامس عشر  
قال الامامة۔ وھیئۃ فی الدار التخلیص، رد المحتار ج ۱ ص ۸۵ باب الامامة۔  
ص ۸۵ قال ابن قیم: اما الامام الراتب فہو احق من غیرہ وان کان متفرقاً فحقہ متفرق۔  
والجواز لائق ج ۱ ص ۸۵ باب الامامة۔ وھیئۃ فی الحدیث ج ۱ ص ۸۵ باب الامامة۔

الجواب: پہلے مذہب کو خفیہ اور کمرور کچھ کر غیر کس دلیل کے لئے ترک کرنا شرعاً جائز نہیں بلکہ فقہاء کرام نے ایسے شخصی پر غرور کا حکم لگایا ہے، لہذا ایسے مقام میں حنفی مسلک کو لایچ کی خاطر چھوڑ کر دوسرے مسلک پر نماز پڑھنا صحیح عمل ہے۔

ما قال المصنفی: انتم ایضا انا انتقال فیدر من غیر دلیل بل لما ذهب کلہ اذ تحالہ لا فدرض معبود شرعاً انا انتقال فیدر من غیر دلیل بل لما ذهب من عرض الدنيا وشهوتها فهو المذموم كما تقرر المستوجب للتأديب والتعزير ولا تكافيه المنكر في الدين واستغفاره بدوئه ومذهبه اهر مخلصاً وفيها من افتتوا على التسوية اثبات على مذهب ابي حنيفة خير واولى قال وهو الكلمة المحب الى الالفقة (وما قال الحنفية ۳ ص ۳۱۱ باب التعزير) مله

دعوت کے بارے میں شک کی حالت میں نماز پڑھنا  
اس بات پر یقینی نہیں ہوتا کہ میرا وضو باقی ہے یا ختم ہو گیا، لیکن لوگ مجھے نماز پڑھو رکھتے ہیں کیا اس شک کی حالت میں نماز پڑھا سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب: یہ مفہود فقہ امامت کے لائق نہیں، آئے امامت سے اجتناب کرنا چاہیے، لیکن صرف شک کی بنیاد پر امامت کا ترک کرنا بھی مناسب نہیں، البتہ جب یقین ہو جائے اور اس کے قرائن بھی موجود ہوں کہ وضو ٹوٹ گیا ہے تو پھر ایسی صورت میں امامت جائز نہیں، تاہم شک اور تردد کے صورت میں کوئی مضائقہ نہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجد أحدکم فی بطنہ شیئاً فاشکل علیہ یا أخرج منه لیس ام لا فلا یخرج من مدر السبع حتی یسمع صوتاً او یعجز رجلاً۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۱ باب ما یوجب الوضوء) مله

الحنفی اذ جعل المذهب الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ یعذر کذا فی جوہر الاصلاح  
قال الصیغ قولہ انتم ایضا انا انتقال فیدر من غیر دلیل بل لما ذهب کلہ اذ تحالہ لا فدرض معبود شرعاً انا انتقال فیدر من غیر دلیل بل لما ذهب کلہ اذ تحالہ لا فدرض معبود شرعاً  
کما افادہ فی التاویخ غانیۃ۔ (الفتاویٰ الهندیۃ ج ۲ ص ۱۶۱ فصل فی التعزیر)  
لہ من عیادہ بن تیم من حدیثہ انہ شک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل الذی یجلی لہ انا  
عید فی الصلوۃ فقال لا یفتل الا یدصر فی ریحی یسمع من ارجی رجلاً۔ (غایۃ ج ۱ ص ۱۶۱)  
باب لا یوضو من شک حتی (و مثلاً فی المسلم ج ۱ ص ۱۶۱ باب طہارۃ جنۃ لیس۔

فطری طور پر فقہ و الہیہ کی امامت کا حکم | سوال ۱۔ ایک شخص کسی جگہ امام ہے اور اس کی  
دار الحکومت میں کیا ایسے امام کی اقتداء درست ہے ؟

الجواب ۱۔ اگر عدت بطور گزرنے کے باوجود بھی کسی کی دار الحکومت کے آئے تو اس کی اقتداء  
جائز ہے، البتہ اگر صحیح الوجود ہو تو پھر اس کی اقتداء مکروہ ہے۔

قال ابن عابدین (رحمہ اللہ) وکذا انکرہ خلفہ (امروہ) الظاہر انہما تنزیہیۃ ایضاً  
والظاہر ایضاً انہما قال الزمینی ان سارہ بنہ الصبیح اویسہ کانیہ محل الفتنة وھل یتقال  
حنا ایضاً اذ کان عمہ النعمان متشی. انکرہۃ فان کان عہ انکرہۃ عشیۃ (شہود وھو  
الاکھیر فلا دانکا کانت خلیۃ الجھل او فقیرۃ للناس من الصلوۃ خلفۃ فنعہم قائل  
والظاہر انہما اذا العند امر الصبیح المتشی کالامر بتا مل۔ الحق اویس حاشیۃ المدنی  
عن الفتاویٰ المعنیۃ. مثل العلامة الشیخ عبد الرحمن بن عینی السویدی عن  
شخص ینقص من السنۃ عشرين سنة ویتجاوز حد الانبات ولم ینبت عندہ  
فہل یفخر بیدلک عن حد الامر بیدۃ وخصوصاً قد ثبت لہ شعرات فی  
دقۃ تلوۃ بانہ یس من مستدیری العی فی عمل حکامہ فی الامامۃ کالرجال  
انکاملین) ۱۔ اجاب مثل العلامة الشیخ احمد بن یونس المعروف بابن التلی  
من متاخری علما الحنفیۃ عن ہذا المسئلۃ فاجاب بالجواز من غیر کواہق  
وانحیایک بہ قدوۃ. واللہ اعلم (مردا الخواری علی الدراختار ج ۱ ب ۱۵۵ باب الامامۃ) ۲۔  
سوال ۱۔ ایک امام کو کون سی صفات کا حامل ہونا  
امام کے لیے ضروری صفات | چاہیے جن کے نہ ہونے کی صورت میں وہ اس عظیم منصب

کا اہل شہوت

الجواب ۱۔ امام علم اور تقویٰ کی صفات سے ممتاز زیادہ سزین ہو تو یہ خصوصیت منظور  
ہوگی امام عمومی طور پر امام کے لیے مندرجہ ذیل صفات سے مشغف ہونا ضروری ہے: (در اسلام)

لہ قال فی الخلافۃ فی شرح القدوری مجوزاً. مۃ الامر واذ اکون بالغاً ویکون اذا  
کان صبیح الوجہ۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۵ الفصل فی امر عشر فی الامامۃ والافتاء)



۱۲) یونح ۳۴ یحییٰ ۳۴ (مرد ہونا وہ علم وقت آت والا) اعذار سے سلامت نہ ہونا۔

قال ابن عابدین وشروط الامامة للرجال الاصلها ستة شياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والعزوبة والامانة من الاعذار كلها عاقل والقائما بالثبوت والخلق۔  
 (رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۵ باب الامامة ص ۱۵۵)

مسودی رقم سے متغواہ لینے والے امام کی اقتدار کا حکم | سوال :- ایک شہر کے سٹیک بینک

سٹیک بینک کی ملک میں ہے، اگر کوئی شخص اس بینک کا ملازم ہو یا منتقل ہو یا منتقل ہو یا منتقل ہو، جبکہ سٹیک بینک کاروبار میں کل الوجوہ نمود پر ہے اور امام صاحب کو بھی اسی سود کے پیسوں سے تنخواہ دی جا رہی ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب :- مسجد کی امامت کرنا فی ذاتہ اس میں کوئی اعتراض نہیں البتہ ایسی مسجد کی امامت با اجرت کرنا جس کی اجرت سود کے کاروبار سے دی جائے جو حرام خوردگی کا وجہ سے فسق ہے اور پورے حق ہونے کے ایسے امام کے پیچھے اقتداء کرنا مکروہ ہے۔

قال ابن عابدین تحت هذا القول ركب الامامة عيبا وعروبا وفاسقا واعطى (قوله فاسقا) اي من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة وفعل الموباه صحت يتركب الكبائر الخمس والمزاني واكل الرباه ونحو ذلك۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۵ باب الامامة ص ۱۵۵)  
 البتہ اگر اس امام کو اجرت بینک کے اموال میں سے ملتی ہو جاتی ہو بلکہ کسی اور ذریعہ سے ملتی ہو مثلاً قریب کے محلہ والے اپنی جانب سے دیتے ہوں تو اقتداء بلا کر درست جائز ہے۔

الحال الشرعي لا يشترط عصمة الامامة للرجال الاصلها ستة اشياء الاسلام وحيث شرط عام فلا تصح امامة منكر البعث او خلافة الصديق او صعبته او يثبت التشييب او ينكر الشفاعة الى اخره۔ (مراقی مفاد علی حاشیہ المطبعا دیوبند ص ۱۵۴ باب الامامة ص ۱۵۴) وفي الهندية يجوز امام الاعرابي والاصفي والجند وولد التوا والفاسق كذا في الخلاصة الا انها تنكره هكذا في المستون۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۵۵ الفصل الثالث باب الامامة) ومثله في خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۵۵ الفصل الخامس عشر في الامامة۔

**سوال :-** ایک امام بعد سرخ پٹوں کی استعلا  
سرخ پٹے پہننے والے امام کی اقتداء کا حکم  
کرتا ہے اور انہی پٹوں میں نماز بھی پڑھتا ہے  
تو کیا ان پٹوں میں اس امام کی اقتداء صحیح ہے ؟

**الجواب :-** سرخ پٹوں کے پہننے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض اس کے ہزار کے قائل  
ہیں اور بعض اس کے عہد نماز کے قائل ہیں، اور احناف میں بھی یہی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن  
مذہب قولی یہی ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے لہذا اس بنیاد پر نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اس پر ایسے شخص  
کی اقتداء جائز ہے، تاہم اگر سرخ پٹے پہننے میں کسی لادین جماعت سے اپنی وابستگی کا اظہار  
مقصود ہو تو اقتداء کے دربار میں ایسی امتیازی حیثیت رکھنے والے شخص کی اقتداء سے اجتناب  
کرنا چاہیے۔

عن یزید قال ما رأیت من ذی منة فی حلة صرا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
علیہ وسلم لہ شعر یجرب منکبہ بعید ما بین المنکبین لم یکن بالقصیر ولا  
بالطویل۔ (توضیح :- باب ۱۵۱ البواب الباس بالماجا فی لوصفة فی الثوب الا حصر  
قال شمس الامامة السخسی وفيہ دلیل انه لا بأس بالباسی الثوب الا حصر  
شرح السیوطی ج ۱ ص ۱۱۱ باب السلام والقرو سبعة)۔

**سوال :-** ایک امام بعد اپنے  
باپ کا جنازہ نہ پڑھنے والے امام کی اقتداء کا حکم  
والدین سے پرہیز دنیاوی معاملات  
ناراض ہے اور اس ناراضگی کی بناء پر اس کے دوسرے بہن بھائی بھی اُس سے لاتعلقی ہوں پھر بھی  
امام نے اپنے والد کے مرض الوفا میں نہ تو اس کی عیادت کی اور نہ دوسرے بھائیوں کے قہر  
کا وجہ سے اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی، تو اُس کی اقتداء کا کیا حکم ہے ؟  
**الجواب :-** والدین سے ناراض ہونا امر قبیح ہے، پھر ان کی عیادت اور جنازہ میں شرکت

لہ قال لایحکم فی ولا بأس بہ من لا لارن) وفي الجہتی والقیحاتی وشرح النکایۃ  
لا فی الباس بالماجا فی لوصفة فی الثوب الا حصر و معناه ان اکثر اہل حق تعالیٰ لکن  
صرح فی التحفة بالخیرۃ فاذا واثقنا بحریۃ وحی الحمل عند الاطلاق۔  
(رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۸ کتاب النکاح فیہ فصل فی البس۔ ومثله فی فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۳۲۔)

مذہب نایہ ریح القیام ہے لیکن اگر کسی شرعی امر اور بایز کام کی وجہ سے مثال ہے باپ سے نماز میں تو اس کے پیچھے اقتدار و دست ہے البتہ اگر وہ کسی غیر شرعی امر یا شرعی امور میں مد سے تجاوز کرے باپ کے حق میں کوتاہی کرتا ہے تو یہ جو فسق ہونے کے اس کی اقتدار مکروہ ہے۔

قال ابن عابدین تحت هذا القول (يكره) مامة عبد وعبد ابن وفاسق واعلى (امى  
من الفسق وهو المعصية عن الاستقامة ولعل الولد يدين من تركه) كذا في  
المعتمد والرائى واكل الربا ونحو ذلك.

غير مسلم کی اقتدار میں پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم | سوال :- ایک شخص عمر و دراز تک  
شخص اپنے عقائد کے لحاظ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے  
پڑھی ہوئی نمازوں کا کوٹنا واجب ہے؟

الجواب :- کئی شخص کی اقتدار کرتے وقت اس کے عقائد کے بارے میں صحیح معلومات  
نہ ہوں اور بعد میں اس کے کفر کے بارے میں یقین ہو جائے تو پڑھی ہوئی نمازوں کے بارے میں  
احتیاطیہ کہ وہ نمازیں دوبارہ پڑھی جائیں۔

وفي الهندية: رجل ام قوماً مشركاً ثم قال كنت محوسياً فانه يحبر على الاسلام  
ولا يقبل فوله وصلى ثم نزل في بعض من حضر فاشهد بذلك وقال صلى بكلمة على غير  
وضوء وهو ما جحد لا يقبل فوله وان لم يكن كذلك واحتفل انه قال هل وجه التورع  
والاحتياط اعادوا صلواتهم وكذا اذا قال كان في ثوبى قن، كذا في الخلاصة وكذا اذا كان  
ان الامام كافر ومجنون او امراً او مفتقراً الى اخره (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸)

علم وفي الهندية: فلو ان مامة كافر في ولاه على والعبد وولدا الزنا والفاسق كذا في الخلاصة  
الا انها تكره ذلك في التورع (فتاوى دار الفکر) بالامام (الفتاوى) ومثله في خلاصة الفتاوى ج ۱

علم قال المحسنى رواه اظهر من مامة (وكذا كل مقصد في ذي مقتدر وطلعت قبل ان اعاد صلواتهم  
لنقضها صلوة الموم صحة وفساداً وكذا يلزم الامام اخباراً والقوم اذا انعم وهو من شايئهم  
او فاقد شرط او يكن دخل عليهم اعادتها ان عد لا نعم ولا كان بت وقيل لا لفسقه باعترافه  
والنعم ان كافر لم يقبل منه كان الصلوة دخل الاسلام ولجميع عليه رباله (الفتاوى) بل ابو كتاب  
ابو رسول على الخلاصة (الفتاوى) من رباله (الفتاوى) بالامام (الفتاوى) ومثله في خلاصة الفتاوى ج ۱



فریاد ہے، تاہم علامہ سیّد ابن الہمام اور شیخ عبدالحی صاحب وغیرہ کی تحقیق کے مطابق جوازِ کفر  
خلافِ اولیٰ ہے۔

قال المحقق في رد المحتار: لا يكره تحريم جماعة النساء ولو في الزنا في غير صلوة جنابة  
لانها لم تشرع مكرهة فان فعلن تلف الامام وسطهن لم يلقوا بعت الثمت۔  
واند المحتار من صدر رد المحتار ج ۱ ص ۵۵۵ باب الامامة

وما قال الشيخ ابن المصنف ولا يفتي ما فيه ويتقيدون التسليم فانما يريد نسخ  
النية وهو لا يثبت ثبوت كراهة التعزيم في الفعل بل التنذير من جعلها الى  
علائق الاولی۔ (فتح القدير ج ۱ ص ۵۵۵ باب الامامة)۔

**ضعیف امام کی اقتداء کا حکم** **سوال**۔ ایک شخص نعمت و کمزوری کی وجہ سے نماز  
میں الجھٹلنے بیٹھنے میں وقت محسوس کرتا ہے یہاں تک  
بسا اوقات اس کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی، کیا سب سے پہلے امام کی اقتداء جائز ہے؟  
**الجواب**۔ اگر ضعیف و کمزوری نماز کے کسی رکن کے لیے ٹھہرے ہو تو محسوس کمزوری کی  
وجہ سے اقتداء میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر کمزیرات و سلام سب سے پہلے تکلیف ہو تو کمزیر  
کی تقریر سے اس کا زوال ممکن ہے، تاہم خود امام کے لیے چاہیے کہ وہ یہ ذمہ داری کسی  
ایسے باصلاحیت شخص کے سپرد کر دے جو اپنی غلطی کے نزدیک ہمتا رہے۔

قال ابن نجيم: وانما ان اقتداء بقاعد خلف مشكك  
جائز اتفاقاً، وهذا الاقتداء مبالا صريح أو من بعد ما عوج وان كذا

امدوق الهندية، ويكره مائة المرأة لئلا في ائصالها من الغرائض والنوئل الا في  
صلوة الجنابة هكذا في النهاية۔ فان فعلن تلفت الامام وسطهن وبقيا معا وسطهن  
لا يزيل الكراهة وان تعد متعلين امامهن لم يفسد صلواتهن هكذا في الجوهرية  
النيرة وصدقاته ولدي افضل هكذا في الخلاصة ج ۱ ص ۵۵۵ باب الامامة  
ومثله في البحر الرائق ج ۱ ص ۵۵۵ باب الامامة۔

قال العلامة العيني: لا فلا بد ان يصلين وحدهن وان صلن بجماعة قامت  
امامهن وسطهن وان تعد مت جاز۔ (البيان شرح الهداية ج ۲ ص ۳۹)

غیرہ اولیٰ۔ لاجعلہ المثل ج ۱ ص ۲۸۷ باب الامامة (۱) لے

پاؤں سے معذور امام کی اقتداء کا حکم **سوال**۔ ہمارے محل کی مسجد امام دونوں پاؤں سے معذور ہے اسٹینڈ بیٹھنے میں اس کو دوسرے شخص کے سپاہ کی ضرورت پڑتا ہے، تو ایسے شخص کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**۔ امام کا معذور (بیٹھا) ہو اور مقتدی کھڑے ہوں تو ایسی صورت میں نماز جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے، البتہ اگر کوئی صحیح سلامت شخص امامت کے لیے نہ ملے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہ نسبت افسردگی نماز پڑھنے کے بہتر ہے۔

کافی الہندیۃ، صحیح اقتداء النقام بقاعدہ امدادی برکع ویسجد لا اقتداء بالرائع والاسلحہ بالمویٰ لکنذا فی تناوی قاضی خان وفیہ ایضاً ولو کان بقدم الامام عوج وقام علی بعضہما یجوز وغیرہ اولیٰ۔ الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۷ باب الامامة (۲) لے

پاؤں پر صحیح طریقہ سے کھڑا نہ ہونے والے کی اقتداء **سوال**۔ کئی شخص کے پاؤں میں کوئی تکلیف ہو جس کی وجہ سے وہ صحیح طریقہ سے اٹھنے اور کھڑا ہونے پر قادر نہ ہو تو ایسے شخص کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ اگر پاؤں کے معذوری اس درجہ کی ہو کہ اس پر کھڑا ہونے کی قدرت نہیں رکھتا ہو بلکہ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو تو اس کی اقتداء اس جیسے لوگوں کے لیے جائز ہے، البتہ کھڑے ہونے پر قادر لوگوں کے لیے بیٹھ کر امامت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کی اقتداء جائز نہیں، البتہ اگر پاؤں میں معذری کا وجہ یہ ممکن تمام ممکن نہ ہو لیکن کچھ بھی پاؤں کے کچھ حصے یا ایک قدم پر کھڑا ہونے کے تو اس کی اقتداء جائز ہے بشرطیکہ وہ رکوع اور سجود پر قدرت رکھتا ہو تاہم اس کی جگہ کسی صحیح امام کی

لے قلہ الحنفی، (قائم باحدب) ذلک بلغ حدیثہ التکویم علی النعقد وکذا باحدب وفیہ اولیٰ۔ رد المحتار علی ما مشہور فی المختار ج ۱ ص ۲۸۷ باب الامامة (۳) لے

وَمِثْلُهُ فِي الْهَنْدِيَّةِ ج ۱ ص ۲۸۷ باب الامامة۔

لے قال الحنفی، (وقائم بقاعدہ) برکع ویسجد لا ینہ علی اللہ علیہ وسلم علی الآخر صلی اللہ علیہ وسلم قاعدہ، وہم قیام لہ، رد المحتار علی ما مشہور فی المختار ج ۱ ص ۲۸۷ باب الامامة وفیہ غیرہ اولیٰ (۴) لے  
وَمِثْلُهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۱ ص ۲۸۷ باب الامامة۔

اقتدار بہتر ہے۔

کافی الہندیۃ ویصح: اقتدار انعام بالقلعہ الذی یرکع ویسجد لا یکتفی بالکعب  
وساجدہ بنوی: تھکدانی فتاویٰ قاضی خان: وفيہ ایضاً ولو کان لقدم الامام موج  
وقام علی بعضہا بجوتہ وغیرہ: وی: (فتاویٰ نقضیۃ ج ۱ ص ۱۸۳ باب الإمامۃ سلمہ  
جس امام کے گھر میں شرعی حجاب نہ ہو اس کی اقتدار کا حکم) **سوال**: ایک شخص کی بیوہ کا

امام سے ملکر اس کے گھر میں پردہ  
کی رعایت کے بغیر عام لوگوں کی آمد و رفت آزادی کے ساتھ رہتی ہو باوجود قدرت کے موصوف  
ان لوگوں کو منع بھی نہیں کرتا تو شرع میں ایسے شخص کی اقتدار کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**: اگر باوجود قدرت ہونے کے اپنے گھر کی عورتوں کو حجاب پر مجبور نہ کرے  
اور اس کی عورتیں بے پردگی سے گھومتی پھرتی رہیں اور موصوف باوجود علم اور قدرت کے کوئی  
قدم نہیں اٹھاتا تو یہ شخص دیوث اور فاسق کے علم میں ہو کر اس کی اکتفا مکملہ ناجائز ہے۔  
قال المحقق فی رد المحتار علی: ہو بھی لا یفاد علی: موافقہ: او محرمہ۔

(رد المحتار علی: رد المحتار ج ۳ ص ۱۸۳ باب التعزیر)

قال ابو حامد بن: تحت هذا القول (ویکرہ امامۃ عبد واصلی و فاسق)  
ای من الفسق وهو الخروج عن الاستقامۃ وعلل المراد به عدم ترکب کبائر وکتاب  
العشر والوفاء اکل الزیاد ونحو ذلک۔

رد المحتار علی رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۳ باب الإمامۃ سلمہ

**سوال**: ایک شخص جس کی بیٹی یا بیوی کسی غیر عزم سے ناہ زنا تھا  
دیوث کی امامت کا حکم **الجواب**: میں جتنے بڑے اور شیخ شخص باوجود عالم ہونے کے اس پر غاصباً تیسیر

لہ قال المحقق فی رد المحتار علی: یرکع ویسجد لا یکتفی بالکعبہ ویصلی علی: غرض صلوٰۃ  
فلسن اذ ہم فیہ: رد المحتار علی: ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۳ باب الإمامۃ وفيہ غیرہ: وی:  
وہذا فی بعض النسخ: ص ۱۸۳ باب الإمامۃ۔

کعبہ فی الہندیۃ: تجوز امامۃ الاخری فی دلاہی والعبود والذیاد والفاسق کذا فی اقتلامۃ  
الا فیما تکرہ: تھکدانی المتون ج ۱ ص ۱۸۳ باب الامۃ: ومثلاً فی خلاصۃ فتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۵۔

نہ اور یہاں اوقات بالذات بابا کو واسطہ نہ کو علامت میں معاونت پہنچے رہے۔ ایسے شخص کی اقتداء کا شرع میں کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** اسے بے غیرت کے افعال پر باوجود قدرت اور طاقت کے غماؤں رہنا بقاؤ کرنا امور فتنہ میں سے ہے جس کی اقتداء بوجہ فسق و فحشاء مکرری ہے اس لیے ایسے شخص کو نصیحتات پھر دینا اس عظیم منصب کے تقدس کو پامال کرنے کے مترادف ہے ۔

قال: لخصه كفى زبداً دلتاً يهوى من لا يفسد على مراقبته ومعه

(سبر الخضر الخ) هاشم بن محمد المرحوم ۲۰۰ ص ۱۱۱ باب المنع من

قال بن عبد بن تحت هذا القول روي عن امامه عبد الواسع بن عباس بن ابي  
الفضل وهو يزوج من الاستقامة وبعث السواد به من يكذب الكذابون كتاب  
الخير والشر في اكل البهار ونحو ذلك . ومن المصنفين من انكره . باب العلامة  
مردوں کو غسل دینے والے امام کی اقتداء کا حکم **اس سوال** یہ مردوں کو غسل دینے والے

عالم ہے ؟ **الجواب :-** مردوں کو غسل دینا حقوق المسکین کا ایک شعبہ ہے بذات خود اس میں کوئی تفصیل یا تخصیص نہیں پائی جاتا لیکن اگر کسی علاقہ میں بیشعور و غفلت کی نظر آئے دیکھا جائے ہو اور اس کی تدریجاً تخریب و فساد کا سبب بناتا ہو تو پھر ایسے شخص کی اقتداء مکرر و مکرری ہے البتہ اگر حقوق المسکین کی تخریب و فساد کے کوئی شخص کسی مرد کو غسل دے دے یا بغیر اجازت کے غسل دے دے یا بے وفائیت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا ہو تو اس سے اس کی شرعی حیثیت متاثر نہیں ہوتی ، البتہ اس صورت میں ایسے شخص کی اقتداء جائز ہے ۔

قال: انما يفسد من لا يفسد . ليت (لما تاتك اتقى) لتاسل الاجازات

نفسه غيره والا فلا . (سبر الخ) هاشم بن محمد المرحوم ۲۰۰ ص ۱۱۱ باب المنع من

ابن عبد بن تحت هذا القول روي عن امامه عبد الواسع بن عباس بن ابي  
الفضل وهو يزوج من الاستقامة وبعث السواد به من يكذب الكذابون كتاب  
الخير والشر في اكل البهار ونحو ذلك . ومن المصنفين من انكره . باب العلامة  
مردوں کو غسل دینے والے امام کی اقتداء کا حکم **اس سوال** یہ مردوں کو غسل دینے والے

عالم ہے ؟ **الجواب :-** مردوں کو غسل دینا حقوق المسکین کا ایک شعبہ ہے بذات خود اس میں کوئی تفصیل یا تخصیص نہیں پائی جاتا لیکن اگر کسی علاقہ میں بیشعور و غفلت کی نظر آئے دیکھا جائے ہو اور اس کی تدریجاً تخریب و فساد کا سبب بناتا ہو تو پھر ایسے شخص کی اقتداء مکرر و مکرری ہے البتہ اگر حقوق المسکین کی تخریب و فساد کے کوئی شخص کسی مرد کو غسل دے دے یا بغیر اجازت کے غسل دے دے یا بے وفائیت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا ہو تو اس سے اس کی شرعی حیثیت متاثر نہیں ہوتی ، البتہ اس صورت میں ایسے شخص کی اقتداء جائز ہے ۔



احمد رضا خان کے معتقد کی اقتداء کا حکم | سوال : ہر ایک شخص کی پسند کا امام ہے لیکن عقائد و

مسک سے متعلق رکھتا ہے، کیا ان عقائد کے ہوتے ہوئے اس کے پیچھے اقتداء جائز ہے ؟

الجواب : وہ اکثر ربوی مسک کے عقائد ایسے نہیں ہیں جو کفر کی حد تک پہنچتے ہوں، اگر بعض کے ایسے عقائد بھی ہوں تو ان میں بھی تاویل ہو سکتی ہے کیونکہ کفر پر ایمان کی وجوہات کو ترجیح دی جاتے گی، البتہ ان عقائد کی وجہ سے یہ مستدرع شمار ہوگا، لہذا مستدرع ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی تاہم احقر ان میں احتیاطاً طرہ زائد ہے۔

تاکلفی (و مکرہ مبتدع) ای صاحب بدعتہ وہی اعتقاد خلاف المعروف من الرسول لا یعد انداء بل بنوع شبهہ کل من کان من قبلنا (لا یفربھا)

(الدرر المفہوم علی صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۷ باب الامامة)

غیر شرعی افعال کے مرتکب کی اقتداء کا حکم | سوال : کیا اس شخص کی اقتداء جائز ہے

جو کوئی ایسے غیر شرعی افعال کا اظہار و انکاب کر رہا ہو جن کا متعلق اس کی ذات سے ہو مثلاً چوڑی کرنا، کلمہ حق نسب کرنا، جھوٹ بولنا، غیر حرم عورتوں سے میل جول، بے ریش لڑکوں سے بلا ضرورت اختلاط وغیرہ اور وہ شرعی احکام کے تقدس اور عظمت کی رعایت بھی نہ کرتا ہو، بے حیا کی جمالیات میں اس کی آمدورفت ہو، سینا گھروں میں آنا جانا ہو، یہاں تک کہ بعض اوقات سینا گھروں میں رسمی طریقہ پر ختم قرآن بھی کر لے کر آتا ہو ؟

الجواب : یہ سب اکامور ضعیفین ہیں جب تک اس شخص کا یہ کردار ہو یا اس میں یہ افعال موجود ہوں تو اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے، اس کی جگہ کسی نیک شخص کی اقتداء کرنی چاہیے، البتہ

لے قال ابن تیمیہ رحمہ اللہ: هذا القول إنما البتدع، و هو رفع الشئ بانما أحدثت علی خلاف الحق بشرقی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم و عمل و حال بنوع شیئہ و استحسان و جعل دیناً قویاً و صراطاً مستقیماً و اطلق المصنف فی البتدع فتدلیل کہ مبتدع ہو من اصل قبلنا و قیدہ فی محیط و الخلاصۃ و المحبتی و غیرہا یا لا یستوی بدعتہ انکفر فی کانت تکفر فاصلاۃ خلقہ لا یقوہ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۷ باب الامامة) و مشکوٰۃ فی الشہدۃ ج ۱ ص ۸۸ باب الامامة۔

اگر وہ توبہ کرے تو اس کے بعد اس کی اقتداء میں کوئی حرج نہیں۔

قال ابن عابد بن تحت هذا القول ويكره إمامة عبد واعرابي وزاسقي، عى منى المفق  
وهو المخرج عن الاستقامة وعلى المراحلة من يركب الكبائر كشارب الخمر والزاني وكل  
المراد وهو ذلك - وهذا المختار على الدور الخارج من سنة باب الإمامة ماله

دار الحی متھ دلے دلے کی اقتداء کا حکم

کے لیے دائرہ رکھ لیتا ہے۔ اپنی دائرہ مشمولہ کے لیے وہ یہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کہ ایک ہی ہے۔  
 ہر پروردگار کے لیے دائرہ نہیں آئی ہے جب ہر ذی دائرہ اپنے کی تو کھولے گا، انی الحال یہ دائرہ خدا تعالیٰ  
 ہے اسی حد کی بنا پر دائرہ مشمولہ ہوں گی خدا تعالیٰ کے لیے کسی کی اقتدا ہوا نہیں ہے ؟

**الجواب :-** دائمی نواہ ناقص ہو یا مکمل ہر صورت میں مند وانا ناجائز اور حرام ہے اور اگر مند وانا کے لیے مذکور حدیث پیش کرنا سنت رسول کے معاہدہ میں اپنی خواہش کی تابعداری کے مترادف ہے، بالیسے امام کی اقتداء کو دیگر فضائل و فروع کے حکم میں ہرگز کسر و تخفیر ہے، جب رمضان سے قبل اور بعد میں دائمی نہ رکھا، ہر طرف رمضان میں دائمی کی جگہ امت سے باز نہ ہونے کو دائمی کا رکھنا نہیں کہا جاسکتا ہے، تاہم اگر رمضان سے قبل مستقل طور پر کوہر نکالی کر آئندہ کیلئے دائمی رکھنے اور پھر کسی نہ مند وانا کا عزم کرے تو پھر اس کی اقتداء ناجائز ہے۔

قال ابن عابدینؑ واما الناس فقد علوا كل لغة تغدبه باقة لا يشتم لا مؤدبه  
وان في تغديبه لالامة تعظمه وقد وجب عليهم اهانتهم شرفاً.

رد المحتار ج ۱۲ باب الامامة ۲۷

**◆ ◆ ◆ ◆ ◆**

لم وفي الهدية تجوز ما مالا عاوي والا على اواعير وولدتها واثق كذا في الخلاصة  
الا انها تكرو هكذا في المتن - رختا وهي هدية ج ٨٥ باب الامامة  
له وفي الهدية تجوز امامة الاعاوي والا على ولا بعد وولدتها واثق كذا في  
الخلاصة الا انها تكرو هكذا في المتن - (مختار في الهدية ج ٨٥ الفصل الثاني في بيان  
من يصل اماما فري) ومثله في البحر الرائق ج ٨٥ باب الامامة -

امام مسجد کا عشاء کے وتر پڑھنے پر غیر نماز فجر پڑھانا  
 [سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب  
 نے نماز عشاء کے وتر نہ پڑھانے کا حکم دیا ہے؟]  
 کی امانت کرائی، ان نمازوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- صورت مسئولہ کا حکم یہ ہے کہ قضاء شدہ وتر کے پادائے کے باوجود  
 امام صاحب نے جو نمازی پڑھائیں وہ تب فاسد ہوں گی جب قضاء شدہ وتروں کو پانچویں  
 نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد اندر قضا کیا ہو مگر پانچویں نماز کا وقت خارج ہونے کے  
 بعد قضاء شدہ وتر نماز ادا کی ہو تو پھر یہ نمازی فاسد نہ ہوں گی۔

قال العلامة المحقق (رحمۃ اللہ علیہ) فی تفسیر معنی اللزوم (مجموع من تذاکر أئمة لم  
 یوتر۔ والدر المختار علی صمدہ رد المحتار ج ۱ ص ۸۸) باب قضاء الفوائت مطلب تعریف الاعداد  
 قال العلامة ابن عیینہ: وفی رد المحتار اصل الصلوة موقوف عند ای حقیقة سوا دخلت  
 وجوب الترتیب اولاً فان کثرت وصارت الفوائت مع الفائتة ستا ظہر صحتها بزوج  
 وقت الخامسة التي هی سادسة الفوائت ولم وقدر اعتماد قوله فان کثرت  
 ای صلوة التي صلها تارکاً فیها الترتیب بان صلاها قبل قضاء الفائتة  
 ذکرانها وحذف الترتیب لبيان قوله موقوف وتوضیحه انما اذا فاتت صلوة  
 ووقر ترا فکما صلی بعدھا وحقیقة وهو ذکر ثلاث الفائتة فان قضاها بعد ان  
 یصلی بعد خمس صلوة صار انقضاء باتاً وانقلب الصلوة التي صلاها قبل قضاء  
 المقضية فتلذات لم یقضها حتی نعوذ وقت الخامسة وصارت الفوائت مع الفائتة ستا  
 انقلب صلیحة لانه ظہرت کثرتها ودخلت فی حد التکثر المستقط للترتیب  
 بیان وجه ذلك فی البحر وغیره۔ رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۸۸ باب  
 قضاء الفوائت، تحت مطلب فی تعریف الاعداد ص ۸۸

لہم فی الہندی یہ: فالاصل ان عند ای حقیقة مراعاة الترتیب بین الفائتة والوقیفة  
 كما تسقط بکثرة الفوائت تسقط بکثرة المثرة کیذا فی البحر۔  
 (فتاویٰ الہندی ج ۱ ص ۱۲۲) الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت

کسی پر بہتان لگانے والے کی اقتدار کا حکم | سوال :- ایک شخص نے کسی پر بہتان لگا کر ٹوٹے اپنے بھائی کی بیوی سے برا فعل کیا ہے حالانکہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے اگر علمی اعتبار سے اس شخص کے قہرچے نامہ پر دیکھا کیسا ہے ؟

الجواب :- بشرط صاحب سوال اگر واقعی یہ بہتان ہوا اور اس شخص نے تو بہ نہ کی ہو تو پھر بہتان لگانے کی وجہ سے یہ شخص فاسق ہو گیا ہے اور صالحین کا اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مگر یہ یاد رہے کہ اکیلے نماز پڑھنے سے کسی فاسق کی اقتدار میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

لما فی الہندیۃ : ولو علی خلاف مبتدع او فاسق فهو محذور ثواب المہلۃ  
تکون لا ینال مثل ما ینال خلف تقی کذا فی الخلاصۃ - (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۸۷)  
الفصل الثانی فی بیان من یصلح اماما لغبیر (صلی)

پٹی پر مسیح کرنے والے کی اقتدار کا حکم | سوال :- اگر کسی شخص کا ہاتھ دھمی ہوا اور اس نے پٹی پر مسیح کرنے والے کی اقتدار کا حکم | اس پر پٹی باندھ رکھی ہو اور وہ دشوکت وقت پٹی پر مسیح کرتا ہو تو اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اگر شرعاً مقبول ہیں، اگر شخص عند شرعی کی بناء پر پٹی پر مسیح کر کے نماز پڑھا، ہوا اور اسی زخم سے از خود پیپ وغیرہ نہ بہتی ہو تو فقہین و علماء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اقتدار درست ہے اور نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

فی الہندیۃ : ویجوز ان اقتدار الفاسق بما سمح الخلف والماسم علی الجبیرۃ وکذا امامۃ المقتصد لغبیر (۱) <sup>ص ۸۸</sup> حیثان یا ملت خروج الدم -  
(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۸۸) فصل فی من یصلح اماما لغبیر (۲) ص ۸۸

۱- قال العلامة طاهر بن عبد الوہید البزارؒ : ولو علی خلاف مبتدع وذا حق فهو محذور ثواب المہلۃ  
لکن لا ینال مثل ما ینال خلف تقی - (علامۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۸۸) الفصل الخامس عشر فی الامتداد  
۲- قال العلامة حسن بن ہمارؒ : ومع اقتداء خاص بالمسح علی الخلف والجبیرۃ او غرقۃ قریحت  
لا یسبیل منها شیء - (مواقی الفلاح مع لطائف مالک باب الامامۃ)

صدقۃ الفطر جبراً وصول کرنے اور لوگوں کو مسجد سے منع کرنے والے امام کی اقتدار کا حکم سوال :- کیا غرض تہ میں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک پیش امام نے ایک مولوی صاحب

کو اپنی مسجد سے اس سبب سے منع کروا کر وہ بچوں کو قرآن مجید کا درس دے رہے تھے اپنی امام نے مولوی صاحب کا درس قرآن مجید اپنی مسجد میں اس لیے بند کر دیا جو کہ اسے یہ غرض تھا کہ وہ مسجد سے امامت چھین لے گا اس پر لوگ اس سے ناراض ہو گئے۔ دوسرا اس کے مقتدیوں کا قول ہے کہ یہ امام دل میں بہت زیادہ بغض رکھتا ہے۔ تیسرا اس کا یہ معمول ہے کہ خواہ کوئی غریب ہو یا امیر سب سے جبراً صدقۃ الفطر وصول کرتا ہے، اگر کوئی مذہب سے تو اس کو نماز میں اپنے جیسے کھڑا ہونے سے منع کر دیتا ہے۔ اب اس کے اس سخت رویہ کی وجہ سے تمام مقتدی اس سے جھاگ گئے ہیں اور صرف دو آدمی اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو بصورتِ کما بیت ہے یا عدم کما بیت؟ اور لوگ پیش امام کے اس سخت رویہ کی وجہ سے اپنی مسجد چھوڑ کر تقریباً تین ماہ سے دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو کیا وہ گنہگار ہیں یا نہیں؟

الجواب :- شریعت کی تدوین سے امام دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ ہے حکم او تعاف یا خود واقف نے منصب امامت پر اسے مقرر کیا ہو اور وقت کی آمدنی سے اس کے لیے وظیفہ بصورتِ تنخواہ امامت مقرر کیا گیا ہو، ایسے امام کو قبلہ احناف نے اہل و عیال میں شمار کیا ہے۔ اور اس کو وہ امام اکمل اور منصب الواقف کے ناموں سے ذکر کرتے ہیں اور کبھی اسے فدویہ بھی کہتے ہیں ایسے پیش امام کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اسے شریعی محرم یا اہل کے بغیر معزول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ پانچواں علامہ ابن نجیم المصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، فلا یجلی للفقہ حق عزل صاحب و ضیفۃ بغیر جنحۃ و عدم اہلیۃ و ہذا لم یصح۔ (ذبحہ الرائق ج ۵ ص ۴۲) دوسری قسم کا پیش امام وہ ہے جسے اپنی محلہ نے امام مقرر کیا ہو اور اہل محلہ سے اسے اپنی آمدنیوں سے تنخواہ بصورتِ اُمرت نامت دے رہے ہوں تو ایسے پیش امام کو تو اہل و عیال نے واقف میں شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے عزل کا وہ حکم ہے جو پہلی قسم کے

امام کا ذکر لو پڑ گیا گیا ہے بلکہ اس کی نیت محض اجماع خاص کی ہے اور قوم کے ساتھ ملکہ امامت ایک عقد جاریہ ہے لہذا ایسے جیسے امام پر اجماع خاص کے اور اس کی امامت پر عقد جاریہ کے امتحان جاری ہوں گے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

**ابتدائی تعین:** فقہاء کے لئے اس کے ابتدائی انتخاب اور تقرر کے بارے میں یہ تصریحات ذکر کی ہیں کہ اگر قوم اور اہل محلہ سب اس کی امامت پر متفق ہوں تو بلا کسی نزاع کے اسے منتخب کیا جائے گا۔ اور اگر قوم میں اس کے انتخاب کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اکثریت کا اعتبار کیا جائے گا۔

در مختار ۱/۲۳۲ میں جہاں حقیقت الامامت پر بحث کی گئی ہے وہاں یہ لکھا گیا ہے: والحق بالامامة فقهاء يمايل نصب، لا عدل، يحكموا الصلوة، الخ، انما استمدوا لا يختصروا او اختيار الى تقوم ذات اختلاف، حشبه كنزهم۔ اس عبارت میں صراحت یہ ذکر پایا جاتا ہے کہ نصب امام میں اگر قوم میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اکثریت کے رائے پر عمل کیا جائے گا اور اس کا اعتبار ہوگا۔ یعنی اکثریت اس کے تقرر اور انتخاب پر متفق ہو جاتا ہے امام منتخب کیا جائے گا ورنہ نہیں سب باجماع اس کے رائے کا مسئلہ تو اس کے بارے میں مسئلہ قواعد کی روشنی میں شرعی حکم بھی معلوم ہو جائے کہ میں طرح سے اس کے ابتدائی تقرر اور انتخاب میں اکثریت کے رائے معتبر ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر کسی کے رائے میں اختلاف واقع ہو جائے تو اکثریت کے رائے کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ بس میں بھی اکثریت اس کے عزل پر متفق ہو تو اسے معزول کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قوم کے لیے ہر حالت میں جیسے امام کو عزل کرنا جائز ہے اور اس میں شرعاً کوئی گنا نہیں بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر کسی شرعی حق اور عیب کا وجہ سے اسے معزول کر دیا گیا تو عدول کا فیصلہ بھی نافذ ہے اور اگر اس میں کوئی شرعی عیب بھی نہیں ہے اور اسے ذاتی مسائل یا کسی ذمیوی معاملہ کی بنیاد پر معزول کر دیا گیا تو قوم کا یہ اقدام جرم اور شرعاً گناہ ہے۔ عدول کا فیصلہ نافذ ہوگا اور شرعی امام کو معزول کیا جائے گا اور کسی فعل کے جرم اور گناہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جرم سے ناقد اور کسی وجہ میں معتبر ہی نہ ہو اس لیے فقہاء کے مسلمات میں کثرت نظر کو موجود نہیں، اور قاضی کا کسی دوسری کی شہادت پر فیصلہ کر دینا یا فیوض کی بیع و سہ قربانی کی کھالوں کی بیع جیسی طرح

شرعی جرم اور نفقہ کے بغیر اگر قوم نے پیش امام کے عزل کا فیصلہ کر دیا تو اگرچہ قوم اس فیصلہ کی وجہ سے گناہگار ہوگی مگر عزل کا فیصلہ بہ حال نافذ ہوگا اور پیش امام کو عزول سے سبھا جائے گا اس کیلئے فقہاء کے مسلمات کی روشنی میں وجوہات مندرجہ ذیل ہیں :-

**وجہ اول:** عقد امامت ایک قسم کا عقد اجارہ ہے اور جب قوم کل یا اس کی اکثریت اس عقد پر اتفاق کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور کسی صورت میں اس کو امام نہیں رکھنا چاہتی ہو تو ایسی صورت اور حالت میں ظاہر ہے کہ عقد امامت کا اصل مقصد حاصل نہیں ہو سکتا لوگ نماز باجماعت کو پورا کرنا چھوڑ دیں گے یا ایک ہی مسجد میں ایک وقت دو جماعتیں مختلف اماموں سے کرائی جائیں گی اور یہ طرز عمل امامت کے اصل مقصد اور غرض و غایت ہی کے متافی اور جو کو ٹاٹ دینے والا ہے۔ اور ایسے مواقع میں بار بار اس کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے خدا کو بھی قوی در پند ہے۔

**وجہ دوم:** اور جب اس اجارے کا اصل مقصد اس صورت میں حاصل نہیں بلکہ فساد ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ یہ اجارہ فسخ کر کے امام مذکور کو معزول کر دیا جائے اور کسی حدود سے خارج اور دیندار پیش امام کا انتخاب کیا جائے کہ جس پر قوم حنفی ہو تاکہ امامت کا اصل مقصد جو کہ اقامت جماعت ہے فوری نہ ہونے پائے۔ ایسی صورتوں میں فقہاء کو ان کے فسخ اجارہ کی تصریحات کی ہیں اس کے اشلہ کتب فقہ میں کتاب الاجارہ کے عنوان سے موجود ہیں وہاں دیکھا جاسکتا ہے۔

**وجہ سوم:** عزل کو اجتہادی تہریر قرار دیا کر کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کل قوم یا اس کی اکثریت در صورت اختلاف معزول کرنے کی جگہ ہے اور اس کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل زائد فرماتے ہیں کہ اگر قوم کی اکثریت پیش امام کی مخالفت ہو اور نماز پڑھنا اس کے پیچھے چھوڑ دے تو امام کو امامت کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ قال احمد: اذا كفره و اخرجوا شانه و شانه غلبه ان يصلح بهم حتى يكرهه اکثر الجماعة. (الاصول)

احناف نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد ان اختلاف کا ہر نہیں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم احناف بھی اس کے مخالف نہیں ہیں نیز فقہاء احناف رحمہ اللہ نے اس بات کا بھی تصریح کیا ہے کہ اگر پیش امام میں کوئی شرعی عیب ہو اور اس

وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھتے ہوں تو گناہ امام پر ہے اور اگر امام میں کوئی شرعی عیب  
 نہ ہو اور مقتدی بلا وجہ اس سے ناراض ہو کر دوسری جگہ نماز پڑھتے ہوں تو گناہ اُن پر ہے۔  
 وَلَوْ أَنَّهُ قَوْمٌ وَهْمُ لَنَا كَارِهُونَ إِنَّ الْكَرَاهَةَ بَعْضُ ذِيهِ أَوْلَانَهُمْ أَحَقُّ  
 بِالْإِمَامَةِ مِنْهُ كَرَاهِيَةُ نَافِلَاتِ تَحْرِيمِهَا لِحَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَواتِ  
 مِنْ تَعْتَدُ قَوْمًا قَدْ هَمُّوا بِكَارِهِيَةٍ رَوَاهُ مَرْحُومُ (الكراهة عليهم)۔

(الدلائل المختارہ ج ۱ ص ۵۲۲)

اسی تہدید کو مد نظر رکھتے ہوئے صورت مسئلہ مذکورہ پر نظر ڈالو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ  
 پیش امام صاحب کی حیثیت دوسرے قسم کے پیش امام کی ہے جو اخیر غامد کے حکم میں ہے  
 اور پہلی قسم کے امام کی نہیں کہ اس کو اپنی وظائف میں شمار کیا جاسکے۔ اور سرِ اعلیٰ پیش امام  
 کے وہ نقائص ہیں کہ وجہ سے تمام قوم اس سے ناراض ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز سے  
 پڑھتی ہے جس کا وجہ سے عقدا امامت کا اصلی مقصد فوت ہو جاتا ہے یہ وہ نقائص ہیں جو  
 شرعاً معتبر ہیں لہذا اگر کل قوم یا اکثریت اس عقد کو فسخ کر کے امام مذکور کو معزول کر دے  
 اور اس کی جگہ دوسرے کسی صالح اور دیندار شخص کو پیش امام مقرر کرے جس پر تمام قوم  
 متفق ہو تو قوم کا یہ عزل نافذ ہوگا، اور اس طرح امامت کا اصل مقصد بھی فوت نہ ہونے  
 پائے گا اور قوم بھی گنہگار نہ ہوگی، کیونکہ یہ عزل یومہ نقض نہ عینی کے ہوگا۔ اور اگر مذکور  
 پیش امام صاحب باوجود کل قوم یا اکثریت کے ناراض ہونے کے بدستور نمازیں پڑھانے  
 پر اصرار ہو، ورنہ لوگ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، بلکہ دوسری مسجدوں میں پڑھیں تو گناہ  
 پیش امام پر ہے قوم پر نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔





چونکہ صورتِ شلو میں جمع متکلمہ صیغہ جمع مؤنث فاعل کا بنا ہے جو فاعلِ ماضی کو مستر ہے جس کی بنا پر نماز کا صبر بجا ہے کیونکہ اگر سامع کے غلے میں جمع مؤنث کا صیغہ ہو لیکن قاری صاحب نے جمع متکلمہ پڑھا ہو تو اگر صورت میں نماز کا کراہت درست ہے تو ہم قاری کو وضاحت سے پڑھنا چاہیے۔

قال الخصکی: ومنہا الفتن بالامان ان غیر معنی ولا لا کاف حروف مدونین... فلو فی اعراب و تخفیف مشدد و تکسید و مر یا دة معرف.

بذلک فی رسمہ ہذا: المختار ج ۱ ص ۱۲۱ بار مایہذا و الصلوة (۱۷)

**فرض نماز میں تکرار سورۃ** **اسوال**۔ کیا ایک شخص کے امام صاحب نے فرض نماز کو نزول رکعتوں میں سورۃ اہل ص پر بھی پڑھا یا ایسا کرنے سے نہ پرہیز کر چکے؟

**الجواب**۔ در اول میں تکرار سورۃ جائز لیکن غیر اولیٰ ہے، البتہ فرائض میں تکرار سورۃ مکروہ تہرہ یہی ہے اس سے نماز میں کوئی فائدہ لازم نہیں آتا۔

قال الخصکی: لا یاس ان یقرئ سورۃ در عین حال فی ثلث نیقہ.

قال ابن عابدین: اذا نہ یکرہ تہرہا و علیہ عین جزم، تقیہ بالکراہۃ و یجمل نعلہ علیہ الصلوۃ و انسلازل للکشی، بان الجوز ہذا اذا لم یسطر۔  
در دوم مختار ج ۱ ص ۵۲۶ باب اعراب (۱۷)

لے میں ان ترسوں کا کہ حروف اور ادعیاں و تخفیف و تہرہ و التوسیع و آخر الخ و ما اور کہاں طریق مکان کشفہ اور ادبکہ اور افتخار و قدیم اور اخص و ما ان تکرار یہ مکان ایسا اولیٰ و اولیٰ و مقدم و مؤخر اور غیر متبادر و اکثر و صرف مکان حرہ و اولیٰ و غیر اعلیٰ یا نہ تکرار ایسا مستحب و لا یفسد۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۷) ثانی حشر ثلثہ بقاری (۱۷)

و فی ثلثہ فی الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۷ الفصل الثامن فی ذلک القادی۔

لے و فی الاصل اذا تکرر فی وحدۃ و لیکن اختلاف امتنا فی رحمہم اللہ فیہ و الا جمع نہ لکیرہ و لکن لا یبغی ان یفعل و یفعل لا یس بہ۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۷ الفصل الثامن فی ذلک القادی)

**مسئوال**۔ ہمارے مسجد کے امام صاحب اثر مغرب کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ کا پڑھنا مغرب کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ پڑھتے ہیں، جبکہ امام کتابوں میں مغرب کی نماز میں چھوٹی سورتوں کے پڑھنے کی ترغیب پائی جاتی ہے، کیا مغرب کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ پڑھنے سے نماز پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ یہ نماز میں بہتر ہے کہ امام صاحب مقتدیوں کی رعایت رکھ کر قرأت کریں کیونکہ مقتدیوں میں سے بعض بیمار اور کمزور بھی ہوتے ہیں، اس لیے فقہاء کرام نے نماز میں طوالت قرآن کو مکروہ بنا کر ہے، البتہ طویل قرأت سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں کئی مرتبہ سورۃ الطور اور سورۃ المرسلات پڑھی ہے۔ لما قال العلامة حماد بن الحسن الشریانی: وکیف الامام تطویل الصلوۃ لما فیہ من تنفیذ الجماعۃ لقوله علیہ السلام من قرأ فی تخفیف۔ قال العلامة احمد الطحطاوی تحت قول تطویل الصلوۃ بشوۃ او تسبیح او غیر ہما۔ (الطحطاوی ج ۲ باب الامامۃ)۔

عن جابر بن مطعم عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في المغرب بالنظر۔

عن ام الفضل بنت الحارث قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في المغرب بالمرسلات۔ (المصحيح السليم ج ۱ باب القراءة في المغرب)۔

لقد قال العلامة الحسینی: ویکرہ تحریم تطویل الصلوۃ علی القوم زائد اجماعی قدۃ السنۃ فی قراءۃ واذھار عنی القوم ام لا لاطلاق اکامر بالتخفیف۔ (رد المحتار ج ۱ مسئلہ باب الامامۃ)۔

ثم وعن جابر بن مطعم عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في المغرب بالنظر۔

وعن ام الفضل بنت الحارث قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في المغرب بالمرسلات۔ (رد المحتار في البخاری ج ۱ مسئلہ باب الجہر فی المغرب)۔  
وَبَشِّرْهُ فِي الْمَشْكُورَةِ بِجَاءِ بَابِ الْقِرَاءَةِ وَالصَّلَاةِ وَوَكَّلْهُ فِي الْبُحْرَةِ النَّبَوَةِ جَاءِ بَابِ

**سورة اور تکبیر میں وصل کرنا** | سوال: ہم ہماری مسجد کے امام صاحب آخری دس سورتوں میں سے جب بھی کوئی ایک سورة نماز میں پڑھتے ہیں تو رکوع میں جاتے وقت تکبیر کو سورة سے ملا کہتے ہیں۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا غلطی ہے بلکہ جب سورة کے آخر میں پہنچا جائے تو سورة کے آخر اور تکبیر کے درمیان وقفہ وقایہ کی زیادتی کی جائے، بغیر وقفہ نہ کر کے چڑھنا صحیح نہیں، جبکہ ہمارے امام صاحب جواز کے قائل ہیں۔ کیا وصل کے وقت وقفہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب:-** ایک لمحے کو دوسرے لمحے سے اس طور پر ملا کر پڑھنا جس سے معنی میں فساد پیدا ہو سکے درست نہیں اور اگر فساد کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے، لہذا اللہ اکبر کو سورة کے آخری لفظ کے ساتھ ملا کر پڑھنا عدم فساد معنی کی وجہ سے جائز ہے، البتہ وصل کی صورت میں وقفہ وقایہ قرأت کے قواعد کی بنیاد پر پڑھایا جائے گا۔ تاہم چونکہ اس صورت میں اللہ اکبر کو سورة کے جزو ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے بغیر ملائے پڑھنا افضل ہے۔

ما قال العلامة لها من عبد الرشيد البخاري: ان وصل حرف من كلمة بعرف من كلمة اخرى ان وصل حرفاً من كلمة بعرف من كلمة اخرى نحو ان قرأ آياتك فبعد وصل الكاف بالتون او غير المقصوب ووصل اليها بالعين او جمع الله لمن حمده ووصل الهاء من الله باللام فالصحيح انك لا تفسد وكذا ان تعبدك بك. خلاصة الفتاوى، ج ۱، ص ۱۷۱، زلزلة القاري: ۱۔

**قرأت کی تقدیم و تاخیر** | سوال: ایک مولوی صاحب نے جمعہ نماز میں پہلی رکعت میں سورة مريم کی کچھ آیات تلاوت کیں جبکہ دوسری رکعت میں سورة البقرہ سے کچھ آیات کی قرأت کی۔ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے کہ آیات میں تقدیم کر دی جائے یا بعض میں تاخیر کر کے پڑھی جائیں؟

**الجواب:-** قرآن مجید کی بالترتیب تلاوت کرنا آداب تلاوت میں سے ہے اسلئے ملہ و فی الہندیہ، ان وصل حرفاً من كلمة بحرف من كلمة اخرى نحو ان قرأ آياتك فبعد وصل الكاف بالتون او غير المقصوب عن جمع ووصل اليها بالعين او جمع الله لمن حمده ووصل الهاء من الله باللام فالصحيح انك لا تفسد ولو تعبدك بك۔

(افتاویٰ الہندیہ ج ۱، ص ۱۷۱، الفصل الخاص فی زلزلة القاری: ۱)

محققین فقہاء مکہ ہاں قرآن کریم کی منکوس تلاوت مطلقاً مکروہ ہے اور نہ بھول کی تعلیم کے لیے منکوس تلاوت بالکرات جائز ہے۔ اگرچہ بعض فقہاء نے داخل صلوٰۃ منکوس تلاوت کرنے میں قرآن میں یا نوافل کا کچھ فرق کیا ہے لیکن تحقیق کے ہاں مطلقاً منکوس تلاوت چاہے داخل نماز ہو یا خارج نماز، راجح سے خالی نہیں۔

لما قال العلامة عمار بن حسن الشیرازی: ویکرہ فی صلوٰۃ سوق فی حق الخیر احمد قال ابن عساکر: من قرأ القرآن منکوساً فهو منکوس وما شرع لتعليم الاطفال الا ان یسیروا خلفه بقصر السور۔ (عراقی غرض علی مدار تطبیقی ص ۲۹۸) مکر وہا انصاف ہے فجر کی نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا [مسوال]۔ دیلت میں معمول طے رکھنے والے بعض ائمہ کا یہ کہ منکوس قرآن مجید کا چند مختصر سورتیں یا دو تکی ہیں بڑی سورتیں یا انہیں ہوتیں۔ تم کی فجر کی نماز ان چھوٹی سورتوں سے پڑھائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ فجر کی نماز میں مستحب یہ ہے کہ اسٹار میں نماز شروع کرے، کم، زکرم یا تیس آیات کی مقدار کے مطابق قرأت کرے، اگر نماز میں کچھ فساد ہو جائے تو دوبارہ سنت کا تھکا رکھتے ہوئے نماز پڑھ سکے، اگر اتنی تاخیر کہ جلت کر اس سے نماز میں فساد آجائے تو دوبارہ اسے استحباب کے طریقے سے پڑھنی چاہئے، اچھا نہیں سمجھا گیا۔

ابنہ اگر کوئی چھوٹی سورتیں پڑھتا ہے اور اس پر اس کا دوام ہے تو اس نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن پر فجر کی نماز پڑھائی ہے۔  
لما قال العلامة ابو عابدین فی الجامع الصغیر: یقر فی الفجر فی ترکعت

لہذا قال العلامة الحنفی، ویکرہ فی الفصل سوق قصیرۃ وان یقرأ منکوساً۔ قال العلامة ابن عابدین، تحت قوله وان یقرأ منکوساً، بان یقرأ فی الشائبة سوقاً لا علی مہاقراً فی الاذان النحریب السورة فی القراءة من واجبات، متلاوة و نماجواز الصغار تسہیلاً لغير مرة التعمیم۔ رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۱ فصل فی القراءة، مطلب الاستماع للقرآن غرض کتابتہ) و مؤلفہ فی فتم القدر بر ج ۱ ص ۲۱۱ باب صفة الصلوٰۃ۔

سورة الفاتحة وقد مر اربعين او خمسين واختصر في الاصل على الاربعين . الخ  
(رد المحتار ج ۵ ص ۵۲۴ فصل في القراءة)

وقال العلامة ابن عابدینؒ : کذا ذکرناه صلی اللہ علیہ وسلم قرأ بالمعزوتين  
في الفجر . (رد المحتار ج ۵ ص ۵۶۵ باب الامامة مطلب اذا صلی انشأ في قبل الحنفي الخ)

**سوال :-** بعض صاحبین دیکھا گیا ہے کہ امام  
قرآن مجید کا بہت تیز پڑھنا  
بعض لوگ انفراداً بہت تیز قراۃ کرتے ہیں اور بہت جلد نماز سے فارغ ہونے کی  
کوشش کرتے ہیں ، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے ؟

**الجواب :-** قرآن مجید کو اگر تیز روانگی سے پڑھا جائے بشرطیکہ تلفظ صحیح ہو  
اور حرف میں کوئی کمی نہ ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ، البتہ انتخاب پڑھنا جس  
سے الفاظ میں غلطی یا کمی پیشی پیدا ہو جائے جائز نہیں ۔

قال العسکریؒ : ويجتنب التكرات هنا لاجل الصلوة .  
قال ابن عابدینؒ : اي سرعة الكلام والقراءة . (رد المحتار ج ۵ ص ۵۲۴ فصل في الترويع)

ثم قال العلامة سيد احمد انططولی : وأعلنت الأثار في حد ر ما يقرأ في كل صلوة  
وفي الجامع الصغير أنه يقرأ في الفجر في الركعتين جميعاً اربعين وخمسين أو ستين آية  
سورة الفاتحة . (رد المحتار ج ۵ ص ۵۶۵ باب الامامة مطلب اذا صلی انشأ في قبل الحنفي الخ)  
قلت الخ . (خطاوی حاشیہ مرقاۃ ص ۱۳۳ فصل في بيان سننها)

قال يؤيد ما في الصحيحين انه صلی اللہ علیہ وسلم قرأ بالمعزوتين  
في الفجر فلما فرغ قالوا له أو جرت قال سمعت بكاء صبي .

(خطاوی حاشیہ مرقاۃ ص ۱۳۳ فصل في بيان احق بالامامة)  
ومثله في النعمان ج ۱ ص ۳۸۸ باب الامامة . (فتاوی الهندیہ ج ۱ ص ۳۸۸)  
الفصل الرابع في القراءة .

ثم يذكر الاسراع في القراءة وفي اداء الأركان كذا في السراجية .  
(فتاوی الهندیہ ج ۱ ص ۳۸۸ فصل في الترويع)

**ظہر وعصر کی فرض نماز میں مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا** **اسوال** : ظہر وعصر

جبکہ امام سر اقرأت کر لے، اگر مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے ؟  
**الجواب** : پڑھنے میں مقتدی کیسے، چاہے امام سر اقرأت کرے یا پھر اقرأت کرے، غامض رہنا ضروری ہے اور مقتدی کا امام کے پیچھے اقرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

تَالْحُكْمِ رَأْسُكُمْ لَا يَتْرُكُ مَطْلَعًا وَلَا انْقِاطًا فِي الْمَقَرَّةِ انْقِاطًا وَمَا لِيْسَبَّحُ بِمُحِيطٍ  
 كَمَا بَسَطَهُ اَكْبَادُ (فان قرأه عن يمينه... ربي سمع) (اذا جهر) (ويست) (اذ سر  
 يقول في حرمه رضى الله عنه) كما نقرأ خلف الامام فتعزى له (اذا قرأ في المنقوان  
 فاستمعوا له وانصتوا) (ان لا يمتد ظل عدو من هذا الموضع) (فصل في القراءة) (لـ

**قرأت میں امام کا حد سے تجاوز کرنا** **اسوال** :۔ ہماری مسجد کے امام صاحب  
 ہیں کہ دور دور تک سنائی دیتی ہے جبکہ مسجد میں چند ایک لوگ ہوتے ہیں، اگر امام صاحب  
 ذرا آہستہ قرأت کریں تب بھی سب کو آسانی سے سنائی دیتی ہے۔ کیا ہماری نمازوں میں حد سے  
 زیادہ بلند آواز میں قرأت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** : ہماری نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کرنا اولیٰ جائز ہے، واجب ہے البتہ اتنی  
 بلند آواز سے قرأت کرنا کہ جس سے لوگ بھی ٹٹک ہوں اور اپنی بشری طاقت سے بھی تجاوز  
 کرے یہ مکروہ تحریمی ہے، احسن یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس  
 سے نماز میں کوئی فساد لازم نہیں آتا۔

ولا يجهر الامام نفسه بالجهر كذا في المبررات، و اذا جهر الامام فوق حجة الناس

لحم قال الامام محمد بن الحسن الشيباني: لا قرأة خلف الامام فاجهر فيه  
 ولا فيما لم يجهر به من جهات عامة الا نذر وهو قول في حذيفة

(موطا امام محمد ص ۹ باب من قال الامام)

ووشك في فتح القدير ص ۱۸۷ فصل في القراءة۔

فقہ اساکان کا امام اسما بچہر کا معراج انقروم لید بدوائی قراۃ لیحصل احضار  
القلب کذا فی السراج الوہاج ۔ والمندوبۃ جماعتک واجبات الصلوۃ بمسک

**نماز میں ایک آیت طویلہ کا پڑھنا** سوال ہم ہماری مسجد کے امام صاحب نے  
ایک مرتبہ چہری نماز کی پہلی رکعت میں بیچہ مافی

التشویط سے المصیبت تک قرات کیا، جو دو آیتیں ہوتی ہیں، اور دوسری رکعت میں کہ  
يُكَفِّرُ اللَّهُ ذُنُوبَنَا (الفتح) تک قرات کیا، جو ایک آیت بنتی ہے کسی نے اعتراض کیا کہ یہ نماز  
میں ہوئی کیونکہ دوسری رکعت میں ایک آیت پڑھی گئی ہے اور پہلی رکعت میں دو آیتیں، جبکہ  
قرۃ کے لیے تین آیات شرط ہیں لہذا اس سے نماز نہیں ہوگی۔ اعراض کرنے والے نے اپنی  
نماز کا اعادہ کیا، جبکہ امام صاحب کا موقف یہ ہے کہ نماز ہو گئی، کیونکہ نماز میں اگر ایک  
آیت طویلہ پڑھ لی جائے جو تین آیات قصیرہ کے برابر ہو تو اس سے نماز ہو جاتی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک آیت طویلہ (جو تین آیات قصیرہ کے برابر ہو) پڑھنے سے  
نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

**الجواب** یہ نماز میں قرات کی مقدار تین آیات قصیرہ یا ایک آیت طویلہ ہے،  
اور آیات قصیرہ کی مقدار سورۃ المکوثر اور سورۃ عبس کی پہلی آیات ہیں۔

صورت مسئلہ میں چونکہ امام صاحب نے ایک آیت طویلہ پڑھی ہے جس کا مقدار  
ان دونوں سے زیادہ بنتی ہے لہذا اس سے نماز میں کوئی قصا نہیں آیا اور نہ ہی یہ نماز  
واجب الاعادہ ہے۔

إما الجواز ان قرأتی کل رکعة من صلوۃ با یة اجزاء قصیرة كانت الا یة او  
طویفة وهو حسن وکذا عندنا فی حنیفۃ وعندنا لا یجوز یہ ما لم یقرأ فی کل

لما قل السید احمد الطحطاوی، وللاولی ان کا بیچہ، أنفسہ بالجہر بل بقدر الطاقة کانت  
جماع بعض، انقروم بکفی، واستحب ان یجہر بحسب الجماعۃ فان زاد فوق جماعۃ الجماعۃ  
فقہ اساء، کما ان جہر المصلی بالاذکار قہستانی عن کشف الاستیفاء، الاصول۔

رہطانی عنی صریحاً فی اصلاح منک فصل فی واجبات الصلوۃ  
وقیل فی رد المحتار ج ۱ ص ۸۹ باباً الا ما، مطلب فی دفع ابلغ صور زیادۃ عن الحاجۃ۔



رکعت ثلاث آیات قصار اداية طويلة وهذا قول ابن حنيفة اولى۔

خلاصة فتاوى ج ۱۴ ص ۹۲ فصل في القراءة له

**سوال**۔ ہمارے علاقے میں غلط (من) کے تلفظ پر علماء کے  
**حرف ص کا صحیح تلفظ** مابین بہت سخت اختلاف ہے، حتیٰ کہ کفر و اسلام کا فرق جن کا  
 پڑھا قرار دے دیا گیا ہے۔ بعض اس حرف کو ذال کے مشابہ پڑھتے ہیں اور بعض ظ کے  
 مشابہ پڑھتے ہیں اور بعض ذال اور ذال کے مشابہ پڑھتے ہیں۔ البتہ اگر صفات و خروج کی  
 رعایت رکھ کر اس کو ادا کرنے کی کوشش کی جائے تو فتنہ سے ظ کے مشابہ ہونا ہے کیا  
 اس حرف کو مذکور حرف کے مشابہ پڑھ لیا جائے تو اس سے نمازیں کوئی کراہت یا فساد  
 لازم آتا ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ تلفظ کے دوران اگر ایک حرف کو دوسرے حرف میں تبدیل کیے سے  
 معنی میں تغیر آتا ہو تو بالاتفاق اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی اگر ظ کو ذال  
 ذال و ذال، ظ سے بدل کر بعینہ ذال و ظ پڑھا جائے تو اس سے نماز فاسد ہو جائے  
 گی۔ البتہ اگر حق کو اپنے مخرج و صفات سے ادا کرنے پر کسی دوسرے لفظ کے مشابہ آواز  
 نکل جائے لیکن مزاحمت فرقی و تغیر نظر نہ آئے اور نہ ہی بلا مشقت کے ان کے درمیان میں  
 فرق کیا جاسکے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اگر صراحتہً تغیر ہو جائے تو اس سے نماز  
 فاسد ہو جاتی ہے۔

قال ابن عابدین: وقوله لا ما يشق، قال في الحاشية والخلاصة الأصل فيها  
 إذا ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنى إن أمكن انفص ما بينهما بلا مشقة  
 فسد ولا يمكن إلا مشقة كالظ مع انصا والمجتمعين والصاد مع السين

لہ قال المصنف: قرأ المصنف لو مائة أو مئتين الطائفة وقرأ بعد ما وجوباً  
 (سورة ثلاث آیات) وكونت الآية والأشياء تعدل ثلاث آیات قصاراً  
 اشغلت كراهة التحريم ذكر الحلي ولا تنفي التنزيهية إلا بالمسنون۔  
 (انہ المختار علی صدرہ المختار ج ۱ ص ۲۹ صفحہ الصلوة)

وتمت في كبرى ۲۹ باب القراءة۔

المصلحتين والظلم مع النساء قال أكثرهم لا نفس مرد القدر <sup>۳۴</sup> انما له اندر <sup>۳۵</sup> له  
**سوال**۔ اگر کوئی امام صراط الذین کے مجامع میں  
 الذین پڑھنے کو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں ؟

**الجواب**۔ سارے ایک حرف کا دوسرے حرف سے اسی طور پر بدلتا جس سے معنی  
 میں تبدیلی واقع ہوتی ہو مفسد صلوٰۃ ہے لیکن صورت مشورہ میں مفسد تبدیل نہیں بلکہ صراط  
 بالسن بھی ایک قرأت ہے اس لیے صراط الذین پڑھنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا  
 تاہم صراط پڑھنا اولیٰ ہے۔

اما قال العلامة جمال الدين ابو الفرج ابن الجوزي ان الصراط هو الطريق يقال  
 ان امله بالسن لانه من الاستراط وهو الاستلاخ فالصراط كانه يستراط المار به  
 عليه فمن قرأ بالسن كسجد و ابن عيينه ويعقوب فعل ص النكبة ومن قرأ  
 بالنصاذ كفي عمرو والجهم حور لانهم اخف على اللسان قال انما بلغه  
 الجبنة بالنصاذ وهي لغة قریش الاولیٰ (ولو الميسر تحت من هذا الذین) <sup>۳۶</sup> بلکہ

**سوال**۔ نمازیں سورۃ فاتحہ کوئی دوسری  
 سورۃ فاتحہ سے قبل لے کر پڑھنا سورۃ شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا

لے قائلین <sup>۳۷</sup> واکمل فی ہذا <sup>۳۸</sup> ان امکن النص بین الحرفین من غیر متغی  
 کا ہم مع تصاد بان قرأ الطاعات مکان الصالحات تصد صلوٰۃ وان کان لا یکن  
 تفصل بین الحرفین الا مشقة كالظلم مع الضاد والصاد مع المین والظلم مع النساء  
 بخلاف المثل مخفیہ قال اکثرهم لا یفسد قال بعضهم یفسد۔

(خلاصہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۱ زبۃ البقاری)

وَمَثَلُهُ فِي السَّهْدَةِ ج ۱ ص ۱۸۱ زبۃ البقاری۔

تہذیب القواعد معصود، کاوسی، الصراط، الطريق واصله بالتسیر من  
 السیر <sup>۳۹</sup> و بالسنین علی الاول قرین کثیر بروقیۃ تمیل و ادین الثانی  
 عن یعقوب و قرأ الجهم حور بالنصاذ وھی لغة قریش۔

دریج ۱، فانی ج ۱ ص ۲۷ تحت انصار علی المستقیم،

وَمَثَلُهُ فِي تَفْصِيلِ ابْنِ كَثِيرٍ ج ۱ ص ۲۷ تحت انصار علی المستقیم۔

کیا حکم ہے؟

**الجواب:** سورۃ فاتحہ سے قبل تسمیہ کا پڑھنا سنت ہے البتہ فاتیحہ اور سورۃ کے درمیان تسمیہ پڑھنا سنت تو نہیں مگر تحقیق کے ہاں پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔

قال المحقق (رحمہ اللہ) فی المسئلۃ لا مطلق ان ذکر کلمۃ فی ذبیحۃ وضوء وسراقی: قل کل رکعۃ (ولو جہریۃ ولا) تسبیحاً بین الفاتحۃ واسورۃ مطلقاً ولو سریۃ ولا تکبیراً اتفاقاً وما صحیحہ التزلزل من وجوبہا ضعفہ فی بحر قال ابن عابدین: کذا مخرج فی الذخیرۃ والمجتبیٰ بان سجدۃ بین الفاتحۃ والسورۃ مقررة سراً اور بظہراً حنا ورجعہ ابن الہمام۔

(ہذا المحتاج اصلاً باب صلوۃ الصلوۃ فصل فی الشروع) لم

**اسوال و جواب:** ہم صاحب قرآن کریم کی ایک نیت شفاء  
**اعراب میں غلطی کرنا** یعنی فی الصلوۃ کو کریمہ نشین کہ مجھے شفاء دے گا فی الصلوۃ اور

لمہ رشیدی بالسیبہ وغیرہا وحی من اللہ ان آیۃ (انزلت للفصل بین التورۃ والفریۃ فیما یکرہ فی الصلوۃ)۔۔۔ ولا یجوز بین الفاتحۃ والتورۃ حکم فی التورۃ وینافیہ۔  
(الفتاویٰ امینہ ج ۱ ص ۱۸۸ فصل الفاتحۃ فی مسندہا)

قال العلامة حسن بن عطاء الشریف (رحمہ اللہ) ان سجدۃ اول کل رکعۃ (قل الفاتحۃ لا یدعی اللہ علیہ وسلم ان یفتح صلوۃہ ببسم اللہ انزل عن الزمخشری اسعدنا وی واتفقوا علی عدم الکراہۃ فی ذکرہا بین الفاتحۃ والسورۃ بن ہشام سوا کانت الصلوۃ سریۃ اوجہریۃ وینافیہ ما فی الفہستاء ان لا یسجد بین الفاتحۃ والتورۃ فی قولہا۔ فی روایۃ عن محمد قال فی التضرعات والفتویٰ علی قولہما۔

فی سائتہ جمع۔ فیہ الحال وتبیدہ بن امیر الحاج حیدر جوہان الخلاف فی السنیۃ فلا خلاف انہ لو سجد کان حنا الشبہۃ الخلاف فی کوشہا آیۃ من کل سورۃ۔

وطحاوی علی ما فی الافلاح ص ۱۸۸ باب مسندہا

ومثلک فی عزیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب الصلوۃ۔



**الجواب :-** مخفف کو مشدد پڑھنا اور ایسے ہی مشدد کو مخفف پڑھنا اگر اس سے فساد معنی لازم آتا ہو تو نمازناقصہ ہے در نہ نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

قال المحقق: اَوْ تَحْفِيفٌ مَشْدُودٌ عَكَسُهُ اَوْ بِزِيَادَةِ حُرُوفٍ فَكَثْرَتِ حُرُوفُ الصَّلَاةِ لَمْ يَنْجِ اَوْ بِوَصْلِ حُرُوفٍ بِكَلِمَةٍ نَحْوُ اَيَّاكَ تَعْبِيدُ اَوْ بِوَقْفٍ اَوْ اِيْتِدَادٍ لَمْ يَنْجِ — وَاِنْ غَيَّرَ مَعْنَى بَعْدِ يَفْقَهُ بَزَائِفَهُ اَلَا تَشْدِيدُ دَوَابِّ الْعَالَمِينَ وَاَيَّاكَ تَعْبِيدُ فَيَتَوَكَّلُ تَعْبُدُ — (لَا مَا لَمْ يَنْجِ عَلَى صَدْرِهِ رَدٌّ بِمَعْنَى رَدِّ زَلَّةِ الْقَارِي) ۱۷۷

**نماز میں قرأت کی غلطی کا علم ہونے کے بعد اسے درست کرنا** **سوال :-** کوئی شخص نماز میں

قرأت کے دوران الفاظ یا اعراب کی غلطی کر جائے اور بعد میں علم ہونے پر فوراً اس کا ازالہ کر دے اور دوبارہ درست قرأت پڑھے تو اس سے نماز میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

**الجواب :-** نماز میں قرأت کی غلطی ہو جانے کے بعد اس کا تدارک کر لے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، نماز درست اور صحیح ہوگی۔

ذَكَرَ فِيهَا اَنْفَوَاثُهَا لَوْ قُرِئَ فِي الصَّلَاةِ يَخْطَا فَاحْشَى ثُمَّ رَجَعَ وَهَرَأُ صَحِيحًا قَالَ عَتَدِي صَلَاتَهُ جَائِزَةً وَكَذَلِكَ الْاَعْرَابُ۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۷ باب زلۃ القاری) ۱۷۸

لَمْ وَلَوْ تَرَكَ التَّشْدِيدَ اَوْ اَتَى بِالتَّشْدِيدِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ  
صَحَّ فَإِنْ كَانَ لَا يَسْتَوِيَانِ عَنِی۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۷ باب زلۃ القاری)  
لَمْ قَالَ الشَّيْخُ مَوْلَا نَاشَاہِ اشْرَفَ عَلَی السَّالِفِیْنَ، وَفَی اَعْلَانِکِی، ذَكَرَ  
فِي اَنْفَوَاثِهَا لَوْ قُرِئَ فِي الصَّلَاةِ يَخْطَا فَاحْشَى ثُمَّ رَجَعَ وَهَرَأُ  
صَحِيحًا قَالَ عَتَدِي صَلَاتَهُ جَائِزَةً وَكَذَلِكَ الْاَعْرَابُ، قُلْتُ :  
وَكَذَلِكَ سَمِعْتُ شَيْخِي مَوْلَا نَاصِحَتِ بْنِ عَقُوبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۸ باب المخرجة)

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ كِي جَكَ اِذَا جَاءَ النَّصْرُ لِلَّهِ پڑھنے کا حکم [سوال :- اگر کوئی  
نصر اللہ کی جگہ اِذَا جَاءَ النَّصْرُ لِلَّهِ پڑھتے تو اس کی نماز قاسد ہوگی یا نہیں ؟]  
الجواب :- سورۃ سبوح میں ہر آیت کا تفسیر معنی بھی پڑھا جاتا ہے اور کتب عمی اللہ  
نماز کا ارشاد کرنا ضروری ہے ۔

وفی الہندیۃ : (ومنتہام ذکر حرف مکان حرف ان ذکر وفامکان حرفہم  
یغیر المعنی بان قرآن الہیون من اللفظ فہو وما الشبہ ذلک لم یفسد صلاتہ وان  
غیر المعنی بان امکن اللفظ بین الہیون من غیر مشقۃ کا لفظ مع الصلاۃ مقصور  
انطوائت مکان الصلاۃ تفسد صلاتہ عند اکل الخمر (فتاویٰ الہندیۃ  
ج ۱ ص ۱۸۹ کتاب الصلوۃ تفصل فی مسمی فی ذلک القاری )

دوسری رکعت میں ایک آیت کی یا و فی سبب کریمت نہیں [سوال :- اگر کسی نے نماز میں  
تین آیت تلاوت کیں اور دوسریں یا و آیت تلاوت کیں جسکی وجہ دوسری رکعت پہلی رکعت سے طویل  
ہوگئی کیا ایسا کرنا شرعاً مکروہ ہے یا نہیں ؟]

الجواب :- اگرچہ دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے لمبا کرنا مکروہ ہے مگر یہ کریمت نسبت بہ  
دوسری رکعت کی قرأت و آیات سے زیادہ ہو جائے اور آیات ائمہ کی زیادتی سبب کریمت نہیں ۔  
ما قال الفقہاء و اہم الجہات اما طالعۃ الرکعت الثانیۃ علی الوکعۃ الاولی و کتبہ بالرجوع کن لا  
یطلق الا طالعۃ الی انکانت الا طالعۃ ثلاث آیات و ما فوقہا ثلثہ و ان كانت تلقت الا طالعۃ آیۃ  
الایاتین لا تکرہ (رحمہم اللہ) کیسے میں بتایا یہ صنف الیصلوۃ )

الحال بعلمہ جہا بنی و ان کان الخطا یا بدلی حرف تعرف فان مکئی انفس  
میتھما بذکرۃ کا لفظ مع الطالعۃ ان فرقہ الصلاۃ مکان الصلاۃ فالتقوا  
علی انہ مفسد وان لم یکن الا بمشقۃ کا لفظ مع الضاد و انصار مع السین  
فاکثرہ علی عدم بقاء تصویب الیولی الخمر و زاد الحدیث و الخمر - ب ما یفسد  
الصلوۃ و ما تکرہ فیہا - مطلب مسائل ذلک القاری )  
و مشقۃ فی الیزادیۃ منی ہامس الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۹ کتاب الصلوۃ ۔

تین آیات پڑھ چکنے کے بعد مقتدی کا امام کو فتحہ دینا | سوال :- ایک مسجد کے

کے برابر نماز کے اندر قرأت کی کہ اچانک آگے پڑھنا پھول گئے۔ اس صورت میں اگر کوئی مقتدی امام کو فتح دے اور امام مقتدی کو فتح لے لے تو کیا اس سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ فقہاء احناف کا اس بارے میں کیا رائے ہے؟

الجواب :- جب امام نے تین آیات کے برابر قرأت کر لی تو کسے چاہیے کہ وہ رکوع میں چلا جائے مقتدی کو فتح دینے کے لیے مجبور نہ کہے اور اگر بالفرض مقتدی نے تین آیات کے بعد امام کو فتح دیا اور امام نے قبول بھی کر لیا تو اس سے نماز فاسد ہوگی۔

لما قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ : بخلاف فتیہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لافتحواخذ بکل حال ای سوا قرأ الامام قدوما تجوز بہ الصلوة ام لا انتقل الی ایة اخوی ام لا تکرر الفتح ام لا هو الاصح ۔

(رد المحتار جلد اول ص ۳۶۸ باب ما یفسد الصلوة ۱۰۷۱)

ایک ہی رکعت میں ایک سے زیادہ سورتیں پڑھنے کا حکم | سوال :- کیا فرماتے ہیں

میں کہ ایک ہی رکعت میں ایک سے زیادہ سورتیں ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟  
الجواب :- بہتر یہ ہے کہ ایک رکعت میں ایک ہی سورت پڑھی جائے تاہم اگر ایک ہی رکعت میں دو یا تین سورتیں پڑھی گئیں تو اس سے نماز پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا اگرچہ خلاف اولیٰ ضرور ہے۔

لما قال العلامة السید احمد الخططاری رحمہ اللہ : ویکرہ..... والجمع بین سورتین ای فی رکعة واحدة لما فیہ من التشبهة بالتفصیل والجمع۔  
(مخطوطی علی مرقی الفلاح ص ۳۰۰ باب ما یکرہ فی الصلوة)

۱۔ قال العلامة ابن نجیم النعیمی رحمہ اللہ : لما صرحوا فی فتح المصلی علی امامہ بانہا لا تفسد علی التعمیم سوا قرأ الامام ما تجوز بہ الصلوة اولاً۔  
(البحر الرائق ج ۱ ص ۳۰۰ باب ما یحدث فی الصلوة)

## باب المسبوق واللاحق (مسبق اور لاحق کے احکام و مسائل)

مسبوق اور لاحق کی تعریف | سوال :- جناب مفتی صاحب: مسبوق اور لاحق کی تعریف کیا ہے؟ یہ کسے کہتے ہیں؟

الجواب :- مسبوق : وہ نماز ہے جس کو امام کے ساتھ پوری رکعات یا بعض پڑھنے کا موقع نہ ملے۔

لاحق : وہ نفل ہے جس سے ہجرت مجبوری اقتضا کرنے کے بعد پوری یا بعض رکعات فوت ہو جائیں۔

قال العلامة عسکری: واللاحق من فاتتہ رکعتہ، وبعضہا لکن وقتہ، بعد رکعتہ  
وآخرہ... والمسبوق من فاتتہ ما قبلہ وبعضہ. <sup>اور لاحق: جو مسبوق کے بعد آئے اور مسبوق: جو اس کے قبل آئے</sup>  
مسبوق کیلئے شمار پڑھنے کا حکم | سوال :- یک شخص مغرب کی قزاق میں دو رکعتیں نماز  
کے ساتھ شامل ہو تو وہ نماز کب پڑھے گا؟

الجواب :- اگر مسبوق امام کو کسی رکعت میں پانے جس میں قزاق ہو رہی ہو تو یہ  
مسبوق شمار نہیں پڑھے گا بلکہ امام کی قزاق سے گا اور جب امام کے سلام پھرنے کے بعد  
یہی مسبوق فوت شدہ رکعت کی قضا کرنے کے لیے اٹھے تو نماز پڑھے گا۔ تاہم امام ابو یوسف  
کے نزدیک امام کے ساتھ سنتے ہی قنوز پر حاکم مستحب ہے، جبکہ بعد میں رہی امام کی فراغت  
کے بعد بھی قزاق سے پہلے قنوز پڑھے گا۔

قال: العلامة طاهری، بعد الرشید بخاری: المسبوق اذا درئت کلامہ فی القنوة  
تقریجہ فیہا لا یاتی بانشار قاذ قام اما قصہ ما سبق یاتی بانشار ویستعمل القنوة  
وعند ابی یوسف یتقو عند الدخول فی الصلوة وعند اقرأة وھذا استحب۔

نہد فی ہذیفہ المسبوق من لم یصلک سرکعتہ الاولى مع الائمة... ولا یصح  
حوالہ: درخت او نہاد فانصاب فی القنوة وسعدت، وبقی قائما شراہم... و  
(لما اذا یتقو عند الدخول فی الصلوة عند اقرأة وھذا استحب)



اما كونہ سنة فقد مر في فصل الاداب ثم في التنازل سواء كان قريبا من الامام  
او لا يسمع في صلوة الجهر يستكت. وفي صلوة الخفاة يأتي بالتنازل اذا امر  
قاما. رخصلة افتاوی ج ۱ ص ۱۶۱ مسائل المسبوق

دوسری رکعت میں ملنے والے مسبوق کیلئے تشہد پڑھنے کا حکم

سوال ۲۰ اگر کوئی شخص نماز  
کے نماز میں امام کے ساتھ  
دوسری رکعت میں شامل ہو جائے اور امام جب دوسری رکعت پڑھنے لگے تو اس مسبوق پر بھی  
تشہد پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟ بعض متون اور تراجم میں لکھا ہے کہ مسبوق پر یہ ضروری نہیں۔  
الجواب: مسبوق پر یہی تشہد پڑھنا واجب ہے۔

قال ابن عابدین: والمسبوق لا یسجد مع امامه، قید بالجود لانه لا یتابعه  
في الاسلام بل یسجد معه ویتشهد اذا سلم الامام قام الى المقعد الخ  
ر بعد المختار ج ۱ ص ۵۴۱ حکم المسبوق واللاحق

دائفاً قال بعد ورقة: لكن نوافذ الامام في القعدة الاولى تقع معه  
تمام الامام قبل شروع المسبوق في التشهد فانه يشهد تبعاً لتشهد امامه۔  
ر بعد المختار ج ۱ ص ۵۴۱ حکم في اللاحق والمسبوق

نه وفي الهندية: وفي صلوة الخفاة يأتي به الخ. ويستكت المتوهم عن التنازل  
اذا جهرا كامام۔ وان ادرك الامام في الركوع والسجود يتعزى ان كان اكبر  
وايم الله لو اني به ادركه في شيء من الركوع والسجود يأتي به قائما ولا  
يتابع الامام ولا يأتي به۔ وان لم يدرك الامام في الركوع والسجود لا يأتي بهما  
وان ادرك الامام في القعدة لا يأتي بالتنازل بن كبير ولا فتاح قفر ولا نطاط ثم  
يقعد۔ (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۵۱ الباب في اللاحق والمسبوق)

ثم وفي الهندية: اذا ادرك الامام في التشهد وقام الامام من ان يتم القعدة ولم يتم الامام  
في اخر الصلوة قبل ان يتم مقتدى التشهد فالمتأول يتم التشهد في الخفاة وان لم يتم  
اجزأه۔ (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۵۱ الفصل السادس فيما يتابع الامام الخ)  
ومثله في من في التنازل على صدر الطحاوي ص ۱۵۱ باب فيما يفعل مقتدى۔

**سوال :-** مسبوق امام کے ساتھ قعدہ اولیٰ میں شرک کرے اور مسبوق کے پیچھے ہی امام کھڑا ہو جائے تو کیا ایسی صورت میں امام کی متابعت ضروری ہے یا مسبوق تشہد مکمل کرنے کے بعد کھڑا ہوگا؟

**الجواب :-** ایسی صورت میں تشہد مکمل کرنے کے بغیر بھی اگر مسبوق امام کی متابعت کی وجہ سے کھڑا ہو جائے تو نماز میں اختلاف ہو جاتی ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ تشہد پوری پڑھ کر کھڑے ہو جائے۔ کیونکہ قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے، لہذا ایک واجب کی وجہ سے دوسرے واجب کو ترک نہیں کرنا چاہیے، یہاں تک کہ مدرک بھی تشہد پورا کرنے کے بغیر نہیں اٹھے گا، بلکہ تشہد مکمل کرے پھر اٹھ کر امام کی متابعت کرے، تاکہ دونوں واجب کی رعایت ہو۔

وفي الهندية: اذا ادرك الإمام في التشهد وقام الإمام قبل ان يتم المقتدى أو سلم الإمام في آخر صلوة قبل ان يتم المقتدى استمر في اختيار ان يتم التشهد كما في الغاية - وان لم يتم اجزاً - (الهندية ج ۱ ص ۱۰۸) الفصل السادس في متابعت الامام في التشهد

**سوال :-** اگر امام قعدہ اولیٰ سے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور مسبوق جس نے التحیات کو ادا کر دیا ہو یا نہ ہو پیچھے رہ جانے کی وجہ سے التحیات مکمل کرے اور اتفاق ایسا ہو کہ امام قیام سے رکوع میں چلا جائے تو کیا یہ مسبوق تین تسبیحات کے برابر قیام کر کے لائحتی کی طرح امام کے ساتھ شریک ہوگا یا رکوع کرنے کے بعد امام سے ملنے کی کوشش کرے گا؟

**الجواب :-** اصل جواب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ متابعت تو کئی تین قسمیں ہیں۔ (۱) بشكل مقارنت، امام کے ساتھ تمام رکعت میں شریک رہے۔

لے قال ابن عابدین: فای عارضتها واجب کالیتبعی ان یفوتہ بل یا قی بد شتم یتابع کما یوقام الامام قبل ان یشتم المقتدی التشهد فانه یشتمه - ثم یقوم لان الاتیان به لا یفوت المتابعة بالکلیة - وانما یؤخرها والتابعة مع قطعہ فتوته بالکلیة فكان تاخیر احد الواجبین مع الاتیان بهما اوفی من ترک احد هما بالکلیة -

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۸) مطلب مهم فی تحقیق متابعت الامام

- (۲) بصورت تعاقب اگر ابتدا کو فعل میں امام مقدم اور مقتدی مؤخر ہو۔
- (۳) بصورت تاخر اگر فعل سے امام پہلے فارغ ہو جائے اور مقتدی امام کی ادائیگی کے بعد اگر ان نیتوں صورتوں میں متابعت کا حق ادا ہو کر مقتدی کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ لہذا مذکورہ صورت میں چونکہ تشہید پڑھنا واجب ہے اس لیے لاشعری یا مسبوق تشہید پڑھنے کے بعد قیام کیگے تنہا رکوع کر کے امام کے ساتھ ترکیب ہو جائے اور اس میں بھی متابعت بصورت تاخر کا حق ادا ہوتا ہے۔ البتہ مندرجہ بالا صورتوں میں اگر مقتدی اصل فعل ہی (یعنی فرض) کی نماز رکوع ترک کر دے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد مستقل رکعت ادا کر کے سلام پھیر دے اور اگر مستقل رکعت امام کی فراغت کے بعد ادا نہیں کی تو نماز ادا نہ ہوئی اس لیے نماز واجب الاعلا ہو بلکہ فرض ہو کر دوبارہ ادا کر گئے گا۔

قال: من عابدین، والخاص ان متابعت الامام فی المراتب والنواحيات من غير تاخير واجبة، فان عارضها واجب لا ينبغي ان يفوته بل يأت به ثم يتابع كما لو قام قبل ان يتم المقتدي الشاهد فانه يشهده ثم يقوم لان الاتيان به لا يفوت لثبته بالنكيلة، وانما يؤخرها، والمتابعة مع قطعة نفوت بالنكيلة فكان تاخير واحد الواجبين مع الاتيان بهما اذ من ترك احدهما بالنكيلة رد الفرض على صاحب نعم فحقن من اتبع الله له مسبوق سلام میں امام کی متابعت نہیں کے لیے سلام پھیر دے تو مسجود احمد کی صورت میں نماز پر کیا اثر پڑے گا نیز مقدمہ اخیر میں ملنے والے شخص کے لیے امام کی ہجرت میں متابعت ضروری ہے یا نہیں؟

لے قال العلامة حماد بن حسن الشرنبلالی: لو سلم ان امام او تکمل قبل فراغ المقتدي من قراءة الشاهد يتمه... ولا يتبع الامام وان خاف فوت الركوع لانه قراءة بعض الشاهد لم تعرف قرينة الركوع لا يفوت في الحقيقة لانه يدرك فكان خلف الامام وعارضة واجب اخر لا يمنع الاتيان بما كان فيه من واجب غير ان لانياته مع بعده فكان تاخير واحد الواجبين مع الاتيان بهما اولي من ترك احدهما بالنكيلة۔  
(مرآة المفلاح على مدار المطاوعة ص ۲۵۱ فصل فيما يفعله المقتدي بعد فراغ امامه... الخ)

الجواب یہ مہیوق کی حیثیت یا دہونے کے باوجود سلام پھرنا واجب نہ اور صلوٰۃ ہے، البتہ  
 نبیان کی صورت میں سلام پھیرنے سے نماز مکمل ہو کر نہیں پڑھتا جبکہ امام کے سلام کے ساتھ نماز قبل سلام  
 پھرنا ضروری نہیں امام کی فراغت کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز مکمل کرے گا تاہم مہیوق پر امام  
 کے بعد وہ مہیوقین متاثر نہیں ضروری ہے البتہ سلام پھیرنے میں امام کی تاخیر ہی نہیں کرے گا تا کہ  
 میں وہ مکمل نماز کے وسط میں واقع نہ ہو اور امام کی فراغت کے بعد سب سلام پھیرنے سے مہیوق  
 پڑھدے سب واجب ہو جاتا ہے۔

قال النعمانی: ولو لم یسبق یسجد مع امامه مطلقاً سوا النعمان المہیوق قبل الاغتذاء  
 او بعدہ قال ابن عابدین تحت هذه العبارة: قد بانسجود لانه لا یابہ فی السلام  
 بل یسجد معہ یشہد ما دام الامام قائماً فی القضاء فان سلم فان کان اماماً قد قعدت  
 وان لا سجود علیہ ان سلم مہیوق قبل الامام وبعده وان سلم بعده لزمہ لكونہ  
 مشرفاً حیث فی بعض ارباب المعبیة المقارنة وهو نادر لوقوع کثافی شرح المبیة وفيہ  
 ولو سلم علی من ان علیہ ان یسلم فهو سلام عمد یمنع الیضا۔

والله اعلم بالحق والخيار رحمہ اللہ باب سجود السجود

مہیوق کے لیے مہیوق سلام پھیر کر خارج سے ٹکڑے پڑنا اور حکم سلام پھیرے، اور مہیوق  
 اسے مہیوقیت کی یاد دہانی کرانے اور یہ مہیوق: میں پر عمل کر کے بقیہ نماز کے لیے کھڑا ہو جائے تو اسی  
 مہیوق کی نماز کی شرح حیثیت کیا ہے؟

الجواب: اس مسئلہ میں فقہاء کا آپس میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک ایسا کرنے  
 سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بعض کے نزدیک نماز درست ہے اور یہی رازح قول ہے، لہذا احتیاطاً

لہذا فی الجندیۃ: سلطون امام ابو حنیفہ علی من خلفہ السجود کذا فی المحیط ولا یتقوا ان  
 یکون متقدماً بعد وقت السجود حیث لو ادبرک الامام بعد ما سہا یزعمہ ان یسجد مع الامام تبعاً  
 لکے و یودخل بعد ما سجد سجدة اف حو۔ یا بعد فی اثباتیۃ فی الاعتصام الاول وان  
 مطلقاً بعد ما سجد حال الاقضاء۔ (الجندیۃ باب سجود السجود ج ۱ ص ۲۵۷)  
 وکذا فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۷ باب الحدث فی الصلوٰۃ فی استخلاف المہیوق۔

ہے کہ عمل نمازی (خارج سے القہ طے پڑھ کر کے اٹھ جائے اور اپنی باقی مانہ نماز پوری کرے تاکہ اختلاف کی صورت نہ رہے۔ تاہم اگر اس نے نام کے ساتھ تھیل سلام پھیرا ہو تو نماز کے آخر میں بوجہ سہو کی ضرورت بھی نہیں اور اگر نام کے سلام کے بعد سلام پھیرا تو اس صورت میں اس مسیق پر نماز کے آخر میں بوجہ سہو واجب ہے۔

قال علاؤ الدین المصنفی: ولو سلم (رای المسبوق) ساجدًا بعد اتمامه لزومه السهو والالاء۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج ۱ ص ۱۴۹)۔ باب سجود السهو) لہ

مغرب کی جماعت میں آخری رکعت پڑھنے والے کا حکم **سوال :-** اگر ایک شخص مغرب کی نماز ہو جائے تو وہ باقی نماز کیسے ادا کرے گا؟

**الجواب :-** یہ مسبق نام کے سلام پھیرے کے بعد اٹھ کر ثناء، تَعُوذُ اَسْمَاءُ، فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکعت اولہ بجا کر کے قعدہ پڑھ کر تشهد پڑھے، پھر اٹھ کر دوسری رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے پھر رکعت اولہ بجا کر کے بعد پڑھ کر انقیات پوری کر کے سلام پھیرے، اور تیسری رکعت آخری سلام کے ساتھ ادا کرے۔ اور اگر دوسری رکعت (یعنی نام سے فراغت کے بعد پہلی رکعت) پڑھیں بیٹھا ہو پھر بھی نماز احتساباً جائز ہے اور بوجہ سہو بھی واجب نہیں۔

ثم قال ابراہیم الحلبي: لو اداك مع الايام ركعة من المغرب فانه يتروا في الركعتين الخامسة والسادسة ويعتد في اوليهما الا انها ثنية ولو لم يقعد جازا استأنأ لاقبسا ولو لم يقعد جازا

السهو۔ (کبیری ص ۲۸۸) فی آخر فضل سجود السهو) لہ  
لہ قال القاضی خان: اذا سلم المسبوق ساجدًا يلزمه السهو قيل هذا اذا سلم بعد الامام فان سلم مع الامام لا سهو عليه۔ (فتاویٰ القاضی خان عن حامش الهند ج ۱ ص ۱۲۰) باب سجود السهو)

لہ قال ابن نجيم المصري: لو اداك مع الايام ركعة من المغرب فانه يتروا في الركعتين الخامسة والسادسة ولو ترك الركعة في احداهما فقد سلمت وفيه وعليه ان يقتضى ركعة تشهد ثانياً ثم يركع جازاً استأنأ لاقبسا۔ وقال ابن عابدی: تحت هذه العبارة۔ ولو لم يقعد جازاً استأنأ لاقبسا ولو لم يقعد جازاً استأنأ لاقبسا۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج ۱ ص ۱۴۹) باب الحدث في السهو) ومثله في رد المحتار ج ۱ ص ۵۹ احكام المسبوق۔

تین رکعات کے مسبوق کے لیے امام کے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت متصل پڑھنے سے نماز کا حکم ہو گیا اس مسبوق پر سجدہ سہول لازم ہے یا نہیں ؟

**الجواب** یہ اگرچہ معتقد ہیں کہ قول امام محمد کا ہے اور صورت مذکورہ میں امام محمد کے قول کے خلاف کیا گیا ہے، لیکن پھر بھی اس شخص کی نماز مستحاضا جائز اور درست ہے، سجدہ سہول واجب نہیں ہے۔

قد اجمعنا، ويقضى اول صلوة في حق قنيت واخرها في حق تشهد وسورة ركعة من غير فريضة، بركعتين بفتح وسورة وتشهد بينهما وبطبيعة الرباعي بفتحة فقط ولا يتعد قبله — وقال ابن عابد بن محمد الحذافي: (قوله ويقضى صلوة في حق قنيت اول الخ) وهذا قول محمد كما في ميسرة الشرحي وعليه يقتصر في الاختصاص وشرح المطاوعة والاسبغاني والفتح وابن عابد وغيرهم وكلهم يوافقون ذلك في السراج النواحي لكن في صلوة الجن في ان هذا القولها وتمامه في شرح شيخنا سمين وفي النقص عن الشافعي لو ادركته في ركعة الرباعي يقضى ركعتين بفتحة وسورة ثم يتشهد ثم يأتي بالثالثة بفتحة خاصة به وظاهر كلامهم اعتماد قول محمد (قوله تشهد بينهما) قال في شرح المنية ونولم يقتضها استحاضا لاقبالا ولم يلزمه سجود السهو لكون الركعة أولى من ركنه

(الدر المختار ورمه المختار ج ۱ ص ۵۹۶) احكام المسبوق والامتنع

له قال ابراهيم الحنبلي: ومن جالسها ما شربنا اليه انه يقضى اول صلوة في حق المقرأة واخرها في حق القعدة حتى لو ادرك مع الايام ركعة من المغرب بانته بقرا في الركعتين بفتحة وسورة ويقعد في اربعتهما لانها ثنائية ولو لم يقعد جازا استحاضا لاقبالا ولم يلزمه سجود السهو لو سهو لكونها اولى من ركنه الخ - (كبيري ص ۳۸) باب سجود السهو

وتمت في صفحة اثنتى عشرين حاشية البعد الخ ج ۱ ص ۳۹۹ باب الحديث في الصلوة

پڑھتی رکعت میں امام کو پانے والے مسبوق کی ناز کا حکم | **سوال** :- جب ایک شخص نے چار رکعات والی نماز میں امام کو آخری رکعت میں پایا اور پہلی تین رکعات اُس سے فوت ہوئی ہیں تو امام کے سلام پھرنے کے بعد مقتدی کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

**الجواب :-** یہ مسبوق امام کی فراغت کے بعد کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھ کر قعدہ کرے، تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کی صورت میں فاتحہ اور نغم صورت کرے گا اور آخری رکعت میں صرف فاتحہ اور اکتاہ کرے گا۔ گویا اس صورت میں مسبوق کو امام کے ساتھ پڑھی ہوئی رکعت کے علاوہ باقی تین رکعات میں ترتیب کی یوں رعایت رکھنی ہے۔

قال المحقق: وروى مسروق عن سبقة الامام بها او بعضها راي بكل الركعات او بعض الركعات (وهو منقول) حتى يثنى ويحذف ويقرأ ذلك قرع مع الامام لعدم الاستداد بها كقولهم ما يحتاج السجدة (فيما يقضه) اي بعد ما بعدة لا ما بعده الخ ويقضى اول صلوة في حق ثلثة والخروا في حق الشاهد. فبعد ذلك ركعة من غير سجرة يأتي بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد بينهما وبأربعة الرباعي فقط ولا يقعد قبلها واليهما تختار على صدره رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۵ احكام المسبوق واللاحق م ۱۷

**مسبوق کیلئے امام کے ساتھ قعدہ انجرو میں درود شریف پڑھنے کا حکم | سوال** :- اگر ایک حالت میں شامل ہو کر امام نے ایک یا دو رکعت پڑھی ہوں تو مقتدی قعدہ انجرو میں امام کے ساتھ بیٹھے ہوئے درود شریف اور دعا پڑھے گا یا نہیں؟

لے قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد البخاري: ولو ادرك ركعة مع الامام في صلوة انظر وانعصر لثلاثاء وقام الى القضاء فليحذف ركعة ويقرأ فيها بالفاتحة وسورة وتشهد ولا يقضي آخر الصلوة في حق الشاهد ويقضي ركعة ويقرأ فيها بالفاتحة والسورة ولا يشهد وفي الثانية بالخيار والقرأة افضل ولو ادرك ركعتين منها يقضي ركعتين ويقرأ فيهما ويشهد - (خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۹۵ مسائل المسبوق) ومثله في البحر الرائق ج ۱ ص ۲۹۹ في باب الحدث في الصلوة في استغناء المسبوق.

**الجواب:** یہ سبوق امام کے قعدہ اخیر میں وسط صلوٰۃ کے حکم میں سے اس لیے اُسے درود شریف نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ درود شریف نماز کے آخر میں پڑھا جاتا ہے، پہلے مسبوق کو قعدہ اخیر میں تشہد پڑھنے میں الجھنا اُسے کام لینا چاہیے تاکہ امام کے سلام پھرنے تک یہ تشہد میں مشغول رہے اور اگر اس سے تشہد جلدی ختم کر دیا تو پھر بار بار تشہد پڑھنے سے۔

وفي الهندية : منها ان المسبوق ببعض الركعات يتابع الامام في التشهد الأخير و اذا تم التشهد لا يستعمل ما بعده من الدعوات ثم ما يفعل تكلموا فيه . وعن ابن شجاع : انه يكرر التشهد أي قوله اشهد ان لا اله الا الله وهو من ركعتي الفريضة .  
الهندية ج ۱ ص ۹۹ . الفصل السابع في المسبوق والاختر

**سوال:** قعدہ اخیر میں تشہد پڑھنے کے بعد امام پانچویں رکعت کے لیے سہوا امام کے پانچویں رکعت کے لیے سہوا کھڑا ہو گیا تو ایسی صورت میں قیام بہر مسبوق کی نماز کا حکم کیا ہے؟  
کچھ باتوں کی طرح اختیار کرے کہ کیا مسبوق بھی امام کی تابعداری کرتے ہوئے پانچویں رکعت کے لیے کھڑے ہو جائے یا بیٹھ کر ہی امام کے بیٹھنے اور سلام پھرنے کا انتظار کرے اور یا امام کی تابعداری چھوڑ کر اپنی بقعہ نماز پوری کرے، تینوں صورتوں میں مسبوق کے لیے کون سی صورت قابل عمل ہے؟

**الجواب:** وہ واقع ہو کر مسبوق کی حالت بدرک سے مختلف ہے، بدرک تو ابتدا سے لے کر آخر تک امام کا تابع رہتا ہے، لیکن مسبوق امام کی تابعداری میں صرف اُس وقت تک ہے جب تک امام کی نماز مکمل ہو یا یہ معنی کہ امام کے سلام پھرنے کے بعد مسبوق مغزو کی طرح اپنی نماز جلدی کرتا ہے۔ فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھنے والے مسبوق کو احتیاط سے کام لینا ہوگا، ایسا نہ ہو کہ کہیں امام کی ایسی نہایت بعد رکعت سے کسی نماز شائبہ ہو۔ لہذا امام جب قعدہ اخیر کے بعد پانچویں رکعت کے لیے سہوا کھڑا ہو تو یہ ایسی حالت ہے کہ

ما في ذلك قاضي خان : المسبوق اذا قدم مع الامام كيف يفعل احتسنا فيه والاحتياط  
انه يترسل في التشهد حتى يفرغ من التشهد عند سلام الامام .

(فتاویٰ قاضی خان علیٰ خامنہ اجتہاد، ج ۱ ص ۱۰۰) (فہم فی المسبوق)



جس کا تعلق اصلی نماز سے نہیں کیونکہ نماز تو پوری ہو چکی ہے اس لیے پانچویں رکعت کے لیے کھڑے ہونے پر امام کی تابعداری ضروری نہیں، مسبوق تشہد کا حالت پر بیٹھ کر ہی امام کا تکلم کرے گا، اور اگر مذکورہ صورت میں قعدہ اخیرہ کہنے کے بعد امام کے ساتھ مسبوق بھی کھڑا ہو گیا تو اس کی تابعداری کرنے سے مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

قال ابن نجيم، لمصرعي، ولو قام الإمام أو الجماعة في صلاة نظروا بغيره فسبوق، ان قعد الإمام على رأس الركعة ففسد صلاة المسبوق، (المراد أن جملة أمكنهم) وايضا قال علاؤ الدين المصنف، ولو قام الإمام لخاصة فتابعه ان بعد الغدوة ففسد، (المراد المختار على صدر مذهب الحنفية) ۵۹۰ قبل باب الاستغفار

لنہذا اختارنا پانچویں رکعت کے سجدہ تک مترسہ رہے گا۔ اس دوران اگر سجدہ کر کے سے قبل یا اس کے پر امام ٹوٹ کر تشہد پر بیٹھ گیا تو مسبوق امام کے ساتھ سجدہ ہو کر رہے، جب امام سلام پھیر دے تو مسبوق حسب قاعدہ اٹھ کر اپنی بقعہ نماز پوری کرے، یس اگر امام نے پانچویں رکعت بھی پڑھی تو پھر مسبوق قدر تشہد بیٹھنے کے بعد اٹھ کر اپنی نماز پوری کرے۔

قال العلامة، ہر من عبد، لو ثبت الجناح، في الأصل لو قام المسبوق في صلاة سبقه ثم بعد فوافقه من تشهد، تنال الإمام جاز، (خلاصۃ، سنن ابی حنیفہ، فصل من شاء منہ) اور اگر پانچویں رکعت کے لیے تشہد پڑھنے کے بغیر کھڑا ہوا تو پھر اس صورت میں مسبوق امام کی تابعداری کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں پانچویں رکعت کے لیے بیٹھ کر کے سے قبل مکمل ہو کر۔

قال ابن نجيم، لمصرعي، وان لم يقعد لم يفسد حتى يقعد، حتى مائة بالسجد فاذ قيد بها بالسجدة فسدت صلاة الكل، (المراد ثلاث سجرات) ۵۹۱ باب الحمد في الصلاة

۱۔ ولو قام امامه لخاصة فتابعه ان بعد الغدوة ففسد، (المراد المختار، بغية الخائصة بسجدة) قال ابن عابدین، قم به ففسد، (ای صلوۃ مسبوق لاتبہ اقتضا، فی موضع الاستغفار) وقال ایضا، (تحت قربة و...) ان وان لم يقعد، تابعه المسبوق ففسد صلاته، ... فان قيد بها بسجدة فغلبت ففسد، (مراد: حواجز ۵۹۲ احکام مسبوق) قال المصنف، ولو قام قبل السلام هل يغتسل یا دأبه ان قبل فغفر له ما قدر لم يشهد لا وقت بعد نعم وكبر تحريما الانعذار، (المراد المختار على صدر مذهب الحنفية) ۵۹۳ حکام المسبوق، فوشك في ان يهتدي به ج ۱، ۹۱-۹۲ باب طلع والنبوق۔

مسبوق کے لیے فوت شدہ رکعات میں قرأت کا حکم | سوال: یہ شخص نے امام کے  
تلازاد کی امام کی لغو قرات کے بعد پھر نفس فوت شدہ رکعات کی قضا کرتے ہوئے قرأت پڑھے  
اور نہیں؟

اجواب: احادیث کے نزدیک یہ مسبوق فوت شدہ رکعات ہیں تاکہ کے ساتھ سورۃ  
تلاز پڑھے گا، کیونکہ مسبوق قرأت کے اعتبار سے نہ رکاع پہلا صحرا اور نہ ہا ہے۔

قال المحقق: وبقي مني من مسبوق، اور صلواته في حق قرأت: الخ

قال ابن عابدین: تحت هذه عبارة (قوله ويقضي) ولا فاعذوق محمد كذا  
في مبسوط (نسخته) وعليه اقتصر في خلاصته وشرح الطحاوي وغيره في  
كيفية اربعه على يقضي ركعتين بغير نفاة وسورة شامة بعد شامياً في الثالثة فاعذوق  
خاصة بعد ابي حنيفة وقال كذا في نفاة وسورة شامة يتشبه ثم ركعتين او ذها  
بغير نفاة وسورة وثانيتها بغير نفاة خاصة وظاهر كل ما مهم اعتماد قول معتدل.

نہر الداعی ج ۱ صفحہ ۵۹۹ حکم المسبوق: لہ

سوال: اگر ایک شخص نماز کا ابتداء سے امام  
رکوع یا ہمسورہ کی تاخیر کا خشکم | امام کی سرعت کی وجہ سے مقتدی سے  
کا ارادہ نہ کرے تو اس شخص کو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟

اجواب: ایسا شخص ترتیب سے پڑھے ہی رکوع اور سجود کر کے امام کے ساتھ ٹٹے  
کی کوشش کرے گا، فرض یا واجب کے ترک کی صورت سے یہ بہتر ہے کہ امام کی رفاقت میں  
تاخیر ہو کیونکہ تاخیر کی صورت میں بھی فی الجملہ متابعت موجود ہے۔

لہ قال العلامة طاهر بن عبد الرشید البخاری: والمسبوق فيها يقضي اور صلواته في حق  
القرأة والخروج صلواته في حق التشديد الا ولو اشارك ركعتين منه رزى من صلوة الظهر والعصر  
او العشاء يقضي ركعتين ويقرأ فيها مرة تشهد وخلاصة الفاتحة والي ج ۱ صفحہ ۱۶۶۔  
وتشديد في سجدة ج ۱ صفحہ ۹۱ باب الحكم في الحق والمسبوق

قال ابن عابدین، قلنا ما فی ثلاثہ واستیغضی الرابعة فانه یأقی بالثالثة بلا  
قراءة فاذا خرج منها صلی مع الامام الرابعة وان خرج منها الامام صلاها وحدها بلا  
قراءة ایضا فلتتابع الامام ثم قضی لثالثة بعد السلام صح واثم -  
درم المختار ج ۱ ص ۵۹۵ احکام الاحق ۱ -

سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرنا باعتبارِ رواتِ مخرج عن الصلوۃ نہیں | سوال :- امام بخاری  
سے نماز سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں ؟ اگر نہیں تو سبوتی کو امام کے ساتھ سلام پھیرنے کی  
مانعت کیوں ہے ؟ اور اگر نماز سے خارج مانا جائے تو پھر اسی اشارہ میں امام کے پیچھے سے  
مقبوتی کی اقتدا کیوں صحیح ہے ؟ دونوں صورتوں کے دلائل کیا ہیں ؟ اور کیا سجدہ سہو سلام  
پھیرنے کے بغیر دائرہ سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ شخص سجدہ  
کے لیے سلام پھیرے وہ نماز سے صلاً خارج نہیں ہوتا ہے اور یہ سلام موقوفہ اور ذاتاً  
کسی اعتبار سے مخرج و محل نہیں، جبکہ شیخین کے نزدیک یہ سلام ترقی سے محل اور مخرج ہے  
جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے، فعلیہا التسلیم، لیکن صاحب سہو کے حق  
میں محل اور مخرج ذاتاً و قطعاً نہیں بلکہ موقوف ہے، یعنی اگر اس سے سلام کے بعد سجدہ سہو کر  
لیا تو مخرج اور محل نہیں سمجھا جائے گا۔ اور اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو مخرج اور محل قرار دیا جائے گا۔  
لہذا سلام پھیرنے کے وقت اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے گا، نہ مخرج اور محل کا اور نہ مخرج  
اور محل کا۔ اس تحقیق سے مقبوتی کے لیے سلام پھیرنے کی مانعت کی وجہ معلوم ہو گئی کہ مقبوتی  
کے حق میں چونکہ یہ سلام پھیرنا نماز کے درمیان میں ہونے کا احتمال ہے، اس لیے مقبوتی  
کے لیے سلام پھیرنا منور ہے بلکہ محل اس کے حق میں فی ظلال الصلوۃ لازم نہ آئے اگرچہ یہ  
محل کیوں نہ ہو۔ رہا یہ کہ پھر ایسی حالت میں امام کے پیچھے ایک نئے مقبوتی کی اقتدا کیوں صحیح

لہ وفي الہندیۃ، ولو لم یشتغل بمسبقة الامام وکن تابع الامام قد اثم  
قضی ما سبقہ الامام بعد تسلیم الامام جازت صلوۃ عندنا حکذا فی شروح الطحاوی -  
(الہندیۃ ج ۱ ص ۹۲) الفصل السابع فی المسبوق والاخر

ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی اقتداء اس وقت صحیح تسلیم کی گئی ہے، جبکہ امام سہروردی کے بعد سجدہ سہو کرتے ہوئے کمر سجدہ سہو کرنے کے بعد یہ سلام بالاتفاق موقوف اور محلل نہیں ہے اس لیے نام نماز سے اسی صورت میں بالاتفاق خارج نہیں ہوتا ہے لہذا دوسرے مسوق کی اقتداء اس کے ذریعے جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں سجدہ سہو قبل از سلام بھی جائز ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرح کا عمل روایات، اور احادیث میں منقول ہے، مگر چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت کے لیے تشریع کا میر قرار دیا ہے، لکن سہو سجدہ نماز بعد از سلام۔ اس لیے سلام پھر کر سجدہ سہو کرنے کو افضل قرار دیا گیا ہے، کیونکہ سجدہ سہو واجبہ واجبہ ہے، چاہیں سب کے لیے ایک دفعہ سے سجدہ سہو کرنے سے تدارک ہو جاتا ہے۔

قال الحنفی: وسجد من علیہ سجود سجد خرجہ من مصیۃ خیرہ بما عوقب

ان سجد عادائہا والا علیٰ هذا ایصح الاقتدار یہ الخ

قال ابن عابدین: تحت هذا: (قوله) یخرجہ من المصیۃ الخ) هذا عندہما وأما عند محمد فأنہ لا یرجیہ منہا أصلاً کما فی المبحر وغیرہ۔ (قوله) ان سجد عادائہما إذا نعتی الوقت، انہ یرجیہ منہا من کسی وجہ علی الحدیث، ان یعود فی حرمتهما یا سجد بعد خروجه منہا ولم فیہ تفسیر لعلیٰ ہو نہ قبل السجود، الوقت علی ظهور عاتقہما، سجد نہیں، انہ یرجیہ وان لم یسجد یتبیٰ انہ یرجیہ من وقت وجوہہ۔ (در المختار ج ۲ ص ۸۹) باب سجود السهو

لہ قال الزنا: کل لوین محمد بن محمد الباری: (وإن هذا السلام) لوین من علیہ سجدہما السهو غیر طالع ای بالاتفاق، اما عند محمد فلا نہ لہ لیرشع محلاً، وأما عندہما فلا نہ ان کان محلاً فهو محلل علی سبیل خوف لا علی سبیل ابتداء، کل ما لیرشع قاصداً لا یقطع بالمطلوۃ قول من ان القطع لا یخص بالسلام۔ (العنایۃ علی ما ضمن فتح القدیر ج ۱ ص ۸۸) باب سجود السهو

قال ابن ہمام: قل سلام بلا من فیہ ان یکون محلاً لا نہ جعل محلاً شرعاً، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تحلیلہا تسلیم ولا نہ من باب التیوم علی ما مر لا نہ منع من لاخراج حالۃ السهو عن الحجۃ کثرة السهو وغلبۃ النفس، ولا یکثر سلام من علم ان علیہ الواجب لان ناخر حالہ ان لم یترك الواجب فیفی محلاً علی اصل الوضع۔ (مفتاح القدر ج ۱ ص ۸۸)

مسافر امام کے پیچھے دوسری رکعت یا فعدہ میں شامل ہوئے وائے مقیم مقتدی کی نماز کا حکم

سوال :- ایک شتم شخص مسافر امام کے پیچھے دوسری رکعت یا فعدہ میں شریک ہو کر نماز مسافر امام کے سلام

پھیرنے کے بعد یہ مسوق مقیم بقیہ نماز کی طرز پر پڑھے گا؟  
الجواب :- جب ایک مقیم شخص مسافر امام کے پیچھے اقتدار کرے، ظہر عصر یا عشاء کی نماز ہو تو امام کے سلام کے بعد مقتدی تیسری اور چوتھی رکعت میں قرائت نہیں پڑھے گا اور جس رکعت میں مسوق ہو تو اس میں فاتحہ کے ساتھ صلوٰۃ ملا کر پڑھے گا۔ گویا اس صورت میں یہ نماز کے مختلف مقصود میں مسوق، اذلاحی دونوں کے حکم میں ہے۔

قال المحقق: واللاحق من فاتہ التکعات کلھا او بعضھا لکن بعد اتمام بعدہ؟  
وسبق حدت وصلوٰۃ خوف و مقیم اکتتم بمسافر۔ قال ابن عابدی تحت هذا  
العبادة بقوله مقیم الخ ای فهو لاحق رای مقیم مقتدی باللبس) بالنظر للاختصاص  
وقد يكون مبنيًا أيضًا كما اذا فاتة اولی صلوٰۃ اذ مع المسافر اھ

(المراد المختار و رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۳) مسائل مسوق واللاحق

والضاحان ابن عابدی: ان اللاحق السبوق يقتضي وجوباً اذ لا ما غنى به ضم ما  
سبق به الخ وانما صح مكسبه عندنا خلافاً لغيره (مراد المختار ج ۱ ص ۵۹۳) قلت

سوال :- زید ظہر کی نماز میں شریک ہوا، دو رکعت امام کے ساتھ پڑھے  
لاحق کی نماز کا طریقہ کے بعد اسے حدت کا عارضہ پیش آیا تو فوراً وضو کر کے امام کے ساتھ

تھوڑی سی ہو گیا، تو بقیہ نماز امام کی فراغت کے بعد کیسے ادا کرے گا؟

الجواب :- صورت مشورہ میں وضو کرنے کے بعد اسے پہلے فوت شدہ نماز بڑھ قرائت  
پڑھنی چاہیے جو حدت کی وجہ سے فوت ہو چکی ہے۔ پھر اگر امام نماز میں ہو تو اس کے  
ساتھ تنہا وضو کرے ورنہ ایسا اپنی نماز پوری کرے۔ تاہم اگر امام کے ساتھ مل کر  
امام کی فراغت کے بعد اپنی نماز پوری کرے تو یہ بھی جائز ہے لیکن پہلی صورت بہتر ہے۔

لم قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد: ان المسبوق فيه يقتضي بالضرورة اللاحق كما في قطع الامام  
واللهذا لا كراهة على اللاحق ويضطر على المسبوق. (شرح صفة التنازع ج ۱ ص ۵۹۳ من المسبوق)

وفی الہندیۃ: لا یصح اذا جاء بعد الوضوء یسقی رءوسہ یشترعی اذ لا یوضا ہا <sup>سختہ</sup>  
 لامام یغیر ثم یدعیہ مقتدی (الامام) و رکوعہ و سجودہ۔ ولوزاد اولۃ تن فلیضیۃ  
 فیکفی فی شرح الصحاوی و قول بعد سجدۃ خدرۃ و یلوہ یشترعی یتھم ما سبقتہ لامام  
 ذلکی یشایع الامام و لا یفرق فی ما سبقتہ الامام بعد تسبیح الامام اجازۃ صریحۃ  
 و زنا۔ حکم فی شرح المطعادی۔ (الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱) غرض یہ ہے کہ فی المسبوق واللاحق <sup>سختہ</sup>  
 مرد کی تسبیح کی وجہ سے وہ چاندی پر اعادہ کا حکم **سوال**۔ اگر وزیر منکر کی کہیں  
 دعا و تہنوت مکمل کر رہا تھا کہ اگر کوئی

سے قوم میں پڑ گیا تو اب یہ شخص نماز کیسے ادا کرے گا؟

**الجواب**۔ اس صورت میں مقتدی فوراً رکوع اور قوم کے بعد وہیں امام کے ساتھ  
 شریک ہوگا، اگرچہ تہنوت مقدار شرعیہ یا غیر شرعیہ کی تہنوت کی تیسری قسم تہنوت  
 بالناجیہ کی بنا پر اس شخص کی نماز درست ہوگی جیسا کہ لائق کی نماز کا حکم ہے، اور اگر رکوع  
 فوراً چھوڑ کر فوراً امام کی متابعت کرے تو امام کی فراغت کے بعد ایک رکعت مستقل ادا کرے  
 نماز درست ہوگی، اور اگر سرے سے رکعت اس نہیں کی تو نماز باطل ہوگا اعادہ کرے گا۔

قال ابن عابدین: نعم تكون لمنابذة فرضاً بمعنى ان يأقبا لحضور مع الإمام و  
 بعدد ما لو ركع الإمام ركع معه مقارناً ومعاذياً وشاركه فيه وبعد ما ركع منه ولو لم  
 يركع أصلاً ولم يقع قبل ما يركع مع الإمام ولغيره بعد معة أو بدنه بطات صلواته إلخ۔  
 رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۱ مطلب صحہ فی تحقیق متابعتہ الامام۔



یصلیٰ معہ بدین غفر شرح المنیۃ و مکتبہ الی الخیر، نہ نقض ما ذیلہا و لا یصح یشایع الامام  
 ان یمرکب قد خرج فیما اختلف اذ یوضا و رجع بدہ ما سبقتہ الامام، ثم ان ادراہ  
 زام فی شیء من النصوة یصلیہ معہ ما اھو فی البحر و مکتبہ اشعۃ البیدار  
 یقتضی ما فاتہ بالبعد ثم یقریب یشایع الامام ان یرضی۔ و هذا واجب لا یشرع حتی  
 یمرکب یصلیٰ معہ۔ رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۱ (حکام مسبق و الا لاحق)  
 فوجہ فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الباب الغادی عثر فی قضاء الفوائت۔

## باب مکروہات الصلوة

(نماز کے مکروہات کا بیان)

**سوال**۔ اگر حالت نماز میں شلوار یا تہبند

شلوار یا تہبند کا ٹخنوں سے نیچے ہونا کس میں (مکروہ) سے نیچے ہو تو اس کا کیا حکم ہے جبکہ اس دور میں اکثر لوگوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے ہوتی ہے اور وہ اسی حالت میں نماز بھی پڑھتے ہیں کیا اس میں نماز ہو جائے گی؟

**الجواب**۔ شلوار یا تہبند بطوریکہ بکے ٹخنوں سے نیچے رکھنا مکروہ تحریمی ہے، ایسے ایسی حالت میں نماز پڑھنا بھی گناہ مست سے غالی نہیں البتہ نماز میں فساد نہیں آتا۔

عن ابن عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جرت ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما سئل موت

الکعبین عن الاذراف النار۔ (کلاھا فی اصعبہ) بخاری ج ۱ ص ۱۳ کتاب اللباس (۱)

**سوال**۔ نماز میں التحیات کے اندر حضور صلی اللہ علیہ

نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا

کا خیال آتے سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ جبکہ

جنس لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

**الجواب**۔ نماز میں حضور انور کا تصور میں آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ

لہ ما قولہ لا یلزم منہ شیء بقدری قال ابن الخلق: ولا یضہم منہ ان جرد نظیر

فیک الذکور حراماً لکنہ مکروہاً کو حرامہ قاریہ۔

وایضاً قال: وقد نص ابن تہی عن ابن التجریم مخصو صاً فیہ لا بدکالاً

ظواہراً لا حادیث علیہا فان کان فی الغلاد فهو مباح منع تعزیم ولا قطع تعزیم۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۱۳ کتاب اللباس، افضل الاول)

وَمَشْکُوۃ فی مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۱۳ کتاب اللباس

انہی بات اور درود شریف میں انسان کو حضور انورؐ کا خیال آتی جاتا ہے البتہ خیال علیٰ سبیل انقیاس  
والعبادۃ لا بشرعاً جائز نہیں، کیونکہ نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ نماز میں  
غیر اللہ کے خیال سے اجتناب کیا جائے، اور محض خیال سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز من  
اعنی ما دسوست بہ صدرہا ما لم یعمل بہ او تتکلم بہ متفق علیہ۔

درمختلۃ ج ۱ ص ۱۸۱ باب فی الوسوسۃ الخبیثہ

**مسجد میں جگہ ہونے کے باوجود چھت پر نماز پڑھنا** سوال: مسجد میں جگہ ہونے

چھت پر نماز پڑھتے ہیں، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟ اور اس سے نماز میں تو کوئی فرق  
نہیں آتا؟

**الجواب:** مسجد کی چھت پر انفرادی طور پر یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز  
ہے لیکن بلا غدر ایسا کرنا اگر چھت سے غالی نہیں بشرطیکہ امام کی حالت اس پر مشتبہ نہ ہو اور نہ  
امام پر تقدم ہو، اور اگر امام کی حالت اس پر مشتبہ ہو یا امام پر مقتدی مقدم ہو جائے تو  
بھرجائز نہیں۔

قال ابن عابدین: سطح المسجد لحکم المسجد فهو کافتائه فی جوف المسجد  
اذا کان لا یشتبہ علیہ الامام..... ولہذا یصح اقتداء من علی سطح المسجد من  
فیہ فاعلم یقصد علی الامام۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۶۵۹ احکام المسجد) علیہ

لہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل تجاوز لامتی  
عانت بہ نفسہ ما لم یعمل او تکلم بہ۔ (المعجم الصغیر ج ۱ باب بیان تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث انفسہ)  
کہ لما قال العن مائۃ فقرا للذین حسن بن منصور ان شہید یقاضی خذوا ولوقت ام  
علی سطح المسجد واقتدی یا امام فی المسجد ان حکم فی الصحیح باب فی المسجد  
ولا یشتبہ علیہ حال الامام یصح الاقتداء وان اشتبہ علیہ حال الامام لا یصح۔

(الفتاویٰ القاضی خان علی ہامش انہندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ باب الامامۃ)  
فہذا فی الفتاویٰ انہندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ باب الامامۃ الفصل الرابع فی بیان الیصلی لا تکرار۔



**سوال**۔ بعض بڑھوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب بگڑی باندھنے میں اگر سر کا درمیانہ تھمے خالی رہ جائے تو نماز کا کیا حکم ہے دیتے ہیں اور اس کے ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں تو

اس طرح نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بگڑی باندھنے سے منع فرمایا ہے کہ سر پر بگڑی تو صیغہ ہو مگر اس کا درمیانہ تھمے خالی ہو اس لیے اس کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔  
 لما قال العلامة العسکری: بکبره اشتغال الصما والاعتجاز... قال إجماعہ علیہ  
 (فتح قوله لا اعتجاز) المنع الشیخی صلی اللہ علیہ وسلم عنه وهو شد الرأس أو تکیؤن عمادۃ علی رأسه تلوک ومسحه مکشوقاً۔ (مرد المختار ج ۱ ص ۶۵۲) باب ما یقصد الصلوة وما یکره مطلب الكلام علی اتحاد المسبحة۔

**سوال**۔ آجکل چینی (جالی دار) ٹوپوں کا رواج عام ہو گیا ہے اور نماز میں ٹوک اکثر ان کو استعمال کرتے ہیں جبکہ سر کے بال ان میں نظر آتے ہیں کیا ان کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے ؟

**الجواب**۔ نماز میں ستر عورت ضروری ہے اور وہ بھی اس کپڑے سے جو اس کیٹھے مباح ہو نہ تو مردوں کے ستر عورت ہیں داخل نہیں اور جالی دار ٹوپ بھی مردوں کے لیے مباح ہے اس لیے اس میں نماز پڑھنے میں کوئی قیاحت نہیں۔

لما قال الشیخ المغنی عز بن الرحمن: (الجواب) بوجہ مردوں کو پہننا مباح ہو اگر وہ جالی دار ہو تو اس کی ٹوپی سے نماز درست ہے اور استعمال اس کا اس طریقہ کہ کہ شفت عورت نہ ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۱ ص ۹۱) باب مکروہات الصلوة

**سوال**۔ میرا ایک دوست روزی ہے، چھری شدہ ٹوپ سے نماز پڑھنے کا حکم اس کے پاس تو کچھ کپڑے ملوانے کیلئے لاتے ہیں

لما قال العلامة حسن بن عمار نشر فی فتاویٰ: وبکبره الاعتجاز وهو شد الرأس بالمدین او تکیؤن عمادۃ علی رأسه۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۹۱) فصل مکروہات الصلوة  
 کعبہ فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۰۱ الفصل الثانی فیما یکرہ الصلوة۔

اس سے کچھ بڑا کچھ بھی جاتا ہے اس پر سے اُن ٹوپی وغیرہ بنا کر اس میں غلڑ پڑھی جائے تو کیا علم ہے؟

**الجواب**۔ اگر یہ بڑا جو درزی کے پاس بیچ جاتا ہے اور مالک نے ضبطِ غلط چھوڑ دیا ہو تو اس سے بھی ہوئی ٹوپی میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے البتہ اگر مالک کی رضا مندی کے بغیر اس نے اس پیر سے اسے اپنے لیے ٹوپی بنائی تو اس چیز کی کردہ پڑھے کی ٹوپی میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

قال العلامة المصنف: وكذا التكرار في أماكن لفوق كعبته..... وأما من مخصوبة - (الدر المختار مع الدرر المختار) باختار جوامع الأصول في باب الأذان (ص ۱۵۱)۔

**کبار (نڈے) کے کپڑوں میں نماز کا حکم** **اسم سوال**۔ بعض لوگ کبار (نڈے) کے کپڑے میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

**الجواب**۔ کبار (نڈے) کا کپڑا جو بہر دو نمازی یا ناساق کے استعمال شدہ پٹروں کا ہوتا ہے فقہاء کرام نے ان کی شکوہ و تہکون وغیرہ کے علاوہ دیگر پٹروں میں نماز پڑھنا جائز رکھا ہے تاہم بہتر یہ ہے کہ ایسے کپڑے دھو کر استعمال کیے جائیں۔

قال العلامة المصنف: أي باب الفسقة وعل الذم طهره. قال ابن عابد: قال في الفتح قال بعض المشائخ تكرار الصلوة في ثياب الفسقة لأنهم لا يتقون الخمر. قال المصنف يعني صاحب النعمانية الأصم أنه لا يكره لأنه لم يكره من ثياب حل الذممة إلا السراويل مع استحبابهم. لم يكره هذا القول. زاد المختار ج ۱ ص ۳۵ فصل في الاستنجاء فصل كتاب الصلوة بسم الله

لقد كان علامة حسن بن عمار الشربيلي: وتكرار في ثياب الخمر بلام ضار۔

وساق الفلاح عن صدر الطيبي ص ۲۹۱ باب مكرهات الصلوة:

ثم قال رحمه الله: أي من ثياب الفسقة، وفتح قوله وثنى الفسقة، وأهل الذممة بعشر حل الحرب (فصل في طهارت ثياب الصلوة) في ثياب من غير كراهة في التجسس أو الصلوة في سراويل حل الذممة مكرهة. قال الطيبي: ولعله لا يمتنع من ثياب ولا يتنجس. وهو ما لا يخرج من ثياب الاستنجاء في ثياب الصلوة في ثياب من ثياب الذممة. وروى ج ۲ ص ۲۵ باب مكرهات الصلوة۔

باریک کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ سوال: یہ کپڑوں کا استعمال  
آگے، ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسے ہے؟

الجواب: اگر ادا عورت کا تمام بدن عورت و تر ہے اور بدن کا ناف سے لے کر  
گھٹنوں تک، نماز میں بدن کے ان حصوں کا چھپنا نافرض ہے، لہذا اگر کسی عورت کے بدن کا  
کوئی حصہ ان کپڑوں میں نظر آتا ہو یا نہ دیکھ ستر والا حصہ چھپا ہوا نہ ہو تو اس صورت میں نماز  
نہیں ہوتی اور اس کا اعادہ واجب ہے۔

وما قال العلامة المحقق: والمبركة والوحشي جميع بدنهما حتى شعروها، والناظر في  
الاصحح خلاف الوجه، واكتفين فقط، والكف عبوة على المذهب، والقد بين على  
المعتدل: (لندلختار على صدره) والخاص ج: تحت باب: شروط الصلوة.

وقال: من عابد في وقت قوله ولا يصف ما تحته بان لا يرى منه شيء، فاختار  
عن الرقيق: وجعل في جاح صدره من تحت يده ستره يحجب في نظراني وجعل روم له

بجہ وہیں جاتے وقت شلوار اوپر اٹھانے کا حکم۔ سوال: جناب منشی صاحب! بعض  
لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بعد میں  
جلتے وقت اپنی شلوار غیر کو اوپر کرتے رہتے ہیں کیا اس طرح کر سہے نماز پر کوئی اثر پڑتا  
ہے یا نہیں؟

الجواب: نماز کی حالت میں بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے البتہ اگر ضرورت ہو تو  
پھر اس میں کوئی کراہت نہیں۔

ما قال العلامة المحقق: وكذا كفاه او رفعه وولت راب كشركا ومن لم يرفع

له وفي الحديث: وهدى الحق موت: لا وجهه او كفيا وقد بها، كذا في الترمذي وشعره لم يرفع، علي  
واسمها عرقوب المسحور في فيه، نداء ينادي بالاصح، لا عرقوب كذا في الدعاء وهو الصميم وبه  
أخذ الفقهاء، ان لم يرفع الدعاء، والشوب الرقيق، الذي يصف ما تحتها لا يجوز، الصلوة  
كذا في التبيين، والشافعي المندية ج: باب الشافعي في شروط الصلوة  
ومثله في التبيين، الحقائق ج: ص ۹۰ باب شروط الصلوة



پڑھنا جائز ہے ؟

**الجواب :-** نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ تہرزی ہی مجاز مذہبِ اولیٰ ہے اس لیے آنکھیں بند کرنا مذہبِ اولیٰ پر بھی جائز ہے تاہم اگر خشوع و خضوع کے لیے نماز میں آنکھیں بند کرنا جائز تو بالکل جائز ہے بعض علماء نے اس کو اولیٰ بھی قرار دیا ہے ۔

لما قال العلامة المحقق في ذكره ... تقييداً بوقت، من أجل إكمال الخشوع .  
قال ابن عابدین، تحت قوله للنهي، ثم انقاهرنا انكره ان الله عز وجل :

وهدى لخطا وجاۃ ۱۱۱۱ باب ما ينقض وما يكره فعذم له

**سوال :-** مردوں کے موسم میں گوشت چاوری اور مال سے تر ڈھانپ کر نماز پڑھتے ہیں۔ اس طرح نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟  
**الجواب :-** نماز میں ٹانگ اور سر ڈھانپنا مکروہ ہے اس لیے مردوں یا عورتوں میں اس طرح کرنے سے اجتناب کیا جائے اس سے نماز میں کوتاہی آتی ہے ۔

بما في الهندية، ويكره الختم وهو تغطية الألف والضم في الصلوة والثواب لم  
يشتاوي الهندية، ومكة الفصل الثاني في بركة في الصلوة

**سوال :-** بعض لوگ نساوار کا پڑنا یا ڈھیک نماز  
نساوار اور سگریٹ کے ساتھ نماز پڑھنا پڑھتے وقت جرب میں ہی رکھتے ہیں کیا نساوار  
یا سگریٹ جرب میں رکھ کر نماز پڑھی جاسکتی ہے ۔

**الجواب :-** تباً کو کا استعمال شرعاً مباح ہے جس کو وجہ سے اس کے ساتھ نماز پڑھنا

لما قال العلامة حسن بن محمد الشرنبلالي، ويكره تقييد عيني لا غصلة لتقيد على الله  
عليه وسلم (۱) (۲) (۳) في الصلوة فلا يفيض عينية لأنه يغوت النظر لمنع المردوب  
وكل عضو من سخط من العبادة بزيادة ما يغوت الخشوع ويفرق بين حرمانه يكون التقييد  
أولاً من النظر (مراقب) فخرج على مدار (طحاوي) ۱۱۱۱ باب مكرهات الصلوة

لما قال العلامة حسن بن محمد الشرنبلالي، ويكره ... وتقييد الفتح وخبره لما روي قال  
الشيخ أحمد الطحاوي تحت قوله لما روي عن أبيه من أنه صلى الله عليه وسلم نهى عن أن  
يقبل الرجل فاه كذا في الشرح ... (طحاوي) حاشية مرقا الفلاح ۲۹ فصل في مكرهات الصلوة

نماز پڑھنا بھی درست ہے، البتہ اگر سواری یا سگ پر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے، چنانچہ ملائکہ بھی جو نماز پڑھتے ہیں ان میں کوئی عیب نہیں ہے، تاہم یہ یاد رہے کہ گویا کوئی کھانا ہو تو اس میں ملائکہ بھی ہوتا ہے جو کھانے کے لئے کھانا کھاتے ہیں، اسی طرح نماز میں بھی کوئی عیب نہیں ہے، (رواۃنا علم)

ما قال الاعلمۃ ابن عابدی: فاندہ نہ یثبت نہ کما رآہ ولا یقتصر علیہ ولا اضمارہ  
 بنیبت لہ منافع فہو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء لاجلۃ وان فرض اضمارہ  
 للبعض لا یلزم منہ تعصیہ علی کل احد الخ۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب الاشراف) علم  
 نماز میں تھوک آجائے تو کیا کرنا چاہیے؟ **سوال ۱۰** اگر کسی کو نماز میں تھوک اور غم آجائے

**الجواب ۱۰** اگر وہ نماز میں تھوک یا غم آجائے تو اس کو ٹھکانا چاہئے کہ ہر تھوک کر  
 نماز پڑھے ورنہ پڑھے کے کوئی عیب نہیں ہے۔

ماخرجہما ابو یوسف، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فلا یبوقن احدکم فی قبلۃ وکن  
 عن یسارہ او تحت قدمہ ثم اخذ طرفہ وذائمہ فیسوق فیہ ثم رد بعضہ علی بعض  
 فقال: او یفعل هكذا۔ (المصحح البخاری ج ۱ ص ۱۷۷ باب اذا تری الباق فیہ من بعضہ علی بعض  
 بالوں کا تھوک کرنا کہ نماز پڑھنے کا حکم **سوال ۱۱** اگر کسی کو نماز میں تھوک آجائے تو اس کو ٹھکانا چاہئے کہ ہر تھوک کر  
 نماز پڑھے ورنہ پڑھے کے کوئی عیب نہیں ہے۔

**الجواب ۱۱** اگر کسی کو نماز میں تھوک آجائے تو اس کو ٹھکانا چاہئے کہ ہر تھوک کر  
 نماز پڑھے ورنہ پڑھے کے کوئی عیب نہیں ہے۔

ما قال الاعلمۃ علیہ السلام: لا یبوقن احدکم فی قبلۃ وکن عن یسارہ او تحت قدمہ ثم اخذ طرفہ وذائمہ فیسوق فیہ ثم رد بعضہ علی بعض  
 وکنتم بہ البلیوی وحکم اللہ فیہ۔ قال الجواب: ان الجہتین لم یسکون علیہ لانهما  
 حذرتہما واما اخری فاختصت فیہ فممنہم من یقول یتعصی بہ ومنہم من یقول یا جلتہ  
 ومنہم من توسل وقال یلہتم احسن ما ذایت فیہ قول شیخ مشائخا عامۃ المتصیین علیہ  
 فلا یبوقن احدکم فی الاذن والودع فہو کہ یذات وی علیہ ما ۲۶۹ کتاب الخطر ولا یباحۃ  
 ومثل فی تباہی دار المعنوی ج ۲ ص ۱۷۷ باب یسکون علیہ لانهما  
 لہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فلا یبوقن احدکم قبل قبلۃ وکن عن یسارہ او تحت قدمہ ثم  
 اخذ طرفہ وذائمہ فیسوق فیہ ثم رد بعضہ علی بعض۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۷۷ باب المساجد)

بدون حالت نماز بوقت ضرورت بالوں کا ٹھنڈا بنا کر مباح ہے۔

ما قالہ الامامہ المصنفی، وعقش شعروہ، قال ابن عابدین، (تحت قولہ عقش شعرا ای  
خفوفہ وقلدہ انرا دہ ان یجعله علی ہامتہ ویشدہ عن یطہ وان یلفہ ویرہ سر رأسہ کما یفعلہ انسان  
فی بعض الذوات) وجميع الشعر کما من قبل التقاء ویشدہ عن یطہ ونحو قہ وجميع ذلک  
مکسوفہ۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱ باب البکس وحات)۔

**السؤال**۔ ہمارے محلے کی مسجد میں ایک بلی بقرے کے کچھ کچھ  
الکر مسجد میں قبر کو نماز کا حکم | بعض لوگ قبر کے بالوں سے کھرتے ہو کر نماز پڑھتے ہیں؟

کیا ان لوگوں کی نمازی درست ہیں یا نہیں؟

**الجواب**۔ قبر کے سامنے نماز پڑھنا چاہے فرض ہو یا نفل مکروہ ہے البتہ اگر قبر کے سامنے  
کوئی دیوار دیکھ ہو تو صحیح اس میں کوئی کراہت نہیں تاہم اس صورت میں بھی قبر پرستی کی تہمت سے  
بچنے کے لیے وہاں نماز پڑھ کر جی بٹنے اور کچھ مسجد کے گدڑ کھوں میں نماز پڑھ کر اہت جائز ہے۔  
ما قالہ الامامہ المصنفی، وكذا اكره فی اماكن التوسعة... ومقدرة۔ قال ابن عابدین، (وخلقت علة

فصل لان فیہا عظام اللہ وصدیگم وهو نجس وفيہ نظر وقيل ان اصل عیاقہ الامان، اتحاد قبیلہ الصالحین  
مستوفی لایہ تشبیہ بالیہود وعلیہ شق فی الخبیۃ ولا یلزم مشورۃ فیہا اذا کان فیہا موضع لحد الصلوۃ  
ولیس فیہ قبر ولا نجاسة ولا قبلہ الخ) (رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الطہرۃ قبل باب الاذان)۔

الح و فی التہذیبہ، وبکروہ عقش شعروہ وهو جمع الشعر علی الارب ویشدہ بشیء حیوانی لایحل کتابہ لتبیین  
ولتخلت لفقہاء فیہ من اقوال فقہل ان یجوزہ ووسط رأسہ یشد وتیل ان یلف زوائجہ سر رأسہ  
کما یفعلہ انسان وقیل انہ من قبل التقاء ویشدہ عن یطہ ونحو قہ وذلک مکسوفہ لہذا فی الجملہ لیس۔  
(فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۱۱۱ الفصل الثاني فیما یکرہ فی الصلوۃ)

وَمَنْ كُنَّ فِي الْبَيْتِ الرَّائِي ج ۲ ص ۱۱۱ باب بنفس في الصلوة وما يكره۔

ما قالہ الامامہ حسن بن محمد الشریانی، وكره الصلوة في القبور وما لها۔ قال الطحاوی، (تحت قوله  
فی القبور) لانه تشبیہ بالیہود (امضی)۔ و فی زاد الفقیہ وکلی الصلوۃ فی التبعیۃ الان یكون فیہا  
موضع حد للصلاة لا نجاسة فیہ، ولا قبلہ فیہ۔ قال الحلی، لان کراہتہ مغلطہ بالتشبیہ یجوز منکر  
حیوانی۔ و فی تہمتی فی عین من المستتر الا انک الصلوۃ فی جہۃ القبور الا اذا کان فیہ سید یہ  
بحیث یوصل صلوۃ الخاشعین وقیع بصرہ علیہ۔ (محاضرات ما یجوز فی الفلاح ص ۱۱۱ باب کراہت الصلوۃ)

اما کا خرابیہ کے اندر کھڑا ہونا | سوال :- اگر امام مکمل طور پر خراب کے اندر کھڑا ہو جائے  
 تو اس سے نازک اور زیادہ کیا ہوگا اور اس کا علاج کیا ہے ؟

الجواب :- امام کا مکمل طور پر غراب کے اندر رکھنا ہونا صحیح نہیں اس سے نماز پر بڑا اثر پڑتا ہے، اس لیے امام کو چاہیے کہ غراب سے باہر کھڑا ہو اگرچہ رکوع، سجدہ و محراب کے اندر ہی کیوں نہ کر ناپاڑے۔

بإلقاء العلامة الحسكي، وكرو..... وقيام الإمام في المآثر لاسمحيه  
وقد عاده خارجة لأن العبرة للقدم مطلقاً وإن لم يثبت حال الإمام .

والنداء الخارج في صدد، يطالع الخارج ٦٣٥ باب حكومات اهل الدولة

فقد حاجت کی شدید ضرورت کے باوجود نماز پڑھنا

ہوتی ہے لیکن وہ اس گورنر کو کہ نماز پڑھتا ہے اس پر بڑی مٹی نماز کا حکم ہے؟

الجواب :- فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ جب قضا حاجت کی شدید ضرورت ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے بہتر یہ ہے کہ قضا حاجت سے فارغ ہو کر نماز پڑھی جائے تاہم اگر نماز قضا ہونے کا خطرہ ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

[illegible]

یہ - زہوق الفلاح من: مدرعاوی: ۲۹۲۔ نفس فیما یکرہ فی الصلوٰۃ

وَمِنْكُمْ فِي الْبَحْرِ لَوْلَا أَنْ يَرْجِعَ بَابُ مَا يُعْبَدُ الْعُلُقُ وَمَا يُكْرَهُ

ثم ما قال حسن بن عمار بن مريد في: ومعد لنا لأحد الأبحشيين يقول والله اني لو رجعت  
لأدأخا في نوت الوقت ففوت البراعة فيجدني من تلك الحال فين اخرج الصلوة عن قتها حركا وانها  
موكدة واجبة. قال السيد احمد اصطفاي: رخصت قوله ان ادخا في نوت الوقت ففوتها في نوت  
منه ففوت. ومن قال في شرح عن صدر بطحاوي في فصل فيما يكره في الصلوة.



ہیں بیزار وغیرہ کھا کر نماز پڑھنے کا حکم | سوال :- میں بیزار یا مولیٰ کھا کر نماز پڑھنا کیسا ہے ؟

الجواب :- میں بیزار یا مولیٰ وغیرہ کھانے سے منہ میں برہ پیدا ہو قہے بہتر ہے کہ اس کو نازل کر کے ناز پڑھ جائے اس پر جو کے ساتھ نماز پڑھنا مسجد کے علاوہ ہر جگہ کر دیا ہے اس لیے کہ حدیث میں : نَاكَ كُھَا كَر نَاكَ پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے ۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال نہی عن اكل النشوء الا مطبوخا .

رجاء مع المتعودی ج ۲ ص ۲۸۰ باب ما جاز فی الرخصة فی اكل النشوء مطبوخا ؟

نماز میں ایڑیوں کے بل بیٹھے سے نماز کا حکم | سوال :- بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے پاؤں صحیح طریقہ سے نہیں رکھ سکتے اس لیے وہ نماز میں ایڑیوں کے بل بیٹھے ہیں کیا اس صورت میں نماز صحیح ہوگی ؟

الجواب :- نماز میں ایڑیوں کے بل بیٹھنا مکروہ ہے البتہ اگر کسی کو بیماری ہو تو اس کی نماز کا حالت میں ایڑیوں کے بل بیٹھ کر ابراہیم کرنا درست ہے ۔

قال ابو عبد الله صاحبنا رحمه الله تعالى : ( تحت قوله لا تقاؤا ) والكر في ان ينصب قدميه ويضع على الارض . قال في : ويضع ويضع ان يكون كراحة التعرية . عن زوائد تنويهه على ذلك . ( رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۰ ) باب مكرهاة الصلاة .

مساجد میں پڑھی ہوئی ٹوپوں میں نماز کا حکم | سوال :- بعض مساجد میں ٹوپوں پر پڑھی ہوئی ٹوپیں ہیں کیا ان میں نماز پڑھنا

لعمري عن علي رضي الله عنه قال نهى عن اكل النشوء الا مطبوخا .

ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۰ کتاب الرخصة باب فی اكل النشوء

وینقل فی مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸۰ کتاب الاطعمة . الفضل : ا لى .

لعمري عن علي رضي الله عنه قال نهى عن اكل النشوء الا مطبوخا . وقال في : ويضع ويضع ان يكون كراحة التعرية . عن زوائد تنويهه على ذلك . ( رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۰ ) باب مكرهاة الصلاة .

يكره ذلك ايضا . ( محله في حاشية : ا لى ) ( رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۰ ) باب مكرهاة الصلاة .

ومنه في : في النشوء لئلا يكون في الصلاة . ( رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۰ ) باب مكرهاة الصلاة .

جائز ہے۔ نیز انہیں بہن کر انسان کو باہر بھیجا معرب معلوم ہوتا ہے۔

**الجواب :-** نمازی کو چاہیے کہ نماز کسے کی تو یہ یا زمان ایسا ہو جس کو بہن کر وہ کسی مجلس میں بغیر شرمانے ہوئے جا ملے گا، جو موجودہ نوپیاں جو مساجد میں پڑائی مسجد میں جو بیکار نمازگاران کو بہن کر و مری جائس میں نہیں جاسکتا ہے اس لیے ثیاب بدلنے کے حکم میں بہن کرانے کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

لما قال المحمدي: وكوه... وصلاة في ثياب بدلة يلطم بالثوب... قال ابن عابد بن...  
تتمه... وخسبها في شرح الوقاية بما يلزمه في بيته ولا يذهب بداءه إلا فاسر  
وانظر ان الكراهة تغرب عنه... (رد المحتار ج ۱ ص ۱۴۱) باب مكرها الصلوة (۱)  
**سوال :-** کبھی نماز کی حالت میں نماز کے کندھوں  
نماز میں کندھوں سے چادر کا گر جانا  
سے چادر گر جاتی ہے اس صورت میں نماز کو

کیا کرنا چاہیے؟

**الجواب :-** اگر نماز کے اندر کندھوں سے چادر گر جائے اور سدل کی صورت اختیار کرے  
تو اس کی اصلاح عمل فیل سے اگر ممکن ہو تو چادر کو ایک ہاتھ سے کندھوں پر ڈال لینا چاہیے کیونکہ  
نماز میں سدل مکروہ ہے اسی طرح اس اصلاح سے نہایت تشویش بھی قائم ہو جائے گی جو چادر  
کے گرنے سے پیدا ہو چکی تھی۔

لما قال: وصلاة المحمدي: وقوه... سدل تحريماً للذهي ثوبه في ربه بدله  
مستاء وكذا الباطنكم في ولائكم العلي كشد من دريل وغيره... من كراهيه...  
(الدر المختار على صفار و المختار ج ۱ ص ۱۴۱) باب مكرها الصلوة (۱)

لما قال العلامة حنوني عرضاً على... وكراهه الصلوة في ثياب البدلة... لا يذهب... في البدلة...  
عشر وعين فعل ذلك فقال: أي بيت فذلك أن الصلوة في ثياب البدلة... لا يذهب...  
فقال رحمه الله: الحق أن التحريم لله... ومما في الصلوة على سدل منكرات الصلوة...  
تصلوا في... من غير... وكراهه الصلوة في ثياب البدلة... لا يذهب...  
لأنه... وكراهه الصلوة في ثياب البدلة... لا يذهب...  
(وقوله في البحر الرائق ج ۲ ص ۱۴۱) باب ما يفصل الصلوة وما يكره

ٹائی بازہ نماز پڑھنا | سوال :- بعضہ انہم کہ ٹائی بازہ نماز پڑھتے ہیں کیا ٹائی کے ساتھ  
پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ ٹائی غیر مسلموں کی علامت ہے۔

الجواب :- ٹائی ایک کافرانہ عیسائیوں کے دینی شعار میں سے ہے جو کفر ٹائی  
بازہ پہنے سے اُن کے اس مذہبی نشان کی تائید ہوتی ہے اس لیے تشبہ الکفار کی وجہ سے اس  
کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

قولہ علیہ السلام: من تشبه بقوم فهو منهم فی الطبی: قولہ من تشبه بقوم هذا  
جام فی الخلق والخلق والشعار وذا کان الشعار اظهر فی التشبیہ فکثر فی هذا الباب۔  
(دعویٰ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۱۱۹ کتاب اللباس الفصل الثانی ص ۱۷)

تشہد میں دامن صبح کرنا | سوال :- معنی لوگ جب انیتات میں مجھے ہیں تو پاد میں مجھ  
کہتے رہتے ہیں انکے اس عمل سے نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

الجواب :- نماز میں تشہد دوسرے مواقع میں اپنے کپڑوں یا بدن یا کسی اور چیز سے  
کیسا شرم کر رہا ہے اگرچہ اس سے نماز تو فاسد نہیں ہوتی مگر مکروہ منقولہ ہوتی ہے اس لیے  
موربہ مسئلہ میں تشہد میں دامن کا صبح کرنا عمل شرع ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے تاہم اگر دامن گھسول  
کے نیچے آکر تکلیف کا باعث بنتا ہو تو یہ دن عمل کی کثرت کے درست کر سکتا ہے۔

ما قال الحنفی: ذکر کفہ ای دفعہ ولولہ لثوب کثرتہ لوزیل وعشہ بدای شویہ وحبسہ  
لشہی الا لحاجۃ ولذا ما یجہ۔ (البدائع علی سہروردی ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب کروبہات ص ۱۷)

قال الامام علی بن ابی حمزہ: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبه بقوامی من شہ نفسه  
باعتقار مشق فی اللباس وغیرہ وباللباسی اوالانفعال لواعمال التحشوا والاعتناء الا بلباس منہم فی الاثم  
والغیر۔ قال العیون: هذا عام فی الخلق والخلق والشعار ولما کان الشعار اظهر من التشبه ذکر فی  
هذا الباب۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۱۵۵ کتاب اللباس الفصل الثانی)

و مشکوٰۃ فی مشکوٰۃ ص ۳۷۵ کتاب اللباس الفصل الثانی۔

تحقیق الامام ابو البکات انسفی: ذکرہ عشہ بنو یہ رد نہ و قلب الحیا الا للوجود  
مکر و دفعۃ الامناع۔ (کنز الدقائق عن حاشیہ بحر الرائق ص ۱۹) ہاں مکتبہ الصلوٰۃ و دعا کی کتاب  
و مشکوٰۃ فی مراقب الفلاح عن مدو طعنادی ص ۲۸ فصل فی مکروہات الصلوٰۃ۔



سوئے ہوئے شخص کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم **سوال ۱۔** اگر کسی نمازی کے لئے کوئی شخص سوئے ہوئے ہو تو اس نمازی کی نماز کو کیا حکم ہے؟  
**الجواب۔** سوئے ہوئے شخص قبل از رخ ہو کر سوئے ہو اور نماز کی تکمیل اس کی پشت ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے تاہم اگر اس کے سامنے نمازی کی طرف ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔

قال ابن الصکونی: ولا یکرہ صلوۃ الا فہر قاعدہ فاقام ولم یسجد الا اذا خیف القطع بحدوثہ  
 قال ابن مایذین: دعت قولہ انظر قاعدہ بقید اظهر اعترافا عن الوجه فانہا تکرہ الیہ کما مر...  
 وفي شرح النیۃ: لا یعد نفی قول من قال بالکراہۃ بحضرة المستدین وکذا بحضرة التامیین  
 ..... وفي التامیین ای خلاف ظہور شئی یصح کہہ فی الحاضر اما فی باب کراہۃ صلوۃ علیہ

نماز میں عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں دعائیں پڑھنے کا حکم **سوال ۲۔** اگر کوئی شخص نماز  
 وغیرہ زبانوں میں اُتار دے تو اس سے نماز کی اثر پڑے گا؟  
**الجواب۔** یہ سنوئے بغیر یہ کہ نماز میں صرف عربی زبان میں دعا کی جائے، اگر کسی  
 اندر زبان میں دعائی جائے تو نماز کراہت سے قائل نہ ہوگا۔

لما قال العلامة ابن عابدین: وظاهر التعلیل ان الدعاء بغير العربیۃ خلاف خلق الاولی  
 وان الکراہۃ تنسب الیہ (من المعارف ص ۱۸۷ مطلب ۱۰) الدعاء بغير العربیۃ باب صفۃ الصلوۃ

لما قال البرہیم الخلیفی: ولا یاس بان یصل متوجہا الی الخلف واجل قاعدۃ اعلم ان التقدیر بلہ  
 باعتبار الغالب وانہ لافرن فیہن کوئہ قاعدۃ او قاضعا وقولہ یسجد الا اذا خیف  
 نفی قول من یأکیرہ لہ بحضرة المستدین وکذا بحضرة التامیین۔  
 کیسے دیکھیں کہ کراہت صلوۃ

لہ قال العزیمۃ عید الخلیفی الکھنوی رحمہ اللہ: ومنہا ان یذعو یا دعویہ لہ لیکون  
 اقرب الی الاجابۃ فان ناسا من العربیۃ یسجدون حالسہ بغيرہ ..... فی  
 غیر ذلکہ یسجدون حذر الی عربی بہرہ اللہ عنہا لیکن شہد کہہ زادہ بالابھیۃ الخ  
 ۱۔ العزیمۃ ص ۲۴۵ باب صفۃ الصلوۃ

دوران نماز بچے کا گود میں بیٹھ جانا | سوال :- نماز کی حالت میں اگر بچہ سامنے آجائے یا نہیں ؟

الجواب :- اگر بچہ خود قصد کوڑیہ اگر ٹنڈ جائے تو اس سے نماز خا سہ نہیں ہوتی ؛ بلکہ اگر بچے کے رونے یا گرجانے کا خطرہ ہو اور اس مقام میں کوئی دوسرا نہیں جو اس کی حفاظت کر سکے اس صورت میں بھی بچے کو گود میں لینے سے نماز خا سہ نہیں ہوتی ، البتہ ان بد کوہ شرائط کے علاوہ قصد بطور محبت بچے کو اٹھا کر نماز پڑھتا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے ۔  
صلی وعلوہ وسلم صلیبہ جازت صلوتہ ویکوہ فلوہ نکتہ ہذاک من یحفظہ ویستعبد وھو یسک فلا یکرہ فکذا فی محیط السرخسی ۔

(الفتاویٰ الهندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل ثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ) ۔

اسٹین کہنیوں سے اوپر کر کے نماز پڑھنا | سوال :- اگر غازیں آستینوں کو کہنیوں سے اوپر کر لیا جائے تو اس سے نماز میں کوئی کراہیت لازم آتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- کچھ امور جو مومن ہونے کی صورت میں کوئی کراہیت نہیں ۔  
فما لم یصلحہ ، وکرہ دفعہ ای دفعہ ولو نکوب کشمر کھادین و فی رتہ صریحاً انکراہتہ فی خلاصۃ الخلافۃ بالمذنبۃ بان یاکون رافعاً لکبۃ فی الفتحۃ (مرداد ص ۲۰۰ اصلکلا مکہ ہاتھ الصلوۃ) ۔

نہ قال المحمدي ، يكره ..... وحمل الطغاني وماوراءه من حديث ابن في الصلوة شفرہ (فندالمشاعر من صدارة ممتاز ج ۲ ص ۲۳۵ مکرودات الصلوۃ) و منہلۃ فی خلاصۃ افتاوی ج ۱ ص ۵۹ اجنس فیما یکرہ ۔  
کے ولو صلی رافعاً کبۃ فی المردودین کذلک فی فتاوی قاضی خان ۔  
الهندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل ثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ (و منہلۃ فی لہجہ الراقی ج ۲ ص ۲۰۰ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا) ۔



**الجواب:** یہ صرف اوقات یعنی طلوع وغروب اور استواء شمس کے دوران نماز پڑھنا شرعاً مکروہ و تحریمی ہے۔ البتہ غروب شمس کے وقت اسی دن کی عصر کی نماز جائز و منع الگ رہتی ہے۔ تاہم قبل اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ مگر وہ اوقات تین قسم پر ہیں: ۱۔ طلوع شمس سے نصف النہار تک اور عند غروب الشمس۔

قال الخسکفی: (وکنہ) تعریحاً وکل مالاً یجوز مکررہ (حصولہ) مطلقاً (دولہ) قضا داد و اجبہ (اذلاً) (علی جنازۃ و سجدة تلاوة و سہو) لا شکر قنیۃ (مع شوق) الا لغوام فلا یجوز من فعلها لانہم یترکونہا و الاداء الجائز عند البعض اولی من التکرار کما فی التثنیۃ و غیرہا (واستواء) الا فی الجمعة..... (و غروب) (عصر یومہ) (والدہم المختار علی صومرد المختار) کتاب الصلوۃ

نمازیں ایک سورۃ کو شروع کر کے بغیر عدد کے دوسری سورۃ شروع کرنا | سوال اگر کوئی شخص روزہ

ہیں ایک سورۃ کی قرأت پر ابتداء کرے لیکن پھر قصد بغیر کسی وجہ کے اسے ترک کر کے دوسری سورۃ شروع کر دے تو کیا اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

**الجواب:** نمازیں ایک سورۃ کو شروع کرنے کے بعد اس کے مکمل ہونے سے قبل بغیر کسی عذر کے اسے ترک کر کے دوسری سورۃ شروع کر دینا شرعاً مکروہ ہے، البتہ اس سے نماز جائز ہے۔

افتتح سورۃ و قصد سورۃ اخرى فلما قرأ ایۃ اذانین اذان یا توف السورۃ و یفتح التی ارادھا یکرہ و کن اقول من بقاء و ان کان حراً و لو کس المرکب فی الصلوۃ ثم بدالہ ان یرید فی الفضاۃ لا یأس بل ما لہ

لما فی بیانہ من یجوز ان یقرأ سورۃ و یقصد سورۃ اخرى فلما قرأ ایۃ اذانین اذان یا توف السورۃ و یفتح التی ارادھا یکرہ و کن اقول من بقاء و ان کان حراً و لو کس المرکب فی الصلوۃ ثم بدالہ ان یرید فی الفضاۃ لا یأس بل ما لہ

(امتاوی قاضی غازی علی طاعتی) الحدیۃ ج۱ ص ۱۰۰ (باب الاداء فی الحوائط و غیرہ) فی الحوائط



یہ کہ۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ج ۹ صفحہ ۱۱۱ فی القراءۃ)۔

**سوال**۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کا حکم ہے، کیا شرعاً نیکے نماز پڑھنا جائز ہے؟

**الجواب**۔ یہ سنی اور بعض عذر کے نیکے نماز پڑھنا مکروہ ہے، جیسا کہ آجکل کے بعض نمیشن میں حضرات کا وہیرو ہے، البتہ عذر اور تذل کے طور پر نیکے نماز پڑھنا جائز ہے۔

قال الحنفی: (وصلوۃ حاسوا) ای کا شغرا رہا سہ الفتکاسل (و (کا) یأس یہ رشتہ ذلیل) اما لاہانتہ بہا تکفر۔

واللہ اعلم بالصواب علی صہ رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱ مکر وہا الصلوۃ علیہ

**سوال**۔ یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کا حکم ہے، کیا شرعاً نیکے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جس کا لین پر صلیب کی تصویر ہو اس پر نماز پڑھنے کا حکم ہے، کیا شرعاً نیکے نماز پڑھنا جائز ہے؟

**الجواب**۔ یہ شریعت مقدسہ نے غیر مسلموں کے دینی شعائر سے تشبیہ کو مکروہ قرار دیا ہے جن کے چند نظائر فقہ و کرام نے بیان بھی فرمائے ہیں۔ لہذا صلیب جو کو جیسا کہ

کے مذہبی علامت ہے اس لیے صلیب کے نشان و لکھ کا لین یا وری پر نماز پڑھنا تشبیہ

یا لکھ کر وجہ سے مکروہ ہے، اس لیے ایسے قائلین یا وری پر نماز پڑھنے سے اجتناب

لازم ہے۔ لہذا قال الشیخ علیہ وسلم: من تشبہ بقوم

لعدو فی الہندیۃ: اتصح سوئرو قصیدہ سورۃ اخروی لما قرأ آیۃ اور یتبرک اذاد ان

تبرک السورۃ ویفتح التي اذادھا وکذا یقرأ اقل من آیۃ وان یصان حرفاً

ولو کبیر لمرکوع فی الصلوۃ ثم بد لہ ان یزید فی اعتقادہ لا یأس بہ مالہ

یہ کہ۔ (الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱ فصل فی القراءۃ)

لہذا مکرہ الصلوۃ حاسوا اسد: ذکر ان یزید فی اعتقادہ وقد فعل ذالک کاسی و تہادنا

بالصلوۃ ولا یأس بہ اذا فعلہ تذلل و خشوعاً بل ہو حسن کذا فی التذکرۃ۔

(الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱ الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ وما لا یکرہ)

و مثلاً فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵ باب ما یفید الصلوۃ وما یکرہ فیہا۔

فقہومنه - (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۵۵) کتاب الملباس باب فی بئس الشجرة ۱۔  
**سوال ۱۔** دو کوٹے سے مسجد کو انتقال کے وقت شلواری کو  
 کپڑوں کو صیغ کرنا اور کی طرف کھینچنا، ایسے ہی سجدہ سے اٹھتے وقت اپنے  
 کپڑوں کو صیغ کرنا، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب ۱۔** بغیر حاجت کے کپڑوں کو صیغ کرنا جب عمل کثیر تک نوبت نہ پہنچے تو  
 مکروہ ہے اور حاجت کے ساتھ بلا کر استیجاب جائز ہے، اور اگر عمل کثیر تک نوبت پہنچے  
 تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

قال المحقق ج: (وہ مکروہ ذمہ) ی دفعہ دلو لترا ب مکشور کو اذ ذیل۔  
 (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۵۵۵) مکروہات الصلوٰۃ ۲۔

**سوال ۱۔** امام کا محراب کے اندر کھڑے ہونے کا حکم  
 کے اندر کھڑا ہونا جس سے امام کی وضع قطع  
 مقتدیوں سے بالکل مخفی ہو جائے یا اس کا برآمدہ میں کھڑا ہونا، اور مقتدیوں کا صحیح میں ہونا  
 اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

**الجواب ۲۔** امام کا محراب میں اس طرح سے کھڑا ہونا کہ اس کے افعال مقتدیوں سے

لعدال اعلامہ وغیر اندر فی النعلی، (قوله) وسمع اوسراج اکا قعما لا یبذلوا والکراہۃ  
 باعتبارہا وانما تعبدھا الجوس اذا كانت فی القانون رقیھا الجرا فی التور فلا یکرہ  
 التوجہ الیہا علی غیر ذلک الوجه۔ (تیسرا) الخاق ج ۲ فصل فی مکروہات الصلوٰۃ  
 ومثلک فی البحر الرائق ج ۲ ص ۵۵۵۔ باب مکروہات الصلوٰۃ۔

کلمہ دیگرہ الصلٰۃ ان یجہت بشوہ اولیئہ، (مسئلہ) دہن یکث ثوبہ بان یرفع  
 ثوبہ من ین یدیه او خفقه اذا اراد السجود کن، فی معراج اندر ایستہ ولا  
 یأمن بان یفرض ثوبہ کبلا یلتفت بجسده فی الركوع ولا یأس بان یمسح  
 جیہتہ من التراب دا خشیش۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۰۵)  
 فصل الثانی مکروہات الصلوٰۃ

ومثلک فی البحر الرائق ج ۲ ص ۵۵۵ مکروہات الصلوٰۃ۔

مٹتی رہیں کر دہ ہے، البتہ اگر امام ایسی صورت میں کھڑا ہو کہ اس کی ساری بیٹھنے کی ضرورت نہ ہو تو اس صورت میں کوئی کڑا بیت نہیں۔

ایسے ہی اگر امام برآمدہ میں اور مقتدی بھیج میں ہوں، اگر ای کو امام کی ساری بیٹھنے کا علم ہوگا ہے تو نماز بجا کر بیت جائز ہے اور عدم علم میں کھڑو ہے۔

وقال المحقق (۱) : (قيام الامام في المحراب لا سجدة فيه و قد ماء خارجة لان البرق للعدو - زعمنا) وان لم يتشبه حال الامام ان سئل بالتشبه وان بالاشتباہ ولا اشتباہ فلا اشتباہ في نفی الکراهة۔

والذي المختار من صدر رد المحتار (۲) باب ما بعد الصلوة (۳)

**نماز میں مٹی روح چیز کی تصویر پاؤں تلے رکھنا** (سوال :- جناب مفتی صاحب ! اگر کوئی شخص کسی جاندار کی تصویر سے متعلق مصلیٰ پر نماز پڑھے رہا ہو اور پاؤں اس تصویر پر رکھے ہوں تو اس شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟ کیا نماز مکروہ ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- جس کمرے میں کہ مٹی روح دیا نذر م کی تصویر اور یاں موجود ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے تصویر سلتے ہو یا پیچھے دائیں ہو یا بائیں۔ فقہاء کرام نے اس کراہت کی وجہ نمبر پانچ سے مشابہت اور تعظیم بیان کی ہے لیکن اگر کسی مٹھی پر جاندار کی تصویر اس طرح نہ ہو کہ اس پر پاؤں رکھے جلتے ہوں تو ایسے مصلیٰ پر نماز پڑھنا بجا کر بیت جائز ہے، اسی لیے کہ اس عمل سے اس تصویر کی تذلیل ہوتی ہے نہ کہ تعظیم، کیونکہ اسلام نے تصویر کی تعظیم کرنے سے منع کیا ہے۔

ناقال العلامة الشافعی (۴) : ولا بأس بان يصلي على بساط فيه تماثيل و يرثي فيه متناهة بالصورة ولا يسجد على التماثيل و يشبهها دقة الصق و اطلق الكراهية في الاصل لان

۱۔ قال الشيخ السيد احمد الطحاوی : (لا يكره قيام الامام) بمحلة رقی المحراب) کا قیامہ خارجہ وسجودہ فیہ مستحبی محض یا لانه محراب الخس والشمطان بالقیام الیہ و انکر لہ لا اشتباہ الحال علی القوم اذا ضاق امکان فلا کراهة۔

رد المحتار (۲) فصل (۲۹) (الکراهات)

ومثله في البهنية ج ۱ الفصل الثاني فيما يكره في الصلوة۔۔۔ الخ۔

المصلی معظم دیکر ان کیوں ترقی دے گا؟ فی السقوط بین یدیه اربعہ۔ نہ تصاویر اور  
صورۃ معلّقة ... اخذ (الہدایۃ ج ۱ ص ۳۱۷) باب ما یفسد المصلیۃ وما یکرہ ( )

خانہ کعبہ اور دروضۃ اقدس کی تصاویر سے متعلق  
مفتش جائے نماز پر نماز پڑھنے کا حکم

تھا کہ تیس جائے نماز مصلیٰ پر کعبہ اشرا اور دروضۃ اقدس کی تصویر متعلق ہو اس پر نماز پڑھنا  
جائز نہیں۔ تشویش کی بات یہ ہے کہ اکثر مسلمان ان حقائق یا جائے نمازوں پر نماز پڑھتے ہیں  
جو بڑی بڑی مسجدیں بڑے بڑے علماء و مفتیان علیہم السلام کو ایسے جائے نمازوں پر نماز پڑھتے دیکھا  
یا سہی، اور خصوصاً تشویش کی بات یہ ہے کہ ایسے مفتش جیسے نماز کو بڑے شوق سے سمجھی عرب  
سے لاتے ہیں، اب اگر مدورہ استغفار کے جواب کے مطابق پئے جائے نمازوں پر نماز پڑھنا جائز  
نہیں تو ہماری پڑھی گئی نمازوں کا کیا بنے گا؟ کیا ہم ساری نمازوں کو دوبارہ قضاء کریں گے  
یا نہیں؟ مہربانی فرما کر ہمیں اس تشویش سے نکالیں؟

الجواب۔ بے جگہ نماز مصلیٰ پر غیر ذی روح نے کی تصویر کا ہونا مانع حلاۃ نہیں اور  
نہ اس سے کوئی کرہ مستلزم آتی ہے۔

لما قال العلامة ابو عیسیٰ الخلیلی، واما صورة غیر ذی روح فلا خلاف فی عدم  
کواہۃ المصلیۃ عینا او نیہا۔ (نکبہ۔ بری ص ۳۰۷) مکر وہاۃ المصلیۃ ( )  
خانہ کعبہ اور دروضۃ اقدس کی تصاویر بھی غیر ذی روح میں داخل ہیں اس لیے جس مصلیٰ پر  
اس قسم کی تصاویر ہوں اس پر نماز پڑھنا نہ موجب وجوہات کی بنا پر جائز ہے۔  
(۱) میں کہہ چکا تھا کہ دیواروں پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

فی المہندیۃ، الوصلی علی جدار الکعبۃ فان کان وجہہ فی سطح الکعبۃ مجوز  
والا فلا۔ (فتاویٰ المہندیۃ ج ۱ ص ۳۱۷) باب مصلیۃ فی الکعبۃ ( )  
ما قال العلامة ما تہ بن العلاء الانصاری، ووصلی فی جوف الکعبۃ او  
علی سطحها جائز، فی ای جہۃ۔ (فتاویٰ ابن تارخانیۃ ج ۱ ص ۳۲۵) باب مصلیۃ فی الکعبۃ ( )  
ایضا ایسا کرنے سے جو امر اسرارہ الہیہ کما ہست منزہ ہی ہے۔

ما قال العلامة السید احمد الطحاوی، مع فیض وفضل فوقہا وان لم یصل

مصلیٰ ہا مستقرۃ لما ذکرنا لکنہ مکروہ لا سادۃ الادب باستعلائہ علیہا وترك تعظیہا  
 یغید ان لکراہۃ التشریہ . (المطالعۃ ص ۳۳۹ باب صلوة فی الکعبۃ)

(۲) تصویر کا حکم میں شے کا حکم نہیں ہوتا۔

(۳) نماز پڑھنے کے دوران ان تصاویر پر سر رکھا جائے یا ٹوٹیں نہیں جو کہ موجب تعظیم ہے۔  
 یہی وجہ ہے کہ جو تصاویر نماز میں پائے گئے آتی ہوں تو نماز بلا گرفت جائز ہے۔

لما قال العلامة اخصکفی ولا یکرہ لو کانت تحت قدمہ او عن جلیسہ  
 لانہ مہانتہ . (الدر المختار علی صمد رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۰۱ مکررات المصلی)

یہذا ان وجوبت کی بنا پر نماز کعبہ اور دفنہ اقدس کی تصاویر سے متعلق جیسے نماز وضو  
 پر نماز پڑھا جائز ہے تاہم اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ان تصاویر پر پاؤں نہ آئے تاکہ  
 بے ادبی کا مشہد پیدا نہ ہو۔ یہاں تک ادا شدہ نمازوں کا مسئلہ ہے تو وہ بلا گرفت جائز  
 ہیں دوبارہ قضا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جن سفرات نے عدم حواذہ فتویٰ دیا ہے ان کا  
 فتویٰ قابلِ غور ہے اس لیے کہ جب عین کعبہ کے اوپر نماز پڑھا جائز ہے تو متعلق جائے نماز  
 پر بدعتِ اولیٰ جائز ہوگا۔

بجلی

لے ملاکال اعلامۃ اعتق محمود حسن گنگوہی، (سوانح) جیسے نماز پر عبادہ کعبہ کی تصویر ہے اور نماز  
 پڑھنا کیسا ہے آیا اس تصویر کو دمرائز اجڑھا کر چھپا دیا جائے یا کیا کہلے، اگر فروخت کرتے ہیں تو  
 چھٹائی قیمت ملتی ہے اور مسجد کو نقصان ہے؟

(الجواب) صورت مسئلہ میں ان مسئلوں پر غور پڑھنے سے شریعت کی حرج نہیں نہ ان پر کراہت نہ ملنے  
 کی ضرورت ہے نہ ان کو فروخت کرنے کی ضرورت ہے۔ فی منیۃ المصلیٰ واما تصویر فیہ  
 ذی روح فلا خلاف فی عدم کراہۃ الصلوۃ علیہا او الیہا وکذا (۳) اور اس تصویر پر نماز کعبہ  
 کی تعظیم میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ تصویر کا حکم عین شے کا حکم نہیں ہوتا، دوسرے خود نماز کعبہ میں  
 جب تہ زیارت جاتی ہے تو وہاں بھی زمین بیروں کے نیچے ہوتی ہے جب وہ تعظیم کے ذریعہ نہیں تو  
 تصویر کا بیروں کے نیچے ہونا بطریقِ اولیٰ تعظیم کے معنی نہ ہوگا۔ فقط، والشرع خانہ و تعالیٰ اعلم۔  
 (افتاویٰ محمودیہ جلد ۱ ص ۱۲۰۱ کتاب المصلی)

## باب مفسدات الصلوة

(نماز کے مفسدات کے بیان میں)

**سوال** : کیا نماز میں پاؤں ہلانے سے نماز فاسد ہوتا ہے؟  
**الجواب** : نماز میں پاؤں ہلانا واجب تک عمل کثیر کے درجے میں  
 نہ ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، تاہم بلا ضرورت پاؤں ہلانے سے احتساب کرنا چاہئے، البتہ  
 دونوں پاؤں کو ہلانے میں کثیر کے زمرے میں داخل ہے۔

ان حرک رجلاً واحدة لا معنى لادوام لا تقصد صلواته وان حرك رجلیه تقصد  
 اعتبر هذا القائل العمل باليدین والعمل برجل واحد لا العمل بید  
 واحدة قال بعضهم ان حرك رجلیه فیسلاً لا تقصد صلواته کن انی المحيط وهو  
 الا وجه فکذا فی البحر الرائق۔ (الفتاویٰ السامیة ج ۱ ص ۱۸۷) فیما بعد لصوة  
**سوال** : یعنی اوقات رکھا گیا ہے کہ بعض نمازی نماز میں کھانسی  
 رکت میں کھانسی ہو جائے تو کھانسی میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کیا  
 نماز میں کھانسی شرعاً جائز ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟

**الجواب** : اگر نماز میں کھانسی ہوا احتیاطاً منع العذر ہو تو شرعاً جائز ہے اور بغیر عذر  
 محض تحسین صورت کے لیے ہو تو بھی جائز ہے۔ البتہ نماز میں کھانسنے کے لیے کوئی خاص حد  
 مقرر نہیں تاہم بلا عذر کھانسنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، بشرطیکہ اس سے حروف پیدا  
 ہو جائیں اور بغیر انہما حروف کے بلا عذر کھانسا مکروہ ہے۔

ملہ قال ابن نجیم : ان حرك رجلاً واحدة لا معنى لادوام لا تقصد صلواته وان حرك  
 رجلیه تقصد فتشکل لان الظاهر ان تحريك اليدين في الصلوة لا يستلزمها تحريك  
 ياحق بمقتضى حركة الرجلين فالوجه قول بعض جمهور حرك رجلیه له قلب لا  
 لا تقصد صلواته وان كان ككثير فسدت كما في التمهيد

(البحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۷ باب مفسدات الصلوة)

قال المصنف: (ولا تنزع) يعني (بلا عذر) ما به بان تشامط بعد فلاذ (بلا عذر) مع (قلوب) يعني صوتہ (ويعتدى) امامہ او بلا اعلام انتفى الصلوة فلاذ (على الصحيح) (والدخائل من صمد الخارجه) ۱۷۱ مطلب الرضا (الذي يجب ان) لم  
**سؤال** بد اگر کوئی شخص بحالت نماز

بجائز نماز قرآن سے دیکھ کر قرأت کرنا  
 قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کرے تو کیا  
 اس سے نافرمان ہو جاتی ہے؟ نیز اس میں حافظ اور غیر حافظ کا فرق ہے یا نہیں؟  
**الجواب** بد معصوف شریفین سے دیکھ کر بحالت نماز قرأت کرنا مختلف فیہ مسئلہ ہے  
 امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا کرنا مفید نماز ہے جبکہ صاحبینؒ اور امام شافعی کے نزدیک  
 مفید نماز نہیں البتہ صحیح قول یہی ہے کہ مفید نماز ہے اس میں حافظ اور غیر حافظ دونوں  
 برابر ہیں۔

ويفسد ما قرأه من معصوف عند أبي حنيفة وقال لا يفسد ان حمل المعصوف وتقلب  
 الذوق والنظريه على كثير من الصلوة عنه بقدر على هذا لو كان موضوعا لم يكن يديه على رجل وهو  
 لا يحمل ولا يقلب او قول المكتوب في المحراب لا يفسد ولان التلقن من المعصوف تعلم ليس  
 من افعال الصلوة وهذا ليس يجب التسوية بين المأمول وغيره ففسد بكل حال وهو  
 الصحيح هكذا في الكافي۔ (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۱ مقدمات الصلوة) ۲  
 لم يفسد الصلوة التذبح بلا عذر بان لم يكن مدكوما اليه حصل منه حروف هكذا في  
 التبيين ولو لم يظهر له حروف فانه لا يفسد اتفاقا لكنه حكوه كذا في البحر الرائق۔

والهندية سعيدى ج ۲ ص ۵۲ الباب السابع الفصل فيما يفسد الصلوة  
 ۳ قال ابن نجيم: (قوله قرأه من معصوف) يفسد ما منه (في حنيفة) وقال الا حتما لا انها  
 عبادة انضافت الى عبادة الانها يكره لانه تشبه بصنيع اهل الكتاب ولا في حنيفة ومجان  
 اذ هما ان حمل المعصوف والنظريه وتقلب الذوق على كثير الثاني انه تلقن من المعصوف ففسد  
 كما اذا تلقن من غيره وعلى هذا الثاني لا فرق بين الموضوع والمأمول منه وعلى الاول  
 يفترقان ومع المصنف في الكافي الثاني وقال انها تفسد بكل حال تبعاً لما صححه شمس  
 الاثمة السخري۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۱ ما يفسد الصلوة)  
 وخلفه في الميزان على صدره رد المحتار ج ۱ ص ۶۳ مقدمات الصلوة۔

**نماز میں قبضہ سے منحرف ہو جانا** | سوال :- نماز پڑھنے کے دوران کسی شخص نے جھک دینے سے نماز کی کاہنہ قبلہ سے کچھ منحرف ہو گیا تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** اگر قبلہ سے تھوڑی سی مقدار میں منحرف ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اگر زمین کی اونچوٹ منحرف ہو گیا تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

قال الحنفی (الغیور) ای غیر عانیہا و اصابہا جھنہا بہا یعنی شیء من سطح الوجه ممتا للکعبۃ اولہا و ثلثہا و اذ رافعت علی صدرہا و المحدث (شرح طحاوی) ۱۰۸

**لاؤڈ سپیکر میں نماز پڑھنا** | سوال :- ایک شہر سا جدید ہے، لاؤڈ سپیکر میں نماز پڑھائی جاتی ہے، آیا شرعاً اس آلہ کے ذریعہ نماز پڑھنا جائز ہے؟

**الجواب :-** لاؤڈ سپیکر ایک جدید آلہ ہے اس سے بکثرت امام کی آواز دور تک پہنچتی ہے۔ فقہی لحاظ سے چونکہ یہ آواز اس امام کی ہی کی آواز ہوتی ہے اسلئے حقیقت میں علماء کا اتفاق ہے کہ لاؤڈ سپیکر میں نماز پڑھنا جائز ہے لیکن بلا ضرورت لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانے سے احتساب کیا جائے۔ البتہ بعض حضرات کا تحقیق کے مطابق چونکہ یہ آواز امام کی اپنی نہیں بلکہ صدائے بازگشت ہے اس لیے اس (لاؤڈ سپیکر) سے نماز درست نہیں۔

قال المفتی کفایت اللہ :- میں نے کئی مرتبہ اس آلہ کے نماز میں استعمال کا حکم لکھ چکا ہوں اور اخبارات میں شائع کروا چکا ہوں وہ یہ کہ فی مد فاتر اس آلہ کے مد ہوا کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ تطہیر بعد و غیرہ اور مد و تقریر کی غالی میں اس کا استعمال مباح ہے نماز کے بڑے مجموعوں میں جو لوگ تبلیغ تکمیل کرتے ہیں ان کی آواز کو بلند کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جائے ترجمان مفسر فقہ نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۹۷ کتاب الخطر والامانۃ) ۱۰۸

۱۔ قال ابن نجیم : (قوله و نغیر اصابہ جہۃ) یعنی المکی فرضہ اصابہ جہۃ و هو بجانب المکی اذا وجہہ الیہ الشخص ینکون ممتا للکعبۃ اولہا و ثلثہا۔ (ابحوال ملتقى ج ۱ ص ۱۳۳ شروط الصلوة)

۲۔ مؤلفہ فی احادیثہ ج ۱ ص ۱۳۳ الفصل نہ ثانی استقبال القبلة۔

۳۔ امداد الفتاوی ج ۱ ص ۹۷ و آداب جدیدہ ص ۲۵۵ کے تحریر سے بھی ہوا معلوم ہوتا ہے۔



**عورت کے محاذات کا مسئلہ** | **مسوال :-** اگر تباہی میں ایک عورت مرد کے محاذات میں عورت کے محاذات کا مسئلہ کھڑی ہو جائے اور مرد اس کی اقتداء کی نیت بھی کرے اور عورت بالذکر بھی ہو تو کیا اس سے نماز قاسد ہوئی ہے یا نہیں؟ کیا مسئلہ محاذات میں غصہ اور اجنبی میں کوئی فرق ہے؟ اور محاذات کے شرائط کیا ہیں؟

**الجواب :-** اگر بالفرض عورت کسی مرد کے محاذات میں کھڑی ہو جائے تو چند شرائط کے ساتھ اس مرد کی نماز قاسد ہو جاتی ہے، مثلاً بغیر کعبہ حائل و رکاوٹ کے مکان ایک ہو کر بالذکر واقعہ ہو جس کی نماز صحیح ہو، بخلاف نہ ہو، آقام عورت کی اقتداء کی نیت کرے، محاذات رکب کامل میں ہو، آن دونوں کی جہت متحد ہو۔

اور محاذات میں پنڈلی اور ٹخنوں کا اعتبار ہوتا ہے، اس میں محرمہ اور غیر محرمہ کا کوئی فرق نہیں، دونوں برابر ہیں۔

رومنھا، ان يعكون في مكان واحد حتى لو كان الرجل على الدخان والسرابة على الارض والدخان مثل قامة الرجل لا تقصد صلواته (منها) ان يكون بلا حائل حتى لو كان في مكان مقصد بانه كان على الارض اذ على المكان الا ان بينهما اسطوانة لا تقصد صلواته هكذا في الكافي واذا في الحائل قد مر متوخا الرجل وغلظه غلظا لا يصح والفرجة تقوم مقام الحائل وادناه قد مر ما يقرر فيه لرجل كن في التبيين ومنها ان تكون من قصص منها الصلوة حتى ان المحنونة اذا احاذته لا تقصد صلواته (منها) ان يتوى الامام امامتها و امامة المنار وقت الشروع لا يبعد ولا يشترط حضور المنار لصلة زيارته (و منها) ان تكون المحاذات في دكن كامل حتى لو كبرت في صف وركعت في اخر وسجود في ثالث فسدت صلاة من عن يمينها وبارها خلفها من كل صف ورومنها ان تعكس جهة امامتها حتى لو اختلف لا تقصد ولا يتصوّر اختلاف الجهة الا في جوف الكعبة او في ليلة مظلمة وصل كل بالتحري في جهة والعبر في محاذات الساق والكعب على الصميم هكذا في التبيين والسرابة نتا ولا اجنبية والمحرمة والحليلة والصغيرة الشهامة والكبيرة النقي ينفر عنها الرجال هكذا في الكفاية۔ (لخندية ج ۱ ص ۴۹ باب الامامة الفصل خامس)

قال المحقق (۱) : (واذا عاذتہ) ولو بعض واحد ونحوه الزیلعی بالاساق  
والکعب (۲) (مرآة) (ولوامة) (مشتہاة) (حالا) کنتی تسع مطلقاً وتمان وربع لو  
ضمتہ اذ ما قیاً کعبی (۳) (ولا حائل بینہما) اقلہ قدر ذراع فی غلط اصبع او  
فرجة تسع رجلاً (۴) (صلوة) وان لم تتخذ کيفتها ظهر بصلی عصر علی الصبح  
سراج فانه یصح تعلقاً علی المذهب بصر وسمی (مطلقة) خرج الجنازة (مستکرم  
فمعاداة المصلية لمصل لیس فی صلاتها مکروهة لا مفسدة تخرج (تحريمية)  
والن سبقت ببعضها (قأذام) (ولو حکما) لا حقین بعد قول الامام بخلاف  
المسوقین والمخاداة فی الطریق (واعتمدت الجهة) فلو اختلفت کما فی  
جوف الکعبة ولیلہ مظلمة (فسدت صلوته) لو مکلفاً واکلاً  
کلا (ان فوی) اکامام وقت شروعه لا یعبده زاماً متها وان لم یکن  
حاضراً علی الظاهر ولو فوی امرأة معینة اذ انشاء الاخذة عملت  
نیتاً (ولا) قنوها (فسدت صلوتهما)۔

(الذرا المختار علی صمدی رد المحتار ج ۱، ص ۲۸۵، باب الامامة)

بس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا | سب سوال :- بعض اوقات بس میں سفر کے دوران نماز  
کا وقت ہوتا ہے لیکن نماز کے لیے بس کا ڈرائیور کسی  
مقام پر بس کو نہیں روکتا۔ اگر بس میں بیٹھ کر نماز پڑھ جائے تو کیا شرفاء جائز ہے؟  
الجواب :- بس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا مع العذر جائز ہے جب قبلہ کا رخ ابتداً  
میں صبح ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ انتظار کرے، لیکن ہے کہ باقاعدہ نماز کا وقت مل جائے،  
بشرطیکہ پہلے ڈرائیور سے بات کر لی ہو اور ڈرائیور گاڑی نہ روکنے پر تھرم ہو، البتہ  
ڈرائیور اگر گاڑی کھڑی کر دے تو پھر جائز نہیں۔

قال المحقق (۱) : (وصلی الفرض فی ذلك) صار قاعداً بلا عذر  
صح (لغلبة العجز وراساً) وقال لا یصح الا بعذر وهو لا ینظر بھلک۔  
(الذرا المختار علی صمدی رد المحتار ج ۲، ص ۲۸۵، باب صلوة المريض)

راعا المصلوة علی العجالة ان کان طرف العجالة علی الدابة وهي تسیر ولو لا  
تسیر (فھی صلوة علی الدابة فتعجز فی حالة العجز) (المذکور فی التیمم) (والتیمم)

ومن العذر المطر وطين يغيب فيه النوجيه وذهاب الرفقاء .

والله اعلم بما عند ربه والمختار جليل باب الخوف والطيب الصلوة على ابيك

مسجد میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے دوکانوں میں نماز پڑھنا

نمازیوں کی شرکت کی وجہ سے مسجد میں جگہ نہیں رہتی، عموماً جمعہ کے دن، تو بعض لوگ مسجد کے باہری دوکانوں میں کھڑے ہو کر عزت باندھ لیتے ہیں، جیسا کہ پہلے ظاہر تصویفیں تھیں، پتا کیا ایسی سعادت میں امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب :- اگر مسجد میں جگہ نہ ہو تو مسجد کے باہر دوکانوں میں نماز پڑھنا اس وقت درست ہے جس وقت مسجد در دوکانوں کے درمیان کا راستہ بند کیا جائے اور صفوں میں اتصال ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ان مقتدیوں کو امام کی حالت کا علم بھی ہو۔ مگر صفوں میں اتصال نہ ہونے کا فائدہ راستہ درمیان میں خالی ہو اور ایسے ہی امام مسجد کی حالت کا بھی علم نہ ہو تو ایسی صورت میں مقتدا درست نہیں۔

قال (عسكركم) : (وخرج من الأقدوس بطريق تجري فيه حية) :  
 الحية يجربها الشيطان وظهر تعجيزي فيه (عسكركم) : ولم تزلوا ولوقى المسجد  
 (واخلدوا) إلى الفضاء (في الصبر) : وفي مسجدكم يرسون كمسجد القدس  
 (بيع صفيون) فأكثرت كلما إذا اتصلت الصفوة فيهم عطفها مضى قال في الطريق  
 ثلاثة وكذا التثنية بعد لما في لا واحد فثالثاً لأنه تكراهة صلاته  
 صلواته وجوده كونه منه في حق من خشيته : (وإنما نائل لا يمنع) : (الاعتناء  
 بأن لا يشتبه حاله) : (بما به) : (إوروكية) : (والموت) : (باب  
 مشك) : (يمنع الوصول في الأضهر) : (ولم يختلف المكان) : (حقبة) : (مسجد

سَلَامٌ وَلَا تَجْعَلُوا الْمَكْتُوبَةَ عَلَى الدَّاهِيَةِ لَا مِنْ دُونِ..... (مَا أَصْلُوهُ عَلَى تَعْبِيلِهِ فَإِنْ كَانَ مِنْ دُونِهَا عَلَى الدَّاهِيَةِ دَعَى تَسْوِئَتِي صَلَاةً عَلَى الدَّاهِيَةِ وَقَدْ مَرَّ حَتْمُهَا -

(انفتاح رأ الحنيفة ج ١ ص ١٣١ الباب الخامس عشر في صلوة المأثور)

وَمِثْلُهُ فِي مَعَارِفِ الْمَنَاجِدِ ج ٢ ص ٣٩٥ بَابُ الْإِسْلَامِ عَلَى الْإِبْرَةِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ .

دیت، فی الاصول۔ زاد المعاد من مسرور المختار ج ۱ ص ۵۸۲۔ باب لہ منہ ہما

**نمازیں واجبات کا چھوٹ جانا** | سوال۔ اگر کسی شخص سے نماز کے واجبات چھوٹ

جائیں اور وہ مجتہد سہمی کے ذکر سے حوائس سے نماز

تو جاتی ہے یا نہیں؟

**الجواب۔** نماز میں قصد اور عمدہ واجبات کو ترک کرنا گناہ کبیرہ سے ہے اور واجبات چھوٹ جانے پر اگر مجتہد سہمی کو ریا پلٹے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے، اگر مجتہد سہمی نے کیا تو مجتہد نماز کا اعادہ واجب ہے، اگر نماز کا اعادہ نہ کیا تو نماز لازمہ تحریم کے باوجود جائز ہے۔

قال المحقق: (وما واجبات بل قصد بل قصد وجوباً في العمد والسهو ان لم يسهو به وان لم يعد لها يكون فاسقاً اثمًا وكن اكل صلفاً او مصححاً كراهية التحريم بحجب عاده والاعتاد فله جابر الاول لان الغرض لا يتكرر۔

(الذيل المختار عن مسرور المختار ج ۱ ص ۵۸۲ واجبات الصلوة ص ۵۸)

**سوال۔** بحالت سدا اگر نماز نہ آجائے تو نماز کو توڑ کر باہر کسی مغویہ جگہ پر جانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

سعد و منها طریق عام برفید بجملة ولا وقار فکذا فی شرح الفخاری۔ اما ان یمن الایمان وین التقدی طریقاً فکان صحیحاً لا یوقیة العیلة والذوق والذمیع وان کان واسعیاً بر فیہ بجملة ولا وق فکذا فی فتاوی تاحضی خان والخلایعة فکذا فی الذکر۔  
والصغیر متصلة علی العریق اما انی اتصلت انصفوف لا یمنع الاقتدار وینو صان علی العریق وین لا یثبت به الاتصال ویا نثلث یثبت بالاتفاق

(الاعتاد وی اعتبار جرم مکہ بایمانت، الفصل الرابع فی یزید وین صغیر الاقتدار۔ الخ)  
۵۔ فلا یمنع الصلوة بترکها عامدا او ساهیا بل یجب علیه سجود السهو فی السهو جبراً لانتقاصی خاص بترکها سهواً ولا عادية فی العمد والسهو اذا لم یجد کسوف منه ذاق علی وجہ لا یمنع فیہ فکذا فی بعد، اما کان مؤداه دام مکروها کراهية تحریم وکذا هو الخ کما فی محل واجب ترکہ۔

(البحر الرائق ج ۱ ص ۲۹۵ شروط بطلان)

وَمِنْهُ فِي سِرِّ الْمَرْحُومِ سَلَّمَ هَذَا فِي طَعْنِ الْمَرْحُومِ فِي بَابِ واجبات الصلوة۔

**الجواب**۔ زائر کے باعث باجماعت نماز توڑ کر باہر نکلنے کے بارے میں صریح چیز نہیں ملا، مگر فقہی نوغائر میں بعض ایسے جزئیات موجود ہیں کہ مالی نقصان سے بچنے کے لیے نماز کو توڑا جاسکتا ہے، تو جانی نقصان سے بچنے کے لیے نماز توڑنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا، چونکہ زائر میں جانی نقصان کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے نماز چھوڑ کر باہر نکلنا جائز ہے۔

لما قال ابن عابدین: (تمتہ من نفل صاحب البحر علی هامشہ، ان القطع یكون حراماً ومباحاً ومستحباً واجباً فالخلع لغیرہ، والیاج الخفاف فوت مال والمستحب القطع فلا کمال وانما يجب لاحتیاء النفس۔

روا المختار ج ۲ ص ۲۵۴ باب ادراك الفريضة مطلق قطع الصلوة يكون حراماً ومباحاً الخ  
نماز میں امام کی غلطی پر قہر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی **اسوالی و جوابی**

میں غلطی ہوگئی جس پر ایک مقتدی نے قہر دیا لیکن امام صاحب نے اس کا قہر نہیں لیا بلکہ اپنی نماز جاری رکھی، سلام پھیرنے کے بعد امام صاحب نے کہا کہ جس نے قہر دیا ہے اس کی نماز فاسد ہوگئی ہے لہذا وہ اپنی نماز ٹوٹا دے، کیا اس طرح قہر دینے سے واقعی نماز فاسد ہو جاتی ہے؟  
**الجواب**۔ نماز میں امام کی غلطی کرنے سے اگر مقتدی قہر دے دے تو اس سے مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی امام کے قہر نہ لینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، البتہ تقویٰ کی کثرت سے احتیاط کیا جائے۔

قال المحقق: (ویرید قطعہ علی امامہ، فانہ کایفسد مطلقاً) فافتر  
والحق بكل حال ألا اذا سمعه الموقوف من غیره فصلی فخرج بہ تفسد

لہذا فی الہندیہ: (وکن الکلمی اذا اخاف ان یقتل من سطح او تحرقہ النار او یغرق  
فی الماء واستغاث بالمصلی وجب علیہ قطع الصلوة) لی قام انی الصلوة فسرق منہ  
شیء قیمہ درہم لہ ان یقطع الصلوة ویطلب السارق سواء کانت فریضۃ او تطوعاً  
لان الدرہم اہم مالی.... الخ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۱ الفصل الثانی فیما یکرہ  
فی صلوۃ) ومما یصل بذلک ما اثل

ویمتثل فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۴ باب ادراك الفريضة۔

صلوة اكل ویسوی انفتح لا انقرا۔

(الحمد للہ علی صدقہ اعتقاد ج ۱ ص ۶۲۲ باب ما یفسد الصلوة) ۱

**نمازیں باتیں کرنا** | سوال نمازیں اگر ایک شخص بھول کر بات کرے تو اس سے نماز پر کیا اثر پڑتا ہے ؟

**الجواب :-** نمازیں اگر باتیں کرنا خواہ عمدًا ہو یا سہيًا ہو مفسدہ مخلوۃ ہے، ایسی صورت میں نماز دوبارہ پڑھی جائے۔

قال ابن عیینہ (اللفظ) ای یفسد الصلوة ومثلها سجود السهو والتملا و قدوالشکر علی القوی عن النحوی (قولہ هو المنطق یحرفین) و غیرہ  
ادنی ما یقع اسم تکلام علیہ المربک من حرفین کما فی التفہیمانی عن الجہانی۔  
(رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۰ باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا)۔

**نماز کے دوران عورت کے دوپٹے میں سے بال نظر آنا** | سوال :- آنکھ بھری ہوئی یا ایسے دوپڑ کا استعمال کرنا

لہذا فی فتح علی امامہ لم یفسد ثم قبل ویسوی لفتح علی امامہ استلاوة والصیغ ان  
یوی انفتح علی امامہ دعوت قرۃ قالوا لہذا اذا ارادہ علیہ قبل ان یقرأ قرۃ ما یکرہ بالفتاوی  
او بعد ما قرأ و لم یجول فی آیتہ اخری و ما اذا قرأ و تحول ففسد علیہ لفسد صلوة لفتح  
والصیغہ سما لا یفسد صلوة لفتح بطل حال ولا صلوة لانہ لم یواخذ منه علی الصیغ  
فکذا فی الکافی۔ (فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۰) باب ما یفسد فیہا من صلوة،

و مثلاً فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۰ باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا۔

لہذا ان الکلم فی صلوتہ ناسیاً او عمدًا غلطاً وقاصداً قلیلاً او کثیراً انکلم لا صلاح  
صلوتہ باتقاء الامام فی موضع للمعوضۃ ان لہ المقتدرۃ، افسد  
او قعد فی موضع اعیان فقال لہ قسم ان لا صلاح لصلوتہ و یكون  
تکلام من کلام الناس استقبل الصلوة عندنا کذا فی المحیط۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۰۰) باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا،

و مثلاً فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۰۰ باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا۔

جس سے عورت کہ نہایت باطل نمایاں ہوتی ہے نہ اس کو رجب نمازیں ہو تو عورت کے بال اور جسم کے اعتدال واضح دکھائی دیتے ہیں، کیا اس طریق بالوں کے ظاہر ہونے سے نماز فاسد ہو جاتا ہے؟  
**الجواب** وہ آزاد عورت کا بتدریج نمازیں بلکہ تمام اوقات میں بخفی رہتا ہو وہ بے اور عورت کے سر کے بال بھی ستر سے ہیں اُن کا چھپانا لازم ہے، لہٰذا اگر کوئی عورت نمازیں ایسا روئے استعمال کرتی ہو جس سے سر کے تمام بال نہیں چھپتے بلکہ ظاہر ہوتے ہیں تو اس سے نماز نہیں پڑھنا بلکہ اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

قال المحقق: (وذا عورة) ولو حشی (جمع بدنہ) حتی شعها الذی فی الاصل خلا الوجه والكفین، فظهر انک عورة علی النہد ہی (والنہد ملیں) علی المعتمد۔  
 زاد المختار علی مدد رد المختار ج ۱ مسئلہ باب شروط الصلوٰۃ  
 لما قال ابن عابدین: تحت قوله ولا یصف ما عتہم، ان لا یروی منه نون البشی  
 احترازاً عن التریق ونحو الزیاج۔ (رد المختار ج ۱ مسئلہ باب شروط الصلوٰۃ)۔  
 مطلب فی النظر الی وجه الامرد) ۱۰

**سوال** میری زبان میں نکلتی ہے جس نماز میں درود و دعا کے الفاظ دل میں پڑھنا کی وجہ سے نمازیں الفاظ کو صحیح طریقہ سے ادا نہیں کر سکتا ہوں، خصوصاً جب تشہید میں ہوتا ہوں تو درود و دعا کے الفاظ بالکل میری زبان پر نہیں آتے ہیں کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے تو میں دل ہی دل میں الفاظ و معانی پر غور و فکر کر کے پڑھ لیتا ہوں۔ تو کیا اس سے نمازیں فساد وغیرہ لازم آتا یا نہیں؟  
**الجواب** نمازیں تشہید کا پڑھنا و اجابت الصلوٰۃ میں سے ہے اس کا ترک کرنا

لحدود الحرة عورة الوجهها وكفها وقد مبها كذا في التوبة وشعر المرأة ما على رأسها عورة واما ما ترسل فقيه دایمان الاصح رقة عورة كذا في الخلاصة وهو الصحيح به اخذ الفقيه ابو الليث وعليه والفوزي والتوب الرقيق الذی یصف ما تحتہ لا یجوز صلوة فیہ كذا فی التبيين۔  
 (نہادوی انہدیة ج ۱ مسئلہ الباب الثانی فی شروط الصلوٰۃ)  
 وبذلك فی تبیین الحقائق ج ۱ مسئلہ باب شروط الصلوٰۃ۔

گناہ ہے اور نہ ہی دل میں غور و فکر کرنے سے تشدد ادا ہوتا ہے۔ لہذا اپنی طاقت کے مطابق ان الفاظ کو ادا کرنے کی کوشش کی جائے اگرچہ الفاظ صحیح ادا نہ ہوں لیکن استغاثہ ہو کہ میں نے ان الفاظ کو ادا کیا ہے۔ تاہم درود شریف اور دہا پوچھنا سنت ہے اس لیے اگر بصورتِ مجبوری نہ بھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ پرستنا مناسب ہے۔

فاتحان کا لڑنا ملحق ساندہ فی بعض الحروف ان تحریر بعد آید یس دیکھا تماش  
الخربہ عجز و صلوتہ ولا یثو - غیرہ - (الطندیہ ج ۱ ص ۱۷۷ زائد القاری)

و يجب التشهد في عدة الاشیء و كذا في القعدة الاثنی وهو المصحح  
هكذا في السراج وهو لا هم كذا في محیط المرحسی۔

(الطندیہ ج ۱ ص ۱۷۷ واجبات الصلوة ص ۱۷)

نازی کے اگے گناہ اور عورت کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی | سوال بہ اگر  
سے عورت یا گناہ گزر جائے تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں ؟

**الجواب** عورت اور گناہ نازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز فاسد نہیں۔

قال ابن عابدین: (قوله ولو امرأة أو كلب) بیان للاطلاق والتشربة  
الحارثی علی الظاہریة بقولهم یطعم الصلوة مرد و المرأة و الكلب و الحمار  
وعلی احمد فی الكلب الا سود۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۶۹ باب ما یفسد الصلوة ص ۱۷)

الحارثی و عابدین: (قوله ولو امرأة أو كلب) بیان للاطلاق والتشربة  
و تشهد الاخریة۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۷۷ واجبات الصلوة ص ۱۷)

و جمع في الیاء و الراء ج ۱ ص ۱۷۷ واجبات الصلوة ص ۱۷  
ثم (ما رقب موضع سجد ولا تشهد) سواء امرأة أو كلب و جمع  
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع الصلوة شیء و آدم و امة  
استطاعتهم فاذا ما هو شیطان (و ان تم المائت)

(من فی السراج علی هامش الطحطاوی ج ۱ ص ۱۷۷)



**سوال :-** جن لوگ نماز میں ذکر پڑھ کر رہے ہیں اس سے نماز پڑھ کر  
**اثر پڑھنے کا**

**الجواب :-** نماز مخصوص ذکر کا نام ہے ان اذکار کے علاوہ نماز میں دوسرے اذکار کا  
 ورد و بار خاصہ ملوث ہے اس لیے جو شخص مخصوص مقامات میں مخصوص اذکار کے علاوہ ذکر کرے  
 اس کی نماز خاصہ ہو جائے گی۔

ما قال العزيمه ابي يعقوب المازني اذكرني اشدق من انصلي اذ اذكرني الحية فقال سبحانه  
 الرحمن الرحيم قل صلواته على ودي في الذخيرة انه اذا قال اذكرني من الله  
 لا يا من الله من المصلحة راعدها اي بطون في قصد . . .  
**سوال :-** وہ تھان کا شغل دروس بعض اوقات بطون  
 کچھ دنوں پر نجاست ہو تو نماز کا حکم  
 میں کیسوں میں کچھ نہ کرنے والے پڑھ رہے ہیں ہی نماز  
 پڑھ رہے ہیں جبکہ کبھی ان کو اپنے کچھ دنوں پر نجاست  
 ہوا کیا ان شیاؤں کے باوجود نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

**الجواب :-** اگر یہ نجاست درجہ کی مقدار سے زیادہ ہو تو یہ حال میں نماز درست نہیں  
 چلتی ہو یا ہو یا قصداً اس کا مادہ لازمی ہے البتہ اگر درجہ کی مقدار سے کم ہو اور اس کو  
 پتہ ہو تو نماز واجب الاعادہ ہے اور اگر علم نہ ہو تو نماز درست ہے۔

لا قال العزيمه المصطفى . . .  
 مبطل . . .  
 قد ذكرنا دهم اذ قصد من النجاسة عال . . .  
**سوال :-** اگر کوئی شخص مسجد کے لیے زکوٰۃ  
 زکوٰۃ کی رقم سے خریدی ہوئی مٹھوں پر نماز کا حکم  
 کے پسوال سے مٹھوں کا اظہار کرے تو کیا

بقال شيخنا مفتي عبد بن زعمان قدس سره قال العزيمه المصطفى . . .  
 دري امر واجب است . . .  
 . . .  
 . . .  
 . . .

ان صفوں پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: نماز کے لیے مکان (جگہ) کا پاک ہونا شرط ہے چاہے جیسا بھی ہو۔ مسجد سے  
مسئلہ کے مطابق یہ صفیں جو ترکہ پاک ہیں اس لیے ان پر نماز پڑھنا درست ہے، اگرچہ لانے والے  
کی زکوٰۃ اور جوگہ اس لیے کہ تنہا کی شرط منقوض ہے۔

لما قال العلامة المحقق: يشترط ان يكون انصرف..... تملیكاً لا باحالة كما مر  
لا يعرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت. راجع الفتاویٰ مجدد الفتاویٰ ۲۳۶ باب العرف <sup>مکتبہ</sup> طبع  
زیر ناف بالوں کی موجودگی میں نماز کا حکم **امسوال** اگر شرکوں سے یہ سنیے میں آیا ہے  
صاف دیکھے ہوں تو اس کی نماز نہیں ہوتی، کیا یہ شرط درست ہے؟

الجواب: بہتر یہ ہے کہ زیر ناف بالوں کو بغیر میں ایک ہر صاف کیا جلتے چاہیں  
دن تک بلا عذت تغیر کرنا کر رہے ہیں اس کو استہک کے باوجود نماز پڑھنا درست ہے،  
اگرچہ یہ عمل بذات خود مناسب نہیں۔

لما فی المہندیۃ: والافضل ان یقلع: غلظہ ۱۰ ویجفی شاربہ ویجفی حائضہ ویطبخ  
بدنہ بالاعتسال فی کل سبع مرۃ فان لم یفعل ففی کل خمسۃ عشر یوماً ولا یعد  
فی ترکہ واما الامریعین فالاسبوع هو الافضل والخمسۃ عشر الاوسط واما یسرون  
اکابعد وکاعذر فاما الامریعین ویستحق الوعیۃ۔

والفتاویٰ الہندیۃ ج ۵ ص ۳۵۸ کتاب النکاح باب الاشیع عشر <sup>ط</sup>

لما فی المہندیۃ: ولا یجوز ان یفعل بالنکۃ السجد وکذا القاطر والستایات..... وکل ما لا  
تملیک فیہ۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۵۸ الباب السابع فی المناسک)

وہیئتہ فی فتح القدیر ج ۲ ص ۲۸۲ باب من یجوز دفع الصدقۃ الیدر عن کالجوز۔

لما قال العلامة المحقق: وحلق حائضہ وتطیف بدنہ بالاعتسال فی کل اسبوع مسرۃ  
والافضل یوم الجمعة وجاز فی کل خمسۃ عشر وکثر ترکہ وذا الامریعین۔ قال ابن عابدین  
تحت قولہ وکثر ترکہ: ای تعریما لقول المجتبی وکاعذر فاما وراہ الامریعین ویستحق  
الوعیۃ۔ (رد المحتار ۲۳۶ ص ۲۸۲ کتاب النکاح فصل فی البیع)

**نماز میں اللہ یا اللہ کہنا** | سوال :- اگر دو دن نماز کوئی ناکہ یا ساغر پین اچھٹے یا کوئی  
 ہولناک خبر سے اور زبان سے بہ اختیار اللہ یا زنا اللہ کے  
 الفاظ نکل جائیں تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں ؟

**الجواب :-** میں مستدس نہیں، اگر کسی کو رائے ہیں، ایک ایسے کے مطابق یہ نماز فاسد ہو  
 جائے گی جبکہ دوسرے رائے کے مطابق یہ تو مکرمہ الفاظ کلام اللہ سے تعلق نہیں رکھتے اس لیے  
 نماز فاسد نہیں ہوگی علماء میں عابدین وغیرہ محققین نے قرآن شانی کو راجح اور مضمیٰ یہ قرار دیا ہے۔  
 لا قال الصلوة ابن عابدین، تحت قوله يوسف شو من الطبع فبطلت الصلوة علیہ  
 ما فی البحر نود نفعه غریب، وما ید وجع فقال بسم الله فبطلت الصلوة لا ید کارینی وقیل  
 لا لا ید یس من کلام الناس وفي النصاب وعليه الفتوى وسنن اربع فی الظہیریۃ وکذا  
 لوقال ید اب کہ فأنفذ بقرۃ ۱۰۰۰ ج ۱ ص ۶۲ باب ما یفسد صلوۃ وما یکرہ بہ یوم لہ

**سوال :-** بہتے تاروں میں  
 پائل یا مجبورہ غنائوں کے محاذات سے نماز فاسد نہیں ہوتی | ہر حال میں کہ عورت کی نماز میں  
 مرد کے محاذات میں آنا مفید صلوۃ ہے تو کی کر کوئی یا لگی (مجبورہ عورت کسی مرد کے ساتھ نماز  
 میں کھڑی ہو جائے تو نماز کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** نماز میں اگرچہ ایسی عورت کا مرد کے محاذات میں آنا مفید صلوۃ ہے مگر یہ  
 محاذ چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے جس میں تحریر تحریر کا ایک ہونا بھی شامل ہے جو کہ مکلف سے  
 متوقع ہے جو کہ مجبورہ عورت کی نماز مرد سے صحیح نہیں اس لیے اس سے نساو صلوۃ بھی  
 لازم نہیں آتا۔

لما قال الصلوة ابن عابدین، تحت قوله فبطلت الصلوة وإن لم تشتم۔۔۔  
 فلا وفيه اشارة إلى أن معاذة المجنبه لا تقصد لأن صلواتها ليست۔۔۔

۱۔ قال الصلوة ابن عابدین، ذکر فی غنائی الصلوة فی بعض المواضع أنه لو اجاب بالقول بان  
 یخبر غیر یس فقام لہ من اللہ ویا اللہ او یخبر یس ویا فقال ان الله وانا لله را حین نقد  
 صلوۃ ویا صلوۃ لا تقصد صلواتہم حالت المشکوہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)  
 ویشتم فی غنائی دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۶۵ فصل مفسدات الصلوۃ۔

بصيرة في الحقيقة - من الخنا ج ۱ ص ۱۴۳ باب الامامة (۱)

زخم پر اسپرٹ لگا کر نماز پڑھنے کا حکم | سوال :- جب کوئی شخص زخمی ہو جائے تو خون و

زخم پر اسپرٹ لگا کر نماز پڑھنا درست ہے ؟

الجواب :- اسپرٹ میں جو کچھ رکھ استعمال کیا جاتا ہے اس سے اگر اطفال منب، زہریا اور  
بجور سے بنایا گیا ہو تو بالاتفاق اس کا استعمال جائز نہیں اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا درست  
ہے اور اگر ان چاروں کے علاوہ دیگر شے یا سے تیار کیا گیا ہو تو نام ابوحنیفہ کے نزدیک پاک ہے  
اور اس کے استعمال میں رخصت کی گنجائش ہے۔

چونکہ مکمل کا اٹھل ان چاروں اشیاء کے علاوہ دیگر محبوب اور محکمہ ہائے شرع و غیرہ سے  
بنایا جاتا ہے اس لیے عموم بلوئی کے پیش نظر امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ کے مطابق  
نماز درست ہے۔

لما قال الشيخ المذنب محمد تقي عثمانی : وان منعها كقول القائل  
اليوم في الاذنية و غيرة ما لا تتخذ من الغيب و استقر ما لا تتخذ  
من المحبوب او المشوب او البترول و غيره كما ذكرنا في باب بيعه فخصر من  
كتاب البيوع و حينئذ هناك فسخة في الاخذ قول ابي حنيفة عند عدم  
البلوئي - (تذكرة فقہ: ج ۳ ص ۳۵۳) کتاب الاذن بد حکم القول المكتوب : ۱۰

اوهی آستین والی بنیاد میں نماز پڑھنے کا مسئلہ | سوال :- کیا بلا ضرورت  
صرف آدھی آستین والی

سے دعا فی ہندیدہ و منها ان يكون من تعمر منها البطوة حتى اذا اجنوبت اذا دعاه الله لا تقصد

کذا فی: بکافی - الفتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۸۳ باب الامامة و الفصل الخامس

و مثله في صناد الاكام ج ۱ ص ۱۵۵ باب مفسدات بطلوة۔

سئلہ: اقالہ شیخ مولانا الشریف علی الحقانی، اسپرٹ، گریب، زہریا و رعب آخر سے  
مائل زخمی ہو تو اس میں کچھ نشتر ہے ملائے لاف و در گنجائش نہیں ملائی۔

(اسئلہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۵ باب الامانة)

بنیان میں نماز پڑھنا جائز ہے ؟

**الجواب :-** نماز میں بلا ضرورت کہیں کو گھلا کر کھڑا کر دیا جائے جو نہ بنیان میں کہنیاں کھلی رہتی ہیں اس لیے بلا ضرورت اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے تاہم اگر کسی کے پاس قیض نہ ہو تو اس صورت کے پیش نظر صرف بنیان میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے ۔

لما قال العلامة الحسكفي : ذكره كونه اى دفعه ولو لترايب كسحر كم  
او ذيل - والدرا المختار على صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۸ باب ما يفسد الصلوة وما يكره  
نماز میں تنہی کیا ہے ؟ **مسئله :-** اگر کسی کے پاس قیض نہ ہو تو اس میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے ؟

**الجواب :-** تنہی یعنی گلاماف کرنے کیلئے یا خمیس موت یعنی آواز کی وضاحت کیلئے یا پورے پہلو  
ایسا کیا جائے تو نماز بلا کراہت درست ہے ، البتہ اگر غیر ضرورت کے کیا جائے تو مکروہ ہے ۔

لما قال الحسكفي : انهم يفرقون بين بلاغها ما بعد بان نشأ من طبعه فلا ويلاعن في صحيحه  
لتحسين صوته اوليه تدي امامه اولاعلام انه في القبلة فلا فساد على انصميم ۔

والدرا المختار على صدر رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۸ باب مفسدات الصلوة

لما قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلاني : ذكره ..... وتشبهوا كسحرهما لله في  
لما في من الحقا والنا في الغشوم - قال السيد احمد الطحطاوي : رتعت قوله  
تشبهوا كسحرهم أي من ذراعيه سواء كان الى الحرفيين او لا على الظاهر ۔

(طحاوی حاشیہ مرقا الفلاح ص ۲۸۳ فصل فی مکروهات الصلوة)

ویشک فی اسد اذاکا حکام ج ۲ ص ۵۴۳ باب مفسدات الصلوة ۔ الخ

لما قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلاني : وفسد ما انضم بلاغها في من الحقا والنا في الغشوم  
كسحره ، بلغم من الفم لا يفسد قال السيد الطحطاوي : رتعت قوله وان كسحره من الفم  
لتنصح لاصلاح الصوت وخميسه اوليه تدي امامه من خطيئته اولاعلام بانها في

صلوة على الصميم - وطحاوی حاشیہ مرقا الفلاح ص ۲۸۳ باب مفسدات الصلوة)

ویشک فی بعض المراتی ج ۲ ص ۲۸۳ باب ما يفسد الصلوة وما يكره ۔

نماز میں بار بار مجھ کو کھجلائے گا حکم | سوال :- تو گولہ میں شہور ہے کہ اگر کوئی نماز کے اندر تین بار اپنے مجھ کو کھجلائے تو اس کا نماز قاسمہ ہو جاتی ہے یا یاہ باستان صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو فارغش کے طریقے کے لیے اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب :- نماز کے ایک رکعت کے بعد بعد از شرعی مسلسل بدن کو کھجلا نا نقصان دہ ہے، البتہ بعد از شرعی کی بنا پر ایسے کرنے سے نماز پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا، اس لیے تو گولہ بات صحیح ہے، لیکن نماز میں شرعی طریق کے لیے غدر کی بنا پر ایسا کرنا مفسد ہے۔  
 لما قال: غلاماً اغصبته كوفي، وعيشه به، ثم بشويه، وبجده، فلتفتوا له: لا بأس به - قال ابن عابد: وقوله إلا لحاجة أحد، بدنه شئت، أصطبه وأضره، وسكت عرق، يؤلمه، ويشغل قلبه، وهذا، يؤبدون، عن كشيح قال في النبض لعل بيد واحدة في ركن ثلاث مرات يفسد الصلوة إن رفع يده في كل مرة - زبد المحتار، هو أمكنه فصل يعني يفسد، وما يكره الصلوة (مے نماز میں بار بار لغو فرمے پڑھنا) | سوال :- ایک شخص کو نماز میں بکثرت وسوسے آتے ہیں اگر وہ اس کو دفع کرنے کے لیے بار بار تعوذ پڑھے تو اس کی نماز کیا حکم ہوگی؟

الجواب :- دفع وسوس کے لیے بار بار تعوذ پڑھنا مفسد صلوة نہیں البتہ اس میں مسئلہ ہے۔  
 میں دفع وسوس کیلئے بار بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھنے سے نماز قاسمہ نہیں ہوتی ہے۔  
 لما قال: علامة السجدة الفعلة، ولو تعوذت فبع الوسوسة لا تفسد مغلقة..... ولو تعوذت فبع الوسوسة لا تفسد معقاة، فإذا كثرت بيتها، وبع عوقلة - (و تعوذای علی المدار لغت رجح امتیاز، پ ما یضد الصلوة ویکذب بها)

مع لما قال: السجدة الفعلة، (بما يكره الغث في الصلوة) إذا لم تنجح، عولجة إليه دعت  
 : لا بأس به كسكت احرق عن وجهه أو التراب عند الايد -  
 الطحاوي على سراج الافلاح ١٩٩ باب ما يكره الصلوة

## بَابُ الْوُتْرِ

(وتر کے مسائل)

**سوال :-** ایک شخص وتر کا اجتماع پڑھنا رمضان کی خصوصیت ہے |  
 بھر عذریہ یا بلا عذر نہ ہو۔  
 رکھا ہے لیکن نماز اقامہ کی سے پڑھتا ہے کیا ایسا شخص عشا کی نماز کے بعد وتر یا جماعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں!

**الجواب :-** رمضان المبارک میں وتر کا اجتماع پڑھنا روزے کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ خود رمضان کی خصوصیت ہے۔ پس جو شخص کسی وجہ سے روزہ رکھ سکتا ہو وہ رمضان المبارک میں وتر یا جماعت پڑھ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نابالغ بچے روزہ رکھنے پر مکلف نہ ہونے کے باوجود وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں۔

قال مولانا جلال الدین الخوارزمی انکولانی :- وفي رمضان العجم ان الجماعة افضل لان حرمه رضى الله عنه كان يومهم في الوتر ولا نه لما جاز الاداء بالجماعة كانت الجماعة افضل اعتياداً بالمتكوبة كذا في فتاوى قاضى خان :-

(الکافی فی ذیل فتح القدیر فصل فی قیام رمضان ج ۱ ص ۴۹۱)

**سوال :-** اگر ایک شخص کو وتر پڑھتے وقت دوسری رکعت میں تیسری رکعت ہوئے کا شک ہو جائے تو یہی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہیے؟ کیونکہ یہ احتمال ہے کہ یہ دوسری رکعت تیسری رکعت ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ واقعی یہ دوسری رکعت ہو!

**الجواب :-** اگر کسی کو وتر پڑھتے ہوئے شک پیدا ہو جائے کہ یہ اس کی دوسری یا

۱۔ وقال ابن عابدی :- والعجم ان الجماعة فيها افضل الا ان سبقتها ليست كسبقتها  
 جماعة التزويج ۶۱ (رماد المحتار باب الوتر والتوافل ج ۲ ص ۴۹)  
 ۲۔ قلت في البحر المثل في باب الوتر والتوافل ج ۱ ص ۶۹

تیسری رکعت ہے تو یہ شخص اس رکعت میں دعا قنوت پڑھے گا جس رکعت میں اسے شک پیدا ہوا ہے اور اسی رکعت میں بیٹھ کر قعدہ کرے گا کیونکہ یہ احتمال ہے کہ یہ اس کی تیسری رکعت ہو قعدہ کے بعد جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو دوبارہ دعا قنوت پڑھے کہ رکعت پوری کرے اور آخر میں بکھڑ ہو کرے۔

قال طاهر بن عبد الرشيد الجعادي: لو شك في الوتر وهو قائم انها غايقة انما نالته يتم تلك الركعة ويقت فيها وينتد ثم يقوم فصلى ركعة أخرى ويقعد ثم يقوم فصلى ركعة أخرى ويقت فيها أيضا ويسجد للسهو هو المختار۔

(خلاصۃ الفتاویٰ، فصل فی سجود السهو ج ۱، ص ۱۷۱)

**سوال ۱۔** وتر میں دعا قنوت پڑھنے کی کیفیت  
**جواب:** وزیر مشہور دعا قنوت پڑھنا بہتر ہے کیا ہے؟ اگر ایک شخص سے دعا قنوت دہانے تو نادر کا یہ منہم ہے نیز اگر ایک شخص کو مشہور دعا قنوت یاد نہ ہو تو ایسی حالت میں وتر میں متبادل کیا پڑھنا چاہیے؟

**جواب:**۔ وتر میں نفس قنوت واجب ہے، لہذا جو دعا بھی پڑھی جائے تو وتر کی کمال نادر دہا جاتی ہے، اگر کوئی شخص بالکل کچھ نہ پڑھے تو ترک واجب کی وجہ سے مجرم ہو جاتا ہوگا البتہ مشہور دعا قنوت کا پڑھنا بہتر ہے۔

واقفوت واجب علی الصمیم (وفیہ) وليس فی القنوت حلا مؤقت، والادل ان یقر اللہم انما نسئک الخ (الہندیہ ج ۱، ص ۱۷۱، باب الوتر)

اور جس شخص کو دعا قنوت یاد نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اللہم انما نسئک الخ یا ایہا الذی یا حسنہ وفي الآخر یا حسنہ وقر عذاب النار پڑھے اور اگر "یا رب" یا اللہم اغفر لی

لہو فی الہندیۃ ذکر کلمات فی اجناسہ۔ لو شك في الوتر انه في الاخرى والناحية بالناحية، فانه يقت في الركعة التي هو فيها ثم يقعد ثم يقوم فصلى ركعتين بقعدتين ويقت فيهما احتياطاً، وفي قول آخر لا يقت في الكل أصلاً ولا قول أصح لان القنوت واجب وما تزددين تواجباً وليست يأتى به احتياطاً لأن في محيط السرخسي (الہندیہ ج ۱، باب الوتر) ومثلک فی البحر الرائق ص ۱۷۱ باب الوتر والشواغل۔



تین دفعہ پڑھے تو ذمہ ناسخ ہو جاتا ہے۔

وقال ابن نجيم المصري رحمه الله : ومن لا يحس الفتوى بالعربية اولا يحفظه فيه ثلاثة اقوال مختلفة قيل يقول يارب ثلاث مرات ثم يركع وقيل يقول اللهم اغفر لي ثلاث مرات وقيل اللهم ربنا اننا في الذنوب حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار (البصير المواقف ج ۲ ص ۳۰۰) واوروا للنوازل

**رضان میں تراویح باجماعت پڑھنے کے بعد منفرد پڑھنے کا حکم | سوال :- اگر**

پڑھتے ہیں کسی عذر یا بغیر عذر کے در افراد ادا کرے تو کیا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** رضان المہلک میں ذکر نماز تراویح کے طرح نہیں بلکہ اس میں توسیع ہے باجماعت اور افراد دونوں طریقے سے پڑھنا جائز ہے، لہذا صورت مذکورہ میں اس شخص کے لیے در افراد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں تاہم جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

قال المحقق : هل لا فضل في التوسل لجماعة أم التوسل تصحيحا . قال ابن عابد بن تحت طهارة تعبارة . رجح الكمال لجماعة الى ان قال وفي شرح النية والصيحة ان الجماعة فيها افضل الا ان سبب ذلك ليست كسنية جماعة التراويح . (رد المحتار ج ۲ ص ۴۹) بحث صلوة التراويح ص ۳۰

لما قال الامام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود انکاسا فی الخفی ، واما دعاء الفتوت فلیس فی الفتوت دعاء مؤقت کذا ذکرہ الکفیی فی کتاب الصلوۃ لانه روى عن الصحابة : دعوت مختلفة فی حال : فتوت وکان الوقت من الدعاء عری عن لسان الداعی من غیر نیاجہ الی احضا قلبہ وصدۃ الرغیۃ منه الی اللہ تعالی فیبعد عن الإجابة والذل لا ترقیت فی القراءۃ لشی من الصلوۃ فی دعاء الفتوت الأولى . (بدائع الصنائع ج ۴ ص ۴۰۰ فضل فی الفتوت)

وَمِثْلُهُ فِي تَبْيِيحِ الْمُعَاتِقِ ج ۲ ص ۳۰۰ باب التورود والنوازل

۳۰۰ تان ابن نجیم المصری : قالوا تراویح تکمل ان الجماعة قیامه تکملہ .

فی التوسل (البصیر المواقف ج ۲ ص ۳۰۰ باب التورود والنوازل)

وَمِثْلُهُ فِي ختم القدیر ج ۲ ص ۴۰۰ فصل فی قیام رمضان .





ذکر کی جماعت میں مقتدی کیلئے دعاء قنوت کے تمام کے بغیر رکوع کا حکم اسوال شریف میں اگر

مقتدی سے وتر میں دعاء قنوت میں غلطی یا کوئی غلط واقع ہو جائے اور دعاء قنوت پورا کر دے، اسی اثنا میں امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی کو کیا کرنا چاہیئے نیز اگر امام سے دعاء قنوت رو گئی اور امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کو یاد ہونے کی صورت میں کیا غلطی اختیار کرنا ہوگی؟  
**الجواب**۔ جب امام رکوع میں چلا جائے اور مقتدی بھی دعاء قنوت سے فارغ نہیں ہوا ہو تو اگر مقتدی کو رکوع کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو امام کی متابعت کرے اور اگر رکوع میں کسی قدر ملنے کا امکان ہو تو اس اندازہ سے دعاء قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے تاکہ دونوں اعمال کی رعایت ہو سکے۔

قال طاهر بن عبد الرشيد البعادي: فلو ركع الامام في الوتر قبل ان يعبرخ  
 المقتدى من القنوت فانه يتبع الامام. ولو ركع الامام ولم يعبرخ المقتدى من القنوت  
 المقتدى من. فلو ان شعثا ان خاف ان يركع فانه يركع وان كان لا يخاف فقدت  
 شعث يركع. (خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۸۱) النوع من يتبع الامام

عبد الفطر کے شب کی صورت میں وتر یا جماعت پڑھنے کا حکم اسوال مجبہ بنظر  
 دیکھئے کا حتمی ثبوت میرزا ہو تو ایسی صورت میں عشاء کے وقت تراویح اور وتر یا جماعت پڑھنے کا کیا  
 حکم ہے؟ نیز وتر یا جماعت پڑھنے کے بعد اگر چنانکہ ثبوت مل جائے تو کیا ذکر کی دوبارہ  
 تضرعے یا نہیں؟

**الجواب**۔ رمضان المبارک کے علاوہ دیگر مہینوں میں بھی وتر یا جماعت پڑھنا ہے تاہم  
 موجب و راجح نہ ہو۔ جب وتر کی جماعت ایسی صورت میں ہو کہ عید کا ثبوت یقینی نہ ہو

لے قال تاجی عان: ولو ركع الامام في الوتر قبل ان يعبرخ المقتدى من القنوت  
 فانه يتبع الامام. والقنوت ليس بصوت ولا مقتدى ولو ركع الامام في الوتر  
 ولم يعبرخ المقتدى من القنوت. شيئا ان خاف قنوت المقتدى فانه يركع. وان  
 كان لا يخاف فقدت شعث يركع. (فتاوى صاحب دارالافتاء ج ۱ ص ۹۵ باب الوتر)

نہ تو ترکی جماعت بلکہ راست جائز ہے اور دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

قال ابن عابدین، ثم قال ويكن ان يقال انظر ان الجماعة في هذه الايات غير مستحبة. ثم ان كان ذلك احياؤا كما فعل عمر بن الخطاب وغيره، وان كان على سبيل المواظقة كان بدعة مكرهة. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ باب الوتر والاقول) ۱۷

سوال: در زمان اہلک میں ایک شخص وتر کی تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا پیلے ٹپے والے کیلئے قنوت پڑھنے کا حکم اور دعا قنوت امام کے ساتھ پڑھی، اب باقی نماز میں دعا قنوت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ یا امام کو تیسری رکعت کے رکوع میں پایا اور مسبق نے دعا نہیں پڑھی تو ایسے مسبق کے لیے دوبارہ قنوت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: دونوں صورتوں میں مسبق کے لیے دوبارہ قنوت پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں پہلی صورت میں اس نے دعا قنوت حقیقہ اور دوسری صورت میں محکم پڑھی ہے۔

قال المصنف: واما السبوق فيقت مع امامه فقط ويصوم بمركا بادر الك دكوع الثالثة۔

وقال ابن عابدین تحت هذه العبارة فيقت مع امامه فقط، لانه اخر صلواته وما يقضيه لو لم احكم في حق القراءة وما اشبهها وهو القنوت، واذا وقع قنوته في موضعه يتعين لا يكرر لان تكراره غير مشروع شرح المنية۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ باب الوتر والاقول) ۱۸

لے قال ابن المصنف: وفي بعض الحواشي قال بعضهم لو صلاها جماعة في غير مواضعها لم يترك دعاء الجماعة فيها في غير مواضع ليس لانه غير مشروع بل باعتباره ان لا يتب تأخيرها الى وقت يتعين فيه الجماعة۔ (فتح القدير ج ۱ ص ۲۹۹ فصل في قيام ومضان)

لے قال ابن نجيم: السبوق ركعتين في الوتر في شهر رمضان اذا تمت مع الامام في الركعة الاولى من صلاة الامام حيث لا تقت في الركعة الثانية اذ اقام الى القضاء في قولهم جميعا والفرق بين تكرار القنوت في موضعه ليس بمشروع الى ان قال: فاما السبوق فهو ما مور بان يقت مع الامام فصداك موضعاً له۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۱ باب الوتر والاقول)

وَمِنْهُ فِي غُلَامَةِ التَّائِي جِزْمَةُ الْفصل السادس عشر في سجود السجود۔

ایک رکعت وتر پڑھنے والے امام کی اقتداء درست ہے۔ **سوال** :- غیر حنفی امام کی اقتداء  
**الجواب** :- غیر حنفی امام اگر عذر کثرت کے بعد یزید کے تین وتر پڑھتا ہو تو اس  
 کی اقتداء درست ہے۔

اسی عزت اگر وتر بالتسلیمین یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر دو وتر پڑھے تو امام  
 الزکریاءؒ کے اور متاخرین فقہاء کے ان اقتداء درست ہے اور یہی ترجیح حالات کی منتفی ہے۔  
 لما قال الامام ابو نکر العاصم الرززی: یجوز اقتداء الحنفی بمن یسلم علی  
 الرکعتین فی الوتر ویصلی معہ بقیۃ الوتر کما فی امامہ لا یخیر بین ما عندہ لای  
 مجتہد فیہ۔ (المنایۃ شرح الہدایۃ ج ۲ ص ۱۷۷) ب صلوات اللہ علیہ

عشاء کی فرض نماز فاسد ہونے کی صورتیں وتر کی قضاء کا حکم **سوال** :- ایک زوج صادق  
 بڑا کرنا عشاء کی فرض رکعتیں فاسد ہوئی ہیں جبکہ وتر اور سن صبح تھے آیا قضاء کی صورت میں عشاء  
 کی نماز میں سے صرف فرض پڑھے جائیں گے یا سن و وتر کی قضاء بھی ضروری ہے؟  
**الجواب** :- صورت مسئلہ میں اگرچہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور صاحبین رحمہم اللہ کے قول آپس  
 میں مختلف ہیں لیکن اصولی افتاء کی روش سے امام ابو حنیفہؒ کے قول پر فتویٰ مناسب ہے۔

قال ابو عابدیج: قال فی الفتاوی السراجیۃ: ثم انفتی علی: لا ینال عتی قول  
 ان حنیفۃ ثم قول ابی یوسف: وقیل: ذاک ان یوحیفۃ فی جنب وصاحبہ فی جانب الفتی  
 بالغیار۔ ولذا قل اصح اقامۃ بکی الفتی مجتہد النجلی وسنہ عقود ام الفتی ص ۱۸۰  
 لہذا صرف فرض نماز کی جگہ اور وتر کی نماز قضاء نہیں کی جائے، کیونکہ ترتیب کو صرف

لہ قال علامہ محمد نور شاہ اکبر دہلوی: ذم لواقبتی خلف الشافعی وعلیہ شافعی  
 علی الرکعت الشانیۃ تکما عدو حدیثہم ثم اسم الوتر الحنفی عند ابی بکر  
 الرززی و ابن وہبان۔ الخ (رد المحتار علی الترمذی جلد ۱ ص ۱۸۰)  
 باب ما جاز فی فصل الوتر

وہم فی معارف السنن ج ۴ ص ۱۸۰ باب ما جاز فی الوتر

تذکرہ کی حالت میں واجب ہے۔ نسیان یا وقت نکل جانے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔  
واللہ اعلم۔ اور دو رکعت سنت کی قضا کسی کا فرض نہیں۔

در فی الہندیۃ : لو تبتین ان العشاء صلواتہا طہارۃ دون التراويح  
والتوترات والتراویح مع العشاء دون التوتیرات لانہا تتبع العشاء ہذا عندنا فی حقیقۃ فانی التوتیر  
غیر تابع للعشاء فی الوقت عندہم۔ ولتقدم انہا وجب لاجل الترتیب وذلك یسقط  
بعد التبتین۔ فیصح اذا وی قبل العشاء بالشیان بخلاف التراويح فان وقتہما بعد  
اداء العشاء فلی یقتد بہ ادی قبل العشاء وعندہن التوتیرات التراويح وہی لجملة اعادۃ التوتیر  
مختلف فیہا۔ واما اعادۃ التراويح وما یؤسن العشاء۔ فیمتفق علیہا اذا کان الوقت یاتیہ۔  
(مہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ فصل فی التراويح) لہ



۱۔ قال الامام : كما ساقى الخنزير . اما اصل الوقتين التوتير فوق العشاء عندنا في حقیقۃ الا انه شروع  
مرتبا علیہ حتی لا یجوز ، الا قبل صلوة العشاء مع انہ وقتہ عدم شرفیہ وهو الترتیب۔ والا اذا  
کان ناسیا کو وقت اداء الوقتیۃ وهو وقت : ففاقۃ کتہ شروع مرتبا علیہ۔ وعند ابو یوسف رحمہ اللہ  
والشافعی وقتہ بعد اداء صلوة العشاء وهذا بناء علی ما ذکرنا۔ ان التوتیر واجب عندنا فی  
حقیقۃ وعندہم سنتہ۔ ویبنی علی هذا اصل مسئلتنا احداہما ان من صلی العشاء علی  
غیر وضوء وهو لا یجوز ثم توجہا فادترکہ بعد کول ما صلوة العشاء الا اتفاق ولا یجوز توفی فی  
فی حقیقۃ۔ وعندہما یعد وجہ البناء علی هذا الأصل انہ لا کان واجبا عندنا فی حقیقۃ ہذا ان  
اصل نسیہ فی حق الوقتین لاجل العشاء کما یب الشفق یخل وقتہ کما دخل وقت العشاء الا ان وقتہ  
بعد فعل العشاء الا ان تقدم احدہما عنی الآخر وجب حانۃ التذکر فبعد النسیان یستقل۔  
وبی العشاء جہا باورہ۔ ووقتہ فی الاصل جہا ص ۱۸۱ باب التوتیر والنوافل۔

## باب السنن والنوافل

(سنن اور نوافل کے مسائل)

**فجر کی سنتیں زیادہ مؤکدہ ہیں** | سوال :- جناب مفتی صاحب! ایک مسافر سے سنا ہے کہ صبح کی سنتیں سب سے زیادہ مؤکدہ ہیں، کیا پانچوں نمازوں کی سنتیں ایک جیسی ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟  
جواب :- ایت فرمایا کہ مشکوٰۃ فرمائی ہے؟

الجواب :- رفتہ سنتی کی معتبر کتابوں میں لکھ ہے کہ پانچ وقتہ نمازوں کی سنتوں میں سب سے زیادہ فجر کی دو رکعت سنتیں مؤکدہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خاص موصطیت فرمائی ہے، اس کے بعد ظہر کی چار رکعت سنتیں ہیں جبکہ باقی سنتیں برابر ہیں۔

ما قال العلامة الحصكفي رحمه الله: والسنة اكد هاشية الفجر اتفاقا  
ثم قال: ربع قبل الظهر في الاصح حديث من تركها عتبه عليه شفاعتي ثم  
الكل سواء - والنداء الجواز على عدد الروايات - باب النوافل ۳۱۷

**سنن مؤکدہ کا ثبوت** | سوال :- فجر، ظہر، مغرب، عشاء اور جمعہ کی نماز میں سنن مؤکدہ کا ثبوت کس حدیث سے ثابت ہے اور کون سی کتاب میں موجود ہے؟  
الجواب :- سنن مؤکدہ کے بارے میں متعدد قول اور فعل احادیث وارد ہیں۔ سنن کی

۱۔ قول العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: قوی السنن المؤکدہ کثرتا الفجر حتی  
روی عن ابي حنيفة انها لا تجوز مع انقضاء يوم غدی لقوله عليه الصلاة  
والسلام صلوا على ما لو طرد لكم الخيل..... والاصح ان السنن قبل  
الظهر اكد بعد الفجر ثم باقي سواها. (منها: الخالق حاشية البعالي في  
۲۷ باب النوافل)

وثبت في مرآة الفلاح على صدق طحاوي ۳۱۷ باب النوافل -



روایت کے مطابق بارہ رکعات سنیں پورے ہیں، اور صبح کے ہائے میں امام ابو حنیفہ کی بات کے مطابق چارہ نفل ہیں اور بھی رائج ہے، ہجرتِ مہاجرین کے ہاں سولہ ہیں جس کو امام طحاوی نے رائج کہلے ہے۔

بعد ازاں ابی بنی علی رضی اللہ عنہ وسلم سے عائشہؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ثابریٰ اثنی عشر رکعة فی الیوم واللیلۃ دخل الجنة اربعاً قبل الظهر و رکعتین بعدھا و رکعتین بعد العشاء و رکعتین قبل الفجر۔

(النسائی ج ۱ ص ۲۵۵) باب توایب من صلی فی الیوم واللیلۃ

ومن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلیصل اربعاً۔ (النسائی ج ۱ ص ۲۵۵) باب عدد القنوم بعد الجمعة

ومن ابی عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یصل بعد الجمعة حتی ینصرف فیصل رکعتین۔ (النسائی ج ۱ ص ۲۵۵) باب صلوۃ الامام بعد الجمعة (لیکن یہ دو رکعت صرف سنت ہیں مؤکد نہیں۔)

والدلیل علی استثنائ الامام بعد قبل الجمعة ما رواہ مسلم مرفوعاً عن عائشہؓ مصلیاً قبل الجمعة فلیصل اربعاً۔ (البحر الرائق باب التواضع ج ۲ ص ۴۳) لے

**جمعہ کے سنن کی تعداد اور آخری دو رکعات میں جمعہ کی نیت** اس سوال میں جمعہ نماز میں آخری دو رکعت

لے من اجماع جیبہ: قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فی یوم ولیلۃ فثنی عشر رکعة بنی لعیت فی الجنة اربعاً قبل الظهر و رکعتین بعدہ و رکعتین بعد المغرب و رکعتین بعد العشاء و رکعتین قبل الفجر صلوۃ الغدا۔ (الجامع الترمذی ج ۱ ص ۹۳) باب ما جاز فی من صلی فی یوم ولیلۃ۔ الخ

وروی عن ابن مسعود: انه کان یصل قبل الجمعة اربعاً و بعدھا اربعاً۔ وروی عن علی بن ابی طالبؓ انه أمر أن یصل بعد الجمعة رکعتین ثم اربعاً۔

(الجامع الترمذی ج ۱ ص ۱۱۱) باب ما جاز فی الصلوۃ قبل الجمعة و بعدھا

وتمت فی فتح الملہم ج ۲ ص ۴۳ قبل کتاب العیدین۔



مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت نفل نماز پڑھنا جائز ہے | سوال مدیا کاری سے  
سنن زوائر کے چھوڑنے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب:** مدیا کاری سنن نفل اور فرض تمام عبادات میں حرام ہے بارگاہِ حق سے  
بچنے کے لئے اسے چھوڑنا سب سے بہتر ہے، اس کا احتمال تو فرض نماز میں بھی ہو سکتا ہے، بلکہ فرض نماز  
میں اگر کسی صورت میں جائز نہیں، تو نفل نماز میں مکروہ اوقات کے علاوہ ہر حالت میں نماز  
پڑھنے کی تفصیل سے فقہ کی کتاب میں پوری ہوئی ہے۔

روى الهذيل: ثلاث ساعات لا يجوز فيها المكتوبة ولا الصلوة إلى المازة ولا سجدة  
التي تروى: إذا اجعلت السجدة حتى ترفع وعندك لا تنصاف إلى أن تروى: وعندك  
أحسن: رواه إلى أن أقسم: إلا عصر يومه: ثلاث فائتة يجوز أدائها عند الغروب  
هذا في النية والى قاضي قاضى حار۔

وقال يور: عدة أسطر۔ والتطوع في هذه الأوقات يجوز وبكره كذا في  
الكتابي وشرح الطحاوى۔ والبيهقي: لا يكره، بالصلوة الباب: في وقت الصلاة  
سوال: نماز عصر سے پہلے چار رکعت نفل پڑھنے کا حکم  
نماز پھر سے پہلے چار رکعت نفل پڑھنے کا حکم

نہ اس کے وقت کا صحیح تین اور حکم بیان فرمائیں؟  
**الجواب:** نماز عصر سے پہلے چار رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے اور اس کا  
بہتر وقت عصر کی نماز کے وقت سے شروع ہوتا ہے، البتہ یہ نفل عصر کی نماز سے قبل

اہل تہذیب کے ہاں، اما انہی بکرم التطوع فیہا معنی: جمع فی الوقت مذکورہ اوقات  
مذہباً ما یورطہ: یعنی فی ان، ترفعہ: یعنی والشیء عند السجود، التعمیل فی ان تروى  
والثالث عند تخیر النعم۔ وهو احسن ما ہا فی ان تغرب الشمس فی هذه الأوقات  
تدبر تکراراً تطوع فی مبیع الايام: یوم، جمعة وغیرہ، وفي جميع الاماكن بکرم وغیرہ  
وسواء کان تطوعاً مستحباً، ولا سبب له، وتطوعاً له سبب کرکعتی الطلوع وکرکعتی  
الحجۃ المسجی وغیرہ۔ الخ۔ ۱۔ بعد الخ: انصاف مع الخ: قص فی بیان ما یکرہ فی التطوع



شروع کرے لیکن جماعت کھڑی ہونے کی وجہ سے اسے توڑ کر فرض نماز میں شامل ہو جائے تو کیا عصر کی نماز کے بعد یہ نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اللہ کیا اس پر روم انفل بالشرع کے قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** اگرچہ نفل نماز توڑنے سے بقاعدہ روم انفل بالشرع واجب ہو جاتی ہے، لیکن یہ واجب بغیرہ کے حکم میں ہے اور عصر کی نماز کے بعد واجب کہ نفل نماز نہیں پڑھی جاسکتی ہے ایسا ہی واجب بغیرہ کی ادائیگی بھی جائز نہیں لہذا کسی دوسرے صحیح وقت میں پڑھے۔

وفي الهندية، في الوقت فتح الصلاة في وقت مستحب ثم، فسد ما فضاء بعد صلاة العصر قبل غروب الشمس كان يجزئ به هكذا في مجمل السرخسي، انتهى.

(مفتاح دارالعلوم، ج ۱، ص ۱۰۷، کتاب الصلاة، فصل في الاوقات التي لا تجوز فيها الصلاة...) (غرض)

**اصفر الشمس کے وقت نماز عصر سے پہلے نفل پڑھنا** | وقت مختصر ہونا اسی صورت میں مختصر

ضروری ہے یا اس سے پہلے نفل نماز پڑھنی چاہیے؟

**الجواب :-** جب تک سورج کی روشنی مختصر نہ ہوئی ہو بلکہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہو تو ایسے وقت میں عصر کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا جائز ہے۔ البتہ اگر سورج کی روشنی میں مدد کے اثرات شروع ہو چکے ہوں تو پھر وقت کی نماز پر اکتفا کر کے نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

قاروا كما انكاسا في: والذات عند تغير الشمس وهو احسنها واصفها والذات تغرب في هذه الاوقات الثلاثة يكره كل طلوع في جميع الاماكن يوم الجمعة وغيره. وفي جميع الاماكن يكره في وقت طلوع الشمس لا يكره في وقت غروب الشمس. (بازار جامعہ اسلامیہ، ص ۱۲۵)

لے مال الحسنة، وكره نفل كل ما كان كالصلاة في غير وقتها ولا في وقت مستحب الا في وقت الجمعة واليومين المذكورين في وقت طلوع الشمس ولا في وقت غروب الشمس. (بازار جامعہ اسلامیہ، ص ۱۲۵) ثم اذ وليلة الغدير صلوة وسورة عصر انتهى مختصراً، وقال ابن عابد بن، في هذه الاعادة واكثر هذه الاعادة في وقت طلوع الشمس ولا في وقت غروب الشمس. (بازار جامعہ اسلامیہ، ص ۱۲۵) لے قال برواه (ابن المبرق في)، لا يجوز عند طلوع الشمس ولا عند غروب الشمس ولا في وقت طلوع الشمس ولا في وقت غروب الشمس ولا في وقت طلوع الشمس ولا في وقت غروب الشمس. (بازار جامعہ اسلامیہ، ص ۱۲۵) ثم اذ وليلة الغدير صلوة وسورة عصر انتهى مختصراً، وقال ابن عابد بن، في هذه الاعادة واكثر هذه الاعادة في وقت طلوع الشمس ولا في وقت غروب الشمس. (بازار جامعہ اسلامیہ، ص ۱۲۵)

**سوال :-** زوال کے بعد صبحِ صریح حدیث کے مطابق کتنی رکعات  
سنی قبلِ ظہر کی تعداد پر مبنی چار عشریں؟

**الجواب :-** صبحِ صریح حدیث کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلم زوال آفتاب کے  
بعد چار رکعات کی اور ایک نماز کے کچھ جیسے بعض روایات میں دو رکعات پڑھا بھی ثابت  
ہے جیسے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، لیکن ان دو رکعات کو امام محمد بن ابی ہریرہ  
رضی اللہ عنہ نے تحیۃ المسجد پر محمول کیا ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یعنی قبل الظہر اربعاً بعد ہذا رکعتین  
عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یعنی قبل الظہر رکعتین وبعدہ  
رکعتین وبعد صلوۃ المغرب رکعتین فی بیتہ وبعد صلوۃ عشاء رکعتین وکان کلا  
یصلی بہما لجمعة فی انفس سجدة فی یصلی ویکبر سجدة ۱۹

فان علیہ السلام هذا المنقطع وهو حسن وقد بلغنا ان عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کون  
یصلی قبل الظہر اربعاً اذا ذات الشمس ... الخ (موطا امام محمد ص ۱۹)

وقال ابن المہمام: ثم رکعتین رکعتا مسجد ککارت اور عیسیٰ  
پڑھا۔ ترجمہ: تقدیر پر اس ۱۹ باب، انوار ص ۱۵

۱۔ ذکر اکرام: ابو عیسیٰ الترمذی، عن جابر بن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یصلی قبل الظہر اربعاً وبعد ہما رکعتین۔ قال ابو عیسیٰ: وحدثنا علی بن ہذیل عن  
اکثر اہل بغداد عن ابيہ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ومن بعد ہم یصلون  
ثلاثین: قبل الظہر اربع رکعات وهو قول لیس فیہ وابن المبارک ... الخ  
قال النعمانی: محمد بن یوسف بن سعید بن مسروق: تحت ہر قول، سفین وایہ ذہب ابو یوسف  
وارجاہ۔ (معارف السنن ج ۱ ص ۱۵۱) باب ما جاء فی لا یرفع قبل الظہر

۲۔ عن ابن مسعود قال: صلیت مع النبیؐ رکعتین قبل الظہر ورکعتین بعدہا  
(معارف السنن ج ۱ ص ۱۳۱)

قال ابن ماجہ ومارآة ابن عسیر تحیۃ المسجد  
مستحق الخاق حاشیۃ البحر الرائق ج ۲ ص ۵۵۵ باب انوار ص ۱۵

**سوال :-** اگر کوئی شخص نماز مغرب کے بعد مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا چاہے یا کیا یہ نماز اقابین کے زمرے میں آسکتی ہے ؟

**الجواب :-** نفل نماز مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت جائز ہے ، مذکورہ وقت نفل پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ، البتہ دو رکعت سلاۃ اقابین میں شمار نہیں ہوتی ، کیونکہ اقابین کی تعداد روایات میں چھ رکعات بتائی گئی ہے ، تاہم اگر چار رکعات نفل سے دو سن مل کر چھ رکعات شمار کی جائیں تو یہ نماز اقابین میں شمار کی جاسکتی ہے ، البتہ مستغلاً چھ رکعات اقابین پڑھنا بہتر ہیں ۔

حدیث الباقی صلی اللہ علیہ وسلم : عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یشکم دنیا یشیق بسوید محمد ابن لہ بعبارة تنفی عشرۃ سنة . الجامع الترمذی ج ۱ ص ۱۸۸ باب ما جاء فی فضل التطوع ست رکعات بعد المغرب

قال مُلّا علی قاری : تحت ہذا الحدیث (قولہ ست رکعات) المقبول : ان المرکتین : اثنتین ، الخلفاء فی التبت : ان قال قالہ الطیب فیصلی النعمان بین بتسلیمہ : وفي الباقي الحیاء ۱۰۰ (مروۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ باب النوافل فیصل شذیذ ج ۱)

**سوال :-** اگر کوئی شخص مغرب نماز مغرب کی دو رکعت سنت متوکلہ کی نیت باندھ کر چار رکعت پڑھے اور آخری دو رکعت بیٹھ کر پڑھے گا حکم کی دو رکعت سنت متوکلہ کے

کے بعد قدر میں چار رکعت پڑھنے کا ارادہ کرے اور پھر آخری دونوں رکعات کے لیے کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر پڑھے تو کیا اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے ؟

۱۔ قال شیخ ابو نعیم الحلی : ان تطوع بعد المغرب ست رکعات فهو افضل . حدیث ابن عمر : انه علیہ السلام قال : من صلی بعد المغرب ست رکعات کتب من الاولین وکان ملاقاتہن غفوراً . رکبوی ص ۲۵۵ . باب فضل فی النوافل . وقرئ فی ابی مع الترمذی ج ۱ ص ۱۸۹ . باب ما جاء فی فضل التطوع الخ .

**الجواب:** بصورت مذکورہ میں دو مسئلے کا بلی غور ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کیا سنت کی تلافی کے ساتھ نفل نماز اٹھا کر کے سنت کے قعدہ آخر میں "تخیر کرتے" ہیں اس کی نماز پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نفل نماز میں قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جہاں تک دوسرے مسئلے کا حکم ہے تو نفل نماز ابتدا یا بناء قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھی جاسکتی ہے تاہم گھر سے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔

قال المحقق، ویتنفع مع قدرته علی التعمیم فاعداً لا مضطجعاً الا بعدئذ۔  
بیتداؤ وکذا بناء بعد الشروع، لا کر اھد علی الاصح کعکسہ۔

والنہ المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ باب تسبیح والتواضعات۔  
اور پہلے مسئلے میں سنت کی اونٹنی درست ہو جائے گی البتہ سہم کی تاخیر سے بہتر ہو واجب رہے گا۔

قال المحقق فی التلخیص السہو لا یترک الواجب وتاخیرہ وتاخیرو ترک  
ساحیہ۔ (الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۱) باب سجود السجود

**تراویح** و **دتر کے درمیان نفل پڑھنا** : **سوال ۱۔** نماز تراویح اور  
دتر کے درمیان نفل پڑھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**الجواب:** وہ نماز تراویح اور دتر کے درمیان نفل پڑھنا جائز ہے۔

قال المحقق، مجلس نہ یابین کل ربعة بقدرہا کذا ابن الخاقانی والوتر

لہ وفی ہندیۃ، وحکم السہو فی الفرض والنفل سواہ۔ وقال بعد اسطر۔ ولا  
یحیب السجود الا بترك واجب التاخیرو واجب التاخیرو کن او تدبیرہ او کما مر او  
تغیر واجب بان یجھ فیما یخاف۔ وفی الحقیقۃ وجوبہ بشی پروا احد، وهو ترک  
الواجب۔ (الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۱)

وفی ہندیۃ: اذا اتسع السطوح قائماً ثم اراد ان یقع من غیر عزہ فله  
ذلك عند ابن حقیقۃ استعساناً۔ (الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۱) باب التواضعات  
وینقل فی الجوہرۃ الذبیحۃ ج ۱ ص ۸۹-۹۰ باب التواضعات۔



و یغیثون بین تسبیح و قرآن و سکوت و صلوٰۃ خدادی۔

والله اعلم بالصواب علیٰ من اراد المحتار ج ۲۱ بحث صلوٰۃ التواضع

**سوال :-** وتر کے بعد دو رکعت نفل کی شرعی حیثیت ثابت ہیں یا نہیں؟ بصورتِ نبوت کیفیت کا تعین فرمائیے

کیا اگر نوافل کی طرح پڑھ کر پڑھنے سے ثواب میں کوئی اثر چڑکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** وتر کے بعد دو رکعت نفل کے بارے میں قوی اور فعل دونوں قسم کی روایت وارد ہیں۔ ترجمہ کی روایت میں ہے: عن الامام سلیمان بن ابی صالح علیہ وسلم کان یصلیٰ بعد

الوتر دو رکعتین۔ والی جامع الترمذی ج ۳۰ مثنیٰ: ابواب الصلوٰۃ الوتر

اور ابن ماجہ میں ہے: ”تضعیفی“ و ”تضعیف“۔ (ابن ماجہ باب ما جاز فی ترک التبعین اور ابن ماجہ ج ۱)

لہذا یہ دو رکعات بلا شک و شبہ میں رواٹ ہیں باقی ابن ماجہ کی روایت کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں رکعات پڑھ کر پڑھی ہیں۔ اس لیے فقہاء کرام اہل ان کے افضل و محسن میں اختلاف ہے بعض فقہاء ان کو کھڑے ہو کر پڑھنا افضل قرار دیتے ہیں جبکہ علامہ انور شاہ کشمیری کی تحقیق اور دیگر تحقیق کی رائے کے مطابق چکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھ کر دو رکعت پڑھنا قویٰ اور قضاۃ اس لیے پڑھ کر پڑھنا افضل ہے۔

لما فی قانون الشیخ انور شاہ انکشیہ: یعنی ابن ماجہ میں یہ بھی اتفاق اور قضاۃ میں۔ فاخت والمووی الاوّل عندی المختار ہوا فی لا تنہا لم تثبت عنہ قائمۃ تعدّ فعمد فعلہ فی جمیع عمرہ علی الاطلاق مما

لہ وقال ابن نجیم مصری: وقد قالوا انہم یحبون فی حالۃ الجنون ان یتلو سبحان وان شاءوا قرأوا القرآن۔ وان شاءوا صلوا أربع رکعات خذی واد شافطی تعددوا سنن۔ واهل مکہ یعترفون اسبوعاً ویصون رکعتین واهل المدینہ یصلون أربع رکعات خذی۔ ویبداً علم انہ موقل بالمشافہ بعد من تردیدہ بدل قولہ بحدیثہ لکان اولیٰ۔ (المعجم الزاوی ج ۲ ص ۶۹ باب التواضع)

و مثنیٰ فی ذیلہ السمعی مثنیٰ باب التواضع۔

بصارم اندھتہ۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۳۶۶) باب المدادۃ علی رکعتی الخجدر سلم

مسوأل :- نوافل اور سنن کے تعدد اولیٰ  
 میں صرف تشہد پر اختلاف کیا جائیگا؟ اس  
 کے ساتھ درود شریف بھی ملا ضرور ہے

جے :- ایسا ہی تیسری رکعت کے پہلے کھڑے ہونے کے بعد شہاد اور تہود ضروری ہے یا نہیں نوافل  
 کی طرح فاتحہ کتاب سے شروع کیا جائے گا؟

الجواب :- سنن ٹکڑوں کے تعدد اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں شہاد اور  
 تہود نہیں پڑھا جائے گا، اس کے علاوہ دوسرے نوافل میں ہر شفع یعنی دو دو رکعت مستقل  
 غائبہ اس لیے ہر شفع کے تعدد اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں شہاد و تہود  
 پڑھنا چاہیے۔

قال المصنفی، ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التعدۃ الاولیٰ فی  
 الاربع قبل الظہر والجمعة وبعدھا ان قال ولا یتفتح اذا قام الی الثالثة  
 منها لانھا تاء کذا اشیعت العریضۃ فی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتفتح ویتعود ویتذکر لان کل شفع صلاۃ  
 والحمد للہ علی صدورہ المختار ج ۲ ص ۲۷۱ باب السنن والنوافل

مسوأل :- نماز جمعہ وغیرہ کی چار رکعات  
 میں تعدد اولیٰ کے تشہد کے بعد درود شریف  
 اور تیسری رکعت میں شہاد پڑھنے کا حکم

لہ قال المدادۃ محمد یوسف بنوری، لو ثبت ان رکعتان بعد اوتوا فالسنة فیہا خلوص  
 دون اقام فلان الجنوس فیہما قمری۔ ومما بین السنن ج ۲ ص ۲۵۹ کھتین بعد اوتوا  
 ویکلف فی ہرئ الشدہ علی الترمذی ج ۱ ص ۱۷۰ باب ما ہذا فی کتین بعد اوتوا  
 لہ قال ابن نجیم، وفي الاربع قبل الظہر والجمعة وبعدھا لا یصلی علی النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم ولا یتفتح اذا قام الی الثالثة بخلاف سائر ذوات الاربع  
 من النوافل۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۹) باب السنن والنوافل

پڑھنے کا لازم ہے؟ نیز سنن مؤککہ اور زوائد میں کوئی فرق ہے یا دونوں یکساں ہیں؟  
**الجواب:**۔ غیر اور جمعہ و سنن کے علاوہ باقی تمام پندرہ رکعت والی سنن و نوافل کے متعلق اونی  
 میں شہد کے بعد درود شریف اور تیسری رکعت میں شاء و تقویٰ پڑھنا چاہیے، کیونکہ نوافل میں ہر شخص  
 مستقل نماز ہے جبکہ سنن مؤککہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

قال المحقق: ولا يصح على النبي صلى الله عليه وسلم في الفقرة الأولى في أربع  
 قبل الظهر والخمسة و بعد ها. وقال بعد سفر واحدة. ولا يستفتح. وقال في أربع  
 الثالثة منها. لا نهالت كدها. التسهلت الغريضة. وفي البواقي من ذوات الأربع  
 يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويستفتح ويقعد ولو زاد الأذان كل شفع  
 صلوة. (الدر المختار على صدر رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۱ باب النوافل)۔

**سنن اور فرائض کے درمیان دو رکعت تحیمۃ المسجد پڑھنا** **سوال:**۔ اگر کوئی شخص  
 مسجد جائے اور مسجد میں جماعت کھڑے ہونے سے پہلے دو رکعات تحیمۃ المسجد پڑھے تو کیا شرفاً  
 اس کی کوئی مانعت ہے یا نہیں؟

**الجواب:**۔ سنن قبلہ اور فرائض کے درمیان دو رکعت تحیمۃ المسجد پڑھنا جائز ہے اور  
 فقہاء کرام میں سے کسی ایک نے بھی اس وقت نفل پڑھنے کی مانعت نہیں کہ ہے، بلکہ جو محققین  
 کہ رائے کے مطابق شارع علیہ السلام سے ظہر کہ چار رکعت سنت قبلہ کے بعد دو رکعت تحیمۃ المسجد  
 ثابت ہے تحیمۃ المسجد کی سماعت کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں، البتہ اوقات مکروہہ میں  
 ایسی نماز نہیں پڑھی جلتی گی۔ تاہم سنن اور فرائض کے درمیان بلا عذر کسی ایسے کام سے بشتاب  
 کرنا چاہیے جو تکبر یا غی کے خلاف ہو کیونکہ اس سے ثواب پر اثر پڑتا ہے۔

ما قاله العلامة ابن الهمام: قالوا: ولا خلاف أن لا يجمع بين حديث

الحق قال ابن نجيم: وفي المعتمدين وفي الأربع قبل الظهر وخمسة بعد ها. لا يصح على النبي  
 صلى الله عليه وسلم في الفقرة الأولى ولا يستفتح إذا قام إلى الثالثة بخلاف ما سأل  
 ذوات الأربع من النوافل۔ (الدر المختار ج ۲ ص ۲۱۱ باب النوافل)۔  
 وبخلافه فاسهنية ج ۳ ص ۱۱۱ باب النوافل۔



**سوال**۔ اگر منی ٹوڑ دیا یا غیر ٹوڑا نہ پڑا تو منی نہ پڑنے کی اثر  
پڑتا ہے یا نہیں؟ اس کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**۔ منی ٹوڑا سفر میں بعد شروع ہوجوڑنا جائز ہے، دوسرے منی ٹوڑا کو چھوڑنا درست  
عقاب ہے۔ منی فراغت کے حکومات ہیں، گو منی نہ پڑے کی وجہ سے فراغت ہو جو سہ رو بہائے  
ہیں، ترک پر ملامت کرنا غلط، بولبالی کے ضرر رفت ہے۔

قال ابن زبیر: ورجل تزوج مني بصلوة الخمس ان لم ير المنى حقا فقد كفر  
لان ترك استغناء فان كان ربي حقا منهم من قال لا يفر ولا يصير انه يا ثمر لا يفر  
جاء ابو عبد الله وثق وقال بعد صبره ان الله المتوكدة بمنزلة الواجب في كل شيء  
بالتقريب الى ان قال انه لا يجوز ترك الصلوة المتوكدة وحده وهو احوط.

(المعجم لرواؤق ج ۲ ص ۴۲) باب الوتر والنوافل

**سوال**۔ اگر کسی شخص کے ہاتھ  
فوت شدہ فرغ نمازیں ہوں تو اس کے

پے نفی پڑنا افضل ہے یا قضاء نمازیں؟

**الجواب**۔ جب فوت شدہ نمازوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے  
بہتر ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک ایک نماز کو قضاء کرے، تو ایسی صورت میں نوافل پڑھنے سے  
قضاء نماز کا پڑھنا زیادہ بہتر ہوگا۔

وفاء الهندية: وفي النجحة دلالة اشتغال بانضائية اوقاف و عدم النوافل  
اذا سئل المعروف بصلوة الحنفي وصلوة التسبيح وصلوة الحنفي روایت  
في الاحیاد فيها سور معدودة واذا كان معهودة فثلث بناتة النفس وبغيرها

سئل وفي الهندية: رجل ترك الصلوة ان لم ير المنى  
حقا فقد كفر لانه تركها استغناء فان كان ربي حقا فالصبر لانه يفرغ  
لانه جاء ابو عبد الله بالترك كذا في محيط المبرخی.

والفتاویٰ الهندية ج ۲ ص ۴۲ باب النوافل

ومثلثة في کسبری ص ۳۸۹ باب النوافل: فروع



**تہجد کی جماعت کا حکم** | **سوال:** تہجد کی نماز جماعت سے پڑھنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر جائز ہے تو کیا ہر روز کے لیے یا کبھی کبھار؟ اور کتنے لوگ جمع ہو کر بلا کر ہر جماعت سے ادا کر سکتے ہیں؟

**الجواب:** تہجد کی نماز نفل ہے اور نفل نماز میں ایک یا دو آدمی امام کے پیچھے اُٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ کبھی کبھار بلا دعا بھی پڑھ کر بہت سے جائز ہے، البتہ اگر مقتدی قیامت سے ڈرے تو خوف کے ہاں بالاتفاق مکروہ ہے اور تین کی صورت میں قضا کریم کے مابین اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ اور بعض کے نزدیک تیس سے کم کی طرح بلا کر بہت جائز ہے۔

قال المحقق، ولا يصلي النور ولا التلويح خارج رمضان أي يكره ذلك لوعى سبيل (النداء) بان يقتدى اربعة بواحد۔ قال ابن عابدین، تحت هذه العبارة ما اقتدى بواحد بواحد او اثنين، ولا يكره وثلاثة بواحد فيه خلاف وايضا قال فوق هذه العبارة ويمكن ان يقال بظاهر ان الجماعة فيه غير مستحبة، ثم ان كان ذلك اميلاً كما فعل عمر كان مباهاً غير مكروه، وان كان على سبيل الموانعة كان بدعة مكروهة خلاف المتوارث۔

(رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۰ بحث صلوة المفرد)

**نماز تہجد کے آخر میں وتر پڑھنا افضل ہے** | **سوال:** نماز تہجد کے آخر میں وتر پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ایک شخص رات کو صرف چند رکعات نفل پڑھے اور دُراس کے ساتھ پڑھے تو اس سے تہجد پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

لے قال العلامة عام بن اندود ان نصارى، ولا يصلي تعويها جماعة الا قيام رمضان وحكي عن شمس الاشارة السرخسي ان التلويح بالجماعة من سبيل النداء مكروه اما نو اقتدى واحداً بواحد او اثنين بواحد لا يكره واذا اقتدى ثلاثة بواحد ولا يكره هو، حمه، ثم ان فيه اختلاف المشايخ قال بعضهم رواه اقتدى اربع بواحد كره بلا خلاف۔ (الفتاوى) تاريخية ج ۱ ص ۲۸۰ (نور) و مشكاة في كمبيري ص ۲۸۰ باب التواويج۔





کی جائے کسی دوسری نماز کی سنن یا اقتضا میں مشغول ہو جائے تو کیا اس سے تحیۃ المسجد کا ثواب مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگرچہ اس دوسری نماز میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی ہو، بہشتی زیور میں ثواب ملنے اور جنتی نماز کا مل میں نہ ملنے کا کلمہ ہے، لہذا جو رائج ہو وضاحت فرمائیے۔

**الجواب :-** تحیۃ المسجد مسجد میں داخلہ کے وقت دو رکعات پڑھنے سے عبارت ہے اور آیات کی رو سے یہ نکتہ ہے۔ اگر مستقل دو رکعات ادا کی جائیں تو بہتر ہے ورنہ سنن وقت کے ضمن میں بھی نماز تحیۃ المسجد ادا ہو سکتی ہے۔ خیال رہے کہ تحیۃ المسجد مکروہ اوقات میں نفل خفی کی رو سے جائز نہیں، ایسے اوقات میں تحیۃ مسجد، عکس تیسرے و تیسریں اور خود شریف سے تحیۃ المسجد کا ثواب ملتا ہے۔

قال المحققون، ویمن تحیتۃ المسجد دھ رکعتان دادا ان الغرض او غیرہ وکنا دخوله بنية فرض ادا ان ابن یثوب عنہ بلا نية بعد ان عبد بن تحت لھا العبارة۔ اذ دخل بنية فی المسجد بعد ان فجرا او العصر فان لم یستیع و یصل و یسبی من التبتی صلی اللہ علیہ وسلم فانما حیثین یؤدی حق المسجد کما اذا دخل المكتوبة فانما غیرہ موریدہ حیثین کما فی التمرقاشی۔ وقال بعد عدة اسطر قال فی الحلیۃ لو اشغفل داخل المسجد بالقریضة غیر ما یزید نتیجۃ قامت تلافی القریضة مقام تحیۃ المسجد لحصول تعظیم المسجد کما فی البیضا نبع۔

(مراد المقارن ج ۱ ص ۸۰ باب السنن والنوافل)۔  
**مسئله التیسع کے قور میں ہاتھ باندھنے کا حکم**۔  
 اس سوال کے جواب میں تیسریات پڑھنے میں کافی وقت ملتا ہے ایسی حالت میں کیا دوسری نماز کی طرح ہاتھ کھول کر چھوڑنا چاہیے یا ہاتھ باندھنا بہتر ہے؟  
**الجواب :-** ہر وہ قیام جس میں ذکر مسنون نہ ہو تو اس میں ہاتھ نہیں باندھے جائینگے۔

نقل علامہ شریانی: من تحیتہ المسجد بکھمتین یصلیہا فی غیر وقت مکروہ قیسل الجلوس، الا ان قال داد الغرض یثوب عنہا قالہ التزیلی وکذا کل صلوة اذھا عندا دخول بلا نية التحیۃ کا نہ تعظیم ہو ورنہ وقت حدیثی ذلک بما صلوة ولا قنوت یا جلوس عندا (مراد فی اصلاح عن حامش الخطاوی) فصل فی تحیۃ المسجد

صلوۃ النیسر کے تو میں اگر یہ ذکر مسنون ہی تیجعات ہیں لیکن قیام کے لیے قرار نہ ہونے کی وجہ سے اس میں ہاتھ نہیں بندھے جائیں گے بلکہ ارسال ہو گا۔

قال العلامة الشیخ احمد الطحاوی، تحت قول المصنف روین وضع الرجل یدہ الیٰ المعنی علی الیسوی، ما فصلہ، کہ فرغ من التکبیر من الحرام بلا ارسال ویضع فی محل قیام من الصلوۃ ولو حکماً فدخل القاعد ولا ید فی ذلک القیام ان یکون فیہ ذکر مسنون وما لا فلا کما فی السراج وغیرہ وقال محمد لا یضع حتی یشرع فی القراءۃ فهو عند ہما متع قیام فیہ ذکر مشروع وعندہ سنتہ للقراءۃ فیرس عندہ حالۃ الثن والفتوت وفي صلوۃ بخانزادہ وعندہما یتمد فی النکل الیٰ ان قال فان قبل القنومۃ من الركوع ذکر مشروع وهو التسمیع والتحمید فلیقی ان یضع فیہما علی قدامہما اجیب بان المراد قیام لہ قرار فیہ ذکر مسنون یراجع۔ (طحاوی علی مواقی الفلاح ص ۳۲) فصل فی بیان سنن الصلوۃ (۱)

**استخارہ کی نماز کا مسنون طریقہ** | سوال :- استخارہ کی نماز کا مسنون طریقہ کیسے ہے اور کس وقت پڑھنا بہتر ہے؟

**الجواب :-** نماز استخارہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسے کام کا ارادہ کرے جس میں خیر اور نفع دونوں کا احتمال ہو تو ایسی حالت میں نماز عشاء کے بعد رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری میں سورۃ اعلان پڑھے، نماز کے بعد پھر دعا پڑھے

اللہم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک وانک انت من فضلک نعظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت عليم الغیوب۔ اللہم انک تعلم ان هذا الامر خیر فی دینی ومعشقی وعاقبۃ اموری اذ قال فی عاجل امری والاجل فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ وانک فی الخیر حیث کان ثم ارضی بہ قال ویسئلی حاجتہ۔ (جامع الترمذی ج ۱ ص ۹۰) باب ماجاء فی الاستخارہ (۲)

۱۔ قال الملا خیر والحنوفی، فاعلم ان کل قیام فیہ ذکر مسنون فیہ الوضع وکل قیام یس کن ذلک فیہ الا ان سأل۔ (الدرر والفریاد ص ۹۰) باب سنتہ الصلوۃ (۲)

اور جب ہذا کھڑے پہنچے تو متعلقہ کام کی طرف توجہ کر کے دل میں لائے ایسے عمل کے  
بدھیں جانب دل کا میوان ہوا تو اس کو اختیار کرے۔ اگر ایک دفعہ کرنے سے عینان حاصل نہ  
نہ ہو تو سات دفعہ تک یہ عمل کرے، متعدد بار کرنے سے تردد و شک نہیں رہے گا۔

قال ابن عابدین: وفي اعليته ويستحب افتتاح هذا النوع بروحته بالجملة  
والصلوة. وفي الاذكار انما يقرأ في الركعة الاولى انكافرون وفي الثانية

الخلاص ام. وعن بعض السلف: تن يقرأ في الاذكار "وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا إِلَهَ الْوَحْدِ"  
ويختار الى "يعنون" وفي الثانية "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَتَوَلَّى دِينَهُ وَالْوَاقِعُ

ان يكره ما سبق لما روي ابن السني يا نس: انه منعت يا من يستغفر يك فيه سبع  
هزات. فَمَنْ نَفَرَ إِلَى ذَلِكَ سَبَقَ إِلَى قَلْبِكَ فَإِنْ غَلَبَتْ فِيهِ دَوْلَةٌ تَدْرُسُ فِيهِ نَهْجُ

استخار يا من ام. وفي شرح الشريعة المسبوع من المشائخ ان يثنى ان يثا  
على طهارة مستقبل القبلة بعد قراءة الحمد ثم يذكر من كان في منامه

بها ما او خضرة فذلك الامر خير وان رأى فيه سواد او حمرة فهو شريف.  
ان يجتنب: هر۔ زرد اختار ۲۶۲ مسئلہ مطلب فی رکعتی کا استعمال

سوال: ۱۔ نقل تار پڑھنے کی کیفیت کیسے ہوگی  
نفل نماز بلا غرض پڑھ کر میرے ہذا

پڑھتا ہے یا نہیں؟  
الجواب: اگر نفل نماز پڑھ کر یا گھر سے ہو کر دونوں طرف پڑھنا جائز ہے

ابنہ پڑھ کر نفل پڑھنے والے کا ثواب گھر سے ہو کر پڑھنے والے کے مقابل میں نصف  
ہوتا ہے۔

قال الامام: سئل عن رجل من حصين قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن  
صلوة الرجل وهو قاعد فقال من صلى قائما فهو افضل

ومن صلى قاعداً فله نصف اجر قائما۔ والحمد لله  
والجامع الصحيح ابن خزيمة ج ۱ ص ۱۸۱ البواب تخصيص الفسلة

جو کہ مذکور ہو کر پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا۔  
قال علاؤ الدین بن الحصکي: وينقل مع فدیته عن القیام قاعداً کان

مضطجعاً کلاً بعد من ابتدائہ وکذا ابتداء بعد الشروع بلا کراهۃ کھکسہ ۔

(الدر المختار علی صمدی ص ۲۰۰ المختار ج ۲ مشکایات السنن والنوافل ج ۱ ص ۱۰۰)

عالم دین کے لیے سنتیں چھوڑنا جائز ہے | سوال :- کیا کوئی عالم دین یا مفتی  
سُنّتوں کو چھوڑ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- لوگوں کے مسائل حل کرنے اور ان کی تعلیم و تعلم کے لیے شریعت مقدمہ  
نے ایک عالم دینی کو اس شمولیت کی بناء پر سنتیں چھوڑنے کی اجازت دی ہے لیکن غیر  
کی سنتیں چھوڑنے کی اس کو بھی اجازت نہیں ہے ۔

لما قال العلامة الحصفی رحمہ اللہ : ولا يجوز تركها لعلم صار مرجعاً  
في الفتاوى بخلاف باقي السنن كله تركها حاجة الناس الى فتواه ۔

(الدر المختار علی صمدی المختار ج ۲ مشکایات السنن والنوافل ج ۱ ص ۱۰۰)

حاجی فضل نماز حرم شریف میں پڑھے یا ڈیرہ میں؟ | سوال :- تجانب مفتی صاحب : میری بیوی نے  
کا ارادہ ہے اور مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی نے نماز پڑھی تو اسے پڑھنا چاہیے  
نفل نماز حرم شریف میں پڑھنا افضل ہے یا وہ اپنے ڈیرہ میں نفل نماز ادا کرے؟

الجواب :- بہتر یہ ہے کہ نفل نماز پڑھی جائے گا کہ وہ اپنے ڈیرہ میں نفل نماز پڑھے  
علمت کہ بناء پر حاجی کیلئے نفل نماز حرم شریف میں پڑھنا افضل ہے اسلئے کہ حاجی کو غیر کسی اور جگہ حاصل نہ ہوگا۔

لما قال العلامة ملا علی القاریؒ : وانظر ان الركبة والوضوء الشریعة تستثنیان  
لغير ما لعدم حصولهما في مواضع آخر فننقنم الصلوة فيهما قسماً علی ما قاله أئمتنا  
الطوائف لغير ما افضل من الصلوة النافلة ۔ (مرقاۃ ج ۳ مشکایات کتاب الصلوة)

۱۔ قال ابن نجیم (المصنوع رحمہ اللہ) : ويتفضل قاصداً مع  
قدومه علی النبیاء ابتداءً وابتداءً وقد سبق فیہ 'جاء اعطاه  
ويعبد صفة اسطر قال : واما اذا اصلاہ مع عبجزة فلا يتفضل  
عن ثوابہ قائماً ۔ (لابحار النرائق جلد ۱ ص ۱۰۰ مشکایات السنن والنوافل ج ۱ ص ۱۰۰)

۲۔ قال العلامة ابن عابدینؒ : (فله تركها) انظر ان معناه انه 'يتركها وقت اشتغاله  
بالافتاء لاجل حاجة الناس المجتمعين عليه وينبغي ان لا يصليها اذ خرج  
في الوقت وهو التفرقة بين سنة الفجر وغيرها اخر (الدر المختار ج ۲ ص ۱۰۰)

**سوال :-** دینے تو عصر کی نماز کے بعد خوب اذکار  
**عصر کی نماز کے بعد منہ و نفل پڑھنا** | نفل نماز کی ادائیگی مکروہ ہے لیکن اگر کسی نے نفل نماز  
 کی نذر مانی ہو تو ان کو واجب ہر گز کی بنا پر بعد از نماز عصر ادا کرنا کیسا ہے ؟  
**الجواب :-** عصر اور نفل کی نمازوں کے بعد مطلقاً نفل پڑھنا مکروہ ہے چاہے ان نفل  
 کا تعلق نذر شدہ نوافل سے ہو یا عام نوافل سے، اس لیے صورت مسترد کے مطابق عصر کی نماز  
 کے بعد نفل نماز کی مانی ہوگی تو کسی غیر مکروہ وقت میں ادا کیا جائے، عصر کے بعد ادا کرنا  
 کراہت سے قائل نہیں۔

لما قال العلامة المرحوم في: ويكره ان يتنفل بعد: فغير حثي تطليع الشمس وبعث  
 المغرب حثي لغرب لما روي أنه عيبه السلام نهي عن ذلك ولا بأس بان يصلي في هذين  
 الوقتين اشوات وبعيد تلاوة ووصل على امانة لان كراهة كانت لحق الغرض  
 ليصير الوقت كالمشغول ولا معنى في الوقت فلم يظهر في حق انفراد وفيما وجب  
 لعبته كسجدة التلاوة وظهر في حق المنع والانه تعلق وجوب بسبب من  
 جهته (الهداية برامك فصل في الاوقات المستورة كتاب الصلوة)۔

**سوال :-** اگر کوئی شخص وضو کر کے مسجد میں آئے اور کچھ دیر  
**تحتیہ الوضو پڑھنے سے قبل بیٹھنا** | اسے بے بیٹھ ہائے پھر کھڑے ہو کر تحتیہ الوضو پڑھے تو  
 اس کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** سنوں طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص وضو کر کے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے  
 قبل ہی دو رکعت نماز تحتیہ الوضو یا تحتیہ المسجد پڑھے، تاہم اگر کسی قدر کی بنا پر پہلے بیٹھ کر پھر نماز  
 پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

تقولہ میںہ السلام: اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين قبل ان يجلس

لے لما قال الهندية: ولو نذر ان يصلي في الوقت المكروه فادعى فيه  
 بصح رياشم ووجب ان يصلي في غيره۔ (المفتاوى الهندية)  
 برامك كتاب العمرة - الباب الاول في الموقوت - (الفصل لثالث)

**مسئوۃ التبع یا جماعت پڑھنے کا حکم** | سوال :- جناب مفتی صاحب ! ہمارے قافلہ کے کچھ لوگ رمضان المبارک میں صلوۃ التبع یا جماعت پڑھتے ہیں اور دوسرے کو خصوصی طور پر ناؤں میں لے کر جاتے ہیں۔ علاقہ کے یہ عوام جماعت سے پڑھنے کے لیے مسجد میں ملنا پاتا ہے۔ تو صلوۃ التبع یا جماعت پڑھنے کا ہتھکڑا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** صلوۃ التبع کا بایں سنت پڑھنا شارع علیہ السلام سے منقول نہیں۔ اور جو کہ یہ عقل نہ ہے اور نقل نماز یا جماعت پڑھنا خاص کر جب تہجد کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔

لما قال في الهندية: القطوع بالجماع اذا كان على سبيل التداوي كبره في الاصل للصحة الشبهة اما اذا صوابا على غير ذلك واقامة في راجع المسجد لا يكره. وقال شخص لائمة الخطا في ذلك سوى ما خلاصة لا يكره بالاتفاق وفي الامم، اختفت المناجاة والاصح ان لا يكره. فكل في الغلاصة (الغنادي الهندية ج ۱ ص ۱۱۱) الباب الثاني من الامامة الفصل الاول في جماعته من كتاب الصلوة

**صلوۃ التبع میں تسبیحات روحانی سے نماز کا حکم** | سوال :- اگر کسی شخص سے صلوۃ التبع یا جماعت پڑھنے سے قبل یا بعد آیتوں کے کچھ سے غلط رکعت میں تسبیحات روحانی پڑھ لیا جائے تو کیا اس کو سبک دیا جائے یا پھر اس سے پورا نماز پڑھنے کی ضرورت ہے؟ اور اگر چند سبک کرے تو کیا شرعاً یہ نماز صلوۃ التبع شمار ہوگی یا صرف غلطی؟

**الجواب :-** سبک نہ کرنا واجب ہے۔ اگرچہ تسبیحات واجب ہیں اس لیے ان سے بچنا ہے۔ اگرچہ سبک کرنا نہیں ہوتا، البتہ تسبیحات روحانی سے یہ نماز صرف نقلی صلوۃ ہے۔ اگرچہ اس کا ثواب حاصل نہ ہوگا۔ کھذا فی فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۱۱ باب التواضع

اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی چاروں توہب بالاتفاق مکرور ہے اور اگر مقتدی تین ہوں تو کما ہست میں اختلاف ہے اور اگر مقتدی دو ہوں تو بکا ہست جائز ہے لیکن جماعت کا ثواب پھر بھی نہ ہوگا۔ (روایت اعلیٰ از امام جعفر السطی ۳۰۰) فیہ توبہ علی سبیل التداوی یا جماعت اربعۃ رکعت ہواحد

## باب (۱) تراویح ( تراویح کے احکام و مسائل )

**سوال :-** معن رکوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ تراویح سحری کے وقت  
سحری کو تراویح پڑھنے کا حکم لکھتے ہیں کیا سحری تک تراویح مؤثر کرنا مکروہ تو نہیں ہے ؟  
**الجواب :-** مستحب یہ ہے کہ تراویح کو نفل یا نفلتہ مؤثر کر لیتے سحری تک مؤثر کرنا  
اگر ہر صحیح قول کے مطابق مکروہ تو نہیں مگر اس سے اجتناب کرنا منسب ہے ۔

لما قال العلامة الحلی : ویستحب ان یشیروا فی ثلث اللیل اولیہا ولا یشیروا  
بعدها فی الاصل من المذنب المحدث علی صدی رد المحتار ۲۶۲ باب الوتر والنوافل بسلسلہ  
**سوال :-** تراویح پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟ موجودہ وقت  
تراویح سنت مؤکدہ میں ہیں جس اہتمام سے ہم تراویح پڑھتے ہیں وہ رسالت یا خلفاء  
راشدین کے دور میں اس کی حیثیت کیا تھی ؟

**الجواب :-** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھی ہیں البتہ باتحاد اہتمام کی غایت  
نہیں کی ہے ، کیونکہ آپ کے ہمسامے امت پر بڑا مکالمہ تھا اس لیے آپ نے بوجہ مذہب پھوڑ دینا  
ابتداءً خلفاء راشدین کے دور میں یہ عذر بالآخر تو خلفاء راشدین نے باتحاد اہتمام سے تراویح پڑھی  
میں بہاد میں یہاں تک کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے ۔

لما قال العلامة عبد اللہ بن محسود : نحوہ۔ لی۔ الخادع سندہ  
مؤکدہ لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قامہ فی لیلانہ .....  
واقطب عنہا خلفاء الراشدین وجميع المسلمین من زمن عمر  
الی یوم هذا۔ ان یابا یوسف شان اباہ نیفہ عنہا وما فعنہ عمر۔  
انما التواضع سندہ مؤکدہ وضرر عنہا عنہ عن عمر من ملناہ لنفسہ۔  
وہر یکن فیہ مہمہ عا۔ وضرراً مہمہ زکا۔ عن اصل لہ یہ وعہ۔ عن

لما قال العلامة ابن عابدین : وما فی الجہد ان الصبر انما لا یسر یا انما لا یسر لا یسر عن یثوب  
لراۃ التزیقۃ۔ رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۲ باب الوتر والنوافل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (اختیار عقین، شمار، ۲۵۸ فصل فی التزویج)۔

پس رکعت تراویح کا ثبوت | سوال :- میں رکعت تراویح کی دلیل کیا ہے حضرت

الحجواب :- رضوان اللہ علیہ کے پیٹھ میں تراویح پڑھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک ہے جس پر آج تک تعامل چلا آ رہا ہے، جہاں تک تعداد رکعت کا تعلق ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت کے علاوہ اکثر خلفہ راشدین کا مشورہ و ترغیب ہے، جبہ غفر راشد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہیں رکعت تراویح ایک قاری کی اقتدا میں پڑھنے کا حکم دیا، توس و در صحابہ میں کسی سے آپ پر تکبر نہیں کیا گیا، انہوں نے آپ کے فعل پر جماع کیا، اموی عویہ پر یہ قصہ بھی مرفوع روایت کے علم میں ہے، اس پر یہ سنی کی قیادت میں اعلان قیاس بات کرنے کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ اس نے یہ بات تصدیق سے نہ کی ہوگی، اس کے علاوہ جملہ امت کا اس پر جماع ہو چکا ہے۔

قال ابن نجیم المصری: وقد سنده رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وندبت المسماة قاضی فی بعض المای فی ثبوت ترکہا نہیة ان تکتب علی اقتداء کما ثبت ذلک فی الصحیحین وغیرہما ثبوت وقت المواظبة علیہا فی انشاء خلافة عبد اللہ بن عبد

لہ قان، لکن فی التزویج مؤکدة المواظبة لغير الواسعین۔ قان الواسعین یعنی تحت قیود سنہ مؤکدة صحیحہ فی تہذیبہ وغیرہا و ہوا مردی عن اؤیہ ذیہ و ذکر فی الاختیارات ابایوسف سنال باحیفة عنہ و فعلہ عن نقل ان تراویح سنہ مؤکدة وخریجہ حرم من لقاء غلبہ و لعلہ مستدعا و لعلہ سربہ انکس من لہ ذیہ و بعد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال تحت تحت قول المواظبة لغير الواسعین ای اکثرہم لان المواظبة علیہ وقعت فی انشاء خلافة حسن و واقفہ علی ذلک عامة النصف و من بددہم ای یوسف هذا بلا شکیر۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج ۲ ص ۲۸۸ باب التزویج)

وَقَوْلُهُ التَّذَاوِي أَيْ تَارِيخَانِيَّةٌ ج ۲۵۸ الفصل الثالث عشر فی التزویج۔



ووافقه على ذلك عامة الصحابة رضي الله عنهم كما وردت في السنن ثم ما ادعى  
اناس من ذلك الصدم في يومنا هذا على اقايتهم من غير تكبير وكيف لا وقد ثبت  
عنه صلى الله عليه وسلم عليه بكنهه يستحق سنة الخلفاء الراشدين الهديين عطف  
عليه بالنواجذ كما رواه ابو داود - واخفقوا في شمل الرجال والنساء كما صرح به  
في العناية والتهذيب الخ

وقوله عشرون ركعة بيان لمكانتها وهو قول الجمهور لما في السوط من  
يزيد بن رومان قال كان اناس يقولون في زمن عمر بن الخطاب بثلاث  
وعشرين ركعة وعليه عمل ابن شريك وغيره - وذكره ابن حبان في  
الحكمة في كونها عشرت ان السنن شرعت حكميات للوجبات وهي عشرون  
باب ثم كانت التراويح كذلك لتقع مساوات بين المكمل والمكمل انتهى  
وتجزأ في ۳۰ ركعة تراويح في باب الوتر والنوافل الخ

بمس ركعات تراويح کے بارے میں اس سوال میں رکعات تراويح کے بارے میں  
حضرت ابن عباس کی حدیث حضرت ابن عباس کی حدیث  
بعض اقوال سے تعین کی طرف میں منسوخ ہوتا

لہ قال بعد امة عالمین بعد الانصار في التراويح سنة مؤكدة اولها الخلف من  
سيف من لدن تاريخ رسول الله عليه وسلم الى يومنا هذا هكذا روى  
الحسن عن ابى حنيفة وقد اختلف عليها خلفاء الراشدين وقال عيسى بن سلام  
عليكم بكنهه سنة الخلفاء الراشدين من بعدى واقامها الزواج التي على المنزلة  
التي ذكرها في تاريخه ج ۲۵۳ الفصل الثالث عشر في التراويح

ومن صاحب بن يزيد قال كان يومية ومودع عن عهد عمر بن الخطاب وشعر  
رمضان بعشرين ركعة - رواه ابن شريك واسناد صحيح

آثار السنن ج ۲۵۲ باب في التراويح بعشرين ركعات

ومشقة في تراويح قاضي غفر عن هامش المهدية ج ۲۳۲ باب التراويح -

"آثار السنن ج ۲۵۲ باب في التراويح بعشرين ركعة -

ہے یا اس کے ضعیف ہونے سے ہیں رکعات کی حیثیت متاثر ہوتی ہے یا نہیں؟  
**الجواب:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو اگر کسی نے ضعیف بھی کہا ہو تو  
 یہ درکنہ چاہیے کہ ایک حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہو مگر جب اس پر غیر لغویوں کے  
 زور سے مسل عمل ہو رہا ہو تو اہل سنت کے قوازمین سے وہ حدیث مضمون کے اعتبار سے قوی  
 بن جاتی ہے پھر وہ ضعیف نہیں رہتی۔ یہ اصول حدیث کا مسلم اصول ہے۔

قال ابن عابدین: وأما ما روي ابن أبي شيبة في مسنده من أن بطريقاً وعنده  
 أبيه يروي عن أبيه عن ابن عباس رضي الله عنهما وسلفه قال يرضى في رمضان عشر  
 ركعات يسوي الموت فقد ضعف في أبي شيبة (ابن أبي شيمان) جدا كما هام إلى ذكره  
 أبي شيبة متفق على ضعفه مع مخالفة للصحيح اهـ. وقد أجاز الفقه للضعيف  
 فقد يهاجمه إذا كان في التصحيح معنى عن راجح الغالب من أحوال من صلى الله عليه  
 وسلم وهذا البيت من فقه ثم تركه غيره انقلوه واستدام ذلك لهم دون أكره  
 عائشة رضي الله عنها ما تضعين من ذكر فقد يقال إنهما من نقل كالحاج  
 على سنتهما من غير تفصيل مع قول الأمام رحمه الله إن ما فعله عمر رضي الله  
 عنه لم يمتنع من تلقا نفسه ولم يكن قبله عتد عاكفياً عمر رضي الله عن  
 أخصي لذي به وعنه من رسول الله صلى الله عليه وسلم نشأ من منصفاً.  
 ومنه اتفاق على حاشية البهرا في ۲ ص ۲ باب السنن والنور في ۱ ص

**مسئلہ:** الایس اور قیام رمضان جدا جدا نمازیں ہیں؟  
**سوال:** صلوة النیل (جمع) یا  
 قیام رمضان و تراویح: ایک ہی نماز

لہ ذکر بعد ما عبد العزیز بن عمر اعلیٰ: وروی ابن ابی شیبۃ عن ابن عباس کان رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم یصل فی رمضان عشرین رکعۃ والنویۃ قال الشیخ عبد الحق قالوا  
 سنادہ ضعیف وتعارضہ حدیث اُمّ المؤمنین .... انہ کا معارضہ کا کہتے  
 اُمّ المؤمنین اخرجتہ عن علیہا وعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عشرین رکعۃ  
 اُمّ المؤمنین ميمونة وناہی عن ذلك ابن عباس وروایة انسبابة علی عشرین  
 ثم یصححہ ہذا الروایۃ۔ (روایات اکابر کی مثل فضل فی تراویح)

کے نام پر یا چند نمازیں ہیں؟

**الجواب:** مسئلہ دلیل اور تہجد کے درمیان عموم و خصوص کی نسبت ہے۔

کما یعلم من قول ابن عابدین: نعم مسئلہ دلیل و قیام اللیل اعم من التہجد۔ (خبر رزق المختار علیٰ بندہ مختار ج ۲ ص ۲۷۲ مطلب فی مسئلہ اللیل)  
البتہ قیام رمضان اور تراویح دونوں ایک ہیں۔

کما یعلم من صنیع برہان الدین امر عینانی فی قصرہ فی قیام رمضان: یتعجب ان یجتمع الناس فی شہور رمضان بعد مسئلہ: ان عشاء فیصل بہم اما صوم خمس: نور بہات من توحیدہ بقسمتین: ۱۔ (الحذایہ ج ۲ باب: نزول فی قیام رمضان ص ۱۳۳)  
حضرت علامہ صدیقہ کی حدیث کا مقصد

غیر رمضان میں گیارہ رکعت ہے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، یہ تراویح کے متعلق ہے یا تہجد کے متعلق؟  
**الجواب:** یہ حدیث تہجد کے متعلق ہے تراویح کے متعلق نہیں ہے کیونکہ غیر رمضان میں تو تراویح نہیں پڑھی جاتی ہیں بلکہ تراویح کے ساتھ غمیری میں ہر روز رمضان تہجد پڑھا ہے۔  
بعد یث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: عن ابي سلمة: انه اخبرنا انه قال قال رسول اللہ  
کیف كانت مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انما قال ما کان رسول اللہ یزید فی رمضان  
وکان فی غیرہ علی احدى عشرة رکعة ثم یصی اربعاً ذلک من حسنہ  
وطولہن ثم یصی اربعاً ذلک من حسنہ ثم یصی  
ثلاثاً۔ الخ

قال شیخ مشرفنا مولانا الجنجوری: کان اساکل علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ کان یزید فی رمضان من ما تہجد فی غیرہ فودتہ یقول ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ فی غالب الاحوال والافرات فالعرض الا انکاس علی زیادہ رکعات التہجد بخصو صیتہ رمضان فلا یناقض ما کان یصلیہ

لہ قال علامہ الشیخ محمد یوسف النوری: وہا الجملة فالسواء بقیام رمضان (تراویح)۔ (معارف السنن ج ۵ ص ۲۷۲ باب ما جاء فی قیام رمضان)

فبعض الاحیان فوق احدى عشرة ركعة وكذا لا تعلق له بصلوة التراويح لثبوتها ولا اثباتها۔ (فتح المصنوع ج ۲ ص ۳۹) بصلوة الليل وقدر ركعات النبي ﷺ

فرض نماز پڑھے بغیر نماز تراویح پڑھائے کا حکم | **سوال** :- اگر کوئی امام رمضان المبارک میں فرض نماز پڑھے بغیر نماز تراویح پڑھائے تو کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

**الجواب** :- جس امام نے خود فرض نماز نہیں پڑھی ہو تو تراویح میں اس کی اقتداء درست نہیں اور نہ خود اس کا ذکر فارغ ہوتا ہے، کیونکہ تراویح سے پہلے عشاء کی نماز کا پڑھنا ضروری ہے۔

في الهندية: فان وقتها راي التراويح بعد اداء العشاء فوجب الاعتادة اذا ادى قس العشاء۔ (الهندية ص ۱۷۱) فصل في التراويح۔ ص ۱۷۱

تراویح میں شفع ثانیہ فاسد ہونے سے دو رکعات کی قضاء کا حکم | **سوال** :- اگر کسی تراویح کی نیت باندھی اور پھر تیسری یا چوتھی رکعت کے دوران سلام پھیر دیا یا شفع ثانیہ میں نماز فاسد ہو گئی تو وہ نفس کی طرح دو رکعت یا چار رکعت کی قضاء کرے گا؟

**الجواب** :- واضح رہے کہ تراویح اگرچہ بذات خود مستت ہیں لیکن چار چار رکعت پڑھنا سنت نہیں، لہذا صورت مسئولہ میں صرف دو رکعت کی قضاء کرنا کافی

سبحان الشيخ فخر احمد عثمانی: حضرت عائشہؓ کا وہ حدیث جس میں آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلا اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ رمضان وغیرہ میں نہیں پڑھتے تھے۔۔۔ اور تراویح کے متعلق نہیں بلکہ صرف تہجد کے متعلق ہے یعنی آپ تہجد میں اس سے زیادہ غالباً دو رکعت میں نہیں پڑھتے تھے۔  
(الدرر الامام جلد ۱ ص ۶۲)؛ (الترویح)

سبحان الشيخ ابراهيم العلي: وقال النجاشي الامام: انفسى، الصحيح ان وقتها۔  
(في التراويح) بعد العشاء لا يجوز قبلها سواء كانت بعد التراويح قبله وهو المتعارف۔  
(غنية المحققين ص ۱۸۳) باب التراويح

ومثله في رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۷ مبحث صلوة العشاء

ہر نما۔

قال المحقق: وقضى ركعتين نونى اربعاً غير مشكوكه على اختيار الحلي وغيره. ونقص في خلال الشفع الاول او الثاني اى: وتشهد للاقول۔  
والله اعلم بالصواب صدر رد المحتار ج ۲ ص ۵۸ باب الترتيب والتوافق  
لیکن شفع اولی کا اعادہ ترک واجب کی وجہ سے مفروض ہے۔

قال ابن عابدین: (قوله لوائي) اى: وكذا القضاء ركعتين بتمام الشفع الاول بقصدته. ثم شرع في الثاني فتخطه في خلافه قبل القعدة فيقضى الثاني فقط لتمام الاول لكن يتبقى احادة الاول لتعريف واجب السلام مع عدم انجازه بسجود سهو كما هو المحكم في كل صلوة اديت مع ترك الواجب۔ رد المحتار ج ۲ ص ۵۸ باب الترتيب والتوافق  
چار رکعات تراویح قعدہ اولی کے بغیر پڑھنے کا حکم  
سوال: اگر چار رکعات تراویح قعدہ اولی کے بغیر پڑھی جائیں اور پھر سجدہ پہنچا جائے تو کیا یہ چار رکعات ہیں یا دو رکعات شمار ہوں گی؟  
الجواب: صورت مسئلہ میں دو تراویح اور قرأت دوبارہ پڑھے گا یہ صرف دو رکعات شمار ہوں گی۔

وفي الهندية: عن ابى يعقوب الاسكاف انه سئل عن رجل قام الى المثلثة في التراويح وهم يقعد في الثانية قال ان تذكر في القيام نيتي ان يعود ويسلم۔ وان تذكر بعد ما سجد للمثلثة قائم اضاف اليها ركعة اخرى كانت حذوة الاسير عن تسليمته

له قال ابن نجيم: قوله وقضى ركعتين نونى اربعاً وقعدة بعد القعود الاول وقبله يعنى فيترجمه الشفع الثاني ان افسد بعد ان يعود الاول واخترع في الثاني وان شفع الاول فقط ان افسد قبل القعود بناء على انه لا يلزمه بتعريبه انقل اكثر من الركعتين وان نوى اكثر منها وهو ظاهر الردائة عن اصحابنا الا بما رخصه لاقتداره۔  
وابن حجر الزايق ج ۲ ص ۵۸ باب التوافق

وَقَوْلُهُ فِي الْمَتْنِ: تَامَى خَانَ عَلَى مَا مَشَى الْهَنْدِيَّةُ ج ۲ ص ۵۸ باب الترتيب، فصل في سجود

واحدة . راجعہ فیہ :۱۱۱ فصل فی التزویج راجعہ

**سوال :** تہ تیغ اور وتر کے درمیان نفل  
پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ تو میں ضعیف لوگ بھی  
پڑھنے سے ضعف کی رعایت اولیٰ ہے  
ہوتی ہو تو کیا نفل پڑھنا بہتر ہے یا ضعف کی رعایت ضروری ہے؟

**الجواب :** اگر تو نے ضعف کو نظر کرنے سے تکلیف ہوئی ہو تو نفل پڑھنے کی  
جگہ جہد و تہ تیغ پڑھنے چاہئیں، کیونکہ نفل پڑھنے سے ضعف کی رعایت اہم ہے۔

وفی المندیۃ : ویستحب الجہد بین التزویجین تہ تیغ و تہ وکن ایمن  
الخاصۃ والوتر کذا فی کافی وکن فی المندایۃ . ورواہ عن الجہد بن الحسن  
والوتر یقتل علی الفور لا یجلس . کنز فی السوایجہ . راجعہ فی التزویج (۱)

**سوال :** چار رکعات  
تراویح کے درمیان بیٹھنے کی صورت میں سکوت بھی جائز ہے  
پڑھی جاتی ہے اگر کسی کو وہ دعا یاد نہ ہو تو تسبیح و تمہیل پر اکتفا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ایک شخص  
خاموش رہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :** چار رکعت تراویح کے بعد نفل بیٹھا مقبوض ہے تسبیح و تمہیل ضروری نہیں  
بہت تر میں تمہید دعا پڑھے۔ سبحان ذی الملالک و ملکوت۔ الخ تو پھاڑے گا اگر پڑھا  
یاد نہ ہو تو تسبیح و تمہیل بھی پڑھ سکتا ہے اور کوشش رہتے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

یہ قال : ی نعیم النحری . فوصلی الامام دیجاہ تسبیحہ وطمعہ فی اثابہ  
ذناہم والیہ یتین عن ابی حنیفہ رحمہ فی یوسف عدم الغادر ثم اختلفوا علی تنویب  
عن تسلیحہ و تسلیمتین . قال ابو الیث تنویب عن تسلیمتین . وقال ابو جعفر ذی النفل  
تنویب عن وادۃ و هو اعجم کذا فی الظہیریۃ والیۃ و فی حبشی و حدیث نفوی . و انما ذکرہ  
و فیہ فی افتاویٰ الغامضی خان علی ہامش المندیۃ ج ۲ ص ۲۴۰ فہم فی التہویہ  
لہ قال احکم کل . یجلس ثم یأیی کل اربعۃ بقدر ما کذا ایہ فی ملة و انما ذکرہ جہد  
بین تسبیح و قرۃ و ملکوت و صلوۃ فی دلی . لایا المختار علی مدرہ و اختار ۲۷ مشک باب التزویج )

قال المحقق: ويجلس ندبا بين كل اربعه بقدرها وكذا بين اربعة والنوتر  
ويجلسون بين تسبيع وثلاثة وسكوت وصلوة فرادی، وقال ابن عابدی: تحت  
هذه البارة - قال النجاشی: قتال ثلاث ركعات سبعان ذي السكوت  
سبعان ذي العزّة والعظمة والنقصة والكبرياء والجلوس سبعان السكوت السكوت  
الذي لا يموت سبوت و قدوس رب السكوت والروح لا اله الا الله نستغفر الله  
نشانه الجنة ونعود بك من النار (مراد مختار ج ۲ ص ۲۲۲ بحث في صلوة التراويح)

چار رکعات تراویح اور ظہر کی سنن قبلہ کی ادائیگی میں فرق | سوال: اگر کسی شخص نے  
کی نیت باندھی اور رکعت پر درمیان میں تشهد بھول کر سجدہ سہو کیا، کیا یہ چار رکعت شمار ہوں گی یا دو  
رکعات کے حکم میں رہیں گی؟ نیز ظہر کی سنن قبلہ میں اگر قعدہ اولیٰ رہ جائے اور آخر میں سجدہ سہو کیا  
جائے تو تراویح اور سنن مذکورہ کا ایک حکم ہے یا الگ؟

الجواب: نماز تراویح میں چار رکعات کی نیت باندھ کر قعدہ اولیٰ کے رہ جانے  
سے مفتی یہ قول کے مطابق تراویح ایک تسلیم یعنی دو رکعت سے شمار کیا جائے گی جبکہ سنن ظہر  
میں سجدہ سہو کرنے سے نماز مکمل ہو جاتی ہے، لہذا ظہر کے سنن کا حکم تراویح کے الگ ہے۔  
لما فی الہندیۃ: ووصی اربعاً بفسطیحة ولاح یقعد فی الشائبة حتی لا یتم  
لا یقعد ہوا ظہر اربعین عن اربع حنیفة وایہ یوسف وذا الم یقعد قال محمد بن  
انفضل تنوب الاربع عن تسلیة واحدة ہو یصحیح۔

(فتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱ فصل فی التراويح)

وفي الہندیۃ: ووصی الاربع قبل الظہر ولم یقعد علی رأس الركعتین  
جاز اشحساناً۔ (فتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱ باب التواضع)

لما قال بن نجیم: وقد قالوا انہم یجوزون فی حالۃ الجلوس ان شاءوا وسجوا وان شاءوا  
قریر القرآن وان شاءوا صلوا اربع رکعات فرادی۔ وان شاءوا قعدوا ساکتین  
واہل مکة یطوفون اسبوعاً ویصلون رکعتین واہل المدینة یصلون اربع  
رکعات فرادی۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۶۹ باب الوتر والتواضع)

دری الهندیہ، ومنها القعدة الاولى حتی لو ترکها يجب علیه التسهو.

(فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۲۷ باب سجود السجود ص ۱۷)

سوال ۲۰۔ ہمارے علاقے میں اکثر قسین رمضان میں کوئٹال ہوتا ہے، اگر صبح شہادت نہ ملے تو کسی پر تراویح پڑھنے یا پڑھنے کا حکم رات کو تراویح کی نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں، اگر پڑھنی چاہیے تو معمول کے مطابق یا رات کے آخری حصہ میں؟

الجواب: تراویح رمضان المبارک کا وظیفہ ہے، جب عید الفطر کا حکم نہ ہو، ہفت روزہ اور تراویح دونوں معمول پر ہوں گے۔ لہذا اگر کوئٹال کا احتمال بھی ہو تو تراویح اپنے متروک وقت پر ادا کی جائیں گی، تاہم اگر آخری شب میں عید الفطر کا چاند دیکھنے کی خبر آجائے تو تراویح کو اہل میں تبدیل ہو جائیں گی۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوموا قبل رمضان صوموا برويته وافطروا برويته۔ (معارف سنن ج ۲ باب ما جاء ان الصوم بروية الحلال ولا فطر عليه قال العلامة سنن بن منصور الشهيد بقاضي خان داۃ علی الکامام ج ۲ ص ۲۵۱) بکے بستیجہ واحد و یعتقد فی الشافعی فی القیاس تعدد صلواته وهو قول محمد وزفر یلزمه قضاء هذه التسلية وهو قول حنفی عن ابی حنیفة وفي الکاتبان هو اظهر الرايین عن ابی حنیفة وانی یوسف کا اقتضا۔۔۔۔۔ قال الفقیه ابو جعفر والشیخ الکاهن الیونکر محمد بن الفضل فی التراویح ویتوب الاربیع عن سلیمة واحد۔ وکذا الوصل الاربیع بن الظهور والمرویه علی رأس الرکعتین جائز استحساناً۔

(فتاویٰ افغانی خان علی ہامش القعدة ج ۱ ص ۱۲۷ فصل اول تراویح)

قال العلامة قاضي خان: اذا ترك القعدة الاولى من ذوات الترميم والسنن يلزمه تسهوه ترك في القعدة صلواته في قول ابی حنیفة وانی یوسف رحمهما الله ويلزمه التسهوه۔

(فتاویٰ افغانی خان علی ہامش القعدة ج ۱ ص ۱۲۷ باب سجود السجود)

کہ وہ من رجل ان اصحاب النبی صلی علیہ وسلم قالوا خلف لنا فی الخریم من رمضان فقام امرایان فشهدا عند النبی صلی علیہ وسلم: لا لعل الحلال من عشیة ناس رسول الله صلی علیہ وسلم اناس من یفعلوا لا خلف فی حدیثه وان یفعلوا الی مصلاهم۔ (سنن ابی داود ج ۲ باب شہادتین علی ذکوة لعلان شہادین) فیکون فی رسائل الکاتبان ص ۲ فصل یفترض علی الکاتبین الایدی وھلال۔



**سوال ۱۔** ہم سلسلہ روزانہ تہجد عرب حنفی مسلک آدمی کے لیے رمضان میں تراویح امامات میں ختم ہیں، وہ لوگ تراویح کی نماز بارہ رکعات پڑھتے ہیں، اگر ہم اپنے لیے یہاں رمضان میں حنفی امام رکھ کر مکان پر تراویح باجماعت پڑھتے ہیں انتظام کمریں تو شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟

**الجواب۔** اگر قانونی طور پر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو ایسا کرنا درست بلکہ بہتر ہے۔  
قال ابن مابین: ولو كان لكل مذهب امام كما في: ما نأخذ الا بفضل الاختصاص بالمواثق سواء تضمن اوثاقه على ما استحسنته عامة المسلمين وحصل به جمهور المؤمنين من اهل بحرین ومصر والشام ولا عجرة ممن شذ عنهم.

(رد المحتار ج ۵ باب الامامة، مطلب: افاضی، الشافعی قبل الحنفی الخ)  
**سوال ۲۔** تراویح کی نماز میں ختم قرآن کرنے کا شرع کیا حکم ہے؟

**الجواب۔** تراویح کی نماز میں ایک دفعہ ختم قرآن سنت ہے اور ایک بار افضل ہے۔

قال المصنف رحمه الله: والختم مرة سنة ومتزین فضيلة وثلاثا افضل۔ (الدر المختار علی رد المحتار ج ۲ مشک باب الاختلاف)۔

**سوال ۳۔** جس قرات سے میں رکعات اٹھ رکعات تراویح میں سنون ختم قرآن کا حکم تراویح بدوی بدوی پڑھانی جاتی ہیں اور وہی قرات اٹھ رکعات میں آہستہ آہستہ پڑھا کر ختم کی جائے تو کیا اس سے کفایت ہو گی یا نہیں؟

**الجواب۔** سنت ختم قرآن تو ادا ہو جائے گی مگر تراویح کی سنت ادا نہ ہوگی وہ

۱۔ فان ابن نجیم، والجمهور على ان السنة الختم مرة... (لزم متزین فضيلة وثلاث مرات في كل عشرة مرة اقص)۔ (البحر الرائق ج ۲ مشک)  
وَمَشْهُهُ فِي الْهَدْيَةِ ج. ۱۱۔ الباب التاسع في التواضع، فصل في التواضع۔

میں رکعات پڑھنے سے زہمورہ

قال عبد الله بن عمر النخعي: ومن في رمضان عشرون ركعة بعد العشاء تيسر  
الترتيب بعد صلاة الجمعة والختم مرة بجملة بعد كل أربع ركعات

رواه الشيخان في مسندهما، واما مشيخو الرافضی ج ۲ ص ۶۷ فصل في التراويح

کھڑ رکعات تراویح پڑھنے اور پڑھنے کا حکم سوال: کیا کھڑ رکعات تراویح پڑھنے  
اور پڑھنے کے وقت فاسق اور بدلتی ہے یا نہ؟

الجواب: نہیں رکعات تراویح باجماعاً است و بموجب تعلقاً و ارشادین تخت مؤید  
ہیں ہذا غیر عذر شرعی میں رکعت کو چھوڑ کر کھڑ رکعات تراویح پڑھنا موجب طاعت ہے جبکہ  
میں رکعات کا سزا خان اور مضی ہے۔

لما قال العلامة ظفر حسن عتباتی: فقیہاً و مفتیان بصیرین رکعة والوتر هو  
استلزاماً مؤكدة بفضل تلك الصلاة ويزعم من بعض علماء الطائفة الشيعية ان تراويح

ختم قرآن کا سنت ہونا تراویح کی نماز کے ساتھ خاص ہے سوال: سرل زبیر دگر  
دو نو ایک ہی مسجد میں تراویح کی نماز میں قرآن مجید سنانا چاہتے ہیں، تو کیا ان کے لیے یہ درست ہے  
کہ پہلے دس رکعات تراویح میں نہ پڑھیں مگر سوا پڑھ لکھوات کر کے رکھائے اور باقی دس رکعات

لما قال ابن عابدین: تحت قوله دس عشرون ركعة هو قول جهم بن عبد الله عمي النخاس  
شريكاً وغيره۔ رد المحتار ج ۲ ص ۵۷۲ باب السوا في تراويح

و جہنم فی رسائل الکامران ص ۳۴ فصل فی التراويح

تے قال العلامة: الخصفي: ان تراويح سنة مؤكدة لولا طاعة بعض الرافضيين لربما  
واسماء... دس عشرون ركعة۔ قال ابن عابدین تحت عشرون هو قول الجهمي  
وعليه حملنا في شراً و تريباً۔ رد المحتار ج ۲ ص ۵۷۲ باب التراويح

قال العلامة ابن عابدین: تأكلها يستوجب سادة اهل التخصيل و الخوم  
رد المحتار ج ۲ ص ۵۷۲ باب صفة الصلوة

و مثله في الجهرية النية ج ۱ ص ۱۰۰ ب قيام رمضان و مثله في الجهرية النية ج ۲ ص ۱۰۰ باب صفة الصلوة

ہیں بکرانی منزل پڑھے ہوں ایک مسجد میں دو تہم قرآن ہو جائیں گے ؟  
 وجہ : زید تراویح کی نماز میں قرآن مجید سنا ہے جبکہ بحر فرض اور وتر کی نماز میں قرآن مجید کی تلاوت  
 کرنا چاہتا ہے تاکہ دو تہم کر لیں، غرض امان دونوں صورتوں میں کون سی درست ہے ؟  
**الجواب :-** صورت مسئلہ میں پہلی صورت جائز ہے اور دوسری صورت غلطی سنت ہے  
 کیونکہ تراویح میں قرآن مجید کا تہم کرنا سنت ہے، وتر یا قرائت میں یہ حکم نہیں، خاص کر یہ حکم اس صورت  
 میں ہوگا جبکہ تطویل قرأت لوگوں کے لیے باعث رحمت ہو۔

قال الخلفاء، والختم مرة مرة ومرتين فضيلة وثلاث تأخلف۔ وقال ابن ماجہ،  
 تحت ۱۵۰۰: بعد اے ای قرأت الختم فی صلوۃ التراويح سنة۔ وصحیحة فی الخاتمة وغیرہا  
 وقال بعد اسطر فکان فی حاتیة وغیرہا فی تصحیح الترمذی۔ اور الترمذی در الدرر المفید ص ۱۰۰: تراویح  
 تراویح میں کئی بار قرآن ختم کرنے کا حکم | **مسوال :-** ایک حافظ کسی مسجد میں ایک دفعہ ختم کرنے  
 کے بعد کئی دوسری مسجد میں ختم کر سکتے یا نہیں ؟  
**الجواب :-** ہاں کر سکتے ہے، کیونکہ امام اور مقتدیوں سب کے لیے نماز تراویح سنت ہے  
 اس میں اقتدار الیہ بالمش ہے، لہذا مقتدیوں کی اقتداد درست ہے، اہل دیار کے ختم قرآن، امام  
 کے حق میں دوبارہ کسی قوم کے لیے پڑھانا فضیلت کے درجہ میں ہے اور مقتدیوں کے حق میں  
 سنت ہے۔

غزوہ اربعین اقتداد سے پہلے قرأت نہ امام پر اور مقتدیوں پر لازم ہے، اقتداد کرنے کے بعد  
 امام پر بعدہ مابعد بہ الصلوۃ فرض ہے اور اب امام حقیقی قرأت بھی پڑھے مٹی کر دے ہی رحمت  
 میں پورا قرآن ختم کر دے امام اور مقتدیوں کی سنت ادا ہو جاتی ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ حافظ کو  
 دوسری مسجد میں قرآن ختم کرنے سے مقتدیوں کے مسنون ختم پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

وفي خزانة الروايات: قد روي بعض اهل العلم عن التتاليات في رجل ثم قومًا  
 امامًا، علامة قاضي خان: ولو قرأ بعض المقرئين في سائر الصلوة بان القوام يصلون من  
 المقرأة في التراويح فلا بأس به لكن يعصون منهم ثواب الصلوة لا ثواب الختم وقد  
 ذكرنا ان السنة هي الختم في التراويح۔ انفا وی القاضی خان علی هامش الخدیة  
 جلد ۱ ص ۱۳۰ فصل فی مقدار القراءۃ فی التراويح  
 ومثلہ رسائل الاذکار ص ۱۳۰ فصل فی التراويح۔

فوالقراویح وختیم فیہا شتم اتم قوماً آخرین لہ ثواب الفضیلة ولہم ثواب الختم  
 در مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۳۳ باب القراویح

**قراویح کی روکھات فاسد ہونے سے سنون ختم ادا نہیں ہونا** | سوال ۱۔ اگر ایک شخص نے

دو رکعات میں قرآن مجید کا حصہ پڑھ کر اس کا نازلہ سید ہوئی جس کی وجہ سے دوبارہ یہ دو  
 رکعات ادا کرنی پڑیں، تو کیا اس فاسد نماز میں پڑھی ہوئی تلاوت کا عاودہ ہوگا یا نہیں؟

**الجواب**۔ فاسد نمازیں جو قرأت کی گئی ہو اس کا ختم قرآن میں اعتبار نہیں ہوگا۔ اس  
 کے لیے چاہیے کہ یہ قرأت دوبارہ کی جائے ورنہ ختم قرآن ناقص رہے گا۔

واللہ اعلم اذا افسد استشف وقد قرأ فیہ لا یعتد بما قرأ فیہ ویجوز استشف لیحصل  
 لہ الختم فی الصلوۃ الخافۃ قال بعضهم یعتد بہا کذا فی الخوہرق۔

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ فصل فی القراویح) ط

**ختم قرآن میں بسم اللہ پڑھ کر حکم** | سوال ۲۔ تلاوت میں ختم قرآن مجید کسی سورۃ پر کیا ہو  
 جہاں ختم اللہ پڑھنے کا حکم ہے یا تاہم سورۃ کا پہلا

میں اضافہ ضروری ہے؟

**الجواب**۔ احناف کے نزدیک سورۃ النمل کی آیت بسم اللہ کے علاوہ بسم اللہ پڑھ کر  
 قرآن پھر سے مشتمل آرتہ ہے جو سورۃ کے درمیان فاصلہ اور فرقہ کے لیے نازل ہوئی،

لعل قال الشیخ غفرلہ حمد العثماني، ومن ختم القرآن فیہا ای سورۃ فی الشهر علی الصمیم وهو حق  
 الاكثر حال الطبع وی ومرتین فضیلة وتلاۃ فی کل ہرۃ مرة افضل من ثلث ولا وثلاث  
 بدل علی فضیلة الختم ثلاثاً مطلقاً سواء کان فی مسجد واحد اوفی ثلاث مساجد فی کل  
 مسجد مرة۔ (امداد کا حکام ج ۱ ص ۲۳۳ باب القراویح)  
 فی مسئلہ فی کفایت المفتی ج ۳ ص ۲۹۵ باب القراویح۔

کہہ قال شیخ الاسلام ابوبکر الحدادی: اذا افسد استشف وقد قرأ فیہ لا یعتد بما قرأ فیہ  
 ویرید ان یحصل لہ الختم فی الصلوۃ الخافۃ قال بعضهم یعتد بہا۔  
 والمجہودۃ الشیخ ج ۱ ص ۱۱۱ باب قیام رمضان۔

خصوصی طور پر کسی ایک سورۃ کا جز نہیں، لیکن قرآن سے نفیس آیت ہونے کے وجہ سے کسی ایک مقام پر سورۃ پر چکرنا ضروری ہے تاکہ قرآن مجید کو کوئی حقیر چیز کے نزدیک نہ آئے۔ ایسا بریں صورت اگر کسی ایک سورۃ کے ساتھ نیم اشہر چیز کی جائے تو سامعین کے حق میں قرآن کا حکم ایک آیت سے ناقص ہو سکتا، تاہم اگر یہ صورت کے ابتداء میں سر اُپر لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

قال الحنفی: (ولا تسربین النعامة السورة مطلقاً) ولو موسیة ولا تکره ان تقرأ ما صحیہ (لما صدی من وجوبہا ضعفه فی البحر) (وھی آیۃ واحد من القرآن) حیلۃ (انزلت لفصل بین (النکوح) خماقی (الشمیل) بعض آیۃ اجماعاً (رویت من النعامة) ومن کل سورۃ فیکل صاعاً (لما صدی) (سارح) مطلب (قراءة البسملۃ بین النعامة والسورۃ حسن) **سوال**۔ رمضان المبارک کے علاوہ دیگر مہینوں میں باجماعت نفل نماز میں ختم قرآن کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور ایسی حالت میں رمضان کی طرح

ور باجماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ رمضان المبارک کے علاوہ دیگر مہینوں میں نفل نماز کے لیے باقاعدہ جماعت کا اہتمام عامے مسلک (احناف) کے قواعد سے موافق نہیں، ایسی حالت میں شعبینہ کے لیے لوگوں کو جمع کر کے تراویح کی طرح نفل نماز میں قرآن کریم شہادت تا کراہت سے غالی نہیں، تاہم اگر انفرادی طور پر ایک شخص نفل نماز میں قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرے یا بغیر کسی اہتمام اور تعداد کے کسی نفل نماز میں ایک یا زود آئی کسی حافظ قرآن کی اقتداء کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ذکر کی نماز رمضان کے علاوہ دوسرے اوقات میں جماعت سے عمل بیسن التہائی پڑھنا مکروہ ہے

لے قال (۱۲) ابو یوسف یحییٰ عن ابراہیم، قال لا یلی ان یتکون آیۃ تامۃ من القرآن من غیر سورۃ نفل لان النی فی سورۃ النمل نیست بآیۃ تامۃ والدلیل علی انها آیۃ تامۃ حدیث ابن ابی ملیکۃ عن ام سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فی الصلوة قصۃ ھ آیۃ۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۱۳۲) فصل ما یقول فی انها آیۃ اولیست آیۃ (

وقال ایضاً وان قرأھا مع کل سورۃ فحسن۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۳۲)

وَشَيْئَانِ فِي مَعَارِفِ الْعَمَلِ ۚ ۲۶۶ باب ما جاء في الجهر بيسم الله الخ

اگر ایک دو کوئی بغیر کسی التزام یا تہذیب کے ورنہ جماعت اور کسی کو کوئی مضائقہ نہیں۔

قال ابن نجيم انصرح: ووسطا الوتر بجماعة في غير رمضان فهو صحيح  
مكره ولا يفتلح في غير رمضان بجماعة وقيد في الكافي بان يكون على سبيل  
الجماعة لا يكون بحد يواحد يواحد. وان كان يواحد لا يكره. وانما قد مر في ثلاثة  
بواحد اختفوا فيه وانما شرعي اربعة يواحد كره اتفاقا.

۱۔ بحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۲ باب الوتر والنوافل

تراویح باجماعت اور اگر ناست کفایت ہے  
سوال: عیناً یعنی عیناً تراویح کی نماز  
اگر پڑھی جائے یا جماعت کے ساتھ اور کی  
جائے اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ اور نہیں کرتا تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: تراویح کی نماز زیادت خود سنت مؤکدہ ہے لیکن جماعت کے ساتھ پڑھنا  
سنت کفایت ہے اگر خطے کے چند افراد اس سنت کو جماعت کے ساتھ اور کریں تو سب کا ذمہ  
فارغ ورنہ سب گنہگار ہوں گے اگر کوئی شخص انفرادی طور پر نماز تراویح پڑھے تو اس سے سنت  
تو ادا ہو جائے گی مگر جماعت کے ثواب سے محروم رہے گا۔

ذل اجماع الصلوات والجماعة فيها سنة عواكفة يلة في الاصح فلو تركها اهل مسجد او  
لا لوترك بعضهم وكل ما شرع الجماعة فالسجدة فيه افضل من تركها على من تركها جماعة بائداً ولو على من

لے قال: لمصلحة، ولا يصح الوتر ولا انشطوع بجماعة خارج رمضان. اع  
يكره ذلك نوعاً سبيل من اعى بان يقتدى بربعة يواحد.

(الدر المختار على صمد مراد اختصار ج ۲ ص ۲۸۲ بحث صلوة التراويح)

وَمَنْ تَرَكَ فِي تَمَهِ الْقَدْرِ ج ۲ ص ۲۸۲ فصل في قيام رمضان.

تقر العلامة ابن عابدین: والجماعة فيها سنة على الكفاية لا اذان، صل التراويح سنة  
عین فلو تركها واحد كره بخلاف صلاتها بالجماعة فاسها سنة كذا في فلو تركها الكل  
انت ذكرا ما لم تختلف عنها روى من اقرها الناس ومثل في بيته فقد تركه الغفيلية.

رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۲ باب النوافل

وَمَنْ تَرَكَ فِي بَحْرِ الرَائِقِ ج ۲ ص ۲۸۲ باب النوافل.

صلوۃ التراویح آٹھ رکعت ہیں یا بیس؟ احمدی ۱۔ کیا فرماتے ہیں علمہ دین مولانا  
آٹھ رکعت ہے یا بیس رکعت؟ بعض غیر مقلدین حدیث مائتہ صدیقہ کی بنا پر جو بخاری  
شریف وغیرہ میں مروی ہے آٹھ رکعات کو سنت قرار دیتے ہیں اور بیس رکعات کا انکار  
کرتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

**الجواب:-** وضع رہے کہ ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔  
کما صرح بہ فی الہندیۃ وشرح التنبیہ وحرافی اصلاح الوجوہ من کتب الخفیۃ،  
وفی النورۃ والنویشیہ من کتب الشافعیۃ، وشرح الکبیر من کتب المالکیۃ، ودرر  
وہیل المآثر من کتب الحنبلیۃ۔

ایسے نماز تراویح کے طریقے اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ  
کے نزدیک اس نماز کا عدد بیس رکعات ہے۔

کما صرح بہ فی البدائع وغیرہ من کتب الخفیۃ کو فی المجموع من کتب الشافعیۃ،  
وہی روایت عن مالک کما فی شرح المحدث، وخت راہیوسر اس بیان میں کہی  
کما فی شوح الخشب، و ذکرہ ابن رشد فی البدایہ عن احمد، ورواہ ابن تیمانۃ  
فی المغنی عن احمد۔

اور ابن قاسم نے مدقنہ میں امام مالک سے روایت کیا ہے کہ تراویح ۳۴ رکعات ہیں  
اور دترین رکعات ہیں۔ اور امام ترمذی نے امام احمد سے روایت کیا ہے کہ وہ قاضی  
عمر کے قائل نہیں ہیں ان کے نزدیک اس میں ترمع ہے، آٹھ رکعات ہیں رکعات مجتہدین  
رکعات تمام کی تمام جائز ہیں راہ خفیہ کے مشائخ میں سے علامہ ابن الجوامی فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعات  
سنت رسول ہونے کی وجہ سے مؤکدہ ہیں اور میں رکعات سنت خلفاء راشدین ہونے کی وجہ سے  
سختہ رائدہ ہیں۔ ہر حال آٹھ بار پھر اور ان کے پیروں میں سے کس نے بھی آٹھ رکعات سے زائد مثلاً  
بیس رکعات، کوبہ عت یا کمرہ قرار نہیں دیا ہے۔

بہت بعض غیر مقلدین نے آٹھ رکعات کو مسنون قرار دیا ہے اور اس سے نااہل تدابیر اختیار کیا  
ہے اور اس مسئلہ کو طلاق شدہ کو ایک طلاق قرار دینے کے مسئلہ کی طرح بے علم اور کم علم لوگوں کے  
شکر کا نام بنا رکھا ہے لعادنا اللہ من شویر الفرق نشاۃ الخالفہ عن اصولہ الاعظم۔

یہ فریقین سید حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے تسک کرتے ہیں۔

وہو ما رواہ البخاری ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی حدی عشرۃ رکعۃ (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ رمضان المبارک میں گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور نہ غیر رمضان میں) (بخاری ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب التہجد)

نیز یہ لوگ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے حجت پکڑتے ہیں،

وہو ما رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان انہ علی اللہ علیہ وسلم قام بہم فی رمضان فضلی رکعات ووتر (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ رمضان میں قیام فرمایا اور اٹھ رکعات نماز اور اقراؤ اور وتر بھی پڑھے) قال النبی مؤملہ علی ہنی بن جریجہ قال ابیہی قال بن معین عنہ مشکوٰۃ وقال نسائی مکنونہ وبعثنا یضامونہ وقال ابو نعیم لا بأس بہ۔ وقال الخلیفۃ فلقد بنیٰ۔ وقال ابو داؤد مشکوٰۃ الحدیث انتہی

نیز یہ لوگ سائب بن یزید کی حدیث سے تسک کرتے ہیں،

وہو ما رواہ مالک فی الموطا۔ انہ قال ابو عمرو الخطاب ابی بکر بن کعب وجمعا الداری ان یقولی للانس یا حدی عشرۃ رکعۃ۔

دوسرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، وہو ما رواہ ابن ابی شیبہ والبیہقی انہ علیہ السلام فی شبۃ القدر یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوا الوتر (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں سو اسی رکعتیں نماز پڑھا کرتے تھے) قال الترمذی ہو معلول بالی شیبہ وهو متفق علی ضعفہ۔

اور اس حدیث کے معلول ہونے کے باوجود اس سے استدلال درست ہے کیونکہ اس حدیث کی امت نے حق کی ہے۔ اور ان میں قیام اور طہارت کی وجہ سے تفریح کے لیے کہیں شکر امت تعلق کرے تو اس کو صحیح قرار دیا جائے گا اگرچہ وہ حدیث سننا غیر صحیح ہو۔ نیز اس حدیث کو خلفائے راشدین کے تعامل سے عظیم تاہید اور تقویت حاصل ہوئی ہے۔

نیز جسور امام بیہقی کی "سنن کبریٰ" کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

وہو ما رواہ یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید قال کان ابو عمرو علی عہد عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعۃ





قاعدہ مسلمہ ہے کہ شفعہ راوی کا نعرہ مقبول ہوتا ہے جب تک کہ وہ اس کے قائل ہو تا بہت رہ جو  
پس اسی بناء پر یزید بن عیینہ کی حدیث مقبول ہوگی۔

اور دعویٰ اضطراب کا جواب یہ ہے کہ ابن عبد البر اور ابو یوسفی الغری نے روایت حدیثی عشر کو  
نہایت محکم و قریب قرار دیا ہے لیکن چونکہ عبد العزیز بن محمد اور یحییٰ بن سعید اشعری نے امام مالک کے متابع  
ہیں لہذا یعنی علی من راجع فی سنن سعد بن منصور و مصنف ابن ابی شیبہ لہذا امام مالک  
کا وہم میں پڑنا باقائے مسلم ہے۔

اور جاننا کہ ہجرت سے اس اختلاف کو اختلاف روایات پر محمول کیا ہے یعنی جب طویل قرأت  
کرتے تو آٹھ یا بارہ رکعات پڑھتے اور جب مختصر قرأت کرتے تو بیس رکعات پڑھتے کہ فی نسخہ ابی۔  
اور بعض ائمہ نے اس اختلاف کو ترویج پر محمول کیا ہے یعنی قرآن آٹھ یا بارہ رکعات پڑھی باقی بیس  
اور بالآخر حضرت بیس پر استقرار ہوا۔ لہذا قال اشعری فی کشف الغمۃ نہ نواصلونہا فی اول زمان  
عمر ثلاث عشر رکعة ثم عمر مریدہا ثلاثا وعشرون رکعة، ثلاث دہا وتواتر استقرار  
علی ذلک۔ قالہ النیسوی، لہذا استقرار فی خلافتہ علی ضرب اثنتین  
فی عمر و لہذا استقرار علی اربع مائتات، الاولاد و لہذا استقرار علی اربع مائتات  
الجماع و لہذا استقرار علی تیراۃ فی خلافتہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لہذا فی الاولاد۔ احمدیہ  
قاعدہ مسلمہ ہے کہ ترویج اور تحقیق سے اضطراب ساقط ہو جاتا ہے۔

اور اہل ظاہر کے اسی اعتراض کا کہ یزید کی حدیث حدیث عائشہ سے معارض ہے بلکہ اقویٰ  
ہے، جواب یہ ہے کہ حدیث یزید اور حدیث عائشہ مدیقہ ہیں کہ فی بعض نہیں ہے کیونکہ حدیث عائشہ  
ہیں ان رکعات سے نہایت قریب صریح ہے کہ قیام ترویج اور فی ہم رمضان کیونکہ غیر رمضان میں ترویج  
نہیں پڑھی جائیں اور نہ تحقیق ترویج اور تہجد ایک ایک حقائق ہیں اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ  
ترویج اور تہجد ایک ایک نمازیں نہیں ہیں تو اہل ظاہر کو کہا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ مدیقہ  
کی حدیث میں بھی اختلاف ہے کیونکہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب ما یقرو فی رکعتی  
النجو کے تحت حضرت عائشہ مدیقہ سے تیرہ رکعات کی حدیث روایت کی ہے۔

ولفظہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باللیل ثلاثا عشر رکعة

ثم یصلی اذا سمع النداء بالصبح رکعتین۔

اس اختلاف اور تعارض کا اہل ظاہر کیا جواب دیتے ہیں؟

اگر اہل ظاہر جواب دیں کہ احادیث میں دالی حدیث غالب پر معمول ہے اور زیادت  
بعض اوقات پر معمول ہے تو ان اہل ظاہر کا اٹھ رکعات پر جمود باطل ہے اور خود اپنی تلوار سے  
قلم بھونٹے، اور اگر اہل ظاہر اس تطبیق سے اعراض کریں تو اختلاف کا وجہ سے حضرت  
عائشہ صدیقہؓ کی دو ٹوٹی روایات ماقط ہوئیں اور بیزیرہ بن عقیقہ کی حدیث بلا تعاون  
رہ گئی اور واجب العمل ہوئی۔

واقعہ یہ ہے کہ جبہور کا مسلک نظر اور شواہد کا دوسرے جہی تو یہ ہے کہ دیگر دن رات میں  
بیس رکعات قرآن حق اعتقاد یہ اور فرائض علیہ ہیں تو مناسب یہ ہے کہ تراویح بھی جو کہ قرآن حق کے  
مکملات ہیں، بیس رکعات ہیں، جیسے کہ سنن قبیلہ اور بعد یہ بھی بیس رکعات ہیں۔

اہل ظاہر کے دلائل کے جوابات یہ ہیں کہ حدیث عائشہ صدیقہؓ تہجد پر معمول ہے نہ کہ  
تراویح پر، نیز غالب پر معمول ہے نہ کہ دائم پر، ورنہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایات متعارض  
ہوں گی، بلکہ امام احمد نے زیادت مستندین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسناد حسن سے روایت  
کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سو رکعات نفل پڑھتے تھے، نیز حضرت عائشہ صدیقہؓ  
رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ابتداء پر معمول ہے جبکہ بیس رکعات پر استقراء نہ ہوا تھا۔

اور حدیث جابرؓ سے حافظ ابن حجرؒ نے یہ جواب دیا ہے: لکنہ فعلی جزوی فی  
لیلة واحدة لا یدل علی نفی الزیادة تملک اللیلة۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ ابتداء الامر پر محمول ہے۔ وقد مر سابقا جواب  
حدیث السائب۔

واقعہ یہ ہے کہ ابن الجہاؓ سے دیگر مشائخ نے اتفاق نہیں کیا کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت  
میں بیس رکعت پڑھنا فعل رسولؐ سے ثابت ہے، نیز وہ علیہم السلام سنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین  
میں لفظ علیکم سنت رسولؐ اور سنت خلفاء کو یکساں منوہ ہے، اور دو ٹوٹی میں فرق کرنا صحیح  
نہیں ہے، نیز یہ سنت خلفاء اگرچہ ظاہر امر معروف ہے لیکن درحقیقت مرفوع ہے۔

بعد مد کو نہ مدس کا بالذات والقیاس وهو موفق والہادی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا

غیر خلقہ محتجب ذالہم

وامصابہ واتباعہ اجمعین۔

## باب ادراک الفریضۃ

(جماعت میں ملنے کے احکام و مسائل)

سوال :- ایک شخص نے نفل کی نیت باوجود کہ نماز  
صرف اقامت سنتے ہی نماز نہ توڑے | شروع رکعت میں شامل ہو جائے یا نفل نماز پوری کرے ؟  
الجواب :- جماعت میں شرکت واجب ہے لہذا افضل کو چاہئے کہ جماعت قوت ہو جائے  
کی وجہ سے نفل توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے تاہم صرف مؤذن کی اقامت سنتے کی صورت  
میں دو رکعت پورا کرنے سے قبل نماز نہ توڑے ۔

قال العلامة الصلحی : شروع نہاداد ..... منقولہ ائمہ اربعہ شیوخ فریضۃ لایمکن انفراداً ولا  
فی مکاتیبہ وغیرہ یقطعہا بعد احراز الجماعۃ ، رد المحتار علی منہار الفقہاء ج ۲ ص ۵۸۱ باب ادراک الفریضۃ

جماعت ملنے کی امید پر فجر کی سنتیں پہلے پڑھنے کا حکم | سوال :- صحیح کیا نماز جماعت  
میں رکی مستثنیٰ جو سنت پڑھنے کے لیے نہ ہو جبکہ امام کی قرأت بھی سنائی دیتی ہو تو ایسی حالت  
میں سنت پڑھنا بھی جائز ہے یا جماعت کے ساتھ ترکیب جو کہ سنت ترک کرنا چاہیے ؟

الجواب :- فجر کی سنتوں کی احادیث میں بہت تاکید وارد ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فرمادے : عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لا تدعوا عن ان طرد تکذرا الخیل ۔ (ابوداؤد <sup>۸۶</sup> ح ۱۱۱۱ باب فی تحقیقہما) اس لیے  
حتیٰ ہی مکان سنت پڑھنے کی کوشش کی جائے اور جماعت میں ترکیب ہونے سے قبل کسی نیز وجر  
سنتیں پڑھیں جائیں ، وجہ تکبہ جماعت میں دوسری رکعت کے رکوع کا اور اگر ممکن ہو تو سنتیں  
ترک نہ کی جائیں گی ، اگرچہ بعض نے تشبیہ کے اور ان کے ممکن ہونے کا قول کیا ہے جبکہ بنی اہل ہک کے

اقوال علامہ حسن بن عمار النیرانی رحمہ اللہ ، اذات شرع الصلحی فی دار الفریضۃ اذ قضائہ منقول اول نفل .....  
فایقوت الجماعۃ فی عنادہ ..... قطع بتسلیۃ تا نماز بعدہ کی تکلیف العسر ، رد المحتار علی منہار الفقہاء ج ۲ ص ۵۸۱ باب ادراک

توں کے مطابق قبل نماز اور رک کی آمین ہو تو سنت پڑھ کر جائیں گی نہ نماز اگر مسجد کے اندر ہو تو نہ جو تو دروازہ کے قریب پڑھیں۔

قال المصنفی: واذ اذاعت ثبوت رکعتی القجر لاشک نہ بسنتھا نکھا انکھا  
الجماعة کمل، واذ اذاعت رجاہ اور رک رکعت فی ۱۵ عمر المذهب وقیل استنبط  
واعتمد المصنف والشرعیلا فابعد بلحکون ضعیفہ قد انکھلا ینکر کھا ایل علیہا  
عند باب تسجدات فوجد کھا تا واذ اذاعت کھا دار المحدث علی صدرہ وذا اعتبار  
جلد ۲ ص ۵۷ ب اور رک الغریضۃ، مطلب هل الا سادۃ دون انکواہۃ الخ، لم

**سوال** اگر فجر کی سنت فرض نماز کی وجہ سے فوت ہو جائے  
**فجر کی سنتوں کی قضاء کا حکم** تو فرض نماز کے بعد اور کرنی چاہئیں یا شروع آفتاب کے بعد؟

بعض علماء سے سنا ہے کہ اس کا مرتبہ سے اعادہ ہے ہی نہیں ؟

**الجواب** :- فجر کی سنتوں کی اہمیت اور تاکید ستودہ روایات سے ثابت ہے اور  
یہ ہے کہ حتی الامکان فرض نماز سے قبل پڑھی جائیں، البتہ اگر کسی سے بصورت مجبوری ترک ہو جائے  
تو فرض نماز کے بعد طلوع آفتاب تک یا سنتی علماء احناف قضا نہیں کی جائیں گی البتہ طویلۃ النفا  
کے بعد اذات ہے امام ابو حنیفہ کے ہاں قضا نہیں جبکہ امام شافعی کے ہاں مکمل فعل قضا کرنا افضل ہے  
طلوع آفتاب کے بعد فرض کی اہمیت میں یہ دور رکھنے اور رکعت کی مصلحتی ہیں۔

قال ابن نجیم المصنفی: لم تقض سنة الفجر الا اذا قامت مع الغرض تقضى  
تبعاً للغرض۔ واذ اذاعت المصنف الجماعۃ او وحده لان الاصل فی السنة ان لا تقضى  
الا بخصاص، لقضاء بالواجب۔

والحدیث ورد فی قضائہا تبعاً لمفروض فی عداۃ یلے فتعولین حتی ما وادہ

۱۔ اذ ان برهان الدین السرمینانی: ومن استلمی الی الامام فی صلوۃ المغرب وهو لم  
یصل رکعتی الفجر ان غشی ان تقوته وکعبه ویدرک الاخری یصل رکعتی الفجر  
عند باب المسجد تعریین علی لانه امکنه لجمع بین الفضیلتین وان غشی فواتها  
دخل مع الامام الا ان ثوب: الجماعة والوعید بالترك انزم بـ خلاف سنة  
انظر من الخ زلط الدایۃ علی حدیثہ فخرج القدر بـ جزمۃ باب اور رک الغریضۃ

علی الزعل۔ فانما المصنف انما لا يقف في قبل صلوع الشمس اصلاً ولا بعد سطوع اذا  
كان قد اُمرى الفرض وشمل كلامه ان اذ احقها بعد الزوال او قبله ولا خلاف في الثاني  
واختلف المشايخ في الاول على قوليه ما وانصحهم في غاية البيان انهم لا يقفون تبعاً  
لان انصح وورد بقضائهما في الوقت المحمل بغير القياس وما ورد على ما عرفت من ان لا  
يقاس۔ (المحصر المرفوع ج ۲ ص ۶۰) باب ادراك التريضة (ج ۱ ص ۱۰)

**چار رکعات ظہر کی سنت رہ جانے کی صورت**  
سوال :- اگر ایک شخص سے ظہر کی چار  
رکعات سنت فوت ہو جائیں تو فرض  
میں آخری دو رکعات سنت ترمیم کا مسئلہ

پڑھنے کے بعد دو رکعات سنت پڑھنے  
کے وقت ترمیم کیسے ہونی چاہیے؟ کیا چار رکعات سنت پہلے پڑھی جائیں گی یا آخری دو  
رکعات کو مقدم کرے؟

الجواب :- حوازیں دونوں صورتیں برابر ہیں بشرط انہیں میں اختلاف ہے۔ ظہر  
ابن عابدین رحمہ اللہ کی تحقیق کو مدنظر رکھ کر دو رکعات سنتیں پہلے پڑھنی چاہئیں کیونکہ چار  
رکعات سنت کے فوت ہونے کی وجہ سے دو رکعات تو کم انکم اپنے مقام پر رہیں اور نہ  
بحورت دیگر دونوں سنتوں کی ادائیگی اپنے مقام پر نہیں رہے گی۔

قال الحنفی: ثم يأتي جهازاى على سنة الظاهر قبلية على انهما  
سنة في وقتهم راى نظهر قبل شفعه عند عود و به يعنى۔

قال ابن عابدین تحت هذه العبارة: اقول وعليه المتنون ان  
رجح في الفتح قدیم الركعتين قال في الامداد وفي قدوى العتاني انه  
المختار وفي مبسوط شيخ الاسلام انه الاصح لحديث عائشة على ما عرفت  
واستلام اذا فاتت الا ربع قبل الظهر يصلين بعد الركعتين وهو قول ابن حنيفة

له قال الحنفی: ولا يقضيهما راى سنة النجم الا بطريق المشقة لقضاء  
فرضه قبل الزوال لا بعده في الاصح لو ورد الخبر بقضائهما في الوقت  
المحمل بخلاف الثاني فمدیرا علیه بقاس۔

(المنتار على مسند رد المحتار ج ۲ ص ۶۰) باب ادراك التريضة (ج ۱ ص ۱۰)

کذا فی جامع قاضی خان۔ (الدر المختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۵ باب ادراك التبریض)

جموع کے دوگانہ فرض سے قبل چار رکعت مستنوی کا حکم سوال: سناڑ مجھے پہلے چار رکعات سنت دہ جانے کی صورت میں نماز جموع کے پڑھنے کے بعد فوت شدہ سنت کی قضاء پر حکم کیا گیا ہے؟ سنتے میں آیا ہے کہ بعض لوگ اس کی قضاء کے قائل ہیں اور کچھ لوگ اسکا ذکر کر رہے ہیں۔ از روئے شریع منقہ بقول کا بھی کریں؟

الجواب: اس مسئلہ میں بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ یہی چار رکعت سنت جموع پڑھنے کے بعد پڑھی جائیں۔ قال ابن نجیم المصری: وحکم الاربع قبل الجمعة لانها مع قبل الظهر (الدر المختار ج ۲ ص ۳۸۵) مگر بعض دوسرے فقہاء کہتے ہیں کہ یہ چار رکعت سنت جموع سے پہلے ہیں جب وہ اپنے وقت سے فوت ہو جائیں تو فرض کے بعد نہیں پڑھی جائیں گی، ابن عابدین نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ چونکہ یہی مستنوی کے متعلق حضرت عائشہؓ کی روایت موجود ہے، اس بنا پر ظہر کی سنت قبل فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں مگر جو کی سنی قبیلہ کے متعلق نہیں ہیں، روایات میں یہ ذکر نہیں کروہ جموع کے بعد پڑھی گئی ہیں۔ اور اصل

منہ قال ابن نجیم المصری: وفعق قبل الظهر في سنة قبل شفعه بيان الشيعيين احدى طوائف اخصا ولا خلاف على ما كان في فقه ائمتنا من وجوب التبریض كما ذكره قاضی خان في شرحه مستدلاً بما عن عائشةؓ ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان اذا فاتته الاربع قبل الظهر قضاها بعدہ۔ وظاهر كونه المصنف انما استدل لاقتل معلق وذكر قاضیات انہ اذا قضاها فی الاثنتون سنة عندانی خيفة وعتد حماسته وشبهه الشارح وتبعه في فتح القدير بأنه من تصرف المصنفين فان المذكور من وضع المسئلة الاتفاق علی قضاء الاربع وانما الاختلاف في تقديره حالوا تأخيرها۔ ولا خلاف في علی انها تقتضي اتفاقاً على وقوعها سنة (في اخر ما ذكره)۔ واما الثاني فاختلاف فيه لنقل عن الشيعيين ذكر في جامع البصير للحسامي انما لا يوسعه يقدم الركعتين ويجوز يؤخرهما۔ وفي الشطرنج وشروهما على العكس. وفي غاية البيان وعمل ان يكون عن كل واحد من الامميين روايتان۔ وخرج في فتح القدير تقديم الركعتين لان الاربع فائت من الوضوء فلا يقوت الركعتين عن موضعها قصداً بلا ضرر۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۸۵) باب ادراك التبریض





از ان کی ہونی نماز کو دوبارہ پڑھنے کا حکم سوال :- اگر ایک شخص ایک دفعہ فرض واجب یا سنت ادا کر لے تو دوبارہ پڑھنے سے اس کی نیت کیا ہے ؟

**الجواب :-** جب فرض نماز ایک دفعہ ادا کر لی تو اس سے ذمہ فارغ ہو جاتا ہے تو بارہ پڑھنا کسی سے مستثنیٰ نہیں بلکہ حدیث میں ایک شخص کو دو مرتبہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ بعد از انبی صلی اللہ علیہ وسلم عن سلمان بن یساذ یعنی مولیٰ یحییٰ قال اتیتہ ابن عمر علی ابیہما وہم یصلون فقلت لا تصلیٰ معہم قال تصلیت الی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تسواصلو فی یومہ مرتین۔ (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۸۱) افاصلی فی جماعة ثمة یدرک جماعة یصل

البتہ ایک دفعہ افراد پر طوعیت کے بعد جب جماعت میں شرکت کا موقع ملے تو ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے ساتھ شرکت منبر پر تاکہ جماعت سے مخالفت نہ آئے اور اس کی حیثیت نفل کی ہوگی، لیکن عصر، مغرب اور فجر میں اپنی نماز پر اکتفا کرے گا جماعت میں شرکت جائز نہیں، کیونکہ عصر اور فجر کے بعد نفل پڑھنا مشروع نہیں اور مغرب کی نماز میں تین رکعات نفل پڑھنا شرعاً ثابت نہیں، اور اسی طرح وتر نماز کا بھی حکم ہے۔

یاد رہے صورت سنن کا دوبارہ پڑھنا بطریق اولیٰ نفل ہے۔  
قال ابن نجیم المصری رحمہ اللہ : لان الفرض لا ینکر فی وقت واحد وصرح فی المعادی . (قدس سرہ) ان ما یؤدی مع الامام نافلاً یدرک بہا فضیلة الجماعة . وقال بعد عدة اسطر ما اذا أدى الامام الفرض والقوم المنفل فلا (یعنی فلا کلہ) لقوله علیہ السلام للرجلین اذا صلیتما فی رحاکما ثم اتینا صلوۃ قوم فصلی معہم واجعلوا صلوۃ تکما معہم سبیحة ینافلتہ کذا فی الکافی۔

(البحر الرائق ج ۲ ص ۷۲) باب ادراك المفضلة

وایضاً قال بعد صفحة واحدة : ولننفل بعدہاتین الصلائین علی الظہر والعشاء ینس بمکروہ۔ وأما فی فجر والعصر فلا یکرہ لہ الخروج لکرہۃ النفل بعدہما وأما فی المغرب فذاقیہ من النفل بالثلاث۔ (روضة المسافر)

نہ اختیار اور بخار، وکل مشہدہا مکروہ کا معنی، درمیان وقتِ عبادت و اب اور اوقاتِ غیرت میں کسی کے اہل و عیال کو نہ لے کر نماز پڑھنے کا حکم، **سوال**۔ اگر والدین نے فریضہ یا سنت نماز میں مشغول ہو تو کیا والدین کے جیسے بہن بھائی نماز توڑ سکتے ہیں؟ ایسا ہی کہ ایک شخص نماز میں مشغول کسی شخص کو مدد کے لیے بلائے تو یہ شخص تعاون، اور مدد کرنے کے لیے اپنی نماز توڑ سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ اگر والدین یا اہل و عیال کو ضرورت میں تو کسی نماز کے لیے فرض نماز توڑنا جائز ہے البتہ بلا ضرورت فرض نماز توڑنے کی جاتہ نہیں، بلکہ بصورتِ استغاثہ (مدد طلبی) کے فرض نماز بھی توڑنا واجب ہے، بلکہ کسی شخص کی مدد کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے بن بھائی کے لیے بھی فرض نماز توڑنا واجب ہے۔

قال المحقق: وروى عن أحمد بن محمد في الغرض لا يجزئ في الأذان يستغث به في الضيق ان يعلم انه في الصلوة فدعاء لا يجزئ ولا إجماعاً عليه۔

وقال ابن عابدین: تحت هذه عبارة أي يطلب منه الغوث والاعانة وظاهره ونوعه من غير محظوظ واستغاثه غير لا يؤمن كقولك: هـ و فاصل ان متصل حتى سمع، على استغث وان لم يقصد به التدا امدادك ان اجنبياً وان لم يعلم ما دخل به او علمه مع ان له قدراً على اعانتك و تخلصه

لہ بعد قار بعد ما کہ حسن بن علی السمری نے کہا: ان صل ثلاثاً من رابعة فایمت استہاراً یعنی منفرداً... نہ بعد الا تمام اتکاء، مثلاً ان شاور وهو فضل لعدم تکلیف الا فی بعض و نفجر للبحر من الفضل بعد جماعی المقرب بالمخالفة لانه صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا صلیت فی اہک ثم اورکت صلوۃ فصلتہ الا تقربوا تقرب وقوله فصلتہ یعنی فصلت لانه امر بہ تمیزاً ترجیحاً لعمدہ علیہ الطہر واخبرنا بعضنا فی رمالہما فقال مدیہ السلام ان صلیت فی رجا کما تم ایضا صلوۃ قوم فصلتاً معهم واجعلوا صلوۃکم سمیعاً ای تاڈلے قال لیسید احمد المصطفوی تحت قوله اتکاء متحذراً ان شاور قال فی البحر من الخادی انه یدل علی هذه النکاتۃ تفسیراً لاجماعہ۔ (المصطفوی، حاشیہ ص ۳۱) اب اور اوقاتِ غیرت میں



## باب القضاء

(قضا نمازوں کے احکام و مسائل)

**صاحب ترتیب کی بحالی** | سوال :- اگر ایک شخص سے اتنی نمازیں قضاء ہوں جن سے یہ صاحب ترتیب کی بحالی | صاحب ترتیب نہ ہو تو کیا بات نمازوں کی قضاء کر لیجئے سے یہ شخص دوبارہ صاحب ترتیب بن سکتا ہے یا ایک دفعہ ترتیب ساقط ہونے سے دوبارہ صاحب ترتیب بننا ممکن نہیں؟

**الجواب :-** صاحب ترتیب درحقیقت ایک ایسی صفت ہے کہ اس شخص کے ذمہ شب و روز کی نمازیں باقی نہ ہوں۔ صورت مذکور میں قضاء سے جو نکر ذمہ فارغ ہو جاتا ہے بذراپوری نمازیں کو نالے سے یہ شخص دوبارہ صاحب ترتیب متفقہ ہو گا کہ ہم اگر فتنے پرچہ نمازوں سے کم رو جائیں تب ہی صاحب ترتیب بن جائے گا۔

قال الملا سید بن العابدین، دقید بقضاء البعض لا يذهب لوقضى البعض، عاذاً بالقریب عند الكل الخ۔ (مراد ملہ ج ۲ ص ۲۸) باب قضاء ایغواہت ۱۷۰

**نفل کی جگہ قضا نمازیں پڑھنا بہتر ہے** | سوال :- اگر کسی شخص کے ذمے ناسلمہ نمازیں باقی ہوں تو کیا اس شخص کے لیے نوافل پڑھنا بہتر ہے یا قضا نمازیں؟ جبکہ قضا نمازوں کی تعداد اور وقت بھی معلوم نہ ہو۔

**الجواب :-** اگرچہ نوافل پڑھنا بذات خود موجب برکت اور باعث ثواب ہیں لیکن ایسے شخص کے لیے نوافل کی جگہ قضا نمازوں کا پڑھنا بہتر ہے۔ اگر رکعات اور اوقات کا علم نہ ہو لیکن اجمالی طور پر ناسلمہ معلوم ہو کر مجھ سے اتنی عمر کی نمازیں فوت ہوئی ہیں تو پھر قضا نماز

لہ قال، صدر الشریعہ، فانہ لما قضی صلوۃ الشہر الا فیضاً او غرضین قلت التوائت بعد انکسرت فلا یجوز الترتیب الا ان یقضی المکل: وقال ناکت فانہ اذا قضی جمیع التوائت یلزمہ الترتیب جدید۔ (شرح الوقایہ ج ۱ ص ۲۸۹) قضاء التوائت ۱  
وَمِثْلُهَا فِي الْبَحْرِ الرَّاكِبِ ج ۲ ص ۸۷۔ قضاء التوائت ۱

کے ساتھ پہلی قضاء شدہ نماز پڑھے۔

قال في الهندية، وفي الحجة والاشغال بالفتاوى أولى وأهم من النوازل كالسنن المعروفة الخ (الهندية ج ۱ ص ۱۱۱) الباب الحادي عشر في قضاء الفتاوى مطلقاً شتى

**سوال**۔ اگر کسی نے صبح کی سنت شروع کر کے نفل نماز میں شروع کرے تو اسے لازم

توڑ دیا، تو کیا اس سنت کی قضاء لازم ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ اگر تشہد طے ہو چکی ہو تو سنت پڑھی جائے گی لیکن کسی صورت میں توڑنے پر اس کی قضاء لازم ہے کیونکہ نفل یا سنت میں شروع کرنے سے لازم انفل یا سنت کی نذر ہے اس کی ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے۔

تو برہان الدین المرغینانی: وہن شروع فی نافلۃ ثم أخذ قضاء

الہندیہ ج ۱ ص ۱۱۱) باب النوازل: فصل فی الفتاویٰ

**سوال**۔ اگر کسی نے غہر کی پہلی چار سنت رہ جانے سے فرض کے بعد پڑھنا

کسی قدر کی وجہ سے رہ جائیں تو فرض پڑھنے کے بعد اس کی ادائیگی کیا حکم ہے اور کسی طریقے سے پڑھی جائیں گی؟

**الجواب**۔ فرض پڑھنے کے بعد سنت پڑھی جائیں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ اگر فرضوں سے پہلے سنت پڑھنے کی فرصت نہ مل سکے تو فرضوں کے بعد دو رکعات سنت سے پہلے بھی پڑھی جاسکتی ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ بعد میں پڑھی جائیں۔

لما قال المحقق: فإنه إن جازت فوبت ركعة يعكها ويقتدى فقرياً بقبحها

لما قال العلامة عابدين القاري: ألا شغل بال قضاء الفتاوى وظواهرهم من النوازل كالسنن المعروفة (الامام الخاوية ج ۱ ص ۱۱۱) کتاب العلوق قضاء الفتاوى ومثله في المبسوط ج ۱ ص ۱۵۵) باب قضاء الفتاوى۔

لما قال العلامة الخاوي: اما الأولى فقد قال اصحابنا اذا شروع في التطوع يلزمه قضی فیہ واذا افسد يلزمه القضاء (بدائع الصنائع ج ۱ فصل فی ملوۃ التطوع) ومثله في الہندیہ ج ۱ ص ۱۱۱) الباب التاسع فی النوازل۔

علیٰ انہما سنة فی وقتہ ای الظہر قبل شفعہ عند محمد ویدہ یفتی ۔

(الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۳ باب ادراك الفريضة)

**سوال** اگر ایسی نماز قضا ہو جس کے ساتھ سنن بھی ہوں تو نماز قضا اور کرنے وقت فرض کے ساتھ سنن بھی پڑھی جائیں گی یا نہیں؟

**الجواب**۔ فقہ کرام کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی نماز قضا میں نماز قضا کے ساتھ سنن بھی پڑھیں گے، اس لیے اگر کسی سے سنن قضا ہو جائیں تو ان کا قضا کرنا وہ وقت میں جائز نہیں تاہم صبح کی سنتیں تبعاً للفرض قضا کرنا درست ہے۔

ما قال العلامة بن نجيم: قوله ولم تقض الاثني عشر اي لم تقض سنة الفجر الا وان تت مع الفرض تقضي بقية فرض سوا قضاها مع اجاعة او حنة كان لاصل في السنة ان لا تقضي لاحضا من القضا بالواجب۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۳ باب ادراك الفريضة)

**سوال**۔ اگر فوت شدہ نمازیں متعدد ہوں تو قضا نمازوں میں ترتیب کی رعایت پڑھنے وقت ان کی ترتیب کی کیفیت کیا ہوگی؟ کہا اس ترتیب سے پڑھی جائیں گی جس ترتیب قضا ہوئی ہیں یا جیسا پڑھنے والے کو

۱۔ وفي الهندية: وماذا وقع من الظهور اذا قاتله وجدها باه شرع في صلاة الامام ولم يشترط بالاربع فوامتص على انه يقضيها بعد الفراغ من الظهور امام الوقت باقية وهو الصحيح۔ وفي الحقائق بقية الركعتين عندهما وقال محمد يقدوم الاخر بع وعيد الفتاوى۔ (الهندية ج ۱ ص ۱۰۱ الباب التاسع في التوافق)

ومثله في البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۳ باب ادراك الفريضة۔

۲۔ قال العلامة برهان الدين البهيماني: واذا قاتله ركعت الفجر لا يقضيها قبل طلوع الشمس ولا بعد ارتفاعها عنداني حقيقة وفي يوسف۔۔۔ وهذا ان الاصل في السنة ان لا تقض لاحضا من القضا بالواجب وانما تقض في قضاها تبعاً للفرض حتى ملأوه على الاصل وانما تقض في الغلظ وهو يميل الى اجاعة او حنة في وقت الزوال وفيه بعد اختلافنا نحن واما سائر سنن سواها لا تقضي بعد الوقت وجدها۔ (الهداية ج ۱ ص ۱۰۱ باب ادراك الفريضة)

ومثله في النهاية ج ۳ ص ۱۲۴ باب ادراك الفريضة۔

وقت میسر ہو؟

**الجواب :-** صاحب ترتیب کے یہ تضاہرتے وقت ترتیب کی رعایت ضروری ہے تاکہ ہم جب وہ امور ایک جہتی جن سے ترتیب سا قضا ہوتی ہے تو پھر ترتیب واجب نہیں رہتی تاکہ ہم اگر قضاء نمازیں ترتیب کے ساتھ ہو کر جائیں تو بہتر ہے ۔

قد بوهان الدين المرغيناني : ووفقا لنته صلوة رتبه في القضاء كما وجبت في الاصل لا . وفيه اسطر قال الا ان يزيد الفوائت على ستة صلوة لان الفوائت قد كثرت فمستطاع الترتيب الخ . (الهداية ج ۱ ص ۱۳۳) باب قضاء الفوائت (۱) سلم

**سوال :-** سفر کی حالت میں اگر ایک شخص سے نماز فوت ہو جائے تو اقامت کی حالت میں کیا یہ نماز پوری پڑھ جائے

گی یا قصر؟

**الجواب :-** نماز کی قضاء میں وجوب کی حالت معتبر ہوتی ہے ، حالت سفر میں چونکہ قصر ہے اس لیے حالت اقامت میں اس کی قضاء کرنے وقت قصر پڑھی جائے گی ۔

قال العلامة ابن العابدین : ولذا يقتضي المسافر فائتة العصر الرباعية ايضا . و يقتضي المقيم فائتة السفر ركعتين . الخ (رد المحتار ج ۲ باب قضاء الفوائت) (۱) سلم

**سوال :-** غیر وعصر کی نماز کے بعد نماز فجر وعصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا جائز ہے  
پر حنا تو فرض شروت ہے لیکن کیا ان وقت میں قضاء نمازیں پڑھنا جائز ہیں یا ان کا حکم بھی نوافل کی طرح ہے ؟

لعون قال ابن عبد الله بن عمر بن الخطاب : ان ترتب بين الفروض الخمسة وترداد قضاء لاني . (رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۳) باب قضاء الفوائت (۱) سلم

وقيل في البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۳ باب قضاء الفوائت . سلم وفي الحديث : ومن حكمه ان الفائتة تقتضي على النسيئة التي فائت عنها لا بعد وعصر وقت يقتضي مسافرا في السفر ما يقتضي الحضر من الفرض الرباعي ربعا والمقيم في الإقامة ما فائتة في السفر منها ركعتين . (الهداية ج ۱ ص ۱۳۳) باب قضاء الفوائت (۱) سلم

وقيل في البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۳ باب قضاء الفوائت .

الجواب :- نماز فجر کے بعد طلوع الشمس تک اور عصر کے نماز کے بعد قبل الغیر الشمس قضا نمازوں کا پڑھنا جائز رہتا رہا ہے۔

قال علاؤ الدین الحسکلی : لا یکره قضاء فائتة اح. (الدر المختار علی صمد المحتار جلد ۳ ص ۳۵۵ کتاب وصلوة)۔

سوال :- اگر ات دن کی نمازیں قضا ہوں اور قرأت میں راد و قضا کی یکسانیت اور دیگر اوقات میں پڑھی جائیں تو قرأت کو کیا حکم ہے؟

الجواب :- قضا نماز کا حکم اور رکوع ہے، جس نماز کی اوادیں قرأت کی ہوں یا قرأت ہو تو قضا میں اسی کیفیت کی رعایت مخصص ہے۔

قال فی الہندیۃ : ومن حکمہ ان الفائتۃ تقضی علی اصغری فی التمام ص ۶۔ (مناوی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۰۰) باب الحدیث عشر فی قصہ الفوائت۔

سوال :- کیا ذکر کی قضا ضروری ہے یا عام سنن کی قرأت ایک دفعہ فوت ہو جانے سے قضا لازم نہیں؟

الجواب :- وتر جو تکبیر اور خیرۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہیں اس لیے فوت ہونے کی صورت میں ان کی قضا واجب ہے، اور قضا نہ کرنے والا گنہگار ہوگا۔

کا قال محمد بن عبد اللہ النمر: شیخ، وقضا الغرض ووجوب المستتة

لہ فی الہندیۃ : فیجوز فیہا قضا بغائمة وصلوة الجفائرة۔ الح

۱۔ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۰۰ ایضاً الاول فی الفوائت۔ (خص اشاف ۱۰) وکلیۃ فی بحر منی ج ۲ ص ۱۰۰ باب قضا الفوائت۔

۲۔ وقال علاؤ الدین ابن بکر: لکسانی : والاصل من وصلوة ثبت وجوبہ فی الوقت وفائت عن وقتہ انہ یعتبر فی کیفیتہ قضاہ وقت الوجوب وتقضی عن نصفہ لقی فائت عن وقتہا۔

(بلائع الصنایع ج ۱ ص ۱۰۰ فصل فی بیان حکم نسوة فائتة) وکلیۃ فی بحر منی ج ۲ ص ۱۰۰ باب قضا الفوائت۔



فروض و واجبات و سنتہ۔ رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ باب قضاء الغواصات  
**قضاء عمری کی حقیقت** اس سوال۔ رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ باب قضاء الغواصات  
 کے نام سے دو رکعات باجماعت پڑھتے ہیں، ہر حصے دو نواں کا یہ نظریہ  
 ہوتا ہے کہ اس سے عمر بھر کی قضاء شدہ نمازوں سے دوسرا فریضہ ہو جاتا ہے۔ اسکی شرعی حیثیت  
 کیا ہے؟

**الجواب۔** نماز کی قضاء بذات خود امر شرعی ہے لیکن موجود قضاء عمری کی یہ قسم بعض  
 پیمانوں کے علاوہ محمولہ ہے جو کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں بلکہ عام قواعد اور اصول سے  
 متنازع ہے، علماء دیوبند نے اس کو بدعت سمجھ میں شمار کیا ہے جو کہ عام کے لیے مہلک ہے  
 اور غامض کو اس کی ضرورت نہیں اس لیے کسی جگہ اس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔

لما قال العلامة عمر بن الخطاب في فتاوى: قضاء عمری عند الحنفیة مشروع  
 نیست پس الغوام آن خصوصاً در آخر جمیعہ رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ کہ چہار رکعت افضل  
 یہ نیت قضاء عمری (اداکوہ شود شرعاً ہے اصل است و این جنس اعتقاد کردی  
 کہ از ۴ رکعت افضل فائزہ عمری حاصل شود خلاف خصوص صحیحہ حقوہ عمری  
 وقواعد شرعیہ نہست۔ (میزان الفتاوی ج ۲ ص ۲۸۱) صرف ہذا را علم دیوبند افضل الغواصات  
**سوال۔** کیا مسافر کو کوئوں اور ہز نوں کے حور سے نماز کو  
 پڑھنے کے خوف نماز کو کوئوں کرنا مؤخر کر سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب۔** شرعیہ نے فرض نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھنے کا حکم دیا ہے تاہم شرعی  
 عذر کی وجہ سے نماز کو کوئوں کر سکتی ہے، چوروں کو کوئوں کا خوف بھی عذر شرعی میں داخل ہے۔  
 لما قال العلامة ابن عابدین: كما اذا خاف المسافر من اللصوص او قطع الطريق جازلة  
 ان يؤخر الوقت لا نفي بعدی۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ باب قضاء الغواصات)

لما قال الهند بقضاء الغواصات في الغرض و واجبات في الواجب و سنتہ في السنۃ۔ الخ  
 (الهندیہ ج ۱ ص ۲۸۱ الفصل الحادی عشر فی صلوة قضاء الغواصات)  
 حقیقہ فی البیعی لرائد ج ۲ ص ۲۸۱۔ باب قضاء الغواصات  
 کہ لما قال الملقی کفایت اللہ، میں قضاء عمری کی تائید اصل ہے اور باجماعت ہے پڑھنا جائز ہے۔  
 (کفایت الملقی ج ۲ ص ۲۸۱ قضاء نمازیں)

کیا نفاذ نمازوں کی وجہ سے مسکن مؤکدہ ترک کی جاسکتی ہیں؟ سوال :- اگر کسی کے لئے قضاء نمازیں باقی ہوں

تو کیا ان کی ادائیگی کی وجہ سے مسکن مؤکدہ کو ترک کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگرچہ قضاء نمازوں کی ادائیگی میں مشغول ہو تا فضل عبادت میں محرومیت سے بہتر ہے مگر یہ عام لوافل کے بارے میں مروی ہے، جہاں تک مخصوص لوافل یا مسکن مؤکدہ کا تعلق ہے تو وہاں نفاذ نمازوں کی وجہ سے مسکن کو ترک نہیں کیا جائے گا۔

وَقَدْ نَهَيْتُهُ وَالْإِسْتِثْنَاءُ بِالْعَوَالِدِ: وَلَيْزَالَهُمْ مِنَ التَّوَاتُلِ كَالِاسْتِثْنَاءِ الْمَعْرُوفَةِ وَمَعْرِفَةِ الْغَضِي وَمَعْرِفَةِ التَّجْبِيعِ وَالْمَعْلُومَاتِ تَقِي رُوبِيتَ فِي لَاحِبَارِ فِيهَا سَوِي حُدُودَ الْوَكَارِ مَعْرِفَةِ الْقَوْلِ فَكُلُّهُ بَنِيَّةٌ شَمَلٌ وَفِيهَا بَنِيَّةُ الْقَضَاءِ - (الف) وَفِي الْبَنِيَّةِ ج ۱۲۵ ق ۱۲۵ الْوَكَارِ مَعْرِفَةِ الْقَوْلِ فَكُلُّهُ بَنِيَّةٌ شَمَلٌ وَفِيهَا بَنِيَّةُ الْقَضَاءِ - (الف) وَفِي الْبَنِيَّةِ ج ۱۲۵ ق ۱۲۵

سوال :- اگر نماز قضا ہو  
قضاء نماز فوراً ادا کی جائے یا اس میں تاخیر کی گنجائش ہے؟ جائے ترک یا وہ علی الفور

ادار کرنا ضروری ہے یا اس میں تاخیر کرنا جائز ہے؟

الجواب :- جب نماز قضا ہو جائے تو اس کو فوراً ادا کرنا ضروری ہے بقدر ضرورت اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں البتہ کمزور و ناتوان ہیں پڑھا بھی نہیں۔

قَالَ الْإِسْلَامِيَّةُ مِلَّةً وَأَنْدَرُونَ لِحَصْلَتِهِ: وَجَمِيعُ أَوْقَاتِ الْعَمَلِ وَقَدْ تَقَضَّاهُ لَا شَلَاةَ لِنَهْيِهِ كَأَمْرٍ - قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ: تَحْتَ قَوْلِهِ وَقَدْ تَقَضَّاهُ: بِأَنَّهُ لَصَحْتِهِ فِيهَا أَوْقَاتُ كَانِ الْقَضَاءُ عَلَى الْفُورِ إِلَّا لَعُذْرٍ - (رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۶ باب قضاء الغوات) لَعُذْرٍ

لَعُذْرٍ قَالَ الْإِسْلَامِيَّةُ مِلَّةً وَأَنْدَرُونَ لِحَصْلَتِهِ: وَجَمِيعُ أَوْقَاتِ الْعَمَلِ وَقَدْ تَقَضَّاهُ لَا شَلَاةَ لِنَهْيِهِ كَأَمْرٍ - قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ: تَحْتَ قَوْلِهِ وَقَدْ تَقَضَّاهُ: بِأَنَّهُ لَصَحْتِهِ فِيهَا أَوْقَاتُ كَانِ الْقَضَاءُ عَلَى الْفُورِ إِلَّا لَعُذْرٍ - (رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۶ باب قضاء الغوات) لَعُذْرٍ

(المعروفات ج ۲ ص ۲۶۶ باب قضاء الغوات)



**در قضاء ہونے کے باوجود نماز فجر کا حکم** | سوال :- کیا فرماتے ہیں محدث شریعت میں اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد نے عشاء کی نماز کے بعد

در نہیں پڑھے، فجر کی نماز پڑھانے کے لیے حق پر کھڑے ہونے کے بعد اور نماز شروع کرنے سے پہلے اُسے یاد کیا کہ میں نے در نہیں پڑھے اس کے باوجود اس نے فجر کی نماز پڑھادی، اسی طرح کئی دن نمازیں پڑھا تا رہا، جبکہ راقم ہمسفر نہ کہیں پڑھا ہے کہ اگر کوئی شخص نمازوں کی ترتیب کا لحاظ نہ رکھے اور اُس کی پہلی نماز ہی قضاء ہوئی ہو تو اس کی نماز قاسمہ ہو جائے گی لیکن اگر پانچ نمازیں اسی طرح پڑھتا رہا تو قضا در قیام ہو جائے گا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ ترتیب کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے اس امام کی فجر کی نماز اہل باقی نمازوں کا کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ اس کے پیچھے فجر کی نماز پڑھ کر بیٹے گئے اور باقی نمازیں اس کی اقتدار میں ہیں پڑھیں ان کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- در مختار میں ہے: فلم یجز تنزیع علی الفردیم فجر من مذکر اقلہ لہ یوتر لو جو بیہ عندہ۔ (المدخل المختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ باب قضاء الفرائض)

قال العلامة ابن عابدین: وفساد أصل الصلوة موقوف عند إفسادها في سواد ظن وجوب الترتيب أولاً فان كثرت وصارت الفوائض مع الفائضة ستا ظهر مصتها بخر وج وقت الخامسة انتهى هي سادسة الفوائض الى - وقد اختار ر قوله فان كثرت إلى أصلها التمهيداً لها تاركاً فيها الترتيب بأن صلاها قبل قضاء الفائضة ذاك لها وهذا لتفريع لبيان قوله موقوف وتوضيحه أنه إذا كانت صلوة ولو دتراً مكملها صلي بعد ها وقضية وهو ذكر تلك الفائضة فسدت تلك الوقفية فساداً موقفاً على قضاء تلك الفائضة فان قضاها بعد ان يحصل بعد ها خمس صلوة صار الفساد باتاً وانقلب الصلوة التي صلاها قبل قضاء المقضية فساداً وان لم يقطعها حتى خرج وقت الخامسة وصارت الفرائض مع الفائضة ستا انقلب صحيحه لأنه ظهر من كثرتها و دخلت في حد التكرار المسقط للترتيب و بيان وجه ذلك في البحر وغيره الخ (رد المحتار علی المدخل المختار ج ۱ ص ۵۵۵ باب قضاء الفرائض)

مذہب بالا عبارات کی روشنی میں صورت مشورہ کا حکم یہ ہے کہ امام مسجد قضا و در نماز کے یاد آ لے کے باوجود جو نمازیں پڑھتا رہا وہ قاسمہ ہوں گی لیکن ان کا قضا موقوف

ہے اس پر کہ اگر اس نے اس طرح پانچ نمازیں ادا کیں حالانکہ اس کو وہ قضاء شدہ نماز یاد ہو اور پانچویں نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اس قضاء شدہ نماز کی قضاء لائی تو یہ پانچ نمازیں ناقص ہوں گی اور اگر پانچویں نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اس قضاء شدہ نماز کی قضاء لائی تو سب نمازیں صحیح ہو جائیں گی۔

**سوال:** اگر کسی سے عمر کی نماز وقت کی کمی وجہ سے قضاء کی جائے اور نماز پڑھنے کا حکم قضا ہو جائے اور عید کا اتنا وقت باقی ہو کہ وہ عمر کی قسط نماز پڑھے تو عید کی نماز بھی قضاء ہوئے کا حکم ہے یا اس صورت میں شخص کو پہلے قسط نماز پڑھنی چاہیے یا اور نماز؟

**الجواب:** جس آدمی سے کوئی نماز قضاء ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ دو بارے وقت میں اولاً قضاء نہ کرے بلکہ اور نماز پڑھے لیکن اگر وقت کم ہو تو قضاء نماز پڑھنے کے بعد وقتی نماز کے لیے وقت نہ پہنچتا ہو تو اس صورت میں یہ شخص پہلے وقتی نماز پڑھے پھر قضا نماز۔

لَا تُقْبَلُ نَهْدِيَّةٌ اِنْ كَانَ بَيْتٌ اِذَا قُضِيَ اَجَلُهُ وَاشْتَفَلَ بِالْفَجْرِ فَقَوَّاهُ الْوَلْتُ اَقَامَ اَجَلَهُ جَاءَ قَامٌ يَمْلِكُ الْفَجْرَ بَعْدَهَا . (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ باب القضاء الفوائت)

**سوال:** جناب قضا نمازوں کی ادائیگی کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں

شخص سے بہت مدد کی نماز میں قضا ہو جائیں اور وہ ان کو ادا کرنا چاہے تو کیا قضا نمازوں کے لیے کوئی خاص وقت مقرر ہے یا جب بھی فرصت ملے قضا نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں؟

**الجواب:** قضا نمازوں کی ادائیگی کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں جب بھی فرصت ملے قضا نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں تاہم اوقات ضرورہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

لَا تَقْرَأُ اَلْمَدْرَسَةَ اِنْ تَحْتَ اَنْ تَمْلِكُ اَنْ تَقْضِيَ اَوْ قَدْ مَعِينُ . (ابو ہریرہؓ ج ۲ باب الفوائت)

لے لے اَلْمَدْرَسَةُ اَشْرَفُ عَلَى السَّهَابِ وَهِيَ مِلَّةُ الْاَنْدَلُسِ . قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھے البتہ اوقات خیال رکھ کر کہ وہ وقت نہ ہو۔

{ یعنی زیور ص ۱۳۳ }

{ قضا نمازوں کے پڑھنے کا یہاں }

## باب صلوٰۃ الاستسقاء (نماز استسقاء کے احکام و مسائل)

**سوال۔** بعض علماوں بارش کے لیے سورۃ یٰس پڑھ کر اذان دینا مسنون طریقہ نہیں ہے۔ میں بارش مانگنے کے لیے نماز استسقاء کی بجائے مندرجہ ذیل طریقہ رائج ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک آدمی سو فیسی ابتداء سے بے کر اول بحین تک تلاوت کرتا ہے اس کے بعد ایک شخص باواز بلند نماز کے لیے مسنونہ اذان دینا شروع کر دیتا ہے اس کی آواز کے ساتھ ہی مسجد کی ہر جانب میں لوگ اذان دینا شروع کر دیتے ہیں، بعد ازاں قاری سورۃ یٰس کی ابتدا سے جب دوسرے میں تک پہنچتا ہے تو پھر اسی طریقہ سے اذان شروع ہوتی ہیں حتیٰ کہ آخر میں تک یہی طریقہ جاری رہتا ہے اور آخر میں ایک لمبی دعا سے یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ کیا بارش کیلئے یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے ؟

**الجواب۔** نماز استسقاء کی بجائے یہ طریقہ بطور سنت شریعت میں ثابت نہیں، نیز اذان کے مواضع مسنونہ میں بارش کے لیے اذان دینا ثابت نہیں۔

قال العلامة ابن العابدی تحت قوله لا یسنّ لفہرہا کفید ای ووترو جناۃ وکوف واستسقاء الخ۔ (مراد المختار ج ۳ ص ۳۹۵ باب الاذان)۔

**سوال۔** نماز استسقاء باجماعت پڑھنے کا حکم ہے یا نہیں ؟ جبکہ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ نماز باجماعت پڑھنا بدعت ہے۔

**الجواب۔** نماز استسقاء باجماعت پڑھنا صحیح کے نزدیک سنت اور لم فی الہندیۃ، ویس لغیر صلوٰۃ الخس والجمعة نحو المسنون وانوترو والتفویع والتراویح والعیون اذان ولا قاعۃ کن فی الحیط وکن المسند ذرۃ وصلوۃ الجنانۃ والاستسقاء والفضی الخ۔ (الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۸ باب الاذان) ومثلہ فی خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۸۸ باب الاذان۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مستحب ہے لیکن بغیر جماعت پڑھنا بھی درست ہے۔ کسی ایک کو بیعت کرنا فقہی ذرائع سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

قال العلامة ابن العابدینؒ، قال الحسن ان الأحادیث لما اختلفت فی الصلوة بالجماعة وعدوها علی وجه لا یصح به ثبات السیئة لم یقل ابو حنیفةؒ بسیتہ ولا یزعم منها قوله بانہا بدعة کما افکر منه بعض المتعصبین بل قال کل باجواز الخ۔ قلت والظاهر ان المراد به الندب والاستحباب۔

رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۴ باب الاستسقاء

**سوال :-** نماز استسقاء کس مگر پڑھنی چاہیے؟  
**الجواب :-** استسقاء کے لیے صحرا کی طرف نمکنا بہتر ہے۔

لما ورد فی الحدیث، حدثنا ابو داؤد قال حدثنا مسدد قال حدثنا هشیم بن یحییٰ بن سعید عن عبد اللہ بن ابی بکر عن عباد بن تمیم عن عبد اللہ بن زید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج بالناس الی المصلی فاستسقی فحول مرد کہہ راست قبل القبلة۔ (طحاوی ج ۲ ص ۲۵۰) باب الاستسقاء الخ ۵

**سوال :-** استسقاء کی نماز کی کتنی رکعات ہیں؟  
**الجواب :-** کئی پیش ہے استسقاء کی نماز متاثر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص دو رکعات جماعت کے ساتھ اور دو رکعات انفرادی اس نیت سے پڑھے کہ صاحبین اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں کے اقوال پر عمل ہو جائے

لما قال علاؤ الدین النکسائی، والجماعة غیر مسنونة فی هذه صلوة عنوة و عندهما سنة۔ ریدائع النافع ج ۱ ص ۲۸۳ فصل فی بیان صلوة الاستسقاء

ومثله فی الہندیہ ج ۱ ص ۱۵۳ ابواب التاسع عشر فی الاستسقاء۔

لہ وقال العلامة ابن العابدینؒ، وبغیر جماعت ای الی المصنوعہ کا فی اینابیع۔ هذا فی

غیاہن المساجد الثلاثة رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۴ باب صلوة الاستسقاء

ومثله فی فتح القدر ج ۲ ص ۵۸۵ باب صلوة الاستسقاء۔

تو اس کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** اس مسئلہ میں صاحبینؒ کا قول معنی ہے اس لیے دو رکعات باجماعت پر اکتفا کر کے انفرادہ پڑھنے کی کوشش نہ کی جائے تاہم اگر مزید دو رکعات پڑھے تو اصل نماز استسقاء متاثر نہیں ہوتی ہے۔

قال العلامة ابن العابدینؒ : ای بان یصلی بہم رکعتین یجوز فیہما بالقراءة بلا اذان ولا اقامة ثم یخطب بعدھا قائماً علی اکاذین معتلاً علی قوم اوسیف وھما خطبتین عند محمّد وخطبة واحد عند ابی یوسف۔ (رد المحتار ج ۲ مشک باب الاستسقاء دہلہ)

**سوال :-** جناب مفتی صاحب انما زائستسقاء پڑھنے کا نماز استسقاء کا مسنون طریقہ مسنون طریقہ کیلئے ؟

**الجواب :-** صلوۃ الاستسقاء پڑھنے کا متنب طریقہ یہ ہے کہ نماز کے لیے نکلنے سے قبل تین دن متواتر روزہ رکھیں اور توبۃ النصوح کریں اور چوتھے دن بیلا پانے دھوئے ہوئے کپڑے پہن کر توافیع اور عجز و انکاری کے ساتھ اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے سروں کو جھکا کر میدان استسقاء کی طرف چلیں اور جاتے سے پہلے مد قرین پھوٹے بچوں کو ہاتھوں سے جلا کریں اور نماز کے لیے اپنے ساتھ بچوں، بوڑھوں، کمزور، فقراء اور غریبوں کو بھی ساتھ لے جائیں۔  
قال العلامة المحققؒ : یتحب للامام ان یا مومنین یا ثلاثۃ یا قبل مخرج وبالنبیۃ ثم یمخرج بہم فی الرابعۃ فی شایب خیلۃ او مرقۃ متین تلین متواضعون خاشعون لله ناکبین رؤسہم ویقدحون الصلۃ کل یوم قبل حرجہم و یجدون التوبۃ ویستغفرون المسلمین ویستغفون بالضعفۃ والشیوخ والعجائز والنسبیین یجدون الاطفال من امھاتہم ویستحب اخراج الدواب الخ۔ (رد المحتار ج ۲ مشک ۱۸۵ باب صلوۃ الاستسقاء)

لہذا قال العلامة بروہان الدین المرقینی فی رحمہ اللہ : یصلی الامام رکعتین :

(انہدایۃ ج ۱ مشک باب صلوۃ الاستسقاء)

وَمِثْلُہٗ فِی البحر الرائق ج ۲ مشک ۱۸۵ باب الاستسقاء۔



نماز استسقاء میں ہاتھ اُٹے کر کے دعا مانگنا | سوال :- ہمارے گانوں میں ایک دن استسقاء کی نماز پوری تھی کرام صاحب نے اٹھائے

کر کے دعا مانگنا شروع کر دی، کیا نماز استسقاء میں دعا مانگنے کا یہ طریقہ درست ہے؟  
الجواب :- نماز استسقاء میں ہاتھ اُٹے کر کے دعا مانگنا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس لیے عقیدہ اُمت نے نماز استسقاء کے دوران دعا کرتے وقت کُھڑے ہاتھوں کو مسنون قرار دیا ہے، لہٰذا آپ کے امام صاحب نے صحیح اور درست کام کیا ہے، تاہم استسقاء میں سیدھے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی جائز ہے۔

خبر امام مسلم بن حجاج القشیری: من انس بن مالک، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقی فاشاد یقہ رکبہ الی السماء۔

قال النووی، تحفہ قال جماعة من اصحابنا وغيرهم انسحق کل دعاء الرفع بلاذ کا قطعاً و نحوه ان یرفع ید یمین و یجدل ظہر کفہ: فی التحداد و ادعا لسؤال شیء و تحمیلہ جہ فی یمن کفہ الی السماء۔ (صحیح مسلم مع شرح النووی ج ۱ ص ۲۹۳ کتاب حلوۃ الاستسقاء)۔

سوال :- کیا نماز استسقاء میں نماز استسقاء میں قلب روتا اور کالائٹا ثابت ہے؟  
تایید رد اور رد کرنا ثابت ہے یا نہیں، اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب :- نماز استسقاء میں صرف امام کے لیے یہ مطلب ہے کہ وہ نماز کے بعد طلب روا اس طرح کرے کہ چاند کا اوپر والا حصہ نیچے آجائے اور نیچے والا حصہ اوپر کی طرف اُبھرے یعنی شمال کی طرف اور شمال یمن کی طرف منتقل ہو جائے۔

قال العلامة ابن الحب: وعلم ان کون التعویل کان تغاؤ کا تجاء، مع سراجہ فی المستدرک من حدیث جابر وصحیحه قال وحول ردادہ لیتحول التحداد فی حوالہ

لہ خروج ابوداؤد عن انس بن مالک، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جھان یتسقی ھکذا بعض و حدیث ید یہ وجعل بطونہما مایل الاخر من حتی رأیت بعض البغیدہ، وابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۱ باب رفع الیدین فی الاستسقاء و مثله فی مشکوٰۃ المعاصیح ج ۱ ص ۱۸۱ باب الاستسقاء۔

الطبرانی من حلیۃ النبی وقلبہ وادھکی یقلب القلب النقطۃ الخ المحصب .

رفیع المقدیر: ۲ ص ۶۲ باب الاستسقاء

**سوال:** اگر نماز استسقاء کے بعد بارش کی وجہ سے نماز استسقاء کے بعد بارش سے نقصان سے بچنے کے لیے دعا کرنا تو اس کے دو کئے کے یہ دعا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب:** اگر نماز اتنی زیادہ ہو جائے کہ لوگ اس سے تنگ آجائیں اور میں میں جانی و مالی نقصان بختر ہو تو اس کے دو کئے کے یہ دعا کی جاسکتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بذات خود ایسا کرنا ثابت ہے۔

قال العلامة ابن عبد البر: ثلاثون بعد العصر ای فیکون کہ قال صلو اللہ علیہ وسلم تمہم حوائت ولا علینا اللہم علی الآثم فانظرب وطلوت الادوس و ما بہت اشجر۔ روضة المشاعر ۲ ص ۱۱۱ باب الاستسقاء

**سوال:** عام طور پر نماز استسقاء کے لیے تین دن سے زیادہ باہر نکلنے کا حکم ہے۔ اگر نماز استسقاء کے لیے تین دن تک نکلے ہیں اور کہتے ہیں کہ تین دن سے زیادہ نکلنا جائز نہیں آیا یہ درست ہے؟

**الجواب:** سلف صالحین اور فقیہ و فاضل سے تین دن تک نکلنا منقول ہے اس سے

نہ قال العلامة الزیلعی: قال محمد بن یحییٰ لا ما من دعاہ ووت القوم و بعد سطر و دعا رواہ محمد بن عیسیٰ علی بنہ علیہ نقیۃ و السلام فعدوا وکذا۔۔۔ و عرف بانوی بغیر الحد عند نقیۃ الراوی و بنیۃ قلب علی قول من یزید بن یحییٰ اعلاہ سفہ و یسکن و یلمسکن کلینۃ جعل یسینہ علی سارہ۔ (تبیحین لحقائق ج ۳ ص ۲۱۱ باب الاستسقاء)

و مشی فی الہندیۃ ج ۲ ص ۱۱۱ باب الاستسقاء

محمد بن یحییٰ: علامۃ راہیم: حنبلی: و ازادہ ام مطروحی خیف و ہر قالوا اللہ حوائت ولا علینا اللہ علی الآثم الخ۔ (کبیری ص ۲۲۵ باب الاستسقاء)

و فی فی الفہم الاسلامی زاد لک ۲ ص ۲۲۵ باب الاستسقاء

زیادہ نہیں اس لیے صرف تین دن تک مسلسل رکنا جائز ہے۔

قال العلامة المحقق: ويخرجون ثلاثة أيام لأنه لو ينقل أكثر منها  
تستباحات. (رد المحتار على تنبيه السائل) باب الاستسقاء

نماز استسقاء کے لیے صرف دعا پڑھنا جائز ہے | سوال کیا استسقاء کے لیے صرف نماز پڑھنا مہربان

ہے یا فرض نمازوں کے بعد یا دیگر حالت میں بھی دعا کی جا سکتی ہے؟ ایک مولوی صاحب نے  
نماز استسقاء کی تقریر میں صرف دعا کو بدعت کہا ہے؟

الجواب :- استسقاء کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اعمال مروی ہیں جن میں  
دعا بھی منقول ہے اس لیے امام ابو حنیفہ جماعت کے ساتھ استسقاء کو صرف ہوا تک  
محدود رکھتے ہیں البتہ اگر استسقاء کے لیے صرف دعا کی جائے تو بھی جائز ہے اس کو بدعت  
کہنا شرعی دلائل سے ناچھی کی دلیل ہے البتہ امام دہلوی کے لیے قبول رخ ہو کر کھڑا ہوا و معتقین  
ہیچے رہیں۔

باب علامۃ المحقق: هو دعا واستغفار في صلاة السجود في الركعات والاعمال  
مستوفى بل هي جائز. قال ابن عابدين: قوله هو عام ووجه ذلك يدعون الاعمال قائما  
مستقبل القبلة ونحوها يدعون ذلك من تعبد مستقبلين القبلة يؤمنون على دعائه ولم يستفوا  
غيبه مغيثا حيثما امر بما يعاقد تأجيلها طبقا لها: انما: نورد الخ رجاء باب الاستسقاء

عليه السلام

قال العلامة الكافي: هو المستحب أن يخرج الإمام بعد الصلاة ثلاثة أيام كمتددة لاني المقصود  
من دعاء الجارية والثلاثة مدة ضيق الدين والاعمال. (رد المحتار على تنبيه السائل) باب استسقاء  
ومشكلة في الهندية ج ۱ ص ۱۵۱ باب الاستسقاء

لعمري بل علامۃ برهان الدین المریضی: قال بوجہ فی الاستسقاء صوت منقول  
قال مني رتاس وجد انما جاز انما الاستسقاء دعا وكلا استغفار لتعود تعالى: استغفر ربك  
انما كان غفرا ويؤمن الشك انما عليه كم من انما دعا الاستسقاء ج ۱ ص ۱۵۱ باب الاستسقاء  
ومشكلة في الهندية ج ۱ ص ۱۵۱ باب الاستسقاء

## باب سجود التہو

(سجدہ سہو کے احکام و مسائل)

سجدہ سہو کے لیے ایک طرف سلام پھیرنا کافی ہے | سوالی: سجدہ سہو میں دونوں طرف سلام پھیرنا ہے یا ایک طرف؟ اور کیا اس میں امام اور مفرد کے لیے حکم یکساں ہے یا جدا؟

**الجواب:** امام، مقتدی اور مفرد کے لیے سجدہ سہو میں تمام فقہاء کے ان ایک طرف یعنی بائیں طرف سلام پھیر کر سجدہ کرنا بہتر ہے لیکن بعض متقیین خلاصاً صاحب ہدایہ وغیرہ نے دونوں طرف سلام کو رائج قرار دیا ہے، اگرچہ بعض فقہاء کے ان دونوں طرف سلام پھیرنے سے بوجہ خروج عن الصلوٰۃ کے سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے، البتہ جائز و دونوں ہیں لیکن ایک طرف سلام پھیرنا افضل ہے۔

قال حماد بن ابی یکر السمری: ویأتی بتسلیمتین هو الصحیح۔

(الہدایۃ ج ۱ مسئلہ ۱۱۰۱ باب سجود التہو)

قال علاؤ الدین الخفصکفی: یدعی بعد سلام واحد عن یمینہ فقط۔ لادہ المعبود بہ یحصل التحلیل و هو الاصح بحر من المعینی و علیہ لوائی بتسلیمتین سقط منه السجود۔ (الرد المحتار علی صمدیۃ المحتار ج ۲ ص ۲۸۹) باب سجود التہو

نہ قال: علامۃ حسن بن ہاراشربینی: روایتی بتسلیمۃ واحداً قالہ شیخ الاسلام و علامۃ التامیم و ہون منہم فلاحتیاء والا حسن و یكون عن یمینہ ثلاثاً کہ المعبود بہ یحصل التحلیل فلاحتیاء ائی فیہ خصوصاً وقد قال شیخ الاسلام: غور زائد لایأتی بسجود التہو بعد تسلیمتین لایؤلف بتسلیمۃ الکلائی (فی الامم)۔ ولی الہدایۃ ویأتی بتسلیمتین هو الصحیح، قال علامۃ السجد احمد الطحطاوی تحت قوله ویأتی بتسلیمتین هو الصحیح (ابداً علامۃ خود بہ الامم) علیہ۔

(مرآۃ المفلاح علی صمدیۃ الطحطاوی ط ۱۳۶۶ ص ۲۸۹ باب سجود التہو)

وَحَلَّتْ فِی الْاِثْنَاوَلِی الْمُهَنْدِیۃ ج ۱ ص ۱۲۵ الباب الثانی عشر فی سجود التہو۔

سورة فاتحہ سے اگر ایک حرف بھی رو جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے اس سوال و جواب پہلی  
 میں ہے: إِنَّكَ تَعْبُدُ رَبَّكَ تَسْتَعِينُ سہو رہ جائے تو کیا نماز ہو جاتی ہے یا اس کا اعادہ  
 واجب ہے؟

الجواب :- فرائض کی پہلی دو رکعت اور سنتیں وتر اور فضل کی تمام رکعات میں سورۃ فاتحہ  
 سے اگر ایک حرف بھی رو جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر سجدہ سہو اور انہیں کیا گیا تو نماز  
 واجب الاعداء ہوگی۔

قال حكيم: (قوله علة الكتاب) في سجدة السهو بترك أكثرها كما اتفقوا أن  
 في المجتبي يسجد بترك آية منها وهو أولى. قلت وعليه فكل آية واجبة.  
 قال ابن عابد: تحت هذه العبارة أي وينار على ما في المجتبي كل آية واجبة  
 وفيه نظر لأن الظاهر أن ما في المجتبي مبني على قول الأما بأنها تمام واجبة.  
 وذكر الآية تمثيل لا تفيد إذ بترك شيء منها آية أو أقله ونحوها لا يصحون  
 آتي بحسبنا انتهى هو الواجب كما أن الواجب ضم ثلاث آيات فلو قدم  
 دونها كان تركها الواجب أعاده الترجعتي. (الزمختاري ورد محتار مج) مغيب  
 كل صلوة أدبت مع كل حقة التعريم يجب عاقبتها

لہ قال ابن نجيم المصروع: الأول قوله إنها تحية المذنبين قال وإن ترك  
 إقلها لا يجب راح السجود لأن الأكثر تركه الكل كان في المحيط وسواها كان أما  
 ومنصرف أكثر في التجنس وفي المجتبي إذا ترك من إنها تحية آية ذنب عليه  
 السجود وإن تركها في أكثرين لا يجب أن يصح أن يصح في بعض وإن كان  
 في الثنتين أو أكثر واجب عليه موجه في الكل

وقال ابن عابد: تحت هذه عبارة (قوله وفي المجتبي) إذ ترك الم قال في  
 الشہر وهو ادنی وزید ماسیاتی وحکاوی نعرای سن شیخ الاسلام ثم قال  
 وعند ابن یوسف ومحسن إذا قرأ أكثرها لا يجب ام۔

(یعنی للرائق علی صر من بعد الخلق جہ ملائک باب سجود السهو)



نماز پر کھڑے نہ آئے یا نہیں؟ نیز میری نمازی مجھ سے ہوا اگر سے تو نماز تمام ہو جائے گی یا اعداد  
کرنا ضروری ہے؟

**الجواب :-** نماز میں نفس قرأت فرض ہے البتہ سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ  
کوئی سورۃ نماز پر واجب ہے ان دونوں میں سے جو پہلی پڑھنے سے رہ جائے تو نماز  
ناقص ہو کر فقہہ اخیر میں سجدہ سہوا ادا کرنے سے مکمل ہو جائے گی اور اگر ان دونوں میں  
سے کسی ایک کو فقہہ اچھوڑ دے تو پھر سجدہ سہو سے نماز مکمل نہ ہوگی بلکہ نماز فاسد واجب ہو  
گا، ایسا ہی نفس قرأت رہ جائے سے ترک فرض کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی ہے۔

قال أکثا الکلماتی منها قرءة الفاتحة وسورة فی صلوة ذات رکعتین وثلاثین  
من ذوات الکمرج والثلث حتی لو ترکوا ما ادا احدھما فان کان عامداً کان مبیحاً۔  
وان کان ساهياً بمنزلة سجود التھویلاً بدائع الصلت ج ۱ ص ۱۱۱ باب سجود التھوی

**سوال :-** اگر ایک نفل و ترک تیسری رکعت  
میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد تکبیر کر لیں تو  
میں تکبیر کھینچ کر سجدہ سہو کا حکم  
پڑھے، پھر تکبیر کر کر دفع الیدین کر کے دعا قنوت پڑھ لے تو اس صورت میں سجدہ سہو  
واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** صورت مذکور میں حسب قواعد سجدہ سہو واجب نہیں کیونکہ سجدہ سہو  
کسی رکعت میں اس قدر تاخیر میں واجب ہوتا ہے کہ جس میں مسنون طریقہ سے چھوڑ کر کسی  
شراً سجدہ یا رکوع ادا ہو، لہذا رکوع یا سجدہ میں تین بار سبحات دینی، خطبہ یا

لے جان ابن نجیم: اللہ فی قراءۃ الفاتحة ذات ترکھائی حدی، لا دلیل، واکتھوا وجب علیہ سجود  
وان تولیٰ فلابد لا یجب لان لا اکثر حکم لکل کنائی الہیہ وسواء کان اماماً او منفرداً اکثر  
فی الاثنین۔ وان ترکھائی فی الاخرین لا یجب ان کان الفرض وان کانہ النفل او لم یوجب  
علیہ لوجوبہ فی الکل۔ فقد منا انہ لتركھائی ثلاثین ولا یجب فی الاخرین فی  
ظاہر الروایۃ۔ وایضاً جاز فلینزل قولاً شیئاً مع الفاتحة او قرأ "یہ قصیرۃ لمرمہ  
السجود۔ (المجلد الرابع ج ۲ ص ۹۳۹) باب سجود التھوی

سَبَّحَ رَبِّيَ الْفَعْلُ پڑھتے پر ۳۲ = ۳۲ حروف کے تلفظ کا وقت صرف ہوتا ہے اس لیے مذکورہ صورت میں اللہ اکبر میں صرف آٹھ حروف کے تلفظ کی تاخیر سے کچھ سہولت نہیں ہوتا ہے۔

قال العلامة الشيخ: حمد الطحاوی: ومن الواجب أقدم الفاتحة على السورة وأما كذا خيرا السورة عنها بقصد إعادته ذكره الله الخ۔

(ملخص طحاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۴۵ باب سجود السجود)

سجدہ ثانیہ صلوٰۃ تیرہ بھول جانے کی صورت میں  
سجدہ ثانیہ ادا کرنا بھول گیا، سلام پھیرنے کے بعد اس کو سجدہ دیا آیا تو کیا اس طرز سلام پھیرنے سے شخص خارج صلوٰۃ متصور ہو گیا یا نہیں؟ نیز نماز کے منافی کام کرنے کی صورت میں

شرعاً اسے کیا کرنا چاہیے؟

**الجواب**۔ جب تک نماز کے منافی کام نہیں کیا ہو تو سلام پھیرنے کے باوجود یہ شخص داخل صلوٰۃ متصور ہوگا، اس صورت میں یہ شخص سجدہ ثانیہ صلوٰۃ تیرہ صلیبے ادا کرے، پھر قعدہ میں بیٹھ کر تشهد پڑھ کر سجدہ سہوا ادا کرے، پھر قعدہ پر بیٹھ کر نماز مکمل کر کے سلام پھیر دے۔ اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کے منافی ہو تو نماز سے خارج ہو کر سجدہ کے اعادہ سے نماز مکمل نہیں ہوتی ہے بلکہ نماز کا اعادہ واجب ہے۔

قال الامام الكاساني: وان كان صاحبه عنهما اى هو سجدة صليبة وسجدة التلاوة رستم لا يخرج عن الصلوة. وعليه ان يسجد لكل واحدة منهما الاقل فالأقل منهما ثم تشهد بعدهما ويلتم ثم يسجد جهتي السجدة ثم تشهد ثم يسلم ثم (بذائع الصائغ ج ۱ ص ۱۷۷) سلمه وفي الهندية: ولو اخرا الفاتحة عن السورة فعليه سجود السجود كذا في التبيين۔ (الهندية ج ۱ ص ۱۲۶ باب سجود السجود)

یکن نیز یہ قابل ہے اور بالائی برزخ مرتبہ اسے مفتی بہ قول طحاوی کہے۔ من در مرتب

تہ قال الشيخ طاهر بن عبد الرشيد البغدادي: وان سلم وهو غير ذاك او لم اذ سجدة صليبة وسجدة التلاوة فان سلامه لا يكون قطعاً وعليه ان يسجد للتلاوة وليس على سجدة التلاوة. فالأقل ثم تشهد ثم يسلم ثم يسجد سجدة سجدة ثم تشهد ثم يسلم الخ (خلاصة الفتاوى جلد ۱۰ باب سجود السجود)





تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب** - رفتہ اولیٰ اگرچہ واجب ہے جس کے ترک پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے لیکن صورت مذکور میں مسبو سے یہ قعدہ چھوٹ جانے پر سجدہ سہو احتیاطاً واجب نہیں اور نماز بھی درست ہے۔

قال ابن عابدین: لقوله وعليه انه يقضي ركعة بثلث هذه الخ يعني الركعة الاولى من الركعتين. قال في شرح المنية: حتى لو ادرك مع الايام ركعة من المغرب فغاب عنه يقول في الركعتين: اذا تمه وانسورة. ويقعد في اولهما لانهما ثانية ولولم يقعد جاز استئناساً لا قياساً وللم يلزم سجود السهو ولو سهواً لكونها اولى من وجه ام ولا يخالفه ما نقله لعيني عن المبسوط عن ان هذا استحباب ولا فائده ان يصلي ركعتين ثم يقعد ووجه الاستئناس ان هذه الركعة ثانية لهذه المسبوق. والقعدة بعد الركعة الثانية من المغرب سنة ام -

(منحة الخالق على البحر المالح ج ۱ ص ۱۰۲ باب الحديث في الصلوة) **سوال** - کسی شخص نے قعدہ اٹلی رہ جانے یا اس پر زیادتی سے سجدہ سہو کا حکم

میں قعدہ اولیٰ پھوڑ دیا تو کیا سجدہ سہو سے مستثنیٰ درست ہو جائیگی؟  
**سوال** - اگر کوئی چار رکعت سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں تشہد کے عداداً درود شریف کے چند کلمات کی زیادتی کرے تو ایسے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟  
**الجواب** - غرض نماز کی طرح سنت مؤکدہ میں قعدہ اولیٰ بھی چھوڑنا واجب ہے اور واجب کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے اس لیے سجدہ سہو

لے قال: لخص كفي: فمدرك ركعة من غير نص في ركعتين بفتح وسورة وتشهد بينهما. قال ابن عابدین تحت قوله وتشهد بينهما قال في شرح المنية ولولم يقعد جاز استئناساً لا قياساً وللم يلزم سجود السهو لو كان الركعة: اولى من وجه. رد المحتار ج ۱ ص ۹۹۰ باب الاثنى والمسبق

ومثله في كبيري ص ۲۶۸ باب سجود السهو -

نزلے سے تیار درست ہو چلتی گی۔

قال ابن نجيم المصري: اسادس بقوله الاول وكذا من تعدية ليست اخيرة سورة  
كان في الغرض اوفى الفعل فانه يلزمه سجود سهو يتركها ساهيا۔

البحر الرائق ج ۲ مش ۹ باب سجدة السهو

**الجواب**۔ درود شریف پر صنادید خود موجب سجدہ سہو نہیں بلکہ درود شریف  
پڑھنے سے رکعت ثانیہ کے قیام میں تاخیر آئی۔ جسے جو مرد یا عورت سہو سے ترک کر دے اور اس کے  
شہر پڑھنے کے بعد اگر دیکھے بھی ایک شخص خاص مقدار میں تاخیر سے تو پھر کجا سجدہ سہو  
واجب رہے گا۔

قال ابن نجيم المصري: ومنها لو كرر التشهد في التعدة الاولى فعليه  
السهو لتأخير القيام وكذا لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم في التأخير  
واختلفوا في قدره واوضح وجوبه بالذهب حمدي عن محمد بن ابراهيم وعيسى  
الهمداني وذكر في ابتدائ (فوجب عليه السجود عندئذ وعندهما كالايجاب لانه لو  
وجب لوجب لغيره السجود ولا يوجب نقصان في الصلوة عن رسول الله صلى الله  
عليه وسلم) والبر حنيفة رحمه الله يقول كالايجاب عليه بالصلوة عن النبي صلى الله  
عليه وسلم بل بتأخير الغرض وهو التقيام الا ان التأخير حصل بالصلوة فيجب  
عليه من حيث انها تأخير لا من حيث انها صلوة عن النبي صلى الله عليه وسلم  
وقد حكى في التاتيب ان ابا حنيفة رحمه الله رأى النبي صلى الله عليه وسلم  
في اتمام قنآن له كيف اوجبت على من صلى على سجود السهو فاجابه بكونه

سبح قال انه مكنته والفقهاء لا يرون في النفل على لا يصح۔ قال ابن عابد بن تحت غرض  
التجديرة لانه وان كان كل شعب صلوة عليه حتم افترضت القرأة في جميعه لكن التعدة (تأ  
فرضت الخروج من الصلوة۔ فاذا قام الى الثالثة تبين ان ما قبلها لم يكن وان الخروج  
من الصلوة فم تيق الغرضية۔

(مراد الت رج ۱ مش ۱۲ وجبات الصلوة)

وذلك في خلاصة الفتاوى ج ۱ مش ۱۰ باب في غرض الصلوة السهو۔

صلى صليحاً ساجداً تسميئاً منه - راجعاً لائق جہ ۲۰ مکہ باب سجود السجود

چار رکعت نفل میں قعدہ اولیٰ کے ترک پر نماز کا حکم اس سوال ۱۔ اگر کوئی شخص چار رکعت

بجائے تیسری رکعت کے پلے کھڑے ہو جائے، چونکہ نفل میں ہر شفع مستقل نماز ہونے کی وجہ سے  
قعدہ اولیٰ فرض ہے اس لیے اس کی نماز درست نہیں ہوتی چاہیے شرعاً جو حکم ہو واجب نماز  
مندانہ ہر رکعت میں ۹

الجواب ۱۔ مورد مشورہ میں فقہاء کے اہلین اختلاف ہے کہ جب تک صلی نماز  
نے تیسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہو تو بعض کے نزدیک قعدہ اولیٰ کو لوٹ کر بیٹھنے کا اور تیسرے  
پر صحت کو تیسری رکعت کے لیے پھر بیٹھنے کا، اور بعض فقہاء کے نزدیک فرائض کی طرح تیسری  
رکعت کے لیے کھڑے ہونے کے بعد اس میں نہیں لوٹے گا بلکہ نماز جاری رکھ کر قعدہ اخیرہ میں  
ترک و دوپ کی وجہ سے سجدہ نہ ہو کر کے اس کی نماز پوری کر جائے گی۔ اور یہی آخری راستے  
علامہ شامی کی رائے ہے اور یہی سہل ہے۔

قال الخصمعي: - ما من ظمود لاول ان قال اما انفس فيعود ما لم يقيد  
بالسجدة قال ابن عابد بن محمد هذه السجدة رقولة اما النفل فيعود ما لم يقيد به في  
العود والشرح وعلمنا ابن وهبان ما نكل شفع من السجدة على هذه السجدة  
قول محمد بان القعدة الاولى منه فرض فكانت كالانجيلية وفيها بقعة وان قال وحكي  
في المحيط فيه خلاف - وكن اني شرح لمرآة شامی قيل يعود وقيل لا يعود وقال بعد

له قال لواءة مؤيد الجبتي عن زاعمي لعود بقصد ان انشاؤنا ان قال انفسهم  
صلى على عوبي ساجداً سجدنا السجود من ابى حليفة في عمار رواه الحسن منه  
ان زاد حقي ووجد فعليه سجدنا السجود - قال انفس وكنوا انشاؤنا على هذا على ان  
يلزمه السجود زيادة حرج واحداً وفي الخلاصة و لوزان ان يشرحه السجود فان انفس  
صلى على عوبي قال البغلي انما ادى سعة وكيفية فيلزمها تعبد لو كان يجب سجود السجود  
رکعت پوری مثلاً باب سجود السجود

ومثلان في خلاصة الفتاوى باب في عشرين سجود السجود جنس الحق القدره

سطر واحدہ۔ لیکن فی الشارح غائبہ من العتباتہ قبل فی التوجع يعود مالم یقیدہ  
بالسجدة وانصیباۃ لا يعود۔ وروا المختار ج ۲ ص ۲۸۷ باب سجود السهو

وایضا قال المحقق: ولو ترک التعمد لا یؤثر فی المنقح سہو سجدة (ای السہو)  
ولم یعد استحسانا لانہ کما شرع رکعتین شرع اربعاً ایضاً وقد منہ نقطہ یؤثر مالم  
یقید الشارح سجدة۔ وقیل لا لکن ارجح علی ما مضی رد المختار ج ۲ ص ۲۸۷ باب سجود السہو

قعدہ اولی حیث کو قیام میں ملنے سے واپس لوٹنے پر نواز قاسم یکہ ہوئی سوال ناظر  
کندہ میں قعدہ اول

پر بیٹھنے کی بجائے قیام میں چلا جائے تو بیٹھنے سے مقتدی قیام میں اور امام مکمل کھڑے ہونے کے بعد  
فوراً بیٹھ جائے تو کیا اس سے نماز پر کچھ اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** حسب قاعدہ اول واجب ہے اور قیام فرض ہے اس لیے وہ واپس کے  
رہ جائے ستہ امام کو واپس نہیں آنا چاہیے تعالیکں جب پر امام دوبارہ واپس قعدہ پر بیٹھ گیا تو مقتدی  
قول کے مطابق نماز قاسم نہیں ہوگی لیکن نماز میں نقصان ہوگا، البتہ سجدہ سہو اور کھڑے سے نماز پوری ہو  
جائے گی، اور اگر سجدہ سہو واپس نہیں کیا گیا تو نماز واجب الاعداء ہوگی۔

قال ابن نجیم المصری: وان سہا من انقص الادل وهو یلتزم بالحدود الاصلیة والحدود الاصلیة  
ان تلتزم بالحدود الاصلیة او بالحدود الاصلیة او بالحدود الاصلیة او بالحدود الاصلیة او بالحدود الاصلیة  
من التالیة فی التالیة قبل ان یقعد فیسعدوا بہ قعدہ وروی انہ لم یعد وکان بعد  
ما استتم تماماً وھذا الاصل لما استتم تماماً استتم بغرض انقضاء فلیتبع اھرمجھ  
الشارح۔ ویفتی القدر ج ۲ ص ۲۸۷ باب سجود السہو فی التالیة قبل ان یقعد فیسعدوا بہ قعدہ وروی انہ لم یعد وکان بعد  
ما استتم تماماً وھذا الاصل لما استتم تماماً استتم بغرض انقضاء فلیتبع اھرمجھ

لہ قال ابن نجیم المصری: أما فی المنقح اذا قام الى الثالثة من غیر قعدۃ قائمہ یعود ولو استتم تماماً  
مالم یقیدہ بالسجدة کن فی السراج الموضح۔ وحکی فیہ خلاف فی المرحلۃ قبل لا یعود لانہ  
صارک الفرض۔ وقیل یعود ما یقیدہ بالسجدة۔ لان کل شیعہ صلوۃ علی حدہ فی حق التمرأة  
وہو ان یعود لہ القعدۃ احتیاطاً۔ وھو عادیون ان القعدۃ وقت فرضاً لیکون فرض  
انقض لکان فیجوز۔ والمحل المذکور ج ۲ ص ۲۸۷ باب سجود السہو

فی موضع وجوب عدمه اختلفوا فی قیاسه فلو انه فصیح البشار انشاء تکامل  
البناءة برقن الغرض بعد الشروع فیه لاجل ما ليس یفرض فی البشی بانها العجدة  
نه شرط لانه ليس بتلك وانما هو تأکیدک لوسمها عن السورة فکف فی انه یفرض  
لکونک ویعود الی التلیام ویقرأ لاجل الواجب ان قال لا یفقد علی الاصح  
ر بهر شیخ ۲۴۱ مثلاً: باب سجود السهو

عشاء کی آخری رکعات میں جہر موجب سجود سہو ہے | سوال: عشاء کی نماز میں

قرأت کرنے سے نماز پر کیا اثر پڑتا ہے؟ کیا اس میں نیسان اور عمدہ زریں یاد دہانی میں فرق ہے؟  
الجواب: عشاء کے فضول کی آخری دو رکعات میں عشاء واجب ہے لہذا جہر قرأت  
پڑھنے سے ترک واجب النہی کی وجہ سے جہر سہو واجب ہو سکتا ہے اور عمدہ قرأت: جہر  
پڑھنے کی صورت میں جہر سہو سے کفایت نہیں ہو سکتی بلکہ اس میں اعادہ واجب ہوگا کیونکہ  
سہو سے جہر نیسان کا ہوتا ہے۔

قال العلامة ماحررین عبد الرشید انور ری: ووجہر فیما یفقدت فیک وموامام  
علیہ السہو قل ذلک اوکثرت وکذا اذا خافت فیما یجہر فیک قل ذلک اوکثر علیہ السہو  
ان محل ساجی فی ظاہر الروایة - وعلیہ اعتماد شخص الائمة الخواری علی روایة  
النوادی - ولا سہو علی المنع فی شیء من ذلک ولو جہر فی الخوف من زعم سہو  
ر علامة الخواری ج ۱ ص ۱۵۱ جنس فی القراة والاکتفاء

سہ قان ابن ماجہ میں دون نقلی المقدسی عن شری، نقد ودی الحدیث کورین: بعد نقلہ  
تعمیر المصنف عن العراج والروایة ما نصہ ان علا للفقہد یکون میثاً ولا یفقد  
صلوئہ ویسجد لتاخییر الواجب - زمیة الخواری علی ما مضی البیہر فیہ من سہو  
کے قال انصحنی: والجمہ فیما یخاف فیہ علاماً (وہو عکس) کل مصل فی الجمع والاصح  
مقدیرہ: یقدم ما یجوز ید بصلوۃ فی الفضلین - وقیل نائکہ قاضی خان: یجب  
السہو بهما فی الجمہر والما یخاف من ذلک ای قل (وکتروہو ظہر الروایة  
والحدیث تاریخی صدر مرید المحتار ص ۱۵۱ باب سجود السہو)

تکرار دعا و قنوت سے مسجد مہو کا حکم | سوال :- دعا و قنوت کے تکرار کی وجہ سے

مسجد مہو واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- دعا و قنوت کے تکرار کی وجہ سے مسجد مہو واجب ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے رکن کی تأخیر لازم آتی ہے جو ترک واجب کے مترادف ہے۔

وفی العتیدۃ : ولا یجب السجود الا بترك واجب او تاخیرہ : و تاخیر رکب  
او تقدیرہ : و تکویرہ : و تغیر واجب۔ (فتاویٰ العتیدۃ ج ۱ ص ۱۲۷ باب سجود السجود)

دعا و قنوت مہو ترک ہونے سے مسجد مہو واجب ہو جاتا ہے | سوال : اگر در

جلے نو سلام پھیرنے کے بعد یاد آجائے کی صورت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

الجواب :- اگر قس کی نماز میں دعا و قنوت بھول جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد

کرنے سے فوراً بعد مسجد مہو کرے تو نماز مکمل ہو جائے گی، بشرطیکہ سلام کے بعد کوئی ایسا کام

نہیں کیا جو جو نماز کے منافی ہو اور نہ اعادہ واجب ہے، اسی طرح بعد قنوت بھولنے کی

صورت میں بھی اعادہ ضروری ہے۔

قال طاهر بن عبد الرشید البخاری : ولو سلم وعليه السجدة نصلو الثانية

او السابعة او السهوية . ان سلم وهو غير ذاك للملك او ذاك السجدة لا يكون

قطعا . (خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۲۷ سجود السجود)

وايضاً ذكر : وان سلم وهو لا يريد ان يسجد لسهوة لم يكن تسليمه

ذلك قطعاً حتى لو قيل له ان يسجد وهو في مجلسه ذلك قبل ان يقوم وقبل

ان يتكلم فانه يسجد في السهوية فان تكلم او خرج من المسجد لا تأق بيها

ويسجد لسهوة بعد السلام عندنا ولو سجد قبل السلام لا يجب عليه

له ذلك ايستبحر المصنف : وفي فتح القدير ولو قرأ القنوت في الثانية ولو قرأ القنوت

او السجدة او كليهما قبل ان يكتم قام ولو قرأ او اعاد القنوت والركوع لانه رجع في

محل قبله ويسجد للسهوة . (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۷ باب سجود السجود)

ويؤكد في فتح القدير ج ۱ ص ۱۲۷ باب سجود السجود

اہوتہما بعد سلام ثم یتشهد ثانیاً بعد السجودین ویقول یتشهد  
(خلاصة الفتاوی ج ۱ ص ۱۷۱ سجود السهو)

سوال :- ایک آدمی نے چار رکعت  
فقہہ اخیرہ چھوڑ کر دو رکعت ملائے سے  
نماز کی فرضیت اعلیٰ میں بدل جاتی ہے  
کر دو رکعت اور ملا کر پڑھ لیں و شریفاً  
اس نماز کی حیثیت کیا ہے اور مجدد سہو واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :- صورت مشرکہ میں جب مصلیٰ نے فقہہ اخیرہ چھوڑ کر دو رکعت اور ملا  
تو یہ چھ رکعات تمام کے تمام نفل ہوئے اور مجدد سہو کرنے کی ضرورت نہیں و فرض نماز  
دوبارہ پڑھ جائے گی۔

قال النبیؐ ابو نعیم الحلیؒ، وان سہعن الفعدة الذخيرة في ذوات الاربع  
وقتها الخامسة الى ان قار، وان كمن الركعة الخامسة بالاجرة تبطل فرضه بحولت  
صلوته فثابت عند ابی حنيفة و ابی يوسف، وبطلت عند احمدی و علیہ و یضم اليها  
الى الخامسة ركعة سداسة عند هارون المجلد قوله ويجزئ سہو هو قول  
بعض المتأخر وفي النهاية والامم، انه كما سجد وكن قال ابن القيم العظیم انه  
لا يسجد لان نقصان الفساد كانه جبر بالجبور ثم تركه في كتاب سجود السهو  
فقہہ اخیرہ میں دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھ جائے گا اور غالباً اسکا  
سوال ہے کہ

لما قال قاضي خان: وترك تقصير قد كفي الفعدة وبعد ما كان من الركوع كالقنن وعليه  
السهو (فتاوى الفتاوى خان علي هامش: الهندية ج ۱ ص ۱۷۱ سجود السهو)  
ثم وفي الهندية، وان سجد على رأس الرابعة حتى قام الى الخامسة الى ان قار، وان قيد  
الخامسة بالسجدة فسد فرضه عندنا كذا في ليجط وتحويت صلوته فثابت عند ابی  
حنيفة و ابی يوسف رحمهما الله تعالى، ويضم اليها ركعة سادسة ولو لم يضم  
فلا شيء عليه كذا في الهندية (فتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۷۱ سجود السهو)  
وَمِنْهُ فِي ابْنِ عَرَبٍ ج ۱ ص ۱۷۱ سجود السهو.



قعدہ اخیرہ میں دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت جھوٹ جائے کا ظن غالب آئے اور وہ اس ظن غالب کی وجہ سے بنا کر کے ایک اور رکعت پڑھنے کے لیے اٹھ بیٹے اور اسی نماز رکعت کو پڑھتے ہوئے قیام یا رکوع میں یا رکوع کے سب رکعتیں پوری پڑھی جا چکی ہیں تو شرعاً اس شخص کو کیا صورت اختیار کر لینی چاہیے ؟

**الجواب :-** اگر کوئی شخص ظن غالب پر قعدہ اخیرہ کے بعد سلام سے پہلے یا سلام کے متصلاً بعد کھڑا ہو جائے کہ جس کے ذمے کوئی رکعت باقی ہے اور پھر اس کو قیام یا رکوع میں یا رکوع یا اس نے نماز مکمل پڑھی ہے تو شخص فوراً بیٹھ کر سلام پھیرے اور رکھڑے ہوئے سلام پھر (تو بھی جائز ہے مگر خلاف سنت ہے)۔

ساقال اعلامۃ محمد بن حسن الشریبانی : وان تعد المجلوس (الاخیر) من الشکھ  
ثم قام ولو عمداً وقراً و رکع عاد المجلوس لان ما دون الركعة محل الرفض وسلم فلو  
سلم قائماً صح وتروك الشکة لان الشکة للتسلیم جائز من غیر إعادة الشکھ لمن  
يطلبه بانقيام - رموز الفلاح علی صدر الطحاوی ۸۲۲ باب سجود السهو و سلم  
سؤال :- اگر قیام قعدہ اخیرہ کے کھڑے ہونے  
قعدہ اخیرہ کے بعد رکعت خامسہ پر  
سجود کرنے یا نہ کرنے سے نماز کا حکم  
کی صورت میں پانچویں رکعت پڑھ لے اور  
پانچویں رکعت پر سجود سہو کر کے نماز ختم کر لے  
تو کیا امام اور سبوح کی نماز درست ہوگی ؟

**الجواب :-** قعدہ اخیرہ کرنے سے اس کی نماز پوری ہوگی، رکعت خامسہ کرنے سے  
سلام میں اخیر کی وجہ سے سجود سہو سے کفایت ہو سکتی ہے، لہذا سجود سہو کرنے کے بعد امام اور  
مقتدیوں کی نماز درست رہے گی، لیکن سبوح کے لیے ضروری ہے کہ قعدہ اخیرہ کے بعد امام

ساقال اعلامۃ الحنفی : وان تعد فی الركعة مثلاً قد الشکھ ثم قام عاد وسلم ولو  
سلم قائماً صح قال: علامہ ابن عابدین قولہ عاد وسلم ای عاد المجلوس لان مؤان ما  
دون الركعة محل الرفض وفيه اشارة الى انه لا يعيد الشکھ فيه صح فی البحر  
قال فی الامن: وادانعود والتسلیم جائزاً سنة (لان الشکة للتسلیم جائزاً) الخ -

(رد المحتار ج ۲ ص ۸۶ باب سجود السهو)





مندی و غلبہ انتفاعی خلافاً للتمکلتہ۔ زائر الحجاز علی صلاۃ الخیر (۱۲۶۷ھ) ص ۱۰۰  
 سجدہ سہو کے سلام میں امام کی متابعت نہ کرنے سے نماز کا حکم **مسئوال**۔ اگر رکعت  
 سلام پھیرنے کے وقت قصد اسلام نہیں پھیرا صرف سجدہ سہو میں شریک ہوا تو کیا ترک واجب کی  
 وجہ سے وہ اپنی نماز کو ٹوٹا ہے؟ اور اگر سہو اسلام نہیں پھیرا ہو تو مقتدی پر ایک سجدہ سہو واجب  
 نہیں ہوتا، اس لیے نماز ہو جائے گی، کیا یہ درست ہے؟

**الجواب**۔ سجدہ سہو سلام پھیرنے سے قبل ہو یا بعد میں ہر دو صورتوں میں جائز ہے،  
 کیونکہ روایت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قول مروی کا نقل منقول ہے، لیکن حضور نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریح عامہ کے ساتھ فرمایا ہے: یعنی سہو سجدہ تا بعد سلام۔ اس لیے  
 سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا افضل ہے اور سلام پھیرنے سے قبل خواہ قصداً ویاسہواً  
 دو صورتوں میں جائز ہے۔

قال ابن قیم المصنف: ولفظ الخلاف فی لا نوبة حتى نوسجد قبل السلام لا یفید  
 لایۃ لو اعادة بتکرار وانه خلاف الاجماع. ان ذلک کان مجتہداً فیہ. وروی عن اصحابنا  
 انه لا یجوز بعد نية كذا فی المحيط وفي غایۃ بیان ان الجواز ظاهر فی لا نوبة فی الجنبین  
 لانه انما یرتفع فی السجود قبل السلام ہواً من بعد سلام قال بعضہما یجوز انما

لے قال ابن قیم المصنف: انتہایں نظر اس کو لا یخصم اور ايجاب السجود بقوله لا نوبة  
 بعد التعمد والاضحی ان الذم یأتی بعد ان فانه یستہد ان قد ینافی فلا سجود ولہذا قال  
 فی الجنبین والسهو عن السلام یوجب سجوداً سہواً والسهو عن تفضیل التعمد ویتبع  
 عند ما انه خرج من التلاوة ثم یسلم ذلک فی سلمہ ویسجد کا نوبۃ اخر وبعثاً اور کثراً علی  
 الخلاف کا لفظ (سہو) وغایۃ تصور ايجابہ بتا حیرۃ کا قد متا ذکر کافی باب صفۃ المسلمۃ  
 ان الواجب عند تسلیۃ اللہ فی سجدۃ اسود اذن علیک وجہۃ اللہ فی التلاوة انہ لو سلم من  
 سجدۃ الا لا سہو علیہ لانه ترک التسلۃ. وفي الظہیر یہ واداسلم اذن عن عمدہ وسہواً عن  
 التسلیۃ لا یفرق فیما ذلک فی السجود بل ان الاخری من استدر بقاۃ وعامة الشاغل علی انہ لا یاتی من  
 استدراج مقصدہ والمحل لکن ج ۲ ص ۱۰۰ باب سجود التہن

بأن حرمة الصلوة باقية ميتة وإنه برأى الإمام تعقیقاً للمتابعة - وقال بعضهم: يحتاج  
 وفوتاً بعد الإعادة عليه - ثم كان القول الأول منى على ظاهر الرواية والثاني على غيرهما  
 لا يفتى - وقد كان للفقهاء في الحديث في الخنقة أنه تبس انتفاءً مكرراً - والظاهر أنها كراهة  
 منه - **باب** (البحر الرائق) باب سجود التسهوج (۱۹۸) **ع**

**سوال** :- اگر کسی نمازی سے ترک واجب کی صورت  
 فاسد نماز واجب الاعادہ ہے | میں سجدہ سہوہ پانچ کے اور سلام پھیرنے کے بعد  
 کو سجدہ سہوہ موقع پر پڑھے تو اس کی نماز کا عند الشرع کیا حکم ہے ؟  
**الجواب** :- ترک واجب کی صورت میں نماز کا اعادہ (توکل) واجب ہے اسلئے  
 فراغت وتر کے لیے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے ۔

قال علاء الدین المصنفی: (لما وجبت الصلاة لا تقبل تركها بعد رجوع إلى العبد والتسليم  
 ان لم يسجد له -

قال ابن عابدین تحت هذه العبارة - وهن تجب بتكرار سجود التسهوج عند تركها  
 شبهة ادخلت الشمس في الغيب لم اده فبرئوع والمزى يظهر وجوب كما هو مقتضى  
 إطلاق الشارح لان النقصان لا يجبر بجایز و ان لم يأتم بتركه فليتا مثل -  
 رد المحتار ج ۱ علائق مطلب واجبات الصلوة : ۲۷

**سوال** :- اگر مسبوق یا مکرر مسبوق یا مکرر مسبوق  
 امام کے سجدہ سہوے فراغت کے بعد حالت میں پڑھے کہ امام سجدہ کر چکا ہو  
 مسبوق کے لیے سجدہ سہوہ کا حکم | ترک یا مقتدی مسبوق سجدہ سہوہ کرے گا

لے قال طاهر بن عبد الرشيد البزاز: (و لو سجد قبل السلام لا يجب عليه اعادته) .

(خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۲۷۰) باب سجود التسهوج  
 في طاقن العلامة السيد احمد اعطاه الله: قوله (و اعادتها) مما ينكره عن اى مادام الوقت باقيا  
 وكن في الشك ان لم يجز له وان لم يربح مد حتى خرج الوقت تسقط مع النقصان ولكن هذه  
 التصحيح - (اعطاه الله) حاشية مرقا الفلاح ص ۲۷۰ باب واجبات الصلوة  
 في مشلك في امداد الاحكام ج ۱ ص ۲۸۱ كتاب الصلوة

پانہیں؟  
**الجواب :-** اس صورت مقتدی سہو کی پرچہ سہوا کرنا واجب نہیں بلکہ اگر یہ سہو کی ہو تو  
 سہو میں شامل ہوا ہو تب بھی اس پر پہلے سہو کی قضاء واجب نہیں۔

وفي الهندية: ولو دخل معه (أي مع الأما) بعد ما سجد سجدة في الشصوتانية  
 في الثانية ولا يقضي الأول وإن دخل معه بعد ما سجد هاتين السجدة معاً في  
 التيسير - (افتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۲۲۸) باب سجود السہو ۱۰۷

**سوال :-** عیدین کی نماز میں کبیرات کی نماز پر سہو  
 سہو واجب ہے یا نہیں؟ اور کیا عیدین کی نماز میں  
 سہو سے سجدہ سہو نہ کرنے کا حکم

صورت میں نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

**الجواب :-** عیدین کی کبیرات واجب ہیں اور واجب کے ترک پر سہو واجب ہوتا  
 ہے لیکن عیدین کی نماز میں اتمام اور اقرار تقری کی وجہ سے تاخیرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ عیدین  
 کی نماز میں سہو واجب ہونے کے باوجود کیا جاتے تاکہ لوگوں میں تفرقہ و فساد نہ ہو،  
 تاہم اگر سہو سہوا دیا گیا تو لوگوں کے اٹھ جانے سے ان کی نماز میں فساد و زم نہیں آتا کیونکہ  
 سہو سہو کے بعد اگر کوئی شخص اٹھ کر بیٹھا جائے تو اس کی نماز پوری شمار کی جائے گی۔ ویراس کی  
 یہ ہے کہ سہو سہو کے بعد قعدہ فرض نہیں بلکہ واجب ہے اس لیے سہو سہو کے بعد قعدہ قعدہ  
 کے چھ جانے سے نماز صحیح اور اتم کی اور بنی صلوٰۃ احیت مع کثرة التعلیٰ واجب اما  
 کاتاہ اس پر جاری ہو گیا اور اگر شیخ کثیر نہ ہو تو سہو سہو کیا جائے گا۔

قال المحقق: وسهوا في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والمستعمل سواء، والاختار  
 عند التأخير عن مع في الأوليين لرفع الفتنة كما في جملة البحار أقره المسند وبه جزم

لہ قال المحقق: وسهوا مع إمامه مطلقاً سواء كان السهوا من الأخطاء أو ليس به، قال  
 ابن عابد: تحت هذه عبارة قوله سواء هناك إسهام: بيان الإطلاق وشمل أيضاً ما إذا سجد  
 الإمام واحد قائم اقتدى به قال في البحر فإنه يتابعه في الأخرى ولا يقضي قضاء الأولى ما لا  
 يقضيه هاتون مقتدى به بعد ما سجد هما - (رد المحتار ج ۲ ص ۸۲) باب سجود السہو

فی الحدیث ام - قال ابن عابدینؒ تعبت هذه العبارة (قوله عديته في الأوليين) الظاهر ان  
الجمع الكثير فيها سواء كان ذلك كما يحتمل بعضهم وكذا يحتمل الوجهين وقال خصوصاً في زماننا  
وفي جملة حاشية ابن السعدي عن العزيمة ان ليس المراد عدم جواز بل لا وفي تركه ولا  
يقع الناس في فتنة بقوله ويد جزم في الدرر) لكنه قيد عشيها بالواو بما اذا حضر جميع  
كثير فاكافد داعي الى التوكل - (رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۵ باب سجود السهو)

تماز میں زیادہ دیر خاموش رہنے کا حکم | مسئوال : ہمارے مجدد کے امام صاحب  
عشام کے وزیر اجماع شہ بڑ حار سے تھے جب  
تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو چند لمحے خاموش رہے پھر قرائت شروع کی اور انہیں  
سجود سہو کیا، کیا امام مذکور کا ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب : تماز میں اتنی دیر بلا غرض خاموش رہنا کہ اس میں تین بار تک ان اللہ پر سہا  
کتا ہو موجب مجرم ہو جائے اسلئے صورت مذکورہ میں امام صاحب کا سہو ہو کر زیادہ درست نظام ہے۔  
لا قال العلامة المحقق ابو علانہ اذا شغلته فاشك في تركه اذا كان في حال اشتغال  
حالة انك بغير التعميم ذكر في اللخية وروى عن علي بن السهول (روى في مسنده) ان ابا جهم (سہو)

سہو فی المسندینہ : قال فی الفتاوی القعدہ بعد سجود السہولۃ : یکرہی وانما  
أمر بها بعد سجود السہولۃ لیتبع ختم الصلوۃ بها حتی یوتر کما یقام و یحب  
لا یفسد صلاتہ کذا قال الخواف کذا فی السراج الوہاج .

والفتاوی المسندینہ ج ۱ ص ۱۵۵ باب سجود السہو

وفي المسندینہ : السہولۃ الجمعة والیدین والکثیۃ والطلوع واحد الا ان شأنا قالوا لا  
یسجد السہو فی الیدین والجمعة لیتبع الناس فی فتنة . (الفتاوی المسندینہ ج ۱ ص ۱۵۵ باب سجود السہو)  
سہو فی المسندینہ : واذا شك فی صلوۃ فلم یؤثر ثلاثاً علی ما یقارن وتكر في ذلك كثير ثم  
تم استيقن انه صلي ثلاث ركعات فان لم يكن تفكر فغفل عن اداء ركعتين بانهما وتفكر  
فليس عليه سجود السهو وان حال تفكر حتى شغله عن ركعة او سجدة او ركعتين ركوع  
الاجود في طوبى تفكر في ذلك وتغير حاله بان تفكر فعليه سجود السهو استجسار

(الفتاوی المسندینہ ج ۱ ص ۱۵۵ باب سجود السہو)

## باب صلوٰۃ المریض

بیمار کی نماز کے احکام و مسائل

بیماری کی حالت میں فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا کا حکم | سوال :- اگر شخص

کسی بھی صورت میں نماز پڑھنے پر قادر نہیں جس کی وجہ سے اسی کی چند نمازیں فوت ہو گئیں، جبکہ اسی مرض میں اس کا انتقال ہو گیا، اب اس کی فوت شدہ نمازوں کی قضا کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- اگر کسی بیمار سے شرعی عذر کی وجہ سے کچھ نمازیں فوت ہو جائیں تو معتدین کے بعد ان کی قضا لازمی ہے تاہم اگر اسی بیماری میں مریض کا انتقال ہو جائے تو شرعاً اس کے قضا شدہ نمازیں ساقط ہو جائیں گی اور فدیہ وغیرہ لینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔

لما قال لعلمائہ ابن عابدین: فلو مات ولم یقصر علی اسقلوۃ بمیزان القضاۃ؛ فلا یزیمہ الا یصائبہ کالمفراؤ، فطرحت قبل التمامۃ زید دانت، <sup>۱</sup> باب صلوٰۃ المریض

مریض کو نماز کے لیے اٹھانا سنت ہے | سوال :- اگر ایک شخص دل و دماغ کا مریض ہو اور اسی تکلیف کی وجہ سے ساری رات

بے خوابی میں رہ کر صبح کے ترمیم سو جائے تو ایسے بیمار کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اگر کوئی شخص اُسے نماز کے لیے اٹھائے تو شرعاً کیا ہے؟

الجواب :- اگر یہ مریض نماز پر قدرت رکھتا ہو خواہ اشارہ سے کیوں نہ ہو، تو اس مریض کو نماز کے لیے اٹھانا بہتر مگر نہی کے کام میں امداد اور عیادت ہے۔

تعدوہ تعاضاً، تکاؤن، اعمیٰ البیرۃ مشغول۔ (سورۃ المائدہ ۱۱) رکوع ۱ آیت ۱۱۔  
وبعدیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: عن ابن بکرۃ رضی اللہ عنہ عن ابیہ

خرجت مع النبی اللہ علیہ وسلم لصلوٰۃ الصبح فکان لا یترک لیل الا تاوہ بالحق

۱۔ قال العلا بن عقیل: حتی یوما المریض ایضا من ذلک الوجه لم یکن علی الصلوٰۃ وجب علیہ قضاءہ  
۲۔ یزیمہ الذی یصاو قصار کالمسافر۔ زالحمد للآئی ۱۴۲۵ھ۔ باب صلوٰۃ المریض



اور حرکت ہر جگہ۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۹ باب الاضطجاع بعد عام) لے  
 نماز کے قیام کے مقولہ میں ڈاکٹر کے مشورہ کی حیثیت | سوال :- ایک مریض کو رکنا چاہیے  
 ہو کر نماز پڑھنے سے بیماری بیماری بڑھ جائے گی، لیکن وہ ڈاکٹر کا کہنا نہیں مانتا اور کھڑے ہو کر  
 نماز پڑھتا ہے، لہذا اس شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق بیٹھ کر  
 نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- نماز میں قیام فرض ہے، اگر مریض کو قیام پر قدرت حاصل ہو اور وہ مریض کتب  
 زبانی کا اندیشہ نہ ہو، کھڑے ہونے سے کوئی تکلیف بھی نہ ہوتی ہو تو بلا غرض قیام ترک کرنا جائز  
 نہیں، البتہ وہ شخص کو قیام ترک کرنا فرض ہے۔ مذکور کے تحقق کا دار و مدار مریض کی مرضی ہو کر  
 ہوئے پر ہے، اگر بیمار کو خود پر احساس ہو کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے بیماری بڑھ جاتی ہے،  
 علاوہ ازیں ڈاکٹر اگر حلقہ بیماری میں ماہر ہو اور مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ نماز کی حقیقت کا  
 بھی قائل ہو تو یہ ڈاکٹر کے مشورہ پر مریض عمل کر سکتا ہے۔

لما قال الامام ابو القاسم: اذا عجز المريض عن القيام صلى  
 قائماً (بیرک دیمسجد) انصراد اعم من ان عجزه الحقيقي حتى لو قدر على  
 انقيا: انكى يظف بسببه ابطاء بوط اوكا يبعدها لاشد يد (اذا قام جازله  
 تركه) (فتح المندرج ج ۱ ص ۱۸۹ باب صلاة المريض)

قال ايضا: ثم معرفته راي نحياد المريض) ذلك باجتهاد المريض في الاجتهاد  
 غير مجزئ الوهم بل هو غلبة ظن عن امارة او جبرية: باخبار طبيب مسلم

لما اخرج الامام ولي الدين ابو عبد الله بن محمد بن عبد الله الخطيب  
 عن ابى بكر قال خرجت مع النبي صلى الله عليه وسلم فكان لا يعبر بيني وبين  
 الا ناداه بالصلاة او حركه برجله -

قال الملا علي قاري في شرح الحديث: فيه حث على ايقاظ التائم ونحوه  
 للصلاة ويؤخذ من شعره برجله جواز ذلك من غير كراهة -  
 (امرقاة شرح مشكوة المصابيح ج ۲ ص ۲۵۱ باب الاذان الفصل الثالث)

غیر ظاہر النفس۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۲۸۲) فصل دوم کان مریضاً فی مضای (۱) لہ  
رکوع اور سجدہ پر قدرت نہ رکھنے والے کیلئے قیام کا حکم | سوال نہ ایک مریض نے  
 اُسے رکوع اور سجدہ کرنے سے منع کیلئے لیکن قیام پر وہ خوب قادر ہے، تو کیا اس صورت میں اس کی  
 نماز میں قیام کے بغیر درست ہوگی یا نہیں؟

**الجواب** نہ اگر یہ شخص سجدہ پر قادر نہیں تھا حتیٰ قیام ساقط ہے تاؤ تھکیر محتاج ہو جائے  
 بہذا شخص میں رکوع اور سجدہ اشارہ سے پڑھ کر رکھوے ہونے کی بجائے پھر کرا کر ادا کرنا زمین کے  
 نزدیک ہے اشارہ کرتے وقت سجدہ کیلئے رکوع کی برائیت فدا نیچے ہو کر اشارہ کرے۔

قال الحنفی: «ادعی قاعدت شاذ بکون وجودہ من بعض النقیات قیاماً وان  
 تعدد رکوعاً و سجداتہ» یعنی تعدد رکوعاً و سجداتہ تعدد النقیات کا قیاماً و تعدد رکوعاً و سجداتہ  
 افضل من التیارات القویۃ من الارض۔ و یجوز سجودہ اخص من سجودہ لزمناً و کذا یجوز الی  
 وجہ شیئاً یسجد علیہ فافہذ یکرر تحریراً (الدر المختار علیٰ مشر و المختار ج ۲، باب فی مرض و غیرہ)

لہ قال الحنفی: «من تعدد علیہ النقیات لمرض فلیها اونیہا و فی النقیۃ بان تات ذلک و ابطاء  
 بہ بقیامہ و اوجوب قیامہ الماشیون علی قاعدت شاذ بکون وجودہ من بعض النقیات  
 قد مر علی بعض النقیات و یؤتی علی بعض اوصاف قیاماً و لایزید من رکوعہ و سجداتہ» (در مختار ج ۲ ص ۲۸۲)  
 و ایضاً قال: «و مریض خائف از زیادہ لمرضہ و صحیح خائف من المرض و خافہ خافت  
 اضعف بقلۃ الخوف بأمارۃ و تجزیۃ او باخبار طیب خائف مسلم مستحضر»۔

(الدر المختار ج ۲ ص ۲۸۲) فصل فی اعراض البیۃ (المصوم)  
 و یؤتی فی الحدیث ج ۱ ص ۱۳۱، ہمیشہ ایضا کہ من فی ذلک و فی بعض النقیات لمرض۔  
 لہ قال عبد اللہ الحنفی: «و خائف از زیادہ المرض علی قاعدت بکون و یسجد و مویان تعدد رکوع  
 سجودہ اخص و کذا یجوز الی وجہ شیئاً یسجد علیہ۔ فان فعل و هو بعض رأسہ صحیح  
 و الا لا۔ و اد تعدد رکوع و سجود لا النقیات او ما شاذ»۔

«کنز الدقائق علی هامش البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۲» باب ملوۃ المریض  
 و مؤلف فی السہایۃ علی مدد تہم القدیر ج ۱ ص ۱۱۲ باب ملوۃ المریض۔

**مسعودی کی نماز کا طریقہ** | سوال :- ایک شخص کسی شہیدہ عاثرہ کا شکار ہو رہا ہے اب اس کی حالت یہ ہے کہ ناف کے نیچے بالکل ہے جس پر کچھ ہے، منہ دئے کے بعد اس کا پیشاب پائپ کے ذریعہ نکال دیا جاتا ہے، پیشاب نہ نالی کے ساتھ دونوں رات پائپ لگا رہتا ہے جس کے ذریعہ غلہ قحط پڑتا رہتا ہے اس کی حالت میں جمع ہو رہا تھا ہے۔ یہ شخص کے لیے نماز کا کیا حکم ہے؟ جو کہ وہ قیام اور کوٹ اور بیچ پر بھی قادر نہیں، اس کے علاوہ خود وضو کرنے سے قاصر ہو کر کسی دوسرے سے استنجاء اور وضو کرانا بھی مشکل ہے، تو ایسے شخص کے لیے حکم اور وضو کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** ایسے مذہب و شخص کا یہ مذہب تک سرحد ہوگی ایسی صورت میں یہ بطور وضو کے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر جسم کی قدرت بھی نہ ہو تو غیر عار بنا نماز ادا کرے گا، اور عاثرہ بھی وہی ہے۔  
قال المحقق (واعصموا قد) ای انما والفتوب غا وکت العاجز عنهما المرضی بنصرهما عندہ وقد ثبتہ، بالنظرین وجوباً لا بد یفتی والیہ مع رجوعہ ای الاحکام فی الفیض وفيه الفیض مطروح الیدین والربیلین اذا كانا یجھد جراحة یسلی بغیر طهارة ولا یمیم (روا بعد علی الاصح)۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ صفحہ ۱۰۱ باب التیمم)

جب قیام اور کوٹ اور بیچ پر بھی قادر نہ ہو تو یہ شخص اشارے سے نماز واکہے گا۔ اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ چار ہاتھ پر لیٹ کر بائیں ہاتھ کی انگلی سے کوئی شخص ٹھیکے یا بیٹ کے نیچے سر ہاتھ یا کوئی دوسری چیز رکھے تا کہ سر نہ اٹھائے اور اشارے سے کہ سکے اور اگر ایسی پر بھی نہ ہو تو بیچ پر بھی اشارے سے نماز پڑھے۔

قال المحقق (رمی) تمرود علیہ التیمم ای کہ مراد منہ (حقیقی) ان یلمسہ بانقیام ضرر بہ یشی۔  
قولہا (وفیہ) ای فیضہ ناف حکمی یا فی ذلک ذلک (وبی بقرینة) حدیث دلت علی وجوبہا  
شدیداً لو کان لوصلی ما یجلس یؤتمم علی ذلک (وہو مستغنی عن دسوة وانما فائدہ یلزمہ لا یلزم  
الحدیث کہ فی شاعلی الذہب ان المرضی استغنی عن ذکر کلین فلیست لای الخ فی وضو الخ (وان تعدد ھو عدم  
دو حکم) واما مستغنی عن ذکر (فی جردہ غولقبہ) غیر کہ ینصب رقبۃ کربۃ مہ لرجل فی اقلہ  
ویرجح دلتہ بیچ البصیر وجہ الیہا الخ بل بالحدیث علی هامش رد المحتار ج ۱ صفحہ ۱۰۱

باب صلوۃ الخریض (۱۰)

لے وقت کے فی کتوا اہ تاق علی هامش البحر الرائق ج ۲ صفحہ ۱۰۱ باب صلوۃ الخریض۔

## باب سجدة التلاوة

(سجدة تلاوت کے احکام و مسائل)

**سوال :-** اگر سجدہ کی سجدة تلاوت کے وجوب کیلئے پوری آیت کا پڑھنا یا سننا ضروری ہے پوری آیت تلاوت نہ کی جائے بلکہ نصف یا اس سے زائد سہر تلاوت کی جائے تو اس صورت میں سجدہ واجب پڑھا نہیں جائیگا۔ **الجواب :-** سجدة تلاوت کے وجوب کے لیے پوری آیت کا پڑھنا یا سننا ضروری ہے اگر نصف یا اس سے زائد سہر کی تلاوت کی ہو اور جس کلمہ میں حرف سجدہ واقع ہوتے ہوں اس کی تلاوت نہ ہو جس کے قوسیدہ واجب نہیں رہے گا، البتہ ایسا کرنا صحیح نہیں کہ سجدہ کی جگہ پر پہلے اس کو چھوڑ دے۔

قال علامہ ابن العبدینؒ: "تحققوا لیه یجب بسبب التلاوة" یعنی التلاوة مع حروف، مشورۃ، وانصحیح النہای، ذرا حروف، استجودہ وقبلہ کلمۃ او بعدہ کلمۃ وجبہ لہ (مہد المعارج آیت ۱۱۱) باب سجود التلاوة (ص ۱۷)

**سوال :-** مقرر کیا گیا ہے کہ دیکھتے تلاوت کے لیے سجدة تلاوت کے لیے طہارت شرط ہے طہارت شرط نہیں اس لیے بلا وضو تلاوت کیے ہوئے اگر نہیں آیت سجدة تلاوت کی جائے تو سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** صورت مسواریں تلاوت قرآن کے لیے اگرچہ طہارت (وضو) شرط نہیں لیکن سجدة تلاوت کی ادائیگی کے لیے طہارت شرط ہے اور چونکہ سجدة تلاوت علی الفور واجب نہیں اس لیے بغیر وضو کے جو آیت سجدة پڑھی جائے تو طہارت حاصل کرنے کے بعد سجدہ ادا کیا جائے گا، بغیر وضو کے اگر سجدہ کیا گیا تو از حد کے شرط اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

قال علاؤ الدین انکشافیؒ: "واما عنہا الجواز فکل ما هو شرط وجواز الصلوۃ من

لہ لانی الفہدیۃ، دونہا آیت الاستجودۃ الا التعریف الذی فی اخوہا کا یسجد، الخ (انکشافی: الفہدیۃ جو امس) باب الثانی عشر فی سجود التلاوة (ص ۱۷)

طہارت، لحدث وحی، نوضو، وانفس، وضو، طہارت النجس وحی، طہارت البدن۔ الخ  
 زبدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۸۹ فصل اما شرائط الجنان لہ

**آیت سجدہ پڑھنے اور سُننے سے سجدہ کا وجوب** | سوال :- آیت سجدہ پڑھنے یا  
 سُننے سے سجدہ کے وجوب کی دلیل  
 کیا ہے ؟ یہاں اوقات سُننے والے کا ارادہ نہیں ہونا، کیا ارادہ نہ ہونے کے باوجود سجدہ تلاوت  
 واجب ہوگا ؟

**الجواب :-** اخلاف کے نزدیک آیت سجدہ پڑھنے یا سُننے سے ہمہ واجب ہوتا ہے  
 اس میں سُننے یا پڑھنے والے کے قصد و ارادہ کا کوئی دخل نہیں۔

لما ورد فی الحدیث : اذا قرأ ابن آدم السجدة اعتوز الشیطان بیکری و یسئول  
 یا وینہ اعوان آدم۔ الخ (المصحیح المسند لمحمد بن ابی یان، علق ۸۹، لکھنؤ)۔  
 اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیٰ طہور پڑھنے کی آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ  
 کرنا ثابت ہے، جبکہ اکثر روایات میں سجدہ کا حکم دیا گیا ہے جس سے عوامی سجدہ کے بغیر  
 ممکن نہیں ہے۔

**آیت سجدہ سُننے سے بھی سجدہ واجب ہوتا ہے** | سوال :- کیا سجدہ تلاوت  
 سُننے سے بھی واجب ہوتا ہے یا نہیں نیز کیا سُننے میں قصد و ارادہ کا کوئی دخل ہے یا نہیں ؟  
**الجواب :-** سجدہ تلاوت کے وجوب اور اس کے لیے آیت پڑھنے کے مدونہ سجدہ بھی ایک  
 سبب ہے، لہذا جب بھی آیت سجدہ سُننی جلتے تو اس سے سجدہ واجب ہو چکے گا، تاہم اگر اس وقت

لہ وقال ماہرین عبد الرشید البغدادی : ویشرک لک لاد الشیطان ما یفتولک لاد، لفتولہ و یمن  
 طہارة النجس والبدن والمکان۔ فی (اجل صلیۃ الفقہاء ج ۱ ص ۱۸۹) باب سجود التلاوة :  
 ویشرک فی السجدة ج ۱ ص ۱۸۹۔ باب الثالث عشر فی سجود التلاوة :۔  
 لہ وقال علاء الدین البکاسانی : قویہ حکای فی الحدیث دلیل علی کون ابن آدم ماعور بالسجود  
 و مطلق اکامر لوجوب الخ (زبدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۸۹) فصل اما سجود التلاوة :  
 ویشرک فی السجدة ج ۱ ص ۱۸۹۔ باب الثالث عشر فی سجود التلاوة :۔

بجہ کر سکی فرصت نہ ہو تو پھر میں ادا کیا جائے۔

قال برهان الدين المرفي في حق، والسجدة واجبة في هذه المواضع على النكاح والسامع سواء قصد معاجلة القرآن أو لم يقصد الخ (الهداية ج ۱، مسئلہ ۱۰۸۱ باب سجود التلاوة) ط

ٹی وی، ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سجدہ تلاوت کا عدم وجوب | سوال: میری ٹیپ ریکارڈ کے

ذریعہ اگر آیت پڑھی جائے تو کیا اس کے سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟  
بہا اذقت کسی قاری کی آواز براہ راست بھی سنی جاتی ہے، کیا ریکارڈنگ اور براہ راست دونوں کا حکم ایک ہے یا دونوں میں فرق ہے؟

الجواب:۔ ریڈیو، ٹی وی اور ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ ریکارڈ شدہ تلاوت جب سنی جائے تو آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا مگر یہ معنی کے نزدیک براہ راست سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

قال علاء الدين الحصكفي: لا يجب بسماعه من الصدى والطير ومن كان قال حقاً  
كأبنا الصبي الخ (الدم المحتار على صمد رد المحتار ۲۴۴ مش ۱۰۸۱ باب سجود التلاوة) ط  
اوقات کروہ میں سجدہ تلاوت کرنے کا حکم | سوال: ساگر اوقات گم ہوئیں تلافی  
کرتے ہوئے کبیں سجدہ کی آیت پڑھی

جائے تو کیا اس وقت سجدہ کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ غارتہ از صلوة سجدہ تلاوت کا ادا کیے علی الغرض واجب نہیں یہ حرمت  
میں ادا کیا جائے تو ذمہ غارتہ ہو جاتا ہے، پھر بھی مکروہ اور غیر مکروہ وقت کی رعایت ضروری

لہ وقال علاء الدين الكاساني: وأما سبب وجوب السجدة فليس وجوبها بعد شيئين  
استلاوة أو السماع الخ (ربائع الصنائع ج ۱، مسئلہ ۱۰۸۱ باب سجود التلاوة) ط  
وَمِنْهُ فِي رد المحتار ۲۴۴ مش ۱۰۸۱ باب سجود التلاوة۔

ثم قال علاء الدين الكاساني: فيمنعها الأهلية النال وأهلها، بالشيء وقد وجد فوجد  
سماع تلاوت صحيحة فتجب السجدة بخلاف السماع من البعير والصدى فإن ذلك  
ليس بتلاوة الخ (ربائع الصنائع ج ۱، مسئلہ ۱۰۸۱ باب سجود التلاوة) ط  
فَيُحْتَكَمُ فِي خلاصة الفتاوى ج ۱، مسئلہ ۱۸۲ الفصل السابع عشر في وجوب سجدة التلاوة۔

ہے، جب سجدہ کا وجوب وقت شروع میں ہو تو اس کی ادائیگی اوقات مکروہ میں جائز نہیں آیت  
اگر اوقات مکروہ میں جب آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے تو سجدہ کی ادائیگی ان اوقات  
میں جائز ہے۔

امامی، المنتہیۃ: ولو تلاھا فی وقت مباح فسجدھا فی اوقات مکررہ ہستہ لہ  
تجوز۔ الخ: الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱ الباب الثالث عشر سجود التلاوة (۱) سجدہ

متعدد آیات سجدہ کے لیے ایک سجدہ کافی نہیں | سوال: اگر ایک مجلس میں  
کرتے وقت متعدد آیات سجدہ پڑھے تو کیا یہ شخص ہر ایک آیت سجدہ کے لیے ملوث ہوگا  
سجدہ کرے گا یا تمام آیات کے لیے ایک ہی سجدہ کافی ہے؟

الجواب: یہ متعدد آیات سجدہ پڑھتے وقت ہر سجدہ کے لیے سبب مختلف ہے،  
اس لیے ایسی صورت سجدات میں تدخلی مرفوع نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک آیت پر الگ الگ  
سجدہ کیا جائے گا، البتہ ایک آیت سجدہ کسی ایک مجلس میں بار بار پڑھنے سے جب تک  
جلس برقرار نہ ہو تو ایک سجدہ کافی ہے۔

قال علامۃ ابن عابدین: (تحت قوله ولو کرہا فی مجلسین مکررات بالاصل  
لہ کایقین الوجوب) الا باحد امور الثلثۃ اختلاف التلاوت والسماح او المجلس  
(رد المحتار ج ۳ ص ۱۱۱) باب سجود التلاوة (۲) سجدہ

سجدہ صلوٰۃ کی نیت رکوع میں جائز ہے | سوال: نماز میں سجدہ تلاوت کے  
وجوب پر اگر مستقل سجدہ کی جگہ مکروہ میں

نہ وقال علامۃ ابن عابدین: (تحت قوله بشرط (تلاوة) وکنز بشرط لہا الوقت  
حتی ولو تلاھا وسمعھا فی وقت غیر مکروہ تلاھا فی وقت مکروہ کالتجوز الخ  
(رد المحتار ج ۳ ص ۱۱۱) باب سجود التلاوة (۳) سجدہ

ویشک فی خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۱۱ الفصل الثامن عشر فی التلاوة والایمان الخ  
لہ وقال علماؤنا رحمہم اللہ: (فمن قال لا یسجد الا بعد الاذان والاعانۃ الا  
(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۱۱) باب سجود التلاوة (۴) سجدہ

سجدہ کی نیت کرے تو کیا اس سے ذمہ خارج ہو جاتا ہے یا مستقل سجدہ ضروری ہے ؟  
**الجواب**۔ واضح ہو کہ سجدہ صلوٰۃ نماز سے خارج نہیں کیا جا سکتا ہے، اس لیے جو  
 سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہو تو وہ نماز ہی میں ادا کیا جائے گا۔ اب اگر نمازی نماز میں مستقل  
 سجدہ کر کے اپنی بقیہ نماز جاری رکھتا ہے تو شرعاً جائز ہے اور اگر رکوع میں جاتے وقت  
 سجدہ تلاوت کے لیے دل سے ارادہ کرے تو بھی شروع ہے، البتہ نیت کے بغیر رکوع میں  
 سجدہ صلوٰۃ نماز میں ادا نہیں ہوگا، لیکن رکوع میں سجدہ کی نیت کے لیے یہ شرط ہے کہ نیت  
 سجدہ پڑھنے کے بعد رکوع کرنے کو نیت کیا تے پڑھنے سے زیادہ فاصلہ نہ ہو ورنہ پھر رکوع  
 میں نیت صحیح نہیں۔

قال حسن بن عمار، ویجوز عتھا ای من سجدة التلاوت رکوع الصلوة  
 ان فوہا ای غوی ادا شہافہ، وخصہ وانقطاع بان یقرأ اکثر من ایتین بعد  
 آية السجدة تاکما جماع۔ مرقا للامام علی رضا علیہ السلام باب سجود التلاوت۔ ۲۱۰  
**سوال**۔ یہ صحیح مادی سے  
**حصر اور صحیح کے وقت سجدہ تلاوت جائز ہے**  
 سے مغرب تک فرائض کا پڑھنا جائز نہیں، کیا ان اوقات میں سجدہ تلاوت کیا جا سکتا ہے  
 یا یہ بھی منوع ہے ؟

**الجواب**۔ ان اوقات میں فرائض اگرچہ منوع ہیں لیکن قضاء نمازوں کی طرح ان  
 اوقات میں سجدہ تلاوت کی ادائیگی جائز ہے۔

قال علاؤ الدین الحسینیؒ: لا یکن قضاء فائتة ولو قرأ او سجدة تلاوت و  
 صلوة جنازة۔ الخ۔ زاد المسیر ج ۱ (مشکوٰۃ کتاب الصلوة) ۳۵۵  
 نہ وقال علاؤ الدین انکاسانیؒ: فینظر ان کانت آية السجدة فی وسط السورة فینبغی  
 ان یحتم۔ الخ۔ (ردائع الصنائع ج ۱) مشکوٰۃ فصل فی کیفیت ادا شہام  
 و مشکوٰۃ فی البیحا الرائق ج ۲، مشکوٰۃ باب سجود التلاوت۔  
 نے وقال ابن ہمامؒ: واداءہا لیس علی الفور حتی لو اداها فی ائی وقت کان یحکون  
 مود یؤا فنیاً۔ (فتح القوری ج ۱) مشکوٰۃ فصل فی الاذان التي تکرر فی الصلوة  
 و مشکوٰۃ فی الفتاویٰ الہندیة ج ۲، مشکوٰۃ الباب الثالث عشر باب سجود التلاوت۔



کیا بغیر قیام کے سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے؟ سوال :- اگر کوئی شخص غارِ صلوٰۃ نماز کے علاوہ) آیت سجدہ پڑھ کر فوراً بغیر قیام

کے سجدہ تلاوت کرے تو کیا یہ جائز ہو گا یا نہ ہو گا؟ پھر سجدہ تلاوت ادا کرے؟  
الجواب :- نماز سے خارج سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تیت کر کے  
اللہ اکبر کہنے کے بعد سجدہ کرے۔ یہ بغیر قیام دین کے ہوا جائے، سجدہ میں تسبیحات کا ذکر کر کے  
پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے بغیر سلام کے اٹھ جائے، البتہ اگر کوئی بیٹھ بیٹھ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے  
تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

قال العلامة ابن نجيم، وما يشعب لادناه ان يقوم في سجدة لا يخلو ورد سقوط  
من القيام وان قرآن وزد به وهو مروي عن عائشة رضي الله عنها وان لم يفعل لم  
يفسر. (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۰ باب سجود الاستعاذة)۔

سوال :- ایک شخص بغیر وضو تلاوت قرآن مجید کرتا تھا  
بنا وضو سجدہ تلاوت کرنا اس دوران اس نے آیت سجدہ تلاوت کی، تو کیا یہ شخص  
بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر کسی عذر کی وجہ سے سجدہ تلاوت فوراً کرنا مقدر ہو تو آیت سجدہ پڑھنے کے  
بعد رکعات پڑھ لیے جائیں، سُبْحَانَكَ رَبَّنَا رَبَّنَا قَبْلِكَ الْمُحْسِنِينَ اور پھر جب موقع  
ملے تو سجدہ ادا کر لیا جائے۔

قال العلامة عالم بن علاء الانصاري، ويستحب لنا في اول السجدة ان نكلم الله  
ان يقول: سُبْحَانَكَ رَبَّنَا رَبَّنَا قَبْلِكَ الْمُحْسِنِينَ، رَوَاهُ ابْنُ مَرْثُومٍ عَنْ ابْنِ مَرْثُومٍ، وَتَلَاوَهُ

له قال العلامة ابن عساکم، وقيل يكفي في الاستعاذة قول: لا اله الا انت محمد  
نعم وعلى قول ابن عباس لا اله الا انت لا تعبد الا الله كونه ويستحب ان يقوم في سجدة  
روى عنه من عائشة. (فتح القدير ج ۱ ص ۴۴۲ باب سجود الاستعاذة)  
وَبُذِّلَتْ فِي امْدَادِ الْفَتَاوَى ج ۱ ص ۴۴۲ باب في سجود الاستعاذة۔

ثم قال العلامة حسن بن عساکم، ويستحب لنا في اول السجدة ان نكلم الله  
سُبْحَانَكَ رَبَّنَا قَبْلِكَ الْمُحْسِنِينَ، رَوَاهُ ابْنُ مَرْثُومٍ عَنْ ابْنِ مَرْثُومٍ، وَتَلَاوَهُ

سوال :- اگر کوئی شخص سب سے پہلے اُدی  
سوئے ہوئے آدمی سے آیت سجدہ سُنتا  
کے زبان سے آیت سجدہ سُنے تو کیا اُس پر  
سجدہ تلاوت واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :- سجدہ تلاوت ہر اس آیت سجدہ کی تلاوت کے ساتھ واجب ہوتا ہے  
جو مکلف شخص سے سُنی جائے وہ شخص بیدار ہو یا سویا ہوا ہو لہذا صورت مشورہ میں  
سجدہ تلاوت کرنا لازم ہے۔

لما قال العلامة ابن نجيم: متلا آية السجدة وهو قائم فسمع رجل يلزمه  
السجدة - (البحر الرائق ج ۱ ص ۱۹۹) باب سجود التلاوة م لہ

سورہ حج کی دہموی آیت سجدہ پر سجدہ کرنا  
سوال :- ہمارے محلہ کی مسجد کے قاری صاحب  
آیت سجدہ کے پڑھنے پر سجدہ کیا جو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مقام سجدہ ہے تو کیا قرنی  
کے مطابق اس مقام پر سجدہ کرنے سے نماز پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- ایسا کرنے سے نماز میں تو کوئی نقصان نہیں آیا البتہ اگر اس مقام پر  
سجدہ کرنے والا عالم ہو اور اس نے قوت دلیل سے راجح کچھ کر سجدہ کیا ہو تو کوئی کوہمت  
نہیں اور اگر بلا دلیل کے سجدہ کیا ہو تو پھر محض فقہ کے مطابق موصوفہ نے بلا ضرورت  
تأخیر کیا ہے اس لیے سجدہ صحیح واجب ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدین: ولا يهران ذلك السجدة من الجهد في إيمان  
لا يجتهد فيه من ع: (رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۵) باب سجود التلاوة م لہ

سوال :- جناب مفتی صاحب! کچھ ایک مسئلہ  
سورہ ص میں آیت سجدہ کو کون سی ہے درجش ہے اور کس سورہ ص میں آیت سجدہ

نہ قال العلامة طهري: عبد الرشيد البخاري: (أومن التام الصحيح أنها يجب أن يسجد  
منه - (خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۸۸) الفصل السابع عشر في وجوب السجدة التلاوة

وَمُتَنَّهُ فِي التَّائِيَةِ عَشْرَةِ سَجَدَاتٍ - (سجدة التلاوة -

تتمة العلامة سيد محمد طهري: (تحت قولنا لم يرد في التلاوة وقال الشافعي فيها سجدتان  
لما جاء ابن عباس وابن عمر قالوا لا سجدة التلاوة في الصحيح إلا في التلاوة سجدة الصلاة -

(طهري ص ۱۸۸) باب سجدة التلاوة

تَحَرُّزًا كَعَدَاؤِ آثَابٍ آيَا هِيَ أَوْ لَا هِيَ بَلْ هِيَ مَابِ آيَا هِيَ إِنَّ دُونَهُنَّ مَعَالِمَاتٍ مِنْ سَمْعِ  
کس مقام کی تلاوت پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے ؟

الجواب :- سورہ نوح کے مقام پر سجدہ میں تہجد کا اختلاف ہے امام زہریؒ نے  
عَوَزًا كَعَدَاؤِ آثَابٍ کو سجدہ کی جگہ قرار دیا ہے مگر علامہ شرنبلالیؒ نے حسن ماب کو سجدہ  
کی جگہ قرار دے کر اسی کو رائج قرار دیا ہے۔

قَالَ الْعَلَامَةُ ابْنُ مَابٍ دِيْنًا وَفِي هَذِهِ عِنْدَ حَسَنٍ مَابٍ مَوَالِي مِنْ قَوْلِ  
الزَّيْلَعِيِّ عِنْدَ وَثَاقٍ - رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۱ باب سجود التلاوة ج ۱

سوال :- اگر کوئی شخص سجدہ تلاوت سے بچنے کیلئے  
آیت سجدہ کو ترک کرنے کا حکم  
آیت سجدہ کی تلاوت چھوڑ دے تو کیا ایسا گناہ بڑا ہے  
یا نہیں ؟

الجواب :- اگر کوئی شخص تلاوت کے دوران سجدہ تلاوت سے بچنے کی غرض سے آیت سجدہ  
کو ترک کر دے تو ایسا گناہ راست سے غالی نہیں اسلئے ایسا کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

لَا تَأْمُرُوا بِالْعَدْوِ إِبْرَاهِيمَ الْحَلْبِيِّ، وَيَكْفُرُوا بِمَا لَكُمْ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْغَيْبِ وَأَمَّا يَوْمَ تَبُوءُ  
لَا تَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ مِنْ السَّجْدَةِ وَالْأَسْكَافِ عَلَيْهَا وَإِنْ يَسْأَلُكَ الْبَشَرُ مِنْ شَيْءٍ فَاسْأَلْهُ  
(کسیوری ص ۴۷۰ باب سجود التلاوة ج ۱)

سوال :- اگر کوئی شخص نماز  
نماز سے غافل شخص کا آیت سجدہ پڑھنا اور نمازی کا سننا  
میں مشغول ہو کر پانچ نمازیں پڑھے

لَهُ قَالَ الْعَلَامَةُ حَسَنُ بْنُ عَمَّارٍ - (وَمَنْ) وَقَدْ دَخَلَ فَنَافَسَهُ تَغْفِرُ بِهِ وَتَحَرُّزًا كَعَدَاؤِ آثَابٍ  
تَغْفِرُ لَهُ ذَلِكَ وَإِنْ نَهَيْتَهُ أَنْ لَا تَفْعَلَ وَتَحَرُّزًا مَابٍ وَهَذَا هُوَ الْأَوَّلُ مَعَ الْقَوْلِ الزَّيْلَعِيِّ تَجِبُ عِنْدَ  
قَوْلِهِ تَعَالَى: وَتَحَرُّزًا كَعَدَاؤِ آثَابٍ وَهَذَا بَعْضُهُمْ عِنْدَ طَوَّالٍ، وَتَحَرُّزًا مَابٍ - وَرَقَّ الْعَلَامَةُ ص ۳۸۸ باب سجود التلاوة ج ۱  
مَعَ الْقَوْلِ الْعَلَامَةِ الْكَاسِبِيِّ: يَكْفُرُ الْمَرْجُلُ بِتَرْكِ آيَةِ السَّجْدَةِ مِنْ سُورَةِ يُسَافِرُ لَنْ فِيهِ تَطْلُعُ نَفْسُهُ مِنَ الْقُرْآنِ وَتَحَرُّزًا  
وَأَتْلَعَ الْعَلَمُ وَالْكَافِ مَابٍ مَوْجِبًا تَنْ لَمْ تَعْلَمْ، وَتَوَافَرَتْ آثَابُ مَا تَبَيَّنَ حُزْنُهُ - اعْتَابَهُ كَمَا تَقْبَلُ وَهَذَا  
يَتَضَعُ كَرَاهَةً ذَلِكَ - (رَدُّ الْمَعَالِفِ ج ۱ ص ۱۹۲) باب سجود التلاوة ج ۱

وَيُشْفَعُ فِي الْبَاحِلَانِ نَقِي ج ۲ ص ۱۹۲ - باب سجود التلاوة ج ۱

لے آیت بجد تلاوت کی اور نمازی نے دوران نماز میں تو سامع و نمازی ایک بجد تلاوت  
ادکرے گا؟

**الجواب:** بجد تلاوت آیت بجد سنتے ہی ادا کرنا چاہیے مگر جو آیت بجد غیر نماز  
سے دوران نماز کسی جگہ تو بجد کی اور بھی بعد از نماز کی جائے گی، دوران نماز بجد تلاوت  
نہیں کرنا چاہیے۔

لما تامل العلامة المحقق: ولو سمع المصلی سجدة من غير ان يسمع سجدة فيها لا يفتقر  
ملازمة بل يسجد بها. رائد المختار في صدره المجلد ۲۲ مسئلہ باب سجود، فتاویٰ ملہ

**سوال:** اگر کوئی آدمی آیت  
صرف آیت بجد رکھنے سے بجد تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ بجد اٹھوں سے نکلے مگر  
زبان پر اُسی کا اجراء نہ کرے تو کیا اس پر بجد تلاوت واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب:** بجد تلاوت کے وجوب کے لیے پوری آیت بجد کا زانی پڑھنا ضروری ہے  
اگر کوئی آدمی آیت بجد صرف کاغذ وغیرہ پر لکھے اور زبان پر اس کا اجراء نہ کرے تو ایسے  
آدمی پر بجد تلاوت واجب نہیں۔

قال العلامة المحقق: يجب بسبب تلاوة آية نية قال بن ماجة، احترازاً  
كتبوا او تمجها فلا سجود عليه. رائد المختار ۲۲ مسئلہ باب سجود، فتاویٰ ملہ

**سوال:** کیا صرف آیت  
صرف آیت بجد کے ترجمہ سے بھی بجد تلاوت لازم ہے۔ بجد کا ترجمہ پڑھنے سے

لے قال العلامة الكشاف: اما اذا سمع المصلی من نية في السجدة حيث يسجد تخرج السجدة  
لان السجدة وجبت عليه وليس من افعال المصلي لأن تلك تلاوة ليست من افعال السجدة  
عدم الشك في نية في السجدة في السجدة والوجوب عليه بسبب سماعه والسمع ليس من افعال  
السجدة او لو كان من افعال السجدة امكن ادخاله في السجدة في السجدة او لو كان من افعال السجدة  
ومثله في البحر الرائق ۲۲ مسئلہ باب سجود، فتاویٰ ملہ

لے قال العلامة ابراهيم الحلبي: ولكن لا يجب بالكتابة او الخط من غير تلفظ لانه لم يقرأ  
ولم يسمع - (کبریٰ مسئلہ ۲۲) باب سجود، فتاویٰ ملہ

سجدہ تلاوت واجب ہو رہا ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** قرآن مجید کے الفاظ اور معانی دونوں کا نام ہے اس لیے اگر کوئی شخص پوری آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہو جائے گا، البتہ فقہ میں تاخیر یہاں کرنے سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

قال العلامة بغضتفی: والتماع شرطی للقول بالتلی ولو بالقرآن لیس الاخیر قال ابن عابدین، رخصت قوله اذا اخبر، ای بانها آية مسجدة سواء فهمها او لا۔

(رد المحتار ج ۲ ص ۵۸۱ باب سجود التلاوة) ملخص

**سوال :-** اگر کسی شخص نے نماز میں سجدہ تلاوت بلا تاخیر فوراً ادا کرنا ضروری ہے؟  
**الجواب :-** اگر میں آیت سجدہ تلاوت کی مگر فوراً سجدہ نہیں کیا بلکہ کچھ اور زیادت تلاوت کرنے کے بعد سجدہ تلاوت کیا، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

**الجواب :-** سجدہ تلاوت آیت سجدہ پڑھنے یا سنتے کے بعد فوراً ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ اگر سجدہ پڑھتے یا سنتے ہی کسی وقت سجدہ تلاوت نہ کیا جائے تاخیر کرنا موجب گناہ ہے البتہ یہ صورت مجبوری تاخیر کر سکتی ہے۔

قال العلامة محسن بن عمار انشد تبالاً، وخطبها الوجوب علی الفور فی المصلیة وکفی التراتیل ان کانت غیر مصلوئة۔ قال الشيخ ابن تيمية احمد قطعاً وکفی، رخصت قوله علی الفور ای فوراً بتلاوة وظاهر انه لی آخر الملی رکعة ثانية انهم لم (المطالع طائر مراقب الفلاح) من باب سجود التلاوة (ک) ملخص

قال العلامة محسن الدين الشافعي تالاً، ولو تلى بالقرآن لیس عليه في من، بها السجدة ففهم مع ولم يعلم الا بعد ان سأل عن قول آية التبعة۔ (فتاوى شيخنا حنابل بن عبد الله) ملخص  
 وکفی فی المصلیة ج ۱ ص ۳۲۱ الباب الثالث عشر من سجود التلاوة۔

ملخص قال العلامة انکساقاً لما وقت ادوم هائی المصلیة فوقها فوراً المصلیة للمصلي وجوباً المصلیة علی الفور وهو انکساق المصلیة فوراً التلاوة وکفی سجدة فاما (افا حات قد دخلت فی الصلوة) وصار آخراً بالتفویت من الوقت۔ (البدیع المحتار ج ۱ ص ۱۹۱) باب سجود التلاوة (ک)  
 وکفی فی البحر الرائق ج ۳ ص ۱۳۲ باب سجود التلاوة۔

پہنندے کی زبان سے آیت سجدہ سننے کا حکم | سوال :- اگر کوئی شخص پالتو اور سدھائے ہوئے غولے یا کسی دوسرے پرندے سے آیت سجدہ سن لے تو کیا اس پر سجدہ تلاوت کرنا رزی ہے یا نہیں؟

الجواب :- وجوب سجدہ تلاوت کے لیے ضروری ہے کہ آل و غولے کے دل اور اہل ہو۔ اگر آیت سجدہ کا ظہور کسی غیر مکلف شخص سے ہو جائے تو سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا، اس لیے اگر کوئی شخص کسی سدھائے ہوئے پرندے یا کسی دوسرے غیر مکلف آلات (مثلاً ٹی وی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ وغیرہ) سے آیت سجدہ کی سماعت کرے تو اس پر سجدہ تلاوت لازمی نہیں۔

قال احمد بن حنبل: ولو سمع آية السجدة من حيوان صرحوا بعدم وجوبها على الغنم والحمير والاشياء وانظر ما راجعاً القاعدة ان من لم يسمعها لم يسمعها | سوال :- اگر کوئی شخص کسی پاگل یا سوسے پاگل اور مجنون سے آیت سجدہ سننے کا حکم | ہر سنی آدمی سے آیت سجدہ کی تلاوت سننے تو اس پر اور تالی پر سجدہ لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- چونکہ وجوب سجدہ تلاوت کے لیے تالی کا اہل اور مکلف ہو ضروری ہے اور پاگل چونکہ اس کا مکلف اور اہل نہیں اسلئے اس سے آیت سجدہ کی سماعت سجدہ لازم نہیں آتا۔ البتہ تاہم دوسرا سوال تو ایک حقیقت کی بناء پر مکلف ہے اس لیے اس سے آیت سجدہ سننے پر مختار توفی کے مطابق سجدہ لازم ہے لیکن خود تاہم پر عدم علم کی وجہ سے سجدہ لازم نہیں۔

قال العلامة ابن حنبل: والسماع من الجنون لا يوجبها ومن لم يسمعها لم يسمعها | والاشياء وانظر ما راجعاً القاعدة الثانية (خاتمة) |

لہ قال العلامة ابن عابدین: لكن ذكر شيخ الاسلام انه لا تجب بالسمع من مجنون ولا من رجل لا يسمع سماع تامة صحيحة وصحة الاعتقاد لم توجد. رد المحتار باب سجدة التلاوة | لہ قال العلامة الحسینی: وجب تلاوتهم یعنی لذكورین خلا الجنون المطبق فلا تجب تلاوته لعدم اهليته۔ (اللطائف علی صدر رد المحتار باب سجدة التلاوة) |

سورة حج کی آیت سجدہ کی تلاوت میں | سوال :- اضافہ کے نزدیک سورہ حج کی آخری آیت : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا شافعی مسلک امام کی متابعت کرنا وَأَسْجُدُوا لِلَّهِ عَبْدًا وَأَدْبَعُكُمْ سے فَلْيَسْجُدُوا لِلَّهِ عَبْدًا تک موجب سجدہ نہیں، لیکن اگر ایک شافعی مسلک امام کی اقتداء کی صورت میں جب امام صاحب یہ آیت پڑھ کر سجدہ کریں تو حنفی مسلک مقتدی کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب :- ایسے اجتہادوں اور اختلافی مسائل میں شدت سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ امام کی متابعت ضروری ہونے کی وجہ سے امام کے ساتھ سجدہ کر لینا چاہیے۔

قال العلامة ابن العابدین : رقت قوله المتابعة وظاهره انه يتبعه فيها لوجهان في الصلوة تكونه تابعا... الخ (رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۰ باب سجود تشاؤد)

سوال :- اگر کوئی شخص نماز آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد پانچ چھ آیتیں پڑھ کر سجدہ کرنا | سوال :- اگر کوئی شخص نماز آیت سجدہ تلاوت کی لیکن اس پر سجدہ کرنا بھول گیا اور مزید پانچ چھ آیتیں پڑھنے کے بعد سجدہ تلاوت کرنا یاد آیا تو فوراً سجدہ کیا، تو کیا اس شخص کی نماز ہوگئی یا نہیں جبکہ آخر میں اسی نے سجدہ سمجھیں کر لیا؟

الجواب :- تلاوت آیت سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کر لینا چاہیے، اگر نماز میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے ہو یا وگرنے پر سجدہ کرے تو نماز مرجائے گی مگر تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا ضروری ہو گا اس پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہو چکا ہے اور پھر سجدہ کی صورت میں نماز واجب عادی ہوگئے قال العلامة بطحان، فعلى المولى سجودها جزء منه ويتم به غير هذا يقضيها بتمام في حرمة الصلوة ولو بعد السلام - قال ابن عابدین، ثم نفسى الفروع عدم طواف المذنب تلاوت والبعث لقرأة آيتين وتلاوت على ما في حلية طه یا تم بتأخیرها عن الانتهاء جبت بما عمن انما الصلوة وهو القرأة وبعد ذلك من اجزاؤها فوجب ادائها مصیقا كما فی البذلح ولذا كان لخصا وجوب سجود السهو ولو تلاوتها بعد فعلها. (رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۹ باب سجود تشاؤد)

## باب صلوٰۃ المسافر

(مسافر کی نماز کے احکام و مسائل)

**سوال ۱۔** کیا مطلق سفر کے ارادہ سے نکلنے پر نماز قصر نماز کے لیے مقدار سفر

قدر کرنا ہوگی یا سفر کا کوئی ارادہ ضروری ہے ؟

**الجواب ۱۔** فقہ حنفی کی رو سے مطلق سفر سے نماز قصر نہیں کی جائے گی بعد اس سے کہ پہلے کم از کم تین دن کی مقداریت سے سفر ضروری ہے۔ موجودہ وقت میں علماء نے مؤرخین سے ۳۸۰ میل یا بہتر ۴۰۰، ۵۰۰ کو میرا اندازہ مقرر کیا ہے اس سے کہ مسافت کے کمر فٹ کے بارے سے نکلنے والے کو شرط نہیں کیا جائے گا۔

قابوہ ہاتھ الامین المرفیۃ الخ، السفر الذی یتغیر بہ الاحکام ان یقصد مسیلاً  
ثلاثۃ ايام وینسبھا فر الطریقة ج امثلاً صلوٰۃ المسافر الخ

**سوال ۲۔** فرائض کے علاوہ سنن میں نماز کرنے کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب ۲۔** اگر سنن پڑھنے کے لیے موقوف نہ ہو تو پڑھنے کی ضرورت نہیں البتہ جب وقت ہو تو سنن کی نماز پڑھنا چاہئے۔

قال ملائدین الحنفی، وی فی مسافر بالسنن التکلیف فی حال امن وقدر  
وکلا لا۔ (الدر المختار علی صررہ المختار ج ۲ مکتبہ باب صلوٰۃ المسافر) الخ

لعمدہ الہندیۃ، اقل مسافۃ تغیر فیہ الاحکام مسیۃ ثلثۃ ايام جمعی فی  
النبیین۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۱۱۱۱ باب غایب عن عرف صلوٰۃ مسافر  
وہیکلہ فی امرین ج ۱ ص ۱۱۱۱ باب صلوٰۃ المسافر)۔

لہ وقال عدواندین الکشاف، وکذا لا یقصر فی السان والخطوات الخ

ردیح ندیح ج ۱ ص ۱۱۱۱ فصل الکلام فی صلوٰۃ مسافر

وہیکلہ فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱۱ باب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر



مسافت اڑتالیس میل کے متقابلے میں فارغ و مستہ نہیں | سوال :- بعض کتابوں میں

کے باوجود اختلاف اڑتالیس میل کو اعتبار کیوں دیتے ہیں؟

الجواب :- اختلاف کے مذہب میں فیادی طور پر فرائض کے لیے اعتبار نہیں بلکہ  
قیوں دن کے سفر پر دار و مدار ہے، لیکن ایک دن میں ان دن و سوا سو گز میل کی مسافت  
طے کر سکتا ہے اس لیے ہم نے ۱۶۳ = ۱۶۸ میل کو اعتبار دیا۔

قال برهان الدين الغرغريني، ولا اعتبار بالفراخ هو الصحيح -

راہدایۃ ج ۱ ص ۱۳۸ باب صلوة مسافر

مسافر کا پوری نماز پڑھنے کی صورتیں ذکر فرما دینا | سوال :- اگر ایک مسافر

پڑھی تو کیا اس کا ذکر فارغ ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر درمیان میں قعدے پر بیٹھ چکے تو نماز درست ہو کر فارغیت  
ذکر کے لیے کافی ہے، البتہ تاخیر سلام کی وجہ سے گنہگار رہے گا، لیکن اگر قعدہ اولیٰ  
سے بغیر کھڑے ہو کر مسافر نے چار رکعات پڑھ لیں تو اس کی نماز باطل ہو کر دوبارہ پڑھی  
جاتی ہے۔

قال علاؤ الدین عصفوری، فاذا تم مسافر ان قعد فی قعدة الاذی سم فرغہ

لکھنؤ: تلخ زالمیر المختار علی صدر و اختار ج ۱ ص ۱۳۸ صلوة مسافر

سم و فرغ علاؤ الدین المعصکونی، فکلا اعتبار بقراخ من المذہب - الخ

راہدایۃ ج ۱ ص ۱۳۸ و اختار ج ۲ ص ۱۳۸ صلوة مسافر

و مثلاً فی البحر الرائق ج ۱ ص ۱۳۸ باب المسافر

کہ وہی بہندہ و فرغی و یغادر قعد فی اثنا ثلثہ دوم لکھنؤ: ج ۱ ص ۱۳۸ و اختار ج ۲ ص ۱۳۸

راہدایۃ و یصوب مینا لآخر سلام دن لکھنؤ: فی الثانیہ قدرہا بطلت کرا

فی البحر رانیہ - (۱) و لکھنؤ: ج ۲ ص ۱۳۸ باب المسافر

و مثلاً فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۸ باب المسافر

قصر نماز کے لیے سفر میں مشقت کا ہونا ضروری نہیں | **اسم سوال** :- موجودہ دور کے اسٹا نہیں کرنا پڑتا، مثلاً ایک آدمی جب کراچی سے پشاور کا سفر کرتا ہے تو بغیر کسی تکلیف کے چند گھنٹوں میں منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے، کیا ایسی صورت میں سہولت اور راحت کے باوجود نماز قصر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** :- سفر میں رخصت پر رعایت کسی مشقت کے ہوتے پر بھی نہیں بلکہ نفس سفر کے ہوتے ہوئے رخصت دی گئی ہے، خود سفر مشقت کے لیے سبب ہونے کو جو سے احکام اس پر مرتب ہو کر نفس سفر کا موجودگی میں قصر کیا جائے گی۔

قال علاؤ الدین الحاکمی: حتی لو اسرج نحو صلی یومین قصر۔ الخ  
(النداء المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۳ صلوۃ المسافر)۔

**اسم سوال** :- کیا ایک شخص کے لیے متعدد مقامات تک اپنی وطن اصلی میں تعدد ممکن ہے | **اسم سوال** :- جبکہ ہر ایک جگہ میں اس کا مستقل رہنے کا ارادہ ہو، یہاں تک کہ ایک گاؤں میں چند مہینے اور دوسرے گاؤں میں کچھ مہینے رہتا ہو اور وہاں جملہ ضروریات زندگی اس کو مہیا ہوں؟

**الجواب** :- وطن اصلی میں تعدد ممکن نہیں۔ صورت مذکور کے مطابق ہر ایک جگہ میں وجہ مستقل رہنے کا لازم اس طرح ہو کہ جہ جہیز ایک جگہ میں اور جہ جہیز دوسری جگہ میں رہتا ہو، مثلاً دونوں جہ شادی کر کے گھر آباد کیا ہو تو دونوں جگہیں موصوفت کے حق میں وطن اصلی شمار ہوں گی اور دونوں جگہوں میں پوری نماز پڑھی جائے گی۔

قال علاؤ الدین الحاکمی: قسم الوطن للاصلی یجوز ان یکون واحد او اکثر من ثلاث بان کان له اهل وادنی بلدین انا کثرت لمرکب من تبتہ اہلہ الخرج منہا وان کان هو یستقل من اہل الی اھن فی المسئلۃ علی انہ لو خرج مسا فدر

لہ فی الہندیۃ: وفکانت المسافۃ شذائاً یسیر المعتمد فساد الیہا علی الفرس جز  
یاحقاً فوصل فی یومین او اقل قصر۔ رائف وفی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۳ من مشرط صلوۃ المسافر  
ومشکک فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۹ باب المسافر۔

من بلدہ فیہ اہلہ و دحل فی ای بلدہ من بلاد القی فیہ اہلہ فیصیر مقلدًا من غیر  
نیۃ الا کہ مقلدہ۔ و بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۸۱ فصل فی بیان مایصیر بہ المقلد مقلدًا من

ایک وطن اصلی کا دوسرے وطن امنی سے متاثر ہونا اس سوال پر اگر ایک شخص اپنے وطن  
اندازہ سے کسی دوسرے مقام میں اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کرے تو شخص اگر  
دو تین دن کے لیے اپنے آبائی وطن آجائے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ جبکہ یہاں آبائی وطن  
میں ملوکہ زمین بھی موجود ہو۔

الجواب: اگر کسی آدمی کا اپنے وطن سے مسافت سفر پر نکلنا اگر یہ نہایت سفر ہو تو پندرہ دن  
سے کم قیام کی صورت میں نماز قصر کرنا واجب ہے، بشرطیکہ شخص اگر اپنے آبائی وطن چل جائے نہ وہاں  
اس کی ملوکہ جائیداد بھی ہو تو یہ مقام اس کا وطن اصلی شمار ہوگا۔ اسام کرنا لازمی ہے، اس لیے کہ  
وطن اصلی متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔

ما قال صاحب مجمع الانهر: تحت قوله (و یجزل) : وطن اگر اصلی مثلاً لوکان لہ  
اہل، کوفۃ و اهل البصرۃ فکانت اہلہ بالبصرۃ و بقی لہ دور و مقام بالبصرۃ قبل البصرۃ  
لا یجزی و کانت وطناً لہ بالکھن کا باعقار الا ان یزنی انہ لوکان اهل بلدہ  
و لہ یک لہ عقار صارت وطناً لہ و قبل یجزی وطناً لہ کانت وطناً لہ بالاہل و لہ دور  
جیسا۔ وال جرحہا کا یوتخج: وطن کو وطن کا قیامہ تبقی بقاء الشغل۔

و مجمع الانهر ج ۱ ص ۱۸۱ باب المسافر: ۲

لہ وفق الہندیۃ، و یجزل وطن اصلی یا یوطن الا اصلی اذا استغفر عن الاذن باہلہ و اما اذا نذر  
بشغلی باہلہ و کانتہ استعدت اہلاً ببلد غیر فک یجزل وطنہ الا قول و یجزم فیہا۔  
و الفتاوی الہندیۃ ج ۲ ص ۱۲۷ باب الحائض من عشر فی صلوۃ المسافر۔  
و مشکوٰۃ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۱ باب المسافر۔

لہ فی الفتاوی الہندیۃ: و لو انشغل باہلہ و متاعہ فی بلد و بقی لہ دور و عقار فی الاقل تبین یجزی لہ الا ان  
وطنہ و رائدہ اشد من ذلک الکتاب۔ الفتاوی الہندیۃ ج ۲ ص ۱۲۷ باب الحائض من عشر فی صلوۃ المسافر۔  
و مشکوٰۃ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۱ باب المسافر۔

شادی کے بعد والدین کا گھر عورت کیلئے وطن اسی نہیں رہتا | **سوال** : شادی کے بعد والدین کے گھر آئے تو اس کی ناز کا کیا حکم ہے ؟ کیا وہ قفر کرے گی یا پوری غائر پڑھے گی ؟ جب تک مسافت اڑائیں گے یہاں ہوگا

**الجواب** : والدین کا گھر اگرچہ عورت کے لیے وطن اصلی تھا لیکن شادی کے بعد عاوند کے ہاں مستقل رہائش اختیار کر کے 'نوم' کا اصلی بیٹھلاہ مشعلہ کی وجہ سے بھی یہ وطن اصلی نہیں رہتا اس لیے یہاں پر اقامت کی نیت نہ کرنے کی صورت میں غائر قفر والی کہلے گی۔  
قال ابی عابدی: تحت قوله الوطن الاصلی هو موطن کلا دته وادناھلہ ووطنہ ای عزم علی الغریب فیہ وعدم الاثر تحال وان لم یأملہ اذ لو کانت لیس ابوان ببلد غیر موطن وھو بالغ ولم یثاہل بہ فیس ذمت وطنہ لہ کلا اذا عزم علی الغریب فیہ وتوکل الوطن لندی کان لہ قبضہ۔

در الحداد ج ۲ ص ۲۸۱ حلوۃ باب فی موطن الاصلی (م)

**سوال** : بل اوقات وطن اصل کے وطن اصلی کی آبادی کی حدود سے نکلے ہی سفر شروع ہوگا | **سوال** : بل اوقات وطن اصل کے حدود سے رہتے ہیں، ایسی حالت میں سفر کی اجازت کہاں سے ہونی چاہیے ؟

**الجواب** : رہائش قامت کی آبادی کی حدود سے نکلے ہی سفر شروع ہوگا، بڑے شہروں میں محمول چوٹی کے مرکز سے عموماً شہر کے حدود شروع ہوتے ہیں، تاہم بعض جگہوں میں تقسیم اخیر بھی ممکن ہے۔

قال عبد اللہ الترمذی: من خرج من عادیۃ موطنہ قاصداً مسیرۃ ثلاثۃ یا اربعۃ ایاماً لیس فیہ السیر بالسطح الا سیراً فی الدقاۃ علی الغریب الریاض فیس یغیر الی وطنہ وعلی ما یصل الی باب حلوۃ فی سفر لہ لیس لہ عادیۃ من غیر شہر یا عادیۃ ذاکان لہ ابوان ببلد وھو بالغ فیس یوطن لہ۔

ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۱ فصل: وفان والغریب فی مسالۃ المسافر

ومثلاً فی کبیری ص ۵۴۳ صوۃ المسافر: علیہ فی الوطن۔  
لہ (فی الہندیۃ: تصحیح ما نقلہ عنہ یعتبر مجازاً عن عمرہ انفسہ لہ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۳۹) من سفر فی مسالۃ المسافر  
وینقل فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۸ باب المسافر۔

سامانی کے ہوتے ہوئے انشاء سفر سے وطن اقامت باطل نہیں ہوتا۔  
 سوال :- بسا اوقات وطن اقامت سے سفر کے  
 انمازہ سے باہر جانا پڑتا ہے لیکن وطن اقامت سے  
 ترک تعلق کا بالکل ارادہ نہیں ہوتا ہے یہی وہ ہے کہ  
 پورا گھرانہ اور سامان اپنی جگہ پر ہوتا ہے کیا ایسی صورت میں انشاء سفر سے وطن اقامت باطل  
 ہو کر واپس آنے پر دوبارہ نیت کی ضرورت پڑے گی یا نہیں؟ جبکہ بعض اوقات پندرہ دن  
 کے اندر اندر دوبارہ بھی سفر کا ارادہ ہوتا ہے؟

الجواب :- جب تک ابن معین یا سامان وطن اقامت میں موجود ہوں تو انشاء سفر سے  
 وطن اقامت باطل نہیں ہوتا، ایسی حالت میں دو تین دن وطن اقامت میں موقوف ہونے کی صورت میں  
 بھی پوری نماز پڑھی جائے گی، تاہم اس کے لیے ضروری ہوگا کہ ایک دفعہ پندرہ دن رہنے کا  
 یا قاعدہ ارادہ کر کے قیام کرے تاکہ وطن اقامت کی حقیقت ثبات ہو کر دوبارہ بطلان کی موت  
 سے بچ جائے۔

قال علامہ ابن نجیم، کو طرک الکرامۃ یبقی ببقاء الشغل وان قام بموضع  
 آخر الخ (المحصر الموفق ج ۲ ص ۱۳۱ باب المسافر) لہ

سوال :- اگر منزل مقصود  
 مسافر جس راستہ سے جا رہا ہو اس کی مسافت معتبر ہوگی  
 ہوں جن میں ایک قریب اور دوسرا راستہ دور ہو تو سفر کے لیے کون سے راستہ کا اعتبار  
 ہوگا؟

الجواب :- جس راستے سے مسافر جا رہا ہو اسی راستہ کی مسافت کا اعتبار ہوگا،  
 لہٰذا اگر اس راستہ کی مسافت سفر شرعی کے اندازہ سے پوری ہو تو چلنے والا مسافر نماز ہوگا،  
 اگرچہ دوسرا راستہ قریب کا بھی لیکن ہو۔

لغات الہندیۃ : فاذا قصد بلدًا في مقصد طریق ان احدہما مریض وثلثۃ

لہ وقال عن عبد الرحمن المحمدي: ويطلق مثله اذا لم يبق لبلد الاول اهل فلو بقي لمر  
 يظن بل يقيم فيها - (الدر المختار على صمد رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۱ ملوۃ المسافر)  
 وثلثۃ في الہندیۃ ج ۲ ص ۱۳۱ الفصل الخامس عشر في صلوة المسافر۔

ایام ولایا لیسوا والاخر دونها فسلط المطریق الا بعد حکان مسافر عندنا۔ الخ  
 رافضی الہندیہ ج ۱ ص ۱۳۹ الفصل الثانی عشر فی صلوة المسافر  
 روزنامہ کو بیک وقت پڑھنا | سوال اس سفر کی حالت میں اگر مغرب کی نماز مؤخر کر کے  
 عشاء کے وقت میں دونوں اکٹھی پڑھی جائیں تو اس کا  
 شریعت میں کیا حکم ہے ؟

الجواب : روزنامہ کا بیک وقت پڑھنا اگر ضروری ہو دینی ایک نماز مؤخر کر کے  
 آخری وقت میں وردہ مری نماز پہلے وقت میں پڑھی جائے تو بوقت ضرورت اس میں کوئی  
 حرج نہیں لیکن اس کے علاوہ کسی روزنامہ کا بیک وقت پڑھنا جس میں ایک نماز اپنے  
 وقت سے پہلے یا بعد میں پڑھی جائے فقہ حنفی کی رو سے یہ ناجائز ہے فقہ حنفی میں بحر عرفات  
 اور زلالہ کے حنفی طور سے جمع بین الصلوٰتین مشروع نہیں۔

قال محمد بن حسن الشیبانی : لا یجتمع بین صلوٰتین فی وقت واحد فی حضر  
 ولا سفر بین العرفۃ والمزدلفۃ۔ (المبسوط ج ۱ ص ۱۴۲) مواظبت الصلوٰۃ ص ۱۰۵  
 سوال :۔ بسا اوقات انسان کسی ایسی جگہ خیر زمان  
 پہنچا کہ جہاں پر کوئی آبادی نہیں ہوتی، یہاں تک  
 ہے کہ رات زندگی کے فقدان کا وجہ سے یہ شخص نیت کے مطابق ایک دن بھی پورا نہ کر سکے تو  
 کیا ایسے جگہ اور غیر آباد جگہ میں اقامت کی نیت صحیح ہے یا نہیں؟  
 الجواب :۔ اقامت کی نیت کے لیے عمل کی صلاحیت ضروری ہے، صورت مذکورہ

لہ وقال علامہ ابن نجیم : وفي فتاویٰ تاجی خان : الریعی : لا یصل بلدة ولا یقصد  
 طوبقان احدھما مسیرة تلثة ایام ولایا لیسوا والاخر دونھا فسلط الا بعد  
 کان مسافر عندنا۔ الخ (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۹) باب المسافر :  
 وفي خلاصة الفتاویٰ مکتذا ج ۱ ص ۱۹۸ الفصل الثاني والعشرون فی صلوة المسافر۔  
 کے وفي الہندیہ : فلا یجمع بین الصلوٰتین فی وقت واحد ولا فی السفر ولا فی الغضر بعد ما  
 ما عدا دقة والمزدلفة کذا فی المحيط۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۳۹) باب ثلاث فی المواظبت  
 ومثله فی الفتاویٰ التاتاریخیہ ج ۱ ص ۱۴۲ کتاب الصلوٰۃ، المواظبت۔

ہیں ایسی غیر آباد جگہ میں اقامت کی نیت معتبر نہیں اسلئے نیت کے باوجود نماز قصر پڑھی جائے گی ۔  
 حنفی الہندیۃ : حتی لو فی الاقامة فی بئر اویحس او جزیرۃ لم یصح . لغ  
 الفتاوی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۱ کتاب الخامس عشر فی صلوة المسافر ص ۱۲۱  
 سہیل : اگر ایک شخص وطن اقامت سے ۲۸ میل کی مسافت کے سفر کے

دارہ سے نکلے مگر پندرہ دن قیام یقینی نہ ہوئے کی صورت میں نماز کا کیا حکم ہے ؟  
 الجواب : یہ کسی روزوں تمام پر باقاعدہ پندرہ دن کی اقامت کی نیت کے بغیر یہ شخص  
 مسافر کے حکم میں رہے گا جس پر نماز قصر کرنا واجب ہے ۔

قال برهان الدین مرغیانی : ولا یزال علی حکم المسافر حتی ینوی الاقامة فی  
 بلدة او قرية خسة یوما او اکثر ان لو فی اقل من ذلك قصص ... الخ  
 (الہدیۃ ج ۱ ص ۱۲۱ باب صلوة المسافر) ص ۱۲۱

اقامت میں ماتحت افراد یا اختیار افسران کے تابع رہیں گے | سوال : جنکری ترتیب  
 کے دوران جب فوجی

لوگ کسی جگہ اقامت کریں تو کیا پوری نماز پڑھیں گے یا قصر نماز ادا کریں گے ؟  
 الجواب : یہ ایسی حالت میں بالان افسران کی نیت پر وارو مل ہے اگر با اختیار  
 افسران نے مدت اقامت کی نیت کی ہو تو ماتحت تلہ نیت نہ کرنے کے باوجود بھی پوری نماز  
 پڑھے گا ورنہ مدت اقامت سے کم پر فوجی مشغول ہیں قصر کر جائے گی ۔

قال علاؤ الدین الحنفی : والمتبیینۃ المتبوع کا نہ الاصل لا التایع کا مسرتۃ

الحنفی قال علامہ ابن نجیم : وقید بالیل والقریۃ لان نیتہ الاقامة لا تقصر فی غیرہما فلا  
 تصوم فی مفاہک ولا جزیرۃ ولا بحر ولا سفینۃ - الخ (بحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۲ صلوۃ المسافر)  
 مؤئلک فی بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۲۱ فصل فی بیان ما یصیر المسافر بہ مقیمًا  
 ص ۱۲۱ وقال علاؤ الدین الحنفی : فالذی یصیر المقیم بہ ماقریۃ ملة . سفر والمخروج  
 من مہربان المعسر الخ و بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۲۱ فصل فی بیان ما یصیرہ المقیم مسافرًا  
 مؤئلک فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۱ باب الخامس عشر فی صلوة المسافر ۔

وقاہد صحریہ المعبول وعہد غیر مکاتب و ہندوی ذاکان یسترق من اکامہوں لویت لالہ الف  
(در المختار علی صدم رد مختار ج ۲ ص ۳۲۱ باب صلاة المسافر علیہ

ہاجرین انفاستان کی نیت اقامت سوال و ما انفاستان سے ہجرت کر کے گئے وہ  
مسلمانوں نے دشت و بیابان میں خیمہ لگا کر رہے  
وال دہے ہیں کیا ان جنگلوں میں ان کی نیت اقامت درست ہے یا نہیں؟ جبکہ اقامت کی نیت  
کے لیے یہ فرمایا ہے کہ اس میں رہائش ممکن ہو ۹

الجواب :- ہاجرین نے کیموں کے قریب کیمہ کی شکل اختیار کر کے جنگل میں منگھل کر اس میں  
پہنچ گیا ہے لہذا جملہ ضروریات زندگی سرسبز ہے کی وجہ سے ان کی نیت اقامت ہائیمہ اس لیے یہ  
مستقل مقام شمار ہوں گے ۔

قال علاؤ الدین الکاسانی: واختلف متأخرون في الاعراب والاکرد ولتوکان انہیں  
یسکون فی بیوت الشعرا والصغوف۔ قال بعضہم لا یكون مقیمین ابراوا ان نوبی  
الاقامة مدة الاقامة لان المقاداة یست موضع الاقامة والاصح انہم مقیمین  
لان عادۃہم لا اقامة فی المساو دون الاھوار انفرق نکات المقادیر لہذا من مصادق  
وہد اثع۔ تصانیع ج ۱ ص ۱۹۹ فصل فی بیان ما یصیر المسافر مقیم علیہ

لہ فی الہندیۃ : وکل من کان تیجا یغیرہ بلزمہ طلعتہ یصیر مقیماً باقامتہ  
وما قرینتہ وبعد سطر قال والجنہری مع امیرہ فہی لا ولا یصیرون  
بقیۃ انفسہم فی ظاہر الرویۃ ۔

(نفا فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۲۱ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر)

وَمِنْهُ فِي خِلَافَةِ الْفَتَاوَى ج ۱ ص ۱۲۱ فَعَلِ الْاَثْنِي وَالْعَشْرُونَ عَلَى الْبُخَارِ ۔

لہ فی الہندیۃ : اختلفت آراء خرون فی انہیں یسکون فی انبیاء والاخیۃ فی المقاداة  
من الاضراب والتمارکۃ علی ماسر و مقیمین بالغلیۃ عن الادیوسۃ فیہ روایت  
فی احدہما لا و فی الاخری قال یصیرون مقیمین وعلیۃ المنوی ۔

رافتاوی الہندیۃ ج ۲ ص ۱۲۱ باب الخامس عشر فی صلاة المسافر

وَمِنْهُ فِي تَبْعِ الرَّاۗءِی ج ۲ ص ۱۲۱ صلاة المسافر ۔



**سوال :-** اگر ایک شخص عام زندگی میں مسافر رہے کسی جگہ پر  
 مستقل قیامت کا موقع بہت کم پیش ہو گا اور اگر وہ مسافر رہے  
 ہوتا ہے سفر میں ہے تو ان کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** قیامت کے لیے باقاعدہ پندرہ دن کی نیت ضروری ہے، جہاں پر نیت  
 نہ ہو تو مسافر نماز ہوگا۔ صورت مذکورہ میں ایسے لوگ جب بھی ایسی حالت میں پہنچے تو وہاں پر  
 رہیں تو نماز پڑھیں گے، البتہ اپنی سکونت کی جگہ تمام کریں گے، اگرچہ چند نمازی پڑھنے  
 کا موقع کیوں نہ ہو۔

قال عز وجل من طاف الأرض باقتصد لم يقصر مسيره ثلاثة  
 أيام ولها على الفرض الرباعي ركعتين حتى يدخل موضع مقامه، وبنو القامة  
 نصف شهر، الخ، انظر المختار، ج ۲ ص ۱۱۱، باب صلاة المسافر، ج ۱ ص ۱۰۰

**سوال :-** اگر ایک مسافر نے  
 مقیم امام کی اقتدار میں پوری نماز پڑھی جائے گی | مقیم امام کے پیچھے اقتدار کی وجہ سے  
 اس کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** امام کی متابعت کی وجہ سے مسافر مقتدی نہیں کر سکتا بلکہ نماز کرے ۔

قال بهذا الذين انزعجت في جوان اقتدى المسافر بالمقيم في الوقت اتم، وبقوله  
 يتغير فرضه في الرابع للبيعة كما تغتفر بنية الاقامة لا لفعل المغيث بالسبب و  
 هو الوقت - (الهداية ج ۱ ص ۱۱۱) باب صلاة المسافر، ج ۱ ص ۱۰۰

**سوال :-** اگر ایک مقیم  
 مسافر امام کی اقتدار میں مقیم کیلئے یقین نماز میں قرأت نہیں | مقتدی نے کسی مسافر امام

سے وہاں سلامہ ہی نہیں | واما ان قال فقول اقتصد مسيره ثلاثة أيام فلو طاف الدنيا غير قصد  
 ان قطع مسيره ثلاثة أيام لا يترخص - الخ (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۱) باب المسافر، ج ۱ ص ۱۰۰  
 ومثله في الزيلعي ج ۲ ص ۱۱۱، صفة المسافر -

۲۔ وقال عز وجل من طاف الأرض باقتصد لم يقصر مسيره ثلاثة أيام فلو طاف الدنيا غير قصد  
 ان قطع مسيره ثلاثة أيام لا يترخص - الخ (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۱) باب صلاة المسافر، ج ۱ ص ۱۰۰  
 ومثله في الزيلعي ج ۲ ص ۱۱۱، صفة المسافر -

کے صحیح اقتدار کی توانا کی فراغت کے بعد مقتدی باقی رکعات میں قرأت کرے گا یا نہیں؟  
**الجواب**۔ امام کا فراغت کے بعد مقتدی کے لیے اپنی بغیر نماز کا پڑھنا ضروری ہے لیکن  
 جو تحریر امام کے صحیح شمار ہوتا ہے اس لیے مقتدی کے نقصاً آخری رکعات میں قرأت ضروری  
 نہیں ہے بلکہ ناقول مقتدر سے خاموش کھڑے ہو کر رکوع کرے گا۔

قال علاؤ الدین الحنفی: وضع أحمد: لم یقیم بلف قوف الوقت وبعدة فاخاف ام  
 العقیم لی کاتمام لا یقرؤ الخزانة المختار علی مدار المختار ج ۲ ص ۱۲۹ باب صلوة المسافر  
 مسافر امام کے تمام کی وجہ سے مقتدیوں کی نماز کا فاسد ہونا **سوال**۔ اگر مقتدی نے مسافر  
 جو مسافر امام نے قصر کے بجائے پوری نماز پڑھ لی اور اس کے ساتھ مقتدیوں نے بھی پوری نماز  
 پڑھ لی تو مقتدیوں کی نماز کا شرعاً کیا حکم ہے؟

**الجواب**۔ مسافر امام کے حق میں آخری دو رکعات نقل رہیں گی جبکہ مقتدیوں کے  
 پوری نماز فرض ہے، لہذا مسفر فرض کا اقتدار متغفل کے صحیح لازم ہو کر مقتدیوں کی نماز فاسد  
 کرتی ہے اس لیے اس کا اعادہ ضروری ہے۔

قال ابن عابدین: تحت قوله لم یقیم معیناً قلو انما المیسر صلوٰتہم معہ  
 فسات لانہ اقتدار المختار فی المتغفل الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۹) باب صلوة المسافر  
 امام کی حالت سے واقفیت کی ضرورت **سوال**۔ اگر کسی امام کے سفر یا قیامت کے بلکہ  
 میں جب مقتدی کو علم نہ ہو تو مقتدی کی ذمہ داری کیا  
 ہے اور اس کی نماز پر اس کے کیا اثرات پڑ سکتے ہیں؟

لہ دخی، بہندیۃ، وصادوا من غرضین کا المسبحون الا انہم لا یقرؤن فی  
 الاصح الخ (الہندیۃ ج ۲ ص ۱۲۹) باب الخامس عشر فی صلوة المسافر  
 ومثله فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۵ باب صلوة المسافر۔  
 لہ قال ابن عابدین: حتی لو انہم معینون صلوٰتہم معہ فسات لانہ اقتدار المختار  
 بہ منہ فسات الاصح الخ (منہج الخلق حاشیۃ البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۵) باب صلوة المسافر  
 ومثله فی خلاصۃ الفوائد ج ۱ ص ۱۲۲ باب صلوة المسافر۔

**الجواب۔** امام کی حالت سفر یا اقامت سے تا واقعیت کی وجہ سے بسا اوقات مقتدی مشکوک و شبہات کا شکار ہوتا ہے اس لیے امام کی حالت سے واقعیت مقتدی کے لیے ضروری امر ہے۔ اس لیے مقتدی کو امام کی حالت سفر و حضر معلوم کرنا چاہیے تاکہ اس کی اقتدار و دست بردارہ لائق کی صورت میں اقتدار صحیح نہ ہوگی۔

قال علامہ ابن عابدینؒ: رتعت قوله ان العلم بحال الاكاما اشروط لكن (و حاصلہ تسلیم اشتراط العلم بحال الاكام۔  
(رد المحتار ج ۲ ص ۵۵۷ مسئلۃ المسافر)۔

**میدان عرفات میں خفی السک کے لیے عقیقہ امام کی اقتدار کا حکم** **سوال:** جناب دورانی عرفہ کے دن اگر خفی مسافت سے کم مسافت سے آئے والا امام قصر نماز پڑھائے تو کیا خفی السک فاسد کے لیے اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب۔** اساتحاد کمزوریک مسافت قصر سے کم سفر میں قصر نماز پڑھنا جائز نہیں لہذا جو امام عقیقہ کے باوجود قصر نماز پڑھائے گا خفی مقتدی کی نماز کے نیچے جائز نہیں۔

ما قال العلامة ابن عابدینؒ: بلوكان مقبلاً كلام مكة صلى بجمع صلوة المقيمين لا يجوز له القصير للحجاج لاقتداء به۔ قال الامام الطوفيؒ: كان الامام النسفي يقول العجب من اهل الوقت يتابعون امام مكة في القصير قاتل يستجاب لهم او يرحل نعم الخبير و صلواتهم غير جائز۔  
(رد المحتار ج ۲ ص ۵۰۵ کتاب الحج مطلب في شروط الجمع بين الصلوتين بعرفة)۔

۱۔ وقال علامہ ابن نجیم المصریؒ: وهذا محتمل ما في الفتاوى اذا اقتدى بالامام لا يدعى مسافراً هو ام مقيم لا يصح لان العلم بحال الاكام اشروط الا اذا جمعا عتق۔ ۲۔ (البحوالائق ج ۲ ص ۲۵۸ باب المسافر)

وَمَثَلُهُ فِي التَّكْبِيرِ ص ۵۹۱ باب صلوة المسافر۔

۳۔ قال العلامة عبدالرحيم لاجبوريؒ: عرفات من جنس امام عقیقہ ہونے کے باوجود قصر کرتا ہونے اس کے نیچے خفی مقتدی کی نماز ادا نہ ہوگی خرافہ عقیقہ ہونا مسافر۔

(فتاویٰ رحیم ج ۱ ص ۱۵۹ باب صلوة المسافر)

مسافر کا غلطی سے چار رکعت کی نیت کرنا | سوال :- اگر مسافر غلطی سے دو رکعت کا نیت کرے  
چار رکعت کی نیت کر لے تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟  
کیا وہ نیت کے مطابق چار رکعت ہی پڑھے یا دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے؟

الجواب :- نماز کی نیت میں نماز اور وقت کا تعین ضروری ہے تعداد کا تعین ضروری نہیں  
یہ ضابطہ خود بخود آجاتی ہے اور خود مسافر کے ذہن سے صرف دو رکعت فرض ہے اس لیے نماز کی  
نیت بھی مسافر اتنا ہوگی اگر نماز بان پر غلطی سے تعداد رکعات میں زیادتی ہوئی ہو تو اس کوئی عیب نہیں؟  
ما قال علامہ اعظمی: لا بد من التعيين عند النية... فقص... دون  
تعيين عدد ركعة قبل حصولها ضابطاً فلا يصح الخطأ في عدد ركعاتها۔

(الذرائع المختارة ص ۲۰۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۸۲ باب في تركها وجوباً في النية)  
سوال :- اگر آپ بیٹا دو

باب بیٹا مختلف شہروں میں رہتے ہوں تو ان کی نمازوں کا حکم | مختلف شہروں میں مقیم ہوں  
اور باپ بیٹے کے ذہن یا بیٹا باپ کے ذہن چاہے تو کیا یہ دونوں نماز پھر کریں گے یا تمام؟  
الجواب :- شریعت مقدسہ میں ہر شخص کے انگ انگ وطن کا اعتبار ہے صورت مشولہ  
میں جب دونوں کے وطن اصلی انگ انگ ہیں تو دونوں ایک دوسرے کے پاس خانہ سے  
مقیم نہیں ہوں گے بلکہ مسافر ہو کر قہر کریں گے۔

قال العلامة اعظمی: الوطن الأصلي هو موطن كذا ذكره وذا علمه او توطنه بطريق جملہ  
الدينين لله بالاقوال الملزمة المختارة على عدد ديني المختار ج ۱ ص ۳۸۲ باب في تركها وجوباً في النية  
سوال :- جو لوگ عہد کی وائیں کے لیے  
عمر وکیلے سعودی عرب جانے والوں پر قصر نماز کا حکم | سعودی عرب جاتے ہیں ان کا دین صرف

لہذا في هذه الآية اربعة الاحوال في المسافر والشروط من غير بطلان في صلاة يصل وادناها ما هو  
مثل لا يمكن ان يحجب على سبيلها. ولا عورة تذكر في الفاسان. (فتاوى ہند ج ۱ ص ۳۸۲ باب في تركها وجوباً في النية)  
وفيه ايضا: عن علي بن ابي حمزة عن ابي بصير عن ابي الحسن (ع) عن ابي بصير عن ابي بصير عن ابي بصير  
قال الشيخ وحيه ان علي بن ابي بصير عن ابي بصير عن ابي بصير عن ابي بصير عن ابي بصير  
لا اربعة الى فيه۔ (الفتاوى الاسلامیة ج ۲ ص ۳۸۲ العودۃ الى اصل الامانة المثلث)

پندرہ دن کا ہو تب اسے ان ایام میں یہ لوگ مدینہ منورہ میں بھی قیام کرتے ہیں اور مکہ مکرمہ میں بھی، تو کیا ایسے لوگ دینی اقامت کی طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی نمازیں پڑھ کر رہیں گے یا اقامہ؟

**الجواب۔** نیت اقامت کے پہلے پندرہ دن کی نیت کا ایک ہی مقام پر ہونا ضروری ہے۔ صورت مسرورہ کے مطابق چونکہ ایسے لوگ مختلف مقامات میں پندرہ دن گزارتے ہیں اس لیے انکی نسبت اقامت کا اعتبار نہیں بلکہ یہ لوگ قصر کر کے نمازیں پڑھیں گے۔

لما قال العلامة الحنفیؒ: فخذوا حذرا ایام العشر لعلکم تلتزموا نیت الصلاة بحال منی و صوفیة فسادا کما ثبتہ الاقامة فی غیر منی علیہا۔ (فتاویٰ رضویہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)۔  
**سوال۔** جہاں وافغانستان میں بعض علاقے مجاہدین علیہ کے دوران تھر کر رہیں گے یا اقامہ؟  
**افغان مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو گئے ہیں مگر ابھی انہیں مکمل کنٹرول حاصل نہیں ہو سکا تو کیا یہ مجاہدین وہاں علیہ کے دوران پوری نماز ادا کریں یا قصر؟**

**الجواب۔** مسلم افواج جب کسی علاقہ میں فاتحانہ داخل ہوں تو جب تک وہاں پورے کنٹرول ان کے ہاتھوں میں نہ ہو تو قربانوات وہاں نماز تھر کریں گی البتہ جب پوری طرح کنٹرول حاصل ہو جائے اور اس علاقے کو اپنا علاقہ سمجھا جائے تو پھر نیت اقامت کی صورت میں نماز پوری ادا کرنا ہوگی۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ: تحت قوله رملتوہد بین القراء والفرار وفي البحر من التجنبس إذا غلبوا علی مدينة الحرب ان اتعنت وھاذا راتھوا والابل وادوا لا قامة به شہرا اکثر قصر والیتاشھا دار حرب وھم عاربون فیھا جلائی الاول۔ (رد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۱)۔  
 لہ قال علامہ برہن الدین المرغینانیؒ: وانافق السان یقیم مکتة ومعنی ختمہ عشرین یالہ تمام اصلق لان لا تقبل اللفیة فی موضعین یقتضی لغتہ وھا فی مواضع وھو مجتمع۔ (المہدیہ ج ۱ ص ۱۸۱)۔  
 ومختلف فی المہدیہ ج ۱ ص ۱۸۱ الباب الخامس عشر فی صلوة المسافر۔

لہ تان اصل مکتہ برہان الدین المرغینانیؒ: وانافق لہ اسکر ارضاً لغویہ ضوعوا الاقامة بہا تھروا وکنہ اذا حاضر وایھا مدینتہ اذ حصلاً لا واحد، خل جہاں یشہر الخینیر ووی ان یشہر الخینیر لغویہ تان اقامت۔ (المہدیہ ج ۱ ص ۱۸۱)۔  
 ومختلف فی المہدیہ ج ۱ ص ۱۸۱ الباب الخامس عشر فی صلوة المسافر۔





کئی سال اُسی جگہ گذر جائیں۔

قال العلامة بهمان الدين المروغيشاني: ولقد عمل مصنف على عزم ان يخرج مؤلفاً  
تو بعد غداً ولعمري مؤلفه كما قامته حتى يلق على ذلك من حين قصص لان ابن عمر اقام  
بازر بجهان متة شهر وكان يقصه وعن جملة من الشعابة مثل ذلك۔

(الهداية ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب المسافر ص ۱۰)

**سوال۔ میں ایک فرجی ملازم**  
**قصر و اما میں فرجی سپاہی اپنے افسران بالا کے تابع ہیں**  
ہوں جب میں گھر سے نکلا ہوں

تو یہ حدود دوسرے ساتھیوں کے بھی ٹھکانے کا کوئی علم نہیں ہوتا کبھی کہاں اور کبھی کہاں کبھی کسی  
جگہ کئی کئی جہتے تک قیام کرسکتے ہیں اور کبھی دودھ کے بعضی روٹن بھولتے میں تو ایسے حالات  
میں ہیں کیا کرنا چاہیئے؟ کیا ہم نمازیں قصر کریں یا پوری پڑھیں؟

الجواب۔ فرجی ملازم یا سپاہی اپنے افسران بالا کے تابع ہوتے ہیں اگر افسران بالا کسی  
جگہ پندرہ دن کے قیام کی نیت کریں تو وہ ان دیچ یا تحت کوہ دیچ کو بھی پوری نماز پڑھنا واجب ہے  
اور جس جگہ پندرہ دن سے کم کی نیت ہو تو وہاں قصر کریں، البتہ اگر کسی فرجی افسر کی نیت کا علم  
ذہن تو صحیح معلومات تک قصر کریں۔

ما قال العلامة المحقق: ولا بد من علم التابع بقية للتبوع فلو نوى المتبوع  
الاقامة ولم يعلم التابع فهو متبوع يعلم على اكلهم وفي الفرض وهو يتقيد كذا لم يخط  
وغیره۔ (الدر المختار ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب المسافر ص ۱۰)

**سوال۔ مالیت سفر میں چار**  
**دکھت والی فرض نماز پوری رکعت**  
**کیا سنت متوکرہ کی رکعتوں میں بھی قصر کی جائے گی؟**

الجواب۔ ولو نوى في المصغر من غير علم من اذ اقصى حاجته من غير علم من اقصى حاجته  
خمس عشرة يوماً قصر (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۱۱) البایا خمس وعشرون صلوة المسافر  
وذلك في الدر المختار على صدره واما الخارج ص ۱۱۱ کتاب المسافر

ج ۱ ص ۱۱۱۔ ان لو يعلم التبوع باقامة الاصل فيل يهيئ وقتها قبل الاصل يهيئ وقتها  
الاصل لان في التزم الحكم قبل انعلم به حرجاً وضرراً وهو من وقوع شرعاً۔

(اضاف في الہندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ البایا خمس وعشرون صلوة المسافر)



ہو جائے تو کیا مسجد شکرہ میں بھی کچھ تعفیت ہے یا کہ وہ چار ہی پڑھی جائیں گی ؟  
**الجواب :-** اس بات پر تو سب متہا متفق ہیں کہ فرض نمازوں کے علاوہ کسی نماز میں بھی  
 تعزیریں البتہ ترک اور مستحکم میں قہار کے اقوال مختلف ہیں لیکن افضل و بہتر یہ ہے کہ  
 اگر موقع ہو اور قافلاً چھٹے یا مقصود میں غلٹ آنے کا اندیشہ نہ ہو تو تسبیح پڑھنی چاہئیں۔

لفظ الہندیۃ، ولا تقصر فی السنن کذا فی النجیۃ السخی و بعضہم جوزوا للمسافر  
 ترک السنن واختاروا نہ لایاتی بہا فی حال الخوف ویاتی بہا فی حال الخوف والاعتراف والاعتراف والاعتراف  
 النجیۃ للکرمی۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۳۱) باب الثامن عشر فی صلوۃ المسافر

**مسافر کا مقیم امام کے ساتھ نماز کے آخر میں ملنا** | **سوال :-** اگر مسافر نے عظیم امام  
 کی اقتداء نماز کے آخر میں کی تو کیا

اس صورت میں بھی مسافر پر امام کرنا پھر نماز پر حتم ضروری ہے یا فکر کر کے گا ؟

**الجواب :-** مسافر معتدی جب عظیم امام کی اقتداء کی نیت کرے تو اتباع امام کی وجہ  
 سے اُسے پوری نماز ادا کرنی ہوگی اگر یہ وہ بالکل آخر میں شامل ہو جائے۔

قال العلامة حسن بن علی الشرنبلالی: وان اقتدی مسافر مقیما یصلی  
 رباعیۃ ولو فی التشہد الاخیر۔ (سوانح الفخام علیہ السلام ص ۱۳۱ کتاب النہج)

**مسوال :-** بحری جہاز کے ملازمین  
 بحری جہاز کے ملازمین کپتان کے تابع ہیں | ہمیشہ جہاز کے کپتان کے تابع ہوتے  
 ہیں، کپتان جس ملک میں جتنے ایام گزارنا چاہے گھنٹہ بھر کی نیت میں بھی  
 ملازمین اپنے کپتان کی نیت کے تابع ہوں گے یا اگر ہر ملازم کو اپنی نیت کرنی ہوگی ؟

قال العلامة الحنفی: ویأت المسافر بالسنن ۱۰ کان فی حال أمن وقوار و إلا  
 بأن کان فی خوف وقوار لایأتی بہا هو اختیار لا ۱۰ تلوک بعضہم۔

(الدر المختار علی ص ۲۰۲ المختار ج ۱ کتاب المسافر)

وَحُكْمُهُ فِي النِّقَاحِ الْإِسْلَامِيِّ وَأَمَّا كُنْهُ جَمْعُ ۱۲ مَا بَعْدَ صَلَاةِ السَّنَنِ فِي التَّقْرِيرِ۔

قال العلامة الحنفی: ولما اقتدأ المسافر بالمقیم فجمع فی الوقت وقیم۔ قال ابن عابدین: رخصت تولد  
 (القرآن) فی المساجد الخوض فی غل فی ملوافتی بہ فی القعد الصیغۃ۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۲ باب صلوۃ السجۃ)

**الجواب** در بحری جہاز کے ملازمین میں طرغ پہلے بھرنے اور کسی ملک میں قیام کرنے میں اپنے بکشان کے تابع ہونے میں تو اسی طرح احکام سفر میں بھی بکشان کی تیت کا اقتدار ہوگا ملازمین جتنے بھی آیام کی تیت کریں وہ سب نہیں اکتب فقہ میں اس کی نظیر ابھر نہیں پاتا تاکہ کہے۔

وفی الهندية: وكل من كان تبعاً لغيره يلزمه طاعة ربه وفقاً باقامته ومسايراً  
بیتہ وغروہ الخ اسفر۔ زفتاویٰ الہندیہ ج ۱۲ باب الخامس عشر فی صلوة مسافر۔  
**مسفر کی تیت نہ ہونے کے باوجود جیسوں سفر کرنا** | سوال۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسفر کی تیت نہ ہونے کے باوجود جیسوں سفر کرنا میں مسفران کی تیت مسفر کی نہیں ہوتی تو کیا وہ لوگ قصہ کریں گے یا پھر ہی نماز پڑھیں گے؟

**الجواب**۔ مسافر کے لیے تین دن کے سفر موجودہ دور میں ۲۸ میل یا ۵۰ کلومیٹر کے برابر مسافت کی تیت ضروری ہے البتہ مسفر کی تیت کے سفر کرنے والا کوئی مسافر شمار نہیں ہوگا اگرچہ وہ مہینوں یا سالوں تک سفر کرتا رہے اس لیے یہ شخص کو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔  
لہذا قال العلامة المحقق رحمه الله: «ومن طاف الدنيا بلا قصد لغير قصر»۔

راند المعتبر عن صدره في المحتاد ج ۲ ص ۱۲۲ باب صلوة مسافر ص ۲۷  
**سفر میں شاگرد یا مرید اپنے استاد اور مرشد کا تابع ہے**۔ سوال۔ شاگرد یا مرید اپنے استاد یا مرشد کے ساتھ سفر میں ہوں تو کیا شاگرد یا مرید اپنے استاد یا مرشد کے تابع ہونگے یا نہیں؟

لہ قال العلامة المصنف: «والاعتبار بنية متبوع لأن الأصل لا يتابع كمرأة وقاضيا  
معه في العمل بعد غير محقق وجدی اذا كان يرتزق من الامير ذیت المال وأجیر في  
سیر وغیرہ الخ» (الذکر علی مدرر ذیل ج ۲ ص ۱۲۲ کتاب المسافر)  
وتمت فی مرآۃ الافلاح علی من رافط حظاوی ص ۲۲ کتاب المسافر۔

تلمذ فی ملامۃ ابوبکر الکاسانی: «والثانیۃ بیتہ مدة السفر لان الانسان قد یخرج من مصلی فی  
موضع لا صلاح فیہ لعلہ یتجددہ حاجۃ اخری الخ ایما ذلک عنہ فی موضع آخر لیس یتجدد  
السفر ثم انی لیتقع مسافة بعيدة اکثر من مدة السفر» (بدائع الصنائع ج ۹ ص ۱۲۹ کتاب المسافر)

**الجواب :-** اگر شکر و دیرید کا سفر ہی خرچہ آستانہ و ترشہ برداشت کر رہا ہو تو اس صورت میں شکر و دیرید تابع ہوگا آستانہ کی نیت سے عقیقہ اور اس کی نیت سے مسافر ہوگا ورنہ نہیں۔  
 قال العلامة بن عابدین: تحت قوله (والتسبیح) إذا كان يتزق من آستانه  
 وللراغب مطلق المتعالم مع معمله الملازم له لا خصوص طالب العلم مع شيعته .

رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۱ کتاب انسا فرج لہ

**سوال :-** کیا سفر میں بالغ بیٹا باپ کے تابع  
 قرآنبردار بالغ بیٹا باپ کے تابع ہے؟ ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** اگر بیٹا قرآنبردار ہو اور وہ باپ کے اشارے پر چلتا ہو تو بالغ ہونے کے باوجود سفر میں باپ کے تابع ہوگا اور باپ کی نیت اقامت سے عقیقہ اور نیت سفر سے مسافر شمار ہوگا۔

لما قال العلامة بن عابدین: قلت ومثله بالاولی الباری بالغ مع ابیه .

رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۱ کتاب انسا فرج

**سوال :-** پشاور کے رہنے والے کراچی میں سسرال میں شادی کی ہوئی ہے اب اگر شخص اپنے سسرال کے ہاں دوران قیام قصر کرے گا یا تمام؟  
 ان کراچی جائے جبکہ اس کی نیت بھی پندرہ دن سے کم کی ہو تو شخص کراچی میں نماز پڑھے گا یا تمام؟

**الجواب :-** صرف شادی کرنے سے سسرال کا وطن وطن اصلی نہیں بنتا بلکہ شادی کے بعد وہاں مستقل سکونت کی نیت بھی ضروری ہے چوتھو صورت مسئلہ میں اس شخص نے کراچی میں صحت شادی کی ہے وہاں اپنا مسکن نہیں بنایا اس لیے شخص جب کچھ دن پندرہ دن سے کم قیام کرنے کی نیت کرے گا تو وہاں مسافر تصور ہوگا قصر کرے گا۔

لے وفي الهندية: والتسبیح مع آستانه والاجتماع مستأجل والجنی مع امیرو فیهود .  
 لا یعد من مفسدین بقیة الغنم فی ظاهر الرواية . . . اما اذا كانت اقامتهم من موانع الغنم  
 فاعبده نیتهم . (والتأوی الہدیہ ج ۱ ص ۱۱۱ الباب الخامس عشر من مؤلف المسافر)  
 ومثله فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۳۱ باب مؤلف المسافر .

فان نعماً فخر لدیہ بشوہر بنیاضی عنہ۔ لہ فرود اجازت مسلمان مصر۔۔۔ وان کا ذلک  
وطن اصلیاں کان موندنا و سکون فیہ و لم یکن غریبا لکنہ تاهل بہ و جعلہ دارا۔

و تادو فی ایمان علی حاشیہ البند ۷۔ مثلاً باب سوزہ لہا ہند

انوار ہونے والا شخص قصر کرے گا یا تمام اسوال۔۔۔ جو شخص انوار ہو جائے اور اسے کسی  
نادر دروازہ مقام پر سے جانے کو مجبور کر دیا جائے تو  
اس شخص کے لیے نماز میں قصر یا تمام کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔۔۔ جو شخص انوار کر کے مسافت شرعی کی مقدار پر لے جایاں تو وہ انوار کرنے والے  
کا تابع ہے اگر انوار کرنے والا وہاں مقیم ہے تو یہ شخص تمام کرے گا اور اگر مشروط بھی مسافر ہو تو  
یہ شخص بھی قصر کرے گا۔

لما قال العلامۃ ابن عابدین: مات قوله (و نسیر) ذکر فی استثنیٰ ان نسیم ذا  
اسوۃ اعداد۔ کان مقصده ثلاثۃ ايام۔ قصر وان نسیم سألہ فان لم یخبرہ و  
کان لعدد مقیما نسیم وان کان مسافرا قصر۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۸ کتاب مسافر۔)

کیا مسافر شخص کی نیت اقامت صحیح ہے؟ اسوال۔۔۔ اگر کوئی شخص کسی جرم میں گرفتار  
ہوئے کے خوف سے مہرور ہو کر کسی جرم پر  
شہر میں چلا جائے اور وہاں نیت اقامت کرے تو کیا اس شخص کی نیت کا اعتبار صحیح ہو گا یا نہیں  
جیکہ کسی وقت بھی اس کو گرفتار کر کے واپس لے جایا جا سکے ہے؟

الجواب۔۔۔ اگر شخص مہرور ہو کر کسی ایسے مقام میں ہو جہاں کی انتظامیہ پولیس سے فیر  
کے پٹے وطن کی پولیس یا انتظامیہ کا غیر ملکی کو پکڑ لے یا چھاپے مارنے کا معاہدہ ہو تو اس شخص کو

لہ قال العلامۃ برہم علیہ السلام: فلا یصلیٰ جو مولد الانسان (و موضع تاهل بدو من قصد التہویس  
بکام الاغالی۔ رکبیری مشہدہ فصل فی صلوة المسافر)

فرغ فی فتر تصویر ج ۲ ص ۲۲۸ کتاب المسافر۔

لما قال العلامۃ برہم علیہ السلام: ان مسلم اسوۃ اعداد و کان مقصده ثلاثۃ ايام۔ قصر  
وان لم یخبر سألہ فان لم یخبرہ و کان لعدد مقیما نسیم وان کان مسافرا قصر۔

(رکبیری مشہدہ فصل فی صلوة مسافر)

نیت کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ اس قرار و قرار کے مابین شک و تردد ہے، البتہ اگر اس مقام کی انتظامیہ کے ساتھ مجرم و مغرور و ک و علی کی انتہائیر کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ نہ ہو تو نیت کا اعتبار کر کے مقیم منظور ہوگا۔

دارالعلوم ابن نجیم اندلسی: لان حالہم یخالف عزیمتہم لہذا یریدون اقرار بالقرار: النہج والموانع ج ۱ ص ۱۱۱ باب صنوف اسانخ و

دارالعلوم تھانویہ کوڑہ شکر میں یہ جو چاہیے طلبیہ یہاں دارالعلوم میں حصول تعلیم لینے آئے ہیں اور میں قہر کریں گے یا انتہا آنا ہوئے ہیں اور ان تعلیم اگر ہم دوسرے کسی کام کے لیے پشاور جائیں تو کیا ہم وہاں قہر کریں گے یا پوری غار پر لھیں گے؟

الجواب: آپ لوگوں کا سفر یہاں تک ختم ہوا ہے اب یہاں آپ لوگ مقیم تصور ہوں گے، اگر آپ یہاں سے کسی ایسے مقام کو جائیں جو کوڑہ سے شرعی حد مسافت سے کم مسافت پر واقع ہو تو پوری غار پر لھیں گے اور اگر مسافت شرعی پر اس سے زیادہ ہو تو قہر ہو تو پھر قہر کرنا واجب ہے اس لیے کہ آپ لوگوں کا دوسرا سفر کوڑہ سے شروع ہوگا اور چستان سے نہیں۔

سائق الامام ابن عساکر: والخاص: ان انشاء السفر یبطل وطن الاقامة اذ انما منہ ما وافتادہ من عبقران لہ کیون فیہ مردوعی وطن الاقامة وکان وکن بعد سید ثلثۃ ايام ان کن لث ولو قبلہ لہ یبطل الوطن بل یبطل مشترکان قیامہ لوطی مانع من صحنہ و اللہ اعلم۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب اقرار سے)

ابن قال الامام غفرلہ: اود صراہل النبی فی درنا فی غیر مصرع ذیل الاقامۃ لہذا دارالعلوم ابن القاری: (ان المحتار علی صدور فی المحتار ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب اقرار و منقطع فی کبیری ص ۱۱۱ فصل فی صنوف اسانخ و)

لہذا قال ابن عساکر: و قد اتفق الفقہاء علی ان اول السفر اذ یہد بہ القصر و یخوہ ہوا و یزید اسافر من بیتہ الی اہل عمرہ منہا و یجہد و دانیہ ہر و غدا لاسفی و اول ذلک ہرہ اہل اہل و عمرہ الذی یأتمہ لہذا دارالعلوم ابن القاری: (ان المحتار علی صدور فی المحتار ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب اقرار و منقطع فی کبیری ص ۱۱۱ فصل فی صنوف اسانخ و)

سفر کے چند مسائل کے بارے میں معلومات | سوال کیا فرمانے میں علماء دین اور متذلل مسائل کے بارے میں کہ۔۔۔

(۱) مسافر اور مسافت کی توضیح حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کیا ہے اور کتنی اور کس چیز پر؟ کیا وقت حاضرہ کہ سواری اور سفری دیگر ہو لیات کے پیش نظر حکم شرع میں تبدیلی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ہلکا مسافر کے لیے نماز قصر پڑھنا ضروری ہے، اگر پوری پڑھے گا تو گنہگار ہو گا یا ثواب ملے گا؟

(۳) کیا کوئی آثار موجود ہیں کہ مجاہدین اسلام و ملت جنگ میں فخر کیا کرتے تھے؟ اور اس کی فیدہ پندرہ دن یا دس سال تک بھی کیوں نہ ہوا تھیں قصہ نماز پڑھنے کا حکم تھا کیونکہ تمام کی عمر صرف توبہ تھی، ایسے ہی موجودہ دور میں اگر عساکر اسلامی کو کسی ایسی مہم پر بھیجا جائے تو کئی سر یہ کی شکل میں کوئی حفاظت کی شکل میں، تو کیا نماز قصر کریں گے اور کیا سنت مکررہ، ادا کرنا ایسے کے لیے ضروری ہے یا پھر پڑھنے کی اجازت ہے؟ کیا اطمینان دہ ہے؟

(۴) ایسا مسافر جو غیر مطمئن ہو اور اس کو کسی قسم کا علم نہ ہو کہ میں نے کتنے دن قیام کرنا ہے اور ایسی صورت میں انفرادی ارادہ کام دے گا یا اجتماعی؟ کین تحمل و حرکت کا اختیار فرد پر ہے یا عالم کے حکم پر؟

(۵) ایسے مجاہدین جو انسان ہلاک کے حکم کے منتظر ہوں اور انتظار میں ان کا چلنے سنا ہے، عمر صرف تادم کریں وہ نماز قصر ادا کریں گے یا نہیں؟

(۶) کیا ایسے عساکر کو ہر وقت مسافر تصور کیا جائے گا یا اطمینان کی حالت میں مقیم مسافر نماز نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ تو گویا ضروری نہیں کہ جمعہ ترک کیا جائے بلکہ باعث اجر ہے اور نہ پڑھنے میں گناہ نہیں۔

(۷) عساکر سلامی اگر مسجد کا سامان اپنے ساتھ پھر لائیں تو کیا یہ جائز ہے؟ کیونکہ غلامی مسجد کا سامان سفر چلتا پھرتا ہے تو کیا حکم ہے ایسے سامان کے بار بار اور ناجائز ہونے کے بارے میں؟

الجواب: مسافت کی توضیح میں حضرت گنگوہیؒ رحمہ اللہ نے فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرمایا ہے جس کی عبارت یہ ہے: "چاہو یہ جس کی سولہ سولہ میں کی جین منزلیں ہوتی ہیں،

حدیث مؤطا امام مالک سے ثابت ہے کہ یہی نذر سدا رسول کی مختلف ہے لہذا آئیں نذر کا سفر  
 سب کے ہاں متفق ہے اس میں تعدد اور شرعی ہے جس کی علت احکام میں تغیر  
 واقع ہو جاتا ہے۔ اور جس کو فقہاء کرام نے مختلف عبارات میں ایسی لفظی کتابوں میں ذکر  
 کیا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: قل  
 صلاۃ تغیر فیہ الاحکام مدیۃ التلاۃ یا کذا فی التبیان ہی نصہم کذا فی  
 جواہر الاصلی، (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۱) اس قدر سفر کا قصد کرنے  
 والے کو شرط یا سفر کیا جاتا ہے اور جو احکام اس قدر سفر سے تغیر ہوتے ہیں یہ ہیں:  
 الاحکام التي تغیر بانساقی فسر الصلوة وایاحة الفطر واستد اومدة نسیم  
 لی صلوة ایام وبقوط وجوب الجمعة والعیدین والاضحیة وعرفة الخروج  
 علی الخراف ووجوب کذا فی التبیان، (فتاویٰ عالمگیری) اور اس  
 مقدار سفر کو طے کرنے میں درمیانی رفتار معتبر ہے، والمعتبر السبیل الوسیط کذا فی السیاحۃ  
 اور فقہاء اس درمیانی رفتار کی وضاحت یوں کرتے ہیں: وهو سبیل لکل دھن  
 الاقدام فی قعر الیام السنة کذا فی تبیین،

اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اعتبار مسافت ہے اگرچہ سوازی کے نزدیک  
 ہونے سے وہ جری طے ہو جائے، جیسا کہ ریل اور ہوائی جہاز وغیرہ کے سفر میں بھی حکم ہے  
 مثلاً ایک دن یا بقصد کو آدمی اگر پیدل یا اونٹ پر سوار ہو کر تین دن میں پہنچ جائے  
 اور ریل کے ذریعہ ایک دن میں اور ہوائی جہاز کے ذریعہ پچیس فیس منٹ میں، تو یہ آدمی  
 قعر کرے گا، کیونکہ اعتبار مسافت سے ہے اور فقہاء نے بھی یہی ذکر کیا ہے، جیسا کہ عالمگیری  
 میں ہے: ولو كانت المسافة ثلاثاً بالمسیر للعتاد والیہا علی الغرض جو نا  
 فوصل فی یومین اداخل قصر کذا فی تجریدہ النبیۃ: فتاویٰ عالمگیری  
 اس سے ثابت ہوا کہ وقت یا نسیم کی تیز رفتار سواریوں سے حکم شرع میں تبدیلی یا نسیم  
 ہے۔ ایسا ہی حضرت قتادہ بن حماد نے بھی ادا والفتاویٰ جلد ۱ میں تحریر فرمایا ہے۔  
 (۲) امام ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق قصر واجب ہے۔ والقصر واجب عندنا  
 کذا فی الخلاصۃ ابیہیں نے تمام کیا موصوفہ لکھا ہوا: فان صلی بعدا تعد  
 فی الشارح قدر المشہد اجوائہ والاغویان نائلسہ وبعیم میثلاً (خوارزمی)

کہ انی الہدایۃ۔ در مختار میں ہے، صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایک  
 علامہ شافعی، اس کی طرح میں لکھتے ہیں، فیکرہ الامۃ عندنا حتی روی عن ابی خنیفۃ  
 لافۃ قال من اتى الصلوة فقد اساء وخالفت السنة۔ (شرح منہ۔ صفحہ ۱۸۳)  
 (۱۲) (انتق) مسئلہ اسلامی اگر در غریب میں داخل ہو جائے یا در غریب میں ایک شہر یا ایک  
 قلعہ کا محاصرہ کریں اور وہ نیت اقامت کر لیں تو ان کی نیت اقامت درست نہیں بلکہ  
 وہ قصر کریں گے کیونکہ وہ بین القرار والخصر میں۔ حکم میں ہے، ولما دخل العسكر  
 اذن الحرب فسنوا ان اقامۃ بہا قصر وکذا اذا دخل غریب قیہا مدینۃ او حصن  
 لان المدخل بین ان یہزم فیفسد بیت ان یہزم فیفسد فلم یکن دار اقامۃ۔  
 (شافعی اور عالمگیری میں بھی اسی طرح لکھا ہے) اور ایک تفسیر (زاس) وقت تک رہے گا  
 جب تک کہ وہ کسی شہر یا گاؤں میں کم از کم پندرہ دن کی نیت اقامت نہ کرے اور یہاں  
 کی کوہ نہ ہو اور اگر پندرہ دن سے کم نیت اقامت کرے گا تو وہ مقیم نہ ہوگا اور قصر کرے گا۔  
 اسی طرح امام علی بن ابی طالب اور ابن عمرؓ سے نقل کر کے اخراج کیا ہے۔ ہایہ میں ہے،  
 ولا زال علی حکم السفیخی ینوی لاقامۃ فی بلدۃ وقریۃ خمسۃ عشر یوما  
 او اکثر ولو نوا فی اقل من ذلک قصر وهو ما ثور عن ابن عباسؓ وابن عمرؓ  
 (اخرجہ الطحاوی عنہما) والاثنی عشر مثلاً کالخبر لانه لا یصلح للراۃ فیدفع  
 ان الصیاحی ورواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ الہدایۃ ص ۱۸۳ باب مسوۃ المسافر  
 لہذا صوبہ ودر میں اگر مسافر اسلامی ایسی جگہ پر جا کر در غریب میں اترے یا وہاں کے کسی شہر  
 یا گاؤں کا محاصرہ کریں تو وہ اگر نیت اقامت کر لیں تو اقامت کریں گے جو  
 وہاں ہاں مشور کا مسئلہ تو اس کے لیے مغربین المینانی شرط ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،  
 ولا قصر فی السنۃ کذا فی محیط السنۃ فی۔ ویخصم جواز انفسا فی تولد اس۔ ان  
 والانتدابۃ لایاتی بہا فی حال الخوف۔ ویاتی بہا فی۔ ان القدر وکامل من حکم  
 فی الوجوب لکن فی (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱) اور اسی طرح صاحب در مختار نے  
 بھی لکھا ہے۔

(۱۳) ایسا مسافر جو کسی حاجت کے لیے کسی شہر میں داخل ہو جائے اور ارادہ یہ کرے کہ جب بھی  
 حاجت پوری ہو جائے تو نکلے گا اور پندرہ یوم نیت اقامت نہیں کرے گا، اور اسی طرح وہ بھی رہا



وہاں رہا تو قصر کرے گا۔ عالمگیری میں ہے: وروثی فی المصنوعین علی عزائمہ اذا  
 فعلی حاجتہ یخرج و لہ یخیر الاقامۃ خمسۃ عشر یوماً قور کذا فی التہذیب  
 و عالمگیری میں ہے: اسی طرح تحریریں۔ یہ: و یؤدی محل مصر علی عزم اصیخرج  
 غذا؛ و بعد نہی و لہ یخیر مئۃ الاقامۃ حتی یقی علی ذلک ستین قصراً ان  
 عسراً اقامہ یأذربیحان ستۃ اشہر و کان یقصر ردواہ عبدالرزاق (درمجا  
 من الصحابة مثل ذالک۔ ردواہ یمضی عن صحابہ ابن ابی وقاص و ابن  
 درالہدایہ ج ۱ ص ۱۸۰۔ باب صلوات علیہ)

ایسی صورت میں اگر آدمی یا اجتماعی ادارے کے متعلق فقہائے کرام نے کتابت کی  
 نیت اقامت کے لیے یا نیک شرائط ہیں جن میں ایک شرط استقلال کے بھی ہے۔ اگر  
 مستقل بالائے نہ ہو بلکہ کسی دوسرے کا تابع ہو تو اس کے متعلق فقہاء کرام نے لکھا ہے:  
 الاصل ان من یسکنہ الاقامۃ باحتیاج لا یصیر مقماً بنیتہ لفسوخ  
 المصروفۃ یا اذا كانت مع زوجہا ف التفرق والرد مع مولاء والتطین مع  
 استاذہ والحدیث مع متاجرہ والحدیث مع امیہ و مملک لادہ لا یصیرون  
 مقیمین بنیتہ الفسوخ فی ظہر الذی وایہ کذا فی نخیل (عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۰)  
 اسی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فوج کی اقامت اور غیر اقامت کا  
 ملکہ قائم یا غنی افسر کی نیت پر ہے اور غور اس کی بخی نیت اقامت کا نہیں ہے گا۔  
 (۵) جس کے حکم کے استغفار ہیں اگر اس کی طرف سے نیت اقامت کا کچھ پتہ نہ ہو  
 اور اس میں کوئی مالی کاغذ گزر رہا ہے تو قصر کی کرے گا۔

(۶) جب یہ معلوم ہو چکا کہ یعنی فوجی سپاہی اپنے اختیار رکھتا ہے نہیں ہے یعنی نیت  
 اقامت رکھی ہے تو یہ نیت کچھ قائم نہیں رہتی۔ ترجمہ تک فرج کے عالم اعلیٰ نے اقامت  
 کا نیت نہیں کہے تو اس کے ماتحت سب مسافر ہیں اور مسافر پر اگرچہ ایماں ہو نماز  
 جو نہیں ہے کیونکہ شرائط جمعہ میں ایک شرط اقامت کا بھی ہے، مگر حالت میں جمعہ پور  
 کر ظہر پڑھے گا اس کی کو شرط اجازت ہے لیکن اگر مسافر میں نے نماز جمعہ ادا کی تو یہ باعث  
 اجر ہے مگر فرض وقت سے حساب ہوگا۔

شرائط وجوب جمعہ میں فقہاء کرام لکھتے ہیں: و علی الحرۃ و الذکور و الاقامۃ و العتق

کذا فی النکاحی حتی لا یجب الجمعة علی العبد والنسوان والمذنبین والنسائی  
کذا فی المحيط۔ اس سے چند سطر آگے کی عبارت کچھ اس طرح ہے، ومن لا  
جمعة علیه ان اذ احب انما ان فرضی الوقت کذا فی الکفر۔

وفتاویٰ انگلیسی ج ۱ ص ۱۱۱ باب السادس عشر فی مسئلة الجمعة

(۷) جس طرح کہ او ضروری سفری مافیہ بینہ کی اسلامی اپنے ساتھ لیتے ہیں اسی طرح اگر  
مسجد کا سامان مثلاً چٹائی وغیرہ اپنے ساتھ لے لیں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔  
(فقط واللہ اعلم)

**جس سفر کے درمیان وطن اقامت ہو، حکم** [مسوال۔ جناب مفتی صاحب رحمہ اللہ] طرزیست نوشہرہ کینٹ میں سلازم ہوں،

ایک بار کسی کام کے لیے مرہاں گیا اور وہاں سے اسلام آباد جانے کی سبکداری کا جب رسالہ پورے پہنچا تو  
میں نے صبح کی نماز دو رکعت پڑھی، اس پر میرے ایک ساتھی نے کہا کہ آپ کو تو پوری نماز پڑھنی  
تھی، تمہارا تھوڑا شہرہ سے نکل جانے کے بعد شروع ہو گا۔ اب دریافت طلب مسئلہ ہے کہ

کیا میرے ساتھی کی بات درست ہے یا میرا عقل و قرآن و سنت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟  
[الجواب: بشریعت محمدیہ کی روش سے سفر کا افتاء وطن اقامت ہوتا ہے کسی صورت تمام

سے نہیں، چونکہ آپ کا وطن اقامت نوشہرہ ہے مرہاں نہیں، بلکہ مرہاں اور نوشہرہ کے درمیان مسافت  
سفری نہیں اس لیے آپ کو پوری نماز پڑھنا چاہیے، پھر اگر حکم نوشہرہ سے نکل جانے کے  
بعد توجہ ہوتا۔ اس لیے آپ کے ساتھی کی بات درست ہے، اگر آپ نے دوبارہ نماز نہ پڑھائی  
ہو تو نماز کا عاودہ کر لیں۔

ما فان اضلّ من ابن مایون۔ والحاصل ان افتاء السفر یبطل وطن الاقامة؛ فان کان  
متمم ما لو اقلّ من غیره فان لم یکن فیہ مرد علی وطن الاقامة او کان وکنت  
بعد سیر ثلاثة ايام کذا لک ولوقیل لہ لیریطل الوطن بل یبطل السفر لان  
قیام الوطن مانع من صحته واللہ اعلم۔۔۔ وقال فی الفتح ان انفسرا نافع  
لوطن الاقامة ما یس فیہ مرد علی وطن الاقامة او یکون فیہ المرد  
بل بعد سیر مدة السفر۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۵۸۵ کتاب السفر)

پندرہ دن اقامت کی نیت کے بعد ارادہ بدلنے پر قصر ہے یا تمام؟ **سوال** ایک

پندرہ دن کی نیت سے رہنے لگا لیکن اچانک نیت تبدیل کر کے تین ہارون کے بعد جانے کا ارادہ کر یا سنی کہ سفر کے لیے ٹکٹ بھی لے لی تو کیا یہ شخص اب قصر کرے گا یا تمام؟

**الجواب**۔: ہر شخص نے ایک دفعہ اقامت کی نیت کر کے رہنا شروع کر دیا تو وہ اس وقت تک اس شہر میں مقیم متصور ہو گا جب تک وہ اس شہر کی حدود سے باہر نہ نکلے اگرچہ درمیان میں اس نے نیت تبدیل کر کے مدت اقامت سے قبل جانے کا ارادہ کر لیا ہو۔

قال العلامة السرخسي: ولا يكون حافراً بالنية كما يكون مقيم بالنية لا لأنه لا يكون مسافراً حتى يسير ولا إقامة تكون بالنية لأن الإقامة ليس بعلى ربه السرخسي (۱)۔

**سوال**۔: ایک شخص کسی شہر میں ضروری کام کے لیے گریو کی وجہ سے قصر و تمام کا حکم کیا مگر اتفاق سے وہاں کو فریڈ نڈ صاحب کا دیر سے

پندرہ دن سے قبل وہاں سے لکنا مکن ڈراما تو کیا یہ شخص وہاں مقیم متصور ہو گا یا مسافر؟

**الجواب**۔: جب کسی شہر میں پندرہ دن کا قیام یقینی ہو تو وہاں آدمی مقیم متصور ہو گا صورت مسؤل میں چونکہ گریو کی وجہ سے پندرہ دن سے قبل لکنا مکن ڈراما اگرچہ یہ اتفاقہ حادثہ ہے تبہرہ بھی یہ شخص مقیم متصور ہو گا۔

قال العلامة جوهان الدين لمغيناني، ولا يزال حاكم لسرخسي يولي الإقامة في بلدته اذ قرية خمسة عشر يوماً اكثر من اربعة عشر يوماً، قلت: لا، بل قصر، من كان

کسی اور شہر میں ذاتی مکان ہو تو اس میں قصر و تمام کا حکم **سوال**۔: بعض ماہر لوگ

لے قال العلامة ابوبکر الکاسانی، وانما لث، لخروج من غير ان يخصصه لا يصح وما خرواً بمجرد نية السفر والاعتراف من عدوان للصحة، ولا ان الصالح في قصر، بل هو يقيم مسافراً

کہ قال الشيخ دعبه الزجیل، ولا يزال ال فرعی حکم مسافر حتی یولی الإقامة مدة معينة تذکرہا۔ (الفتاویٰ اسلامیہ) داؤد شک ج ۲ ص ۲۲۵ لکھنؤ (الوضع الذي يثبت منه الم)

و مثلاً فی کبری ۵۳۲ فصل فی صلوۃ السافر۔

یہ بٹ آباد سری وغیرہ مندرجہ علاقہ جات میں گزارتے ہیں اس شخصہ کے لیے انہوں نے وہاں  
چنے ذاتی مکان بھی بنا رکھے ہیں تو کیا یہ لوگ ان علاقوں میں مقیم شخصوں ہوں گے یا مسافر و خواہ  
وہ ایک دو دن کے لیے ہی جاتے ہوں؟

الجواب :- جو شخص کسی کو دوسرے شہر میں اپنا ذاتی مکان بنائے اور وہاں ایک دفعہ  
اپنے اہل و عیال کے ساتھ کوئی گھر گزار لے تو وہ اس شخص کا دین اصلی شمار ہوگا اس طرح یہ  
شخص جب بھی اس شہر میں آئے گا مقیم ہو کر پوری نماز پڑھے گا جب تک اس کا مکان اس  
شہر میں ہو اس لیے صورتہ مسئلہ کے مطابق ایسے لوگ مقیم ہوں گے اور ان پر نفاذ عیش  
ہے یعنی پوری نماز پڑھیں گے۔

قال لعنمہ اللہ بیت نجیم مصریؑ۔ لوطیؑ کا اصلی ہو وطن کا انسان فی بدت  
از بلادہ اموی تختہ دار او توطن بہ جامع اہلہ و ولدہ و نس من قصرہ لا یزعم  
عیشہ بل استعیش بہا۔ (ابو جریز) فوق ج ۲ ص ۲۱۰ بابہ صلوۃ تک تبرک لہ



۱۔ قال علامہ برہم لیلیؒ : لا یصل ہو موید الا انسان او موقع تاحریہ ومن قصرہ  
العیش بہ کا اطلاق تھاں عنہ ۔ (ذکیبیری ص ۲۳۲) قصر فی صلوۃ المسافر  
وینزل فی بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۰۰ مطلب فی ان الاوطان شریفہ۔

## باب الجمعة والعیدین

وجہد وعیدین کے احکام ومسائل

نماز جمعہ کی فرضیت سے منکر کا حکم | سوال :- نماز جمعہ کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ اگر ایک شخص اس کی فرضیت سے انکار کرے تو کافر ہو جائے گا یا نہیں ؟

الجواب :- دیگر نمازوں کی طرح جمعہ کی نماز بھی فرض میں ہے اس کی فرضیت سے انکار موجب کفر ہے۔

قال ملائذہن المصنف: ہی فرض علیہ یکتفی بحدھا لثبوتہا باللیل القلہ۔  
واللہ اعلم بالصواب فی المسئلۃ باب الجمعة

سوال :- فقہائے نماز جمعہ کے وجہد وعیدین کے لیے حاکم کی اجازت کی شرعی حیثیت

وجہد وعیدین کا حکم کیا ہے ؟

الجواب :- جہاں کہیں اسلامی سلطنت قائم ہو تو وہاں پر جہاد و عیدین کا شرعی حکم کیا ہے ؟

یکن اگر کہیں یہ اسلام نہ ہو تو بعد از مدعا یہ قیود عام مسلمان خود اپنی ذمہ داری محسوس کر کے نماز جمعہ کا اہتمام کریں گے۔

لما ذکر فی الحدیث، ولوقد ذکر الاستیعاب من الکلام فاجتمع الناس علی رجل یصلی بہم  
الجمعة جانہ (الفتاویٰ المحتصیہ ج ۱ ص ۱۹۱) باب صلوة الجمعة

لہ وقال علی بن یحییٰ، وجمعة مکتبہ وکتب وادبہ والنجاح یقترنھا (الارکان ج ۱ ص ۲۰۰) باب الجمعة  
وکیفہ فی فتوح المقدس ج ۲ ص ۱۱۱ باب الجمعة

لہ وقال ابنی، فی سانیۃ الزیلعی، ولواجمعت العامة علی ان یقتدوا بحدھا لثبوتہا باللیل القلہ  
المستند فی فتاویٰ لم یجوز ولکن جمعة لانہ لم یفوض الیہم امرہم الا انہ یکن فیہم  
قاض ولا خلافہ لیس بان کان اکل میت فیہم یجوز کعبہ انھو وکعبہ انھو وکعبہ انھو وکعبہ انھو وکعبہ انھو  
وکیفہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۱ باب صلوة الجمعة

**سوال ۱۔** اگر کسی قرۃ کبریٰ کے قریب ایک چھوٹا گاؤں ہو۔  
مصر کے توابع میں غار جمعہ کا حکم اس کا پتہ آ دی تو کم ہو لیکن رسم و رواج، عجمی و خوشی میں اس  
کے تمام تعلقات بڑے گاؤں پر مبنی ہوں تاہم درمیان میں کچھ زمین غالی پڑی ہوگی جس میں تاحال کوئی  
آبادی نہیں۔ کیا اس چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ و عیدین پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب۔** اگر اس چھوٹے گاؤں کی حیثیت ایک غلہ کی طرح ہو تو پھر درمیان میں  
غالی زمین اس کے لیے مانع نہیں کہ اس کو اس بڑے گاؤں کے توابع میں شمار کیا جاسکے توابع ہونے  
کی صورت میں جمعہ و عیدین یہاں واجب رہیں گے اگرچہ اس کی مستقل آبادی کم ہو۔

قال ملاؤ الربین الکاسانی وکنت کالمصر دالمالجمۃ کلا فی العصرین نوابہ فلیتوب علی اهل  
القریۃ انی یسند عن توابع مصر ورمال المصالح ۳۹۹ فصل بیان شرائط الجمعیۃ نہ  
**سوال ۲۔** کسی مصر یا قرۃ کبریٰ کے توابع (اداء کا) دائرہ کتنی مسافت  
فناء مصر کی مقدار تک محدود رہتا ہے جبکہ بڑے بڑے گاؤں کا دائرہ پہلوں تک رہتا ہے،  
کیا یہ تمام علاقہ مسافتات میں شمار ہوگا؟

**الجواب۔** یہ گاؤں یا مصر کے توابع کی تعیین کے بارے میں مختلف قول ہیں لیکن عجمی بریہ صحت  
کی رائے کے مطابق جہاں تک اذان کی آواز سنائی دیتی ہو تو وہ علاقہ توابع میں شمار ہوگا۔ کدھر سے  
متعدد اقوال مسافت کے بارے میں بھی مروی ہیں، لیکن موجودہ وقت میں کسی بڑے گاؤں کا وہ علاقہ  
جو انتظامی طور پر نافذ العمل ہو وہی علاقہ توابع میں شمار ہوگا۔ مثلاً گاؤں کی کئی کارپوریشن وغیرہ  
کا متعدد توابع سمجھا جاتا ہے اس لیے یہی علاقہ متعلقہ تحقیقوں کی آمدنی اور معارف کے لیے مخصوص  
کیے جاتے ہیں، البتہ زمین کوئلہ کا اس زمرہ میں آنا مشکل ہے، پھر بھی ایسے بڑے گاؤں علاقہ  
کے طرف کے مدایع ہوتے چاہئیں۔

قال ملاؤ وکنت الکاسانی: واما تفسیر توابع العصر فقد اختلفوا فیہا ردی  
عن ابی یوسف ودرمش: ان الغنیم فیہ سماح (لشداد) ان کان موضعاً یبع فیہ الذباہ

لہ وکان محمد بن عبد اللہ المصنف شیخ یقویٰ فیضا فی القعبات والقریۃ ادعاء وحو  
ماقتل بہ لا حرجی مصالحہ۔ رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۹ باب الجمعیۃ  
نہ ورمیشہ فی الحدیث ج ۱ ص ۱۱۱۔ مسطرۃ الجمعیۃ

من المصروف من قولي المصروف رد الی العنا تعیم اطلاق فعل بیان شد انطا لجمع سے  
**سوال** ۱۰۔ چند جموع کاؤں بن لکھو  
 متعدد آبادیوں پر مشتمل قریب میں جو اربعہ کا حکم آبادی تو قریب کبیرہ تک پہنچتی ہے یہ کہیں  
 انفرادہ ایک کی آبادی دیہات کے حکم میں ہے، کیا ان متعدد آبادیوں کو ملا کر یہاں پر جمعہ و عیدین  
 پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب**۔ اگر مذکورہ چھوٹی آبادیاں محلہ جات کی شکل میں ہوں اور ایک محلہ سے  
 دوسرے محلہ تک خالی جگہ پڑی ہو تو اس معمولی مسافت کی وجہ سے اگرچہ نام الگ ہوں لیکن پھر  
 بھی باہمی تعلقات، غمی اور خوشی اور دوسرے امور میں شرکت کی وجہ سے ایک قریب کبیرہ شمار ہوگا  
 ایسی جگہ میں نماز جو عیدین ادا کرنا درست ہے۔ اور اگر ایک گاؤں کا کسی دوسرے گاؤں سے  
 کوئی نامی تعلق نہ ہو ہر ایک میں انفرادیت ہو اور یہ متعدد جگہوں کی حیثیت الگ الگ دیہات  
 کی ہو تو اس کو مجموعی حیثیت نہیں دی جاسکتی۔ دیہات کی صورت میں فقہاء و خائف کے نزدیک  
 جمعہ و عیدین پڑھنا جائز نہیں۔

قال علامہ ابن العابدی: تقع فرض فی انصبات والقری الکبیرۃ المتب فیہا  
 اسواق۔ الخ۔ (رشائی ج ۲ صفحہ ۲۱۱ باب الجمعة)۔ ۲۰

**سوال** ۱۱۔ اگر کسی جگہ کا مقامی  
 ہنگامی حالات کے تحت بازار میں نماز جمعہ پڑھنا درست ہے آبادی قریب کبیرہ تک پہنچتی ہو  
 لیکن جمعہ کے دن کاروباری مرکز نہ رہے کی وجہ سے لوگوں کا ازدحام نہ رہتا ہے۔ تو کیا اس وقتی کثرت کی وجہ

لہ وقال علامہ ابن عابدی: وجلا اقوالہم فی تقدیرہ ثمانیۃ اقوال اوسعۃ حلود میل مہین ثلثۃ  
 فرسخ قریبان ثلثۃ ساع الصوت سماع الاذان والای (رشائی ج ۲ صفحہ ۲۱۱ باب صلوة الجمعة)  
 ویشد فی انہما لایان ج ۲ ص ۲۱۱ باب صلوة الجمعة۔

لہ قال ابن نجیم: وجوب الجمعة علی ثلثۃ قسم فرض علی بعض وواجب علی البعض دستہ علی البعض  
 اما فرض فعلی الامصار واما الواجب فعلی لواحدھا والایستعمل فی التقری الایۃ والاستیعاب  
 للشرائط۔ (ایضاً لایق ج ۲ ص ۲۱۱ باب الجمعة)

ویشد فی مداد الفتاوی ج ۲ ص ۲۱۱ باب الجمعة۔

سے اس فکر میں نماز جو ادا کی جا سکتی ہے، نہیں، بلکہ ساتھ ہی میں یہ کیفیت قائم رہتی ہے۔  
**الجواب:** یہ ہشٹی حالات کے پیش نظر مجھ کے دل میں جگر جب مصری قرآن کسب میں آئے تو اس  
 میں ملنے والی طرہ وقتی کثرت کی وجہ سے نماز جمعہ پڑھنا درست ہے۔

قال ابو حامد الغزالی، ويعوز عني ان كان كالمسافر من المصالحا اذا كان الخليفة ماضيا بعد  
 ابن حنيفة وابن يوسف وقال محمد بن حنيفة يعني لانها عن القوي حتى لا يفتد بها - ولما انما  
 تنصرف في يوم الموم - (الحدائق ج ۱۶ ص ۱۶۵ باب صلوة الجمعة) ۱۷

**سوال ۱:** اگر کسی جگہ جمعہ کی شرائط پوری ہو، تو متعدد  
 متعدد مقامات پر نماز جمعہ کا حکم مقامات پر نماز جمعہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا ایک ہی مسجد  
 کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب:** شرائط پوری ہونے کے بعد جب ایک دفعہ جمعہ وعیدین واجب ہو جائیں تو  
 متعدد مقامات پر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس میں یہ ضروری نہیں کہ ابتداء ہی سے متعدد جگہوں  
 میں جمعہ شروع ہو، بلکہ ایک جائے مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ ضرورت محسوس ہو تو نماز جمعہ  
 پڑھی جا سکتی ہے تاہم کسی تہذیب و آداب والوں کے درمیان امتزاج کے لیے آلاکار چڑھ کر طاع مجھ  
 سے عینہ کی کاپہات بنانا اور تشدد کی کاغذات نہیں۔

قال علاؤ الدین الحسکفی، وتؤدى في مصر واحد موضع كثيرة مطلقا عمل  
 المذهب وشيخ الفتاوى (الرد المحتار ج ۲ ص ۱۷۱ باب الجمعة)

**سوال ۲:** بعض حساس علاقوں یا فوجی  
 چھاؤنیوں یا کسی ممنوعہ علاقہ میں نماز جمعہ کا حکم چھاؤنیوں میں غیر متعلقہ افراد کا داخلہ کرنا  
 ممنوع ہوتا ہے، ایسے مقامات پر جہاں ہر ایک کو آنے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے انہیں قائم مقیم

۱۷ وقال علاؤ الدین الحسکفی، وجاز الجمعة يعني في الموم (الرد المحتار ج ۲ ص ۱۷۱ باب صلوة الجمعة)  
 وتؤكد في البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۱ باب صلوة الجمعة

۱۸ وفي الحشوية، وتؤدى في مصر واحد في موضع كثيرة وهو قول ابن حنيفة ومحمد  
 رحمهما الله تعالى وهو الأصح - (الفتاوى الحنفية ج ۱ ص ۱۷۱ صلوة الجمعة)  
 وتؤكد في البحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۱ باب صلوة الجمعة



ہر اسے نماز جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ فقہ کی کتاب میں ایک شرط اذن عام بھی لکھی ہے۔  
**الجواب:-** ایسے مقامات پر داخلہ کی پابندی انتظامی امور کا حصہ ہے تاکہ اشتراک اور  
 معذرت کے شرع سے محفوظ رہے اس لیے اس پابندی سے جمعہ کی حیثیت متاثر نہیں ہوتی تاہم  
 یہاں پر یہی مطلقہ افراد کو داخلہ کی اجازت ہو کر اضافی اذن عام پایا جاتا ہے اس لیے یہ مقام  
 حسب ایسے علاقہ میں واقع ہو جاوےں جو عیدین پر جمعہ و عیدین واجب ہو تو متعدد مقامات پر نماز مشرور  
 ہونے کی وجہ سے یہاں پر جمعہ و عیدین پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

قال علاؤ الدین الحسکفی: تحت "قوله الإذن العام" فلا يضرب قلب باب القنوت  
 عند الصلاة خذ منة لأن الإذن العام مقبول لأجله. (رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۲ باب الجمعة)  
**سوال ۱:-** دیہات میں نماز جمعہ و عیدین کا حکم کیا حکم ہے؟

**الجواب:-** فقہاء احناف نے نماز جمعہ کے وجوب اور کیلئے دیگر شرائط کے علاوہ قریب  
 صحرا یا بے مکان ہونا ضروری سمجھا ہے، اس لیے دیہات میں شرائط کے فقدان کی وجہ سے نماز جمعہ  
 عیدین کا پڑھنا واجب نہیں بلکہ وجوب کے باوجود پڑھنا مکروہ غریبی ہے۔

قال علاؤ الدین الحسکفی: وفي الفتية صلوة العيد في القرى مكره غریبا ای لا تشاء  
 اشتغال، بما لا یصح. (الدر المختار ج ۲ ص ۱۵۲ باب الجمعة) کہ

**سوال ۱:-** دیہات میں جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز سے ذمہ فاریغ نہیں ہوتا  
 مشرور ہونے کے باوجود بعض بڑے دھرمی پر قائم رہ کر بعض لوگ جمعہ پڑھتے ہیں تو کیا ان  
 ظہر کی نماز کی ذمہ داری چھوٹ جاتی ہے یا نہیں؟

لے زمانہ، آئندہ، و ما یقع فی بعض اقسام من ثلث ابوابہ عرفا من الاعمال و ان كانت عادة قد بدلت عند  
 حضور الوقت فلا بأس بولات الإذن العام مقبول لأجله. (مجمع الزہری ج ۱ ص ۱۵۹ باب الجمعة)  
 کہ وقال علاؤ الدین الحسکفی: ای شریعتاً ما ان تؤدی فی صحرا حتی لا تقدر فی قریة  
 ولا مغارة. (رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۲ باب الجمعة)  
 وصحہ فی الزیلعی ج ۱ ص ۲۱۴ باب صلوة الجمعة۔

**الجواب :-** جب مسجد و بیابان نہ ہو تو غمیر کی نماز فرض ہوگی ایسی حالت میں باوجود عدم درجۃ جمع پڑھنا مکروہ تحریمی ہوگا غمیر کی نماز سے فراغت نہ رکھے یہ بے مورد ہے۔

قال العلامة ابن العابدینؒ : وفيما ذكر في إشارة الخاء انه لا تجوز في المصنف في القياس فيها قاطبة ومنه وضيق كذا في المضمرات والظاهر انه أدب فيه ، كراهة تكرارها النقل بالجماعة كما ترى ان في الجواهر وصلوا في القرى لزعم ادا ما نظر في (شامی ج ۱ ص ۱۳۸) مع  
**مسئله** سوال :- کسی مسجد میں دو لوگ جمع ہو کر نماز جمعہ پڑھیں نہ کیا صحیح ہے نماز جمعہ پڑھنا  
علم ہے ؟ عامی کر لوگ جب وہاں پر کثیر تعداد میں موجود تر ہوں لیکن مستقل عبادت گاہ نہ ہوں ؟

**الجواب :-** اگر یہ مسجد کسی مصر یا قریہ کبیرہ کے توابع میں سے نہ ہو تو نماز جمعہ و عیدین ایسی جگہ میں ادا کرنا جائز نہیں۔

قال من والدين : اخصكفي : ولا يعرفات لا تنها مضافا : ثم  
والدرا المختار على صدر رد المختار ج ۲ ص ۱۳۲ باب الجمعة ۳

**مسئله** سوال :- عام علاقوں میں مسجد نہ نہیں اُتاف کے نزدیک  
مصر یا قریہ ہونے کے شرائط میں کافی کچھ اختلاف پایا جاتا ہے  
کچھ لوگ چند گھنٹوں پر مشتمل آبادی کو کافی جان کر جمعہ کی نماز شروع کر دیتے ہیں جبکہ فقہ حنفی میں  
میں مصر کی تعریف مختلف عبارات سے ہوتی ہے کسی ایک تعریف کو دیکھ کر ہمارے لیے فیصلہ  
کرنے کی نوعیت کیا ہونی چاہیے ؟

**الجواب :-** اُتاف کے نزدیک نماز جمعہ کے وجوب ادا کے لیے دیگر شرائط کے  
علاوہ مصر یا قریہ ہونا مستقل شرط ہے تاہم قریہ کبیرہ بھی مصر کے حکم میں داخل ہے ایک ہی مصر

لہ قال العلامة ابن نجيم السمرقني : قوله شرطاً انما المصراع شرطان هما ان تؤدى في  
مصر حش لا قصر في قرية ولا مخاضة . واليه انما ج ۳ ص ۱۳۲ باب الجمعة  
وَمِنْهُ فِي بَيَانَةِ شَرْحِ الصَّدَايَةِ ج ۳ ص ۸۷ باب الجمعة -  
لہ وفي الحنفية : ولا جمعة بمن فاعل انما في الكافي - (الحنفية ج ۱ ص ۱۳۵)  
وَمِنْهُ فِي ابصارنا في ج ۲ ص ۳۲ باب الجمعة -

اخذ فریہ کیرہ کی کوئی خاص حد مقرر نہیں جس کو ہم اعتبار کا وہ جرح سے دیا۔ یہ ایک عرفی حقیقت ہے جو زمانہ و حالات سے متاثر ہوتی رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء و احناف نے اپنے زمانے کے اعتبار سے مصر کی تریف کی ہے۔ چھاباری کتبوں میں مختلف عبارات سے نقل ہوئی ہے۔ یہاں تک اتفاق ہے کہ دیہات میں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس سے ظہر کی نماز کی ذمہ داری قارض نہیں ہوتی جو موجودہ وقت کے اعتبار سے جس گاؤں کی مستقل آبادی بشمول مرد و زن چھوٹے بڑے اور مسلم و غیر مسلم دو ہزار تک پہنچی ہو تو وہ گاؤں بڑا سمجھا جاتا ہے اور اس میں ضروریات زندگی کا سامان بھی موجود ہو۔ لہذا نماز جمعہ کے وجوب کے لیے ایک گاؤں کی آبادی کم از کم دو ہزار ہونا ضروری ہے لیکن واضح ہو کہ یہ گاؤں کی اپنی آبادی ہونی چاہیے ورنہ قریب و جوار جو اس کے قدام میں نہ ہوں کی آبادی مل کر اگر کئی ہزار تک چڑھتا ہے دیہات ہونے کی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

قال المحقق: وفي الفتاوى صلوٰۃ العید فی السفری نکرہ میا اسی کا نہ اشتغال بملا یصح لای لمعشر شرط لصحته۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۱ باب العید) ۱۔

**مسافر کے لیے جمعہ کا حکم** | سوال۔ مسافر پر نماز جمعہ واجب نہ ہونے کے باوجود اگر لوگ مسافر کے لیے جمعہ کا حکم تو کیا اس کا ذمہ قارض ہو جاتا ہے یا نماز ظہر رکھ کر نماز قاری ہے؟  
الجواب۔ اقامت نماز جمعہ کے وجوب اداء کے شرائط میں سے ہے جن کی عدم موجودگی میں بھی نماز جمعہ پڑھی جا سکتی ہے اس لیے مسافر کی نماز جمعہ درست ہے اس پر ظہر کی نماز جمعہ پڑھنے کے بعد لازم نہیں۔

قال علامہ ابن عابدین: تحت قوله واقلمها ثلاثه رجال اطلق فيهم فتشمل العبد والمساقر والمخوف والكمين والخمرى لصلاحتهم للمامة الخ (مشای ج ۲ ص ۱۸۱ باب الجمعة) ۲۔

۱۔ قال العلامة ابن عجم: ای شرط معتدات تؤدی فی معرحتی لا تقصم فی قریب ولا مفارقة۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۱ باب الجمعة)

وَمُشَلَّطٌ فِي تَبْيِیْنِ اخْتِلَافَاتِ ج ۱ ص ۱۸۱ باب الجمعة۔

۲۔ وفي الحندیة: وتعتقد الجمعة بائتمام العبد والمساقرين والمرحما وكذا الایالیین والخمری الخ۔ (الحندیة ج ۱ ص ۱۸۱ مئوۃ الجمعة)

وَمُشَلَّطٌ فِي نَجْعِ الْقَدِيرِ ج ۲ ص ۳۳ باب مئوۃ الجمعة۔

**نماز جمعہ وغیرین کے لیے عورتوں کی حاضری** **سوال :-** مساجد میں جمعہ وغیرین کے لیے عورتوں کی حاضری کا شرع کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** عورتوں کے لیے مستقل طور پر جمعہ وغیرین کا اہتمام ضروری نہیں اور نہ ان پر واجب ہے تاہم کسی جامع مسجد میں بتکلیف بنات خود مشروع نہیں۔ لیکن درجہ حاضرین عورتوں کا کثرت نقصان سے ظاہر نہیں اس لیے جمعہ کے لیے کسی مسجد میں حاضری کے بجائے خود گھر میں گھر کی نماز پڑھیں اور عیدین کی نماز ان عورتوں پر واجب نہیں۔

قال علماؤنا الذين انكسروا: وانما المرأة فلا يها مشغولة بخدمت الزوج منهومة عن الخروج الى محافل الرجال كون الخروج حينا للفتنة ولهذا الاجاعة عليه من ولا جمعة الخ۔ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۵۸) فصل بيان شرائط الجمعة بالجمعة

**سوال :-** ایسا شخص جو چھٹے پھر نے پر قادر نہ ہو

**الجواب :-** جب کسی قریبی یا مہتمم مسجد تک نماز جمعہ کے لیے پہنچنے پر قادر نہ ہو تو ایسا شخص دوسرے مسند دین کے علم میں ہو کر نماز جمعہ کے وجوب سے مستثنیٰ ہے تاہم اگر کسی ولیقہ پر کہیں یا کہ جمعہ پڑھے تو از خود صحیح ہے لیکن نہ جملہ سے گنہگار نہیں ہوگا۔

قال العلامة ابن ابي عمير: رخصت قوله وقد رتب على المعنى فمن تعجب على ان يعدوا ان وجب۔ املا تفاقا، نية لانه غير قادر على السعي اصلا فلا يجزى فيه خلاف في الاصل كما تبين عليه، نقه سافى۔

(اشعری ج ۳ ص ۱۵۷، مطلب فی شروط وجوب الجمعة)

لہذا ذکر سنن میں: وانما المرأة لا يها مشغولة بخدمت الزوج منهومة عن الخروج شرعا في خروجها الى محفل الرجال فتنة۔ (مسند ج ۳ ص ۲۱۱ باب الجمعة)

ومثل ذلك في المحطة دي حاشية سواقى الفلاح ومثل ذلك باب الجمعة۔

تم در فی انتہیۃ: حتی لا یجب علی الخیرین والنسوان والرضع والذوات البهائم الخ۔ (افتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ باب مطلق الجمعة)

ولاعی: انعقد بالاجماع الخ۔ (افتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ باب مطلق الجمعة)

ومثل ذلك في البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۷ باب صلاة الجمعة۔



لباورو فی الحدیث : حدیث داؤد بن رشید نا خالد بن حیان المرقی نا سید جان بن  
عبد اللہ بن الزبیر نا عن یعلی بن شداد بن اوس قال شهدت مع معاویہ یقرب الخ  
فجمع بنا فخطب فاذنجل من فی المسجد اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارتفعت بهم جبین  
ولامام یخطب۔ قال داؤد : وكان ابن عمر یجتنب والامام یخطب۔ الخ (داؤد نواری ج ۱ ص ۱۵۵)  
منہر پر خطبہ دینا مسنون ہے | سوال :- منہر کے بغیر خطبہ دینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟  
الجواب :- منہر پر خطبہ دینا سنت نبوی ہے اس کے  
بغیر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔

قال العلامة جلال الدین عبد الرحمن ابن بی بک الہندی : وخرج ابن ابی شیبہ عن  
الشیخ قال حکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اجمعوا لیل یوم الجمعة استقبل  
الناس بوجهہ المکرم فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہ وقرأ سورۃ غم یجلس  
ثم یقوم فخطب ثم یقرئ وکان ابن عمر وعشرین لیلۃ۔ (تفسیر درمشور ج ۱ ص ۲۷)  
وہذا بن خطبہ خلفاء راشدین کے تذکرہ کا حکم | سوال :- عام کتابوں میں خطبہ مجرمین محدود  
اس کے علاوہ خلفاء راشدین کے تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے یا نہیں؟ اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟  
الجواب :- اگرچہ خطبہ کا ہوا خلفاء راشدین کے تذکرہ پر موقوف نہیں لیکن پھر بھی صحیح ہے اور  
اور خصوصاً خلفاء راشدین کا تذکرہ کرنا مستحسن فعل ہے۔

قال المصنف : ویندب ذکر خلفاء الراشدین والعقین الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۱ فی قول الغیب ص ۳)  
لہذا وہ الحدیث :- اذا شہد الرجل عند الخطبة ای شارب جلس جنباً او متبجاً او کما یشترکانہ لیس  
بملوۃ عملاً وحقیقۃ کذا فی المصنف۔ (اشادۃ المنیر ج ۱ ص ۱۲۱) ابواب لاس عشر فی صلوۃ الجمعۃ  
ومثلہ فی التارخانیہ ج ۲ ص ۱۲۱ باب الجمعۃ، شرائف الجمعۃ۔  
ثم وقال العلامة ابن العابدین : ومن السنة ان یتخطب علیہ اقتداء بہ یم صلی اللہ علیہ  
وسلم۔ ص ۱۲۱۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۱ باب العیدین)  
ومثلہ فی الہندیۃ ج ۲ ص ۱۲۱ ابواب العیدین عشر فی صلوۃ الجمعۃ۔  
ثم وفي الہندیۃ : وفکر خلفاء الراشدین والعقین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سنت من  
بشادہ جزی التواثر کذا فی التاجیر۔ (اشادۃ المنیر ج ۱ ص ۱۲۱) ابواب لاس عشر فی صلوۃ الجمعۃ۔

دورانِ خطیبہ درود شریف پڑھنے کا حکم | سوال :- دورانِ خطیبہ اُتیم کریم یا اُتیم اللہین  
 اُتیمو صلوٰۃ اُتیمو و تیکو اُتیمو شاہ شکر  
 درود شریف پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- ایسی حالت میں بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل میں درود شریف  
 پڑھے البتہ زبان سے پڑھنے سے احتراز کرے تاکہ خطیبہ کا سننا متاثر نہ ہو ۔

قال علاؤ الدین النکاسانی : درودی من ابن یوسف انما یطیعہ ان یصلی علی النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسه عند جماع جملہ امامہ (بجز تبع اصناف) انما یصلی انما یصلی علیہ  
 دورانِ خطیبہ اُتیم کرنے کا حکم | سوال :- خطیبہ کے دورانِ باتیں کرنے کا کیا حکم ہے ؟ اگر  
 غیبِ دورانِ خطیبہ کوئی بات کرے تو کیا اس سے خطیبہ کی

متاثر ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- دورانِ خطیبہ کے لیے اہل المعروفہ کے علاوہ دوسری قسم کی باتیں  
 کرنا مکروہ ہے تاہم خطیبہ کا اعانہ کرنا ضروری نہیں ، البتہ سامعین کو سامعِ خطیبہ کے وجوب کی  
 وجہ سے مطلقاً علم کرنا یا اشارہ کرنا مکروہ ہے ۔

قال علاؤ الدین النکاسانی : ویسے قلمبہ فیہا الاکام بمعروف و لا نہ منہا ۔  
 زاد الدار علی صمدی المختار ج ۲ ص ۲۹۹ باب الجمعۃ

و ایضاً من ما حرّم فی مسألوۃ عدم فیہا ی فی الجمعۃ خلاصۃ وغیر حافی عن اکل و شرب  
 و کلام و توتیبھا اور ما سلام ادا کرنا بمعروف بل یحب علیہ ان یستمع و یسکت ۔

(الدور المختار علی صمدی رد المختار ج ۲ ص ۲۹۹ مطلب فی شروط وجوب الجمعۃ ص ۲۹۹)

ابن قول النکاسانی : و انہ اب اللہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند جماع  
 زاد الدار علی صمدی المختار ج ۲ ص ۲۹۹ باب الجمعۃ

و یسکت فی فتح القوید ج ۲ ص ۲۹۹ باب الجمعۃ ۔

لے نا قال العلائق ابن نجیم : تحت قوله و اذا خرج الامام فلا صلوة ولا کلام و یسکت و یسکت  
 ان یکلم فی حال الخطبۃ الا اذا کان امرًا یجوز فلا یکفی .... اما قلت الخطبۃ فان کلام مکملہ تعریفا  
 لکون امرًا بمعروف و تنبیہا لا غیر ۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۹ باب الجمعۃ)

و یسکت فی خلاصۃ فتاویٰ ج ۱ فصل الثالث و العشرین فی صلوٰۃ الجمعۃ ۔

دورانِ خطبہ دعا کرنے کا حکم | سوال : جمعہ کے دو دنوں خطبوں کے درمیان خطیب یا سامعین کے لیے دعا کرنے کا کیا حکم ہے ؟

الجواب : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی دعا کا ثبوت مروی نہیں اس لیے اس وقت دعا کے لیے باختر تھا ناگروہ ہے۔

حدثنا احمد بن منيع، نا هـ شيم، نا هـ صبيح، قال سمعت عمار بن رؤبة يقول في خطبة من خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم في أحد عاه فقال عارفة طبع الله هاتين آيتين بين القصرتين بعد نزلت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائز بن علي بن يقطين هكنا أو أشأ هـ شيم، نا هـ صبيح، قال ابن مينا هذا حديث حسن صحيح - (المجامع الترمذی ج ۱ ص ۱۸۸) ح ۱

نماز جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں | سوال : کیا مسجد سے باہر کسی مکان وغیرہ میں چڑھائی جمع ہو کر نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟ جبکہ مکانی طور پر یہ مکہ قرینہ کی طرح ہو ؟

الجواب : نماز جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں اس لیے کسی بیرونی جگہ میں نماز جو پڑھا یا عبادت اقام نہیں جبکہ یہ مکہ قرینہ کی طرح ہو تو تاہم بہتر یہ ہے کہ جمعہ جامع مسجد میں ادا کیا جائے۔  
قال علاء الدین المصنف : وشرط لصحتها - الخ المصنف : أو شانه وهو ما حوله  
اقصلي يم اكيلا (۱) (الدر المختار مع رد المحتار ۲۲۰ مشکلا باب الجمعة) ح ۱

عیدین کی جماعت ہونے کے بعد دوبارہ جماعت کا اہتمام کرنا | سوال : عیدین کی جماعت

نماز گنہگار ہونے کے بعد دوبارہ جماعت کا اہتمام کرنے کی شرعا کیا حیثیت ہے ؟

الجواب : ایک ہی شہر کے اندر متعدد مقامات پر ایک ہی وقت میں جمعہ وعیدین کی نماز وصال الشیخ عبدالحق دہلوی : واتفقت علی انہ علیہ السلام در میان ہر دو خطبہ خطبہ جنتی چنانچہ در جمعی ہر دو آیت غوث ثوری و دعا انہ تفرقت علی انہ علیہ وسلم من وقت بعثت نہیبہ (شرر سفر سعادت ص ۲۸) و مشکلا فی حایة الادکار ج ۱ ص ۲۸۲ باب الجمعة -

لہ وقال ابن تیمیہ المصنف لا یصح الاصل المصنف من قواعد نکاح فی حکمہ و احکم بابر و تصدق من اصلہ علیہ بنحو فی جمیع اشیاء المصنف لا یصح الاصل المصنف - الخ (ایضاً ص ۲۸۲ باب صلوۃ الجمعة - ج ۱ ص ۲۸۲ فی تنہم اللہ ج ۲ ص ۲۸۲ مشکلا باب الجمعة -



نماز پڑھنا درست ہے، عاید ہی جگر پر متحد جماعت کرنا ناجائز نہیں۔ لہذا جن لوگوں سے عید کی نماز روک لی ہو وہ کسی اور جگہ میں دوسرے امام کی اقتداء کر سکتے ہیں یا دوسرے مقام پر جماعت کا اہتمام کر سکتے ہو تو درست ہے۔ مگر نماز اسی جگہ نہ مسجد یا عید گاہ میں دوبارہ نماز پڑھنا درست نہیں۔  
 وقول العلامة ابن نجیم: «وإذا فاتت مع إمام واحد أتى يذهب إلى إمام آخر فإنه يذهب إليه لأنه يجوز تعدد دعا في عصر ولعدد في موضعين» واكثر اتفاقاً۔

(الذبح والالتحاق ج ۲ ص ۱۶۲۔ باب العیدین)

**سوال ۱۰۔** اگر کسی نے عیدین کی نماز میں امام کے ساتھ دو رکعت عیدین کی نماز میں مسبوق کا حکم | رکعت میں شرکت کی تو فوراً شفعہ رکعت کسی طرح پڑھ کر کی جائے گی؟

**الجواب ۱۰۔** امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق کھڑے ہو کر سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ پڑھ کر بعد میں اپنے مسکب کے مطابق تکبیرات پڑھاؤں گے کہ اپنی رکعت مکمل کرے۔

قال ملائذ الدین: «انما ساقی: فاذا فرغ الامام من صلواته يقوم الى قضاء ما سبق به ثم يكلمه في رأيه بخالف رأي الامام يقيم رأي نفسه لا انه منصرف فيما يقضي بخلافه الا ان كان في ذلكم كانه خلف الامام وان كان رأيه موافقاً لرأيه امامه بان كان امامه يرى رأي ابن مسعود وروى كذلك بدأ بالقرآن ثم بالتكبيرات... إلخ»

(ردائع الصنائع ج ۱ ص ۲۴۹۔ فصل بیان صلوة العیدین)

**سوال ۱۱۔** عیدین کی نماز میں اگر کوئی شخص مسجد میں نہیں جاتا یا اس کے لیے آبادی یا عید گاہ

کو نہ لگنا ضروری ہے، جبکہ بعض مقامات پر عید گاہ میسر نہیں ہوتی؟  
**الجواب ۱۱۔** عید گاہ کا کوئی ہے: ہر جگہ کو اگر ایسا امر نہیں جس کو واجب یا فرض قرار دیا جائے، اور نہ ہی فقہاء کرام نے اشتراک پر قول کیا ہے، نہ ہی عیدین کی نماز کی صحت اس پر متوقف

لے وقال العلامة ابن العابدین: «يقوم تكبيراً في إقامته إلى قضاءها مثلاً يشرى إلى التكبير»۔

رشای ج ۲ ص ۱۴۹۔ باب العیدین، مطلب امر الخليفة لا يستقي بعد موته۔

ومثله في الطحاوی ص ۲۴۴۔ باب اسکا امام العیدین۔

ہے تاہم بعض اقوال اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر گناہ محرم اور میں ہونا بہتر ہے لیکن گناہوں کی جامع مسجد میں بھی عیدین کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

قال علاء الدین العسکری: والحدیث الجلیلۃ صلوۃ العید ستعوان وسعم المسجد الجامع... إلخ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۳ باب العیدین)۔

**نماز جمعہ کے لیے افضل وقت** **سوال**:- فقہ حنفی کی رو سے فجر کی نماز میں سرزدوں سے تعین اور گرمیوں میں باہر در فضل ہے، لیکن جمعہ کی نماز کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**:- وقت کے تعین اور افضلیت دونوں کے اعتبار سے جو کہ حکم فجر کی نماز کا عرصہ ہے اس لیے نماز جمعہ کے لیے بھی سرزدوں میں تعین اور گرمیوں میں ابراہیم مستحب ہے۔

قال العلامة ابن نجیم المصنف: والجمعة کا الظهر صلا دستورا باقی الزمانین کن ذکرا کالسیبجانی۔ (بحر الرائق ج ۱ ص ۱۴۰ کتاب الصلوۃ فی السواقیات الصلوۃ)۔

**سوال**:- عیدین میں سنت یا دھڑے پڑھ کر پڑھے عیدین کے لیے صاف سحرے پڑھے پینے کے اہتمام کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**الجواب**:- ایسے اہتمامی مواقع میں صاف سحرے یا سنتے پڑھے مستحب ہے۔ قال علاء الدین العسکری: وندب یوہا لفظی کہ غم و بعد سطر۔ ولس احسن

ثیابہ و لوطیہ یا میض۔ (در اعتبار علی صوم و اختار ج ۲ ص ۱۵۷ باب العیدین)۔

ثم وفي الهندية، والحدیث الجلیلۃ فی صلوۃ العید وان کان رسمهم المسجد الجامع علی العامة شائعاً وهو یصحیح حکم فی المصنف۔ (فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۵۷ صلوۃ العیدین) ویشکل فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۹۔

ثم وقال برهان الدین الرغیفانی: ومن شرطها الوقت قصح فی وقت الظهر ولا یصح بعد تنوہ علیہ السلام اذا مات الشمس فصر بالناس الجمعة۔ (الازلیات فی صلا فتح الہندیہ ج ۲ ص ۱۵۷)۔

ویشکل فی الترغیب ج ۱ ص ۱۵۷ باب الجمعة۔

ثم وفي الهندية، ویستحب الظلمون الاعتقال والسواک ولس احسن ثیابہ... إلخ۔ (فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۵۷ صلوۃ العیدین) ویشکل فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۷ باب صلوۃ العیدین۔

**جمعہ کے دن نافر کٹوانے کا وقت** سوال :- جمعہ کے دن نافر کٹوانے کا شرعی نتیجہ کیا ہے ؟ اور کس وقت نافر کٹوانا مناسب ہے ؟

**الجواب :-** بعض علماء نے جمعہ کی سعادت قری کے حصول کی خاطر نماز جمعہ کے بڑھانے کو ناجائز قرار دیا ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ سے قبل نافر کاٹنے کے بارے میں روایت ثابت ہے اگرچہ محدثین نے اس روایت پر کلام کیا ہے لیکن فقہاء میں ایسی روایات کو اختیار دیا جاتا ہے۔  
عن ابی ہریرۃ: کان یقلع اظفارہ ویقص شاربه یوم الجمعة قبل ان ینزع الی الصلوة  
اخرجه: ابن زرارہ الطبرانی والبیہقی بسنن حسن لکن قالوا فی الہام المندرج (۱) مشکوٰۃ

**جمعہ کی اذان کے بعد کھانے کا حکم** سوال :- اگر جمعہ کے دن کھانا کھانے کے دوران جمعہ کی اذان کے بعد کھانے کا حکم کی اذان شروع ہو جائے تو کیا اس کے بعد کھانا کھانا جائز ہے یا غیرہ و فروخت کی طرح حرام ہے ؟

**الجواب :-** اذان کے وقت اگر کھانے میں رغبت زیادہ ہو یا نماز سے فارغ ہونے تک اس کے خواب یا بے نیت ہونے کا خطرہ ہو تو پھر کھانا جاری رکھ کر فراغت کے بعد نماز پڑھی جائے تاہم اگر کہیں نماز جمعہ فوت ہونے کا خطرہ ہو تو پھر کھانا بند کر کے نماز کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، کیونکہ ہر وہ عمل جس سے جمعہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو اذان کے بعد اس کا جاری رکھنا حرام ہے۔

قال ملاذ الدین الحسکفی: سمع لندامو حویاً کل ترکہ ان خان فوت الجمعة المستثنی  
و ذکر انشای تحت قوله ولا اصل ای الذی تمیل الیہ النفس ویخاف ذهاب لذتہ حدیث  
فی ترک الجمعة - (رشی ج ۲ ص ۱۶۹) قبل مطلب اذا شریت فی عیارتہ الخ (۲) مشکوٰۃ

لہ وقال العلامة ابن العابدین: قال لا رسول اللہ ﷺ یمنع من شربہ فی اظفارہ یوم الجمعة قبل الصبح  
فی الصلوة قال البیہقی: وبالجملة فاجب علی الخواص دمیلاً وتقویاً الجمعة والنجار والاربعۃ فیہ  
لیست بلہیۃ جماع ان الغصن یصل بہ فی نقان الخواص (۳) و فی زبد المزارۃ (۴) فی فصل البیہق

و شکی فی خلاصۃ الشافعی ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل السابع فی النظر والاحتیاج کتاب الضحارۃ

لہ وقال العلامة ابن خلیفہ: وقد کثیر من اکتب توسع التذکرۃ والاکل یتراکہ اذا خان فوت  
الجمعة الخ - (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۴) باب الجمعة

و شکی فی اتنا رخصیۃ ج ۲ ص ۱۸۱ باب صلوة الجمعة المتفرقات

میدین کے لیے اذان دینا خلاف سنت ہے | سوال :- عید النبی اور عید انطر کے لیے اذان دینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- منہج وقت نمازوں اور عید کے علاوہ اور نمازوں کے لیے اذان وقامت دینا خلاف سنت ہے۔

قال ملا الدین الحسکفی: کلاسن لم یقیدھا لعید۔ الخازن اور الحناوی منکر الذلت  
ج ۱ ص ۳۸۵ باب الاذان برکھ

سوال :- اگر متعدد افراد کسی مسجد میں خطیب بننے کا دعویٰ کریں تو ان میں کون زیادہ حق دار ہے؟

الجواب :- جہاں پر قاضی یا حاکم ذمہ داری محسوس کہے جس کسی کو بھی خطیب مقرر کرے تو وہ خطیب دینے کا زیادہ حقدار ہے البتہ جہاں پر ایسا انتظام نہ ہو تو پھر قوم کا مقرر کو خطیب جود پر چا سکتا ہے۔

قال علاء الدین الحسکفی: والفقاضی المأذون له فی ذلک، والی ان قال ونصب العامة الخطیب غیہ معتبر مع وجود من ذکر امام مع عذرہم فی جرحه للمضرورة۔  
والدما: المختار علی صدرہ والمختار ج ۲ مشک باب الجمعة برکھ

سوال :- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید کہاں اور فرمایا؟

الجواب :- جہم کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبا سے دریہ منورہ تشریف لائے

لہ فی الحدیث :- ولیس غیر صلوة الخمس والجمعة غوا السنن والوتر والتطوعا والقرآن اربع والحدیث ذان ولا إقامة کذا فی المحيط۔ (الحدیث ج ۱ ص ۱۵۵ باب ما فی الاذان)  
وَبُذِّلَتْ فی غزاة النخاض ج ۱ ص ۱۵۵ الفصل الاول فی الاذان۔

مکہ وقال العلامة ابن نجیم المصري: ولواجتمع انعامه علی تقدیم رجل لعمامة القاضی والخطبة الیت امری بن ولعزمتی جمعة ولو لم یکن ثمة القاضی ولا الخطبة الیت فاجتمع العامة علی تقدیم رجل جاز للمضرورة۔ (البحر النازح ج ۲ ص ۱۵۵ باب الجمعة)۔  
وَبُذِّلَتْ فی لحدیث ج ۱ ص ۱۵۵ صلوۃ الجمعة۔

اس وقت کوئی مسجد آباد نہیں تھی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واری بنی سالم بن عمرو بن  
جمہ کو اختیار کر دیا، یہ جمہ کا اولین تلمیذ تھا جو آپ سے سنا گیا۔

کما فی البدایۃ والنہیۃ: قال ابن جریر: حدثنی یونس بن عبد الاعلیٰ الخبائین  
وہب عن سعید بن عبد الرحمن الجمعی انہ بلغہ عن خبۃ بن خبۃ عن اخی صلی اللہ علیہ وسلم فی  
اور جمعۃ صلاھا بالمدينة فی بنی سالم بن عمرو بن عمرو بن جمہ نذر ابیہ وانہ یہرم منہ ما لہ  
تکبیرات یا م تشریق کن پر واجب ہیں **سوال:** کیا تکبیرات اور تشریق صرف مردوں پر  
واجب ہیں یا عورتیں بھی اس حکم میں شریک ہیں؟ جبکہ  
عورتیں عموماً انفراداً نماز پڑھتی ہیں؟

**الجواب:** چونکہ عورتیں کے نزدیک تکبیرات تشریق کیلئے ہمارے اتناست اور مصر کی شرط نہیں  
بلکہ تمام نمازیوں پر یہ واجب ہیں خواہ ہر وقت کے ساتھ نماز پڑھی جائے یا انفراداً ادا ہو جائے یا عورت  
مردوں کے طرح عورتوں پر بھی تکبیرات واجب ہیں تاہم عورتوں کی ضروری ہے کہ تکبیرات پڑھتے وقت انقطاع  
کریں کہ تشریق سے ہمیشہ کا قول واقع معنی ہوتا ہے اور کسی پرفتنی ہے۔

قال عبد الوہاب بن الحنفی: وقال ابو جوبہ نور بن عمر: حدثنا ابو حنیفۃ: او مسافر او  
امرأۃ قالۃ تسمع منکونۃ فی عصر یوم: فقاموا حرا یا م تشریق علیہ عقادہ امر والنوی  
فی عامۃ الامصار کافۃ لا یحصر۔ الخ۔ ردہ مختار ج ۲ ص ۲۹۹ قبل بالکونۃ علی التام۔ الخ۔  
مع قال اعلام السبوی: وانما خرج العربیین بکار فی اخبار المدينۃ من شرب فان تکب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ من قبلہ من صلی بنی سالم فصل فیہم: جمعۃ بنی  
سالم وهو المجد لہ فی بنی الوادی ولانت: قول جمعۃ صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم۔ والذی لا یستور ج ۲ ص ۲۸۱ سورۃ الجمعۃ:

وَمِثْلُہُ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۳۸۱ باب الجمعۃ۔

لے قال حسن بن عمار تشریفاً: وقال الذی یونس بن عمار: سمی تکبیراً من کونۃ فی عصر  
من صلاھا ولو کان صفراً اصفر او ذی لائم تسمع منکونۃ من فجر عرفۃ فی عقب عصر  
ایوم القاس من یوم العرفۃ فیکون الذی اخر یا م تشریق وہ ای بقولہما یصل وعلیہ الفوی۔

درمق الفنداح عن صدر المطعانی ص ۲۸۱ احکام النبی (دین)

وَمِثْلُہُ فاجعل الزکی ج ۲ ص ۳۸۱۔ باب النبی۔

**سوال :-** بعض نمازیں حج، عمری، ہجرت کے لیے حج کے لیے جلتے ہیں، اگر وہ سب مل کر ہجرت میں ہی نماز جوہر میں کیا جائے تو کیا فقہ حنفی کے مطابق یہ درست ہے؟

**الجواب :-** فرضیت جمعہ کے لیے امام ابوحنیفہ کے نزدیک عمر یعنی شہرہ کا ہونا ضروری ہے اور ہجرت جوہر کے حکم میں نہیں اگرچہ اس میں نمازیں حج کافی تعداد میں موجود ہوں اس لیے فقہ حنفی کے نزدیک ہجرت میں نماز جوہر جائز نہیں۔

لما قال العلامة الحسكافي، ويشترط لصحة الجمعة اشياء منها وهو ما لا ينعكس اكد  
 صاحب هذه المصنفين بهما وعليه فتوى الكثر الفقهاء، والله اعلم بالصواب  
**سوال :-** اقل کل پاکستان میں اکثر جلیں شہرہ کے وسط میں واقع ہیں جو میں  
 باہر سے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہوتی، جیسے ایسٹون میں قیروں کی  
 تعداد ہزاروں تک ہوتی ہے، اندری صورت ایسی جلیوں میں نماز جوہر کا شرعی حکم کیسا ہے؟

**الجواب :-** فقہ حنفی کے مطابق جمعہ کے لیے باؤنی عام شرط ہے جو کل جلی کے اندر باہر  
 سے لوگوں کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی، اس لیے جلی میں جمعہ وعیدین ہر دو جائز نہیں۔

لما قال العلامة عالم بن: «الصلوة الاصلية، الشوط اسادس الا ان الغام وهو ان تقام الجوامع  
 الجامع فيؤذن بالاسم كافة حتى نجامع لواجتماعها جامع وأخفقوا أبواب المسجد  
 على انفسهم وجمعوا لم يعزهم». والفتاوى الثمانية ج ۲ ص ۲۰۳ شواهد الجمعية ۱۷  
**سوال :-** آجکل اکثر دیہاتوں (گاؤں) اور کئی شہروں میں عیدین کی نماز مسجد میں ادا کرنا  
 عید نماز کی لازم مسجد میں ادا کا باقی ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا

لما قال العلامة برهان الدين الميرغاني، لا تقسم الجمعة الا في خمس جامع انما على الصلوة والجمعة  
 القدر لقوله عليه السلام لا جمعة ولا شريق لا خط ولا ارضي ولا في ممر جامع

والله اعلم بالصواب (باب صلوة الجمعة)

فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۲۵ باب السادس عشر في صلوة الجمعة

۱۷ خال: بشرط طهارت وجہات، صحت صلوة جمعہ کے شرائط میں عیدین عام مسجد اور مسجد کوئی اور  
 و اختلاص، نہ مسجد میں نہ ہوگا۔ (امداد المسک ج ۲ ص ۲۰۳ نعل فی الحمد والتمجید)

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ الْقِسْمَةِ عَلَى الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ ج ۲ ص ۲۰۳ فَصْلُ شُرُوطِ الْجُمُعَةِ



ويعرف الفرق بلاقاب ولا كلفة ويعرف اي مسجد اذ كان من اسوان احد نزل - بين كالمريض العاد

على الخروج بنفسه (رد المحتار ج ۲ ص ۵۲) مطلب شروط الجمعة

**سوال** کیا جمہوریوں کے لیے ہاتھ میں عصا پکڑنا جائز ہے یا خطبہ میں عصا پکڑنا نہیں؟

**الجواب** دُعا کے لیے ہاتھ میں عصا پکڑنا مسنون ہے مگر اس کو قصوری سنت نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ ایک استیجابی امر ہے۔

قال: ولا بأس بمسكها، وكيفية ان يشك على ثوب او عصا، قال: لا بد من ان يخلع القميص في حين الخطب اذ احد خصائصة كالتقيا - (رد المحتار ج ۲ ص ۵۱) باب الجمعة - مطلب اذا شارك في عبادته (۱) ۵۷

**سوال** عید گاہوں میں لوگ نماز عید کے بعد دُعا میں لگتے ہیں نماز عید کے بعد دُعا مانگنا کیا نماز عید کے بعد دُعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** قرآن و سنت نے دعا مانگنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کیا بلکہ اُس وقت کو ملحق رکھا ہے جس وقت بھی کوئی دعا مانگے جائز ہے۔ نماز عید میں کے بعد دعا مانگنے پر کاربہریت کا تعامل بھی جلا ہے اس لیے اس میں شرط کوئی قیادت نہیں بلکہ دُعا مانگنا مستحب ہے۔

ما قال الله تعالى: وَذُكِّرْتُكُمْ عَمَلِيَّ غُفْرًا، فَإِنَّ غُفْرًا لِّمَنْ أَسِئَءَ تَوْبًا  
الذاج إذا دعا (سورة البقرة آیت ۱۸۵) ۵۸

لے کتب الشیخ عبدالکریم رحمہ اللہ خلاصہ فتاویٰ احمد عثمانی، جواب برائے پناہ و درجہ نئی کے مزموعہ کو  
بہر جامعہ دارالعلوم کو تکلیف نہیں ہو تو اس کے زمرہ میں ہے۔ (امداد الاحکام ج ۱ صفحہ ۱۷۷  
فی الجمعة والعیدین)

لے قال الشیخ طاهر بن محمد عثمانی، عسایہ مستحب ہے لیکن اگر اس کو ضروری سمجھا جائے  
و رد و کسر پر ملامت کی جلتے تو مقرر آنا بالیوم کی وجہ سے منع کیا جائے گا۔

وامداد الاحکام ج ۱ ص ۱۷۷ فصل فی الجمعة والعیدین

لے قال الشیخ طاهر بن محمد عثمانی، پس عیدین کے دنوں کے بعد مناجات و دعا کرنا عبادت حدیث سے مستحب  
ہے بلکہ ہر نماز کے بعد دعا کرنا مستحب ہے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۱۷۷ فصل فی الجمعة والعیدین)



**بخاری رحمہ کے بعد اقامت سے پہلے حدیث کا ترجمہ کرنا** | سوال :- ہمارے محمد کے خطیب  
 صاحب بخاری رحمہ کے بعد اقامت

سے پہلے کچھ بھی جبکہ حدیث وغیرہ کا ترجمہ فرماتے ہیں، کیا ایسا کن المنوع ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** خطبہ جمعہ اور اقامت کے درمیان دنیاوی باتیں کہنے سے منع کیا گیا ہے البتہ  
 دینی و عقلی مسئلہ اگر مختصر الفاظ میں بیان کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة المحقق: فاذا اتم اقامت ویکبر الفضل باموالہ لیل ذکر العیسیٰ۔

قال ابن عابدین: ..... ما یبغی عن حکم او امر معروف فلاح۔

والدہ المختار علی صدر المختار ج ۲ ص ۲۸۰ طابا باب الجمعة م

**جمعہ کے دن اذان تاخیر کرنا** | سوال :- فرق نماز کے پہلے کئی تکی اذان کا ہونا  
 دینا تو ضروری ہے کیا جمعہ کے دن اذان تاخیر کا

جواب دینا بھی ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** اگرچہ اذان کا جواب دینا ضروری امر ہے لیکن جمعہ کے دن اذان ثانی کا جواب نہ ان  
 سے دینا فقہاء کے ان مختلف فیہ سے مناسب ہے کہ جواب نہ دیا جائے، البتہ اگر دل بجا  
 دل میں جواب دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة المحقق: ینبغی ان لا یجیب بلسانہ اذاناً فی الاذان بین یدی

الخطیب۔ المختار علی صدر المختار ج ۲ ص ۳۹۱ باب الاذان م

**نماز جمعہ میں تاخیر کرنے کا حکم** | سوال :- بعض خطیب صاحبان جمعہ اتنی دیر سے پڑھتے  
 ہیں کہ شش اول کا وقت ختم ہو چکا ہو تا ہے کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

**الجواب :-** غیر کا وقت شش ثانی کے انتقام تک ہے اور شش اول سے شش ثانی کا وقت

لما قال العلامة انسید احمد الطحطاوی: تحت قوله ویکبر الفضل باموالہ لیل (نہم

منہ اند لیکر) الفصل باموالہ لیل کذا کن حاشیہ طحاوی علی الکذا المختار ج ۲ ص ۳۹۱

ما قال الشیخ العلامة عبد الحی الکرہنوی: ینبغی ان لا یجیب بلسانہ اذاناً فی الاذان بین

یدی الخطیب وان یجیب اذاناً الاقل یوم الجمعة۔

(النبیة و حل شرح الوتایة ج ۲ ص ۵۰۰ باب الاذان)

مکروہ ہے اس لیے جو ہر مثل اول کے بعد پڑھا جائے تو وہ مکروہ ہے اگرچہ بعض علماء کے نزدیک مثل اول کے بعد جموع باطل ہے اس لیے جب مثل اول سے پہلے پڑھنا چاہیے۔

ما قال الشيخ السيد أحمد الطحطاوی: رخصت قوله ویستحب الا بد بالظہر وظاہر المنزلة الوقت المذكور فی الظہر ان یدخل فی بعد الاختلاف واذا غره حق ما رتب کل شیء مثلاً فحدود فی حد ذاته اختلاف۔ (محدودی ما شیء موافق الفروع مثلاً الا کتاب الصلوة بلکہ

**سوال ۱:** بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ اگر ایک دن میں جمعہ اور عید کے خطبہ کا حکم

جمہ اور عید دونوں ایک دن میں ہر بائین نوعید کے نماز پڑھنے سے جموع ماقطع ہو جاتا ہے اس لیے کہ دو خطبے ایک دن میں کرنا صحیح نہیں، کیونکہ ہر خطبہ ایک دن میں جمع کرنا صحیح نہیں یا کہ دونوں واجب ہیں؟

**الجواب ۱:** جمہ و عید کی نمازیں دونوں الگ الگ واجبات ہیں ایک کی ادائیگی سے دوسرا ماقطع نہیں ہوتا، اسی لیے دونوں کا ادا کرنا ضروری ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدین: باعاً مذهبنا فلو لم کل واحد منهما لكان عتاراً <sup>۱۹۳</sup>۔  
ابن عابدین مطلب فی (الفتاویٰ والعیرة) ۲۷

**سوال ۲:** جموع بعض اجاب جمع کے دن نماز سے پہلے سورہ کہف کی تلاوت کرنا

کاموسوں ہے کہ وہ جمع کے دن نماز سے پہلے سورہ کہف ضرور تلاوت کرتے ہیں شرعاً اس کا کیا ثبوت ہے؟

**الجواب ۱:** امام ابو یوسف میار کہ میں جموع کے دن سورہ کہف تلاوت کرنے کی بہت فضیلت

لے لی الشیخ محمد بن السوئی: قال شیخنا والحق ما قالہ حبذا المحدثان مثل الشافعی وقت آخر وقت الغفر وحکی الشیخ السيد احمد زحی: دخلان الشافعی فی رسالۃ یدعی عن الفتاویٰ الطحطاویة ونحو متفرین رجوعاً فی حقیقۃ فی المثل الاول ۱۸ (معارف السنن ج ۲ ص ۲۱۱) باب ما جاری موافق اصولہم علی ان اسلامۃ روحان الدین المرتبۃ فی الجماع: بصیر عیدان اجماعاً بقرۃ واحد فاذل سنتہ والثانی فریضۃ ولا یمکنک واحد منها: قال بدین الدین: تحۃ ای من العید والجمعة اما الجمعة فلانها فریضۃ واما عید فلان ترکها بدعة وضلالۃ۔ (الانباہ ج ۲ ص ۲۵) باب ملاقاة العیدین وشرکۃ فی اسناد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳ باب طلوع الجمعة والعیدین۔

آندے کر یہ دو جموں کے درمیان ایک نور ہو گا۔ شریح حدیث نے اس کو دلِ قمر ہنجر کی جگہ پر معمول کیا ہے۔

عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرأ سورة الکہف فی بواک الہکف ضاً  
لہ النور مابین الجمین۔ (رواہ البیہقی)۔ قال، العلامة الطیبی: قولہ اضافہ فی  
قلبہ اوفی قبرہ اور یوحشرہ۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۹) ط

بارش کی وجہ سے جمعہ کی نماز کا ترک کرنا مسوال۔ اگر عین جمعہ کی اذان کے  
بعد تیز بادش شروع ہو جائے تو کیا پھر  
نئی جمعہ کے لیے مسجد میں جانا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر بارش اتنی شدید ہو کہ اس میں جمعہ کیلئے مسجد میں جانا ممکن نہ رہے تو  
اس مجموعہ کی وجہ سے جو کو ترک کرنا ضروری ہے تاہم کوشش کر کے جایا بہتر ہے۔

قال العلامة طاہر بن عبد الوہید البخاری: اذا اصاب الناس مطر شدید یؤاخذہ فی سعة من التخلف۔ (علامۃ الفتاوی ج ۱ ص ۱۱۱) باب اجموع وما یعمل بہذا ط

مریض کی عیادت پر مامور تیمار دار کے لیے جمعہ کا حکم مسوال۔ ہسپتال میں عیاد  
سے جمعہ سا قطہ ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر مریض کی حالت نہ زیادہ خراب ہو اور تیمار دار کے جمعہ کیلئے جانے سے  
اس کی ہلاکت نہ اندیشہ ہو تو تیمار دار سے جمعہ سا قطہ ہے مریض کے پاس رہ کر عرقِ طہر کی نماز

لہ عبد بن سعید بخاری: اذا قال من قرأ سورة الکہف جوار الجنة اصابہ من النور مابین  
الجمین المتیق کسود دفع سقوفہ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۳) سورة الکہف  
فیئلتہ فی الدار الخور ج ۳ ص ۲۰۹ سورة الکہف۔

تجدد الشیخ و ہبۃ الزحیل: فلا یبغی علیہ جمعة من الفحشاء والمنکر والحریة  
ولیس فی القداسة علی الشی وعدم الخبث وعدم المطر ان یسجد و یحضر و یخیر۔

والفقہ الاسلامی و اولادہ ج ۳ ص ۲۰۹ باب الجمعة۔ (السلامۃ من الاعتذار)

و یؤتی فی الدار الخور علی صدر ردة الخور ج ۳ ص ۲۰۹ باب الجمعة۔

پڑے اور اگر بہت کا خطرہ ہو تو جوہر سا قح نہیں ہوگا۔

قال أعمدة السيد أحمد الطحاوی: الحق بان مريض السرطان بقى مريضاً دائماً  
بغير وجه على الأصح. (مططاوی حاتیہ مراقی الفلاح ص ۱۸۸ باب الجمعة) لہ

خطبہ جموع کے دوران کسی کو منکر کلام سے منع کرنا  
مسوال :- اگر ایک شخص دوران خطبہ

کسی کو منکر کلام کرتے دیکھے اور اس کو

اشارہ سے منع کرے تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟  
الجواب :- دوران خطبہ ہر ایک عمل جو احتیاج خطبہ کے منافی ہو کرنا بہتر نہیں البتہ کسی کو منکر کلام

کرتے دیکھ کر اشارہ سے منع کرے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔  
قال الملا محمد (ابراہیم الحلی): وكذا لو اشار جرسه او عينه او يده عند ذكرية المنكرو لم  
يترك لمسه انصحيح انك لا يكره. (کبری ص ۱۸۸ باب الجمعة) ہلہ

خطبہ کے دوران خطیب کا دائیں بائیں دیکھنا  
مسوال :- بعض علماء کو دیکھا گیا ہے

خطبہ کے دوران بائیں دائیں دیکھنا اگر وہ خطبہ کے دوران بائیں دیکھتے

ہیں کیا یہ کرنا درست ہے یا نہیں؟  
الجواب :- خطبہ کے دوران سنت تحریر یہ ہے کہ خطیب سامنے کی طرف توہ کرے اور دائیں

تردیکھے۔ فقہاء کلام نے اس طرف کئے (دائیں بائیں دیکھنے) سے منع فرمایا ہے۔  
لا قال العلامة ابن عابدین: وما يفعل بعض الخطباء من تحويل الوجه جهة اليمين  
وجهة ايم عند الصلوة على راسه على الصلوة والسلام في الخطبة الثانية لئلا يمتد  
ذكره وانظاره بجهة يمينه فيتركه سلا عنهم انه سبب تخم رأيت في منهاج للتدوي

لع قال الشيخ وهبة الزحيلي: ولا في الجمعة على مريض العجز عن ذلك ومسوا في حق المريض  
ضائعا وتحتوا في: (الفتاوى الاسلامي ودلة ج ۲ ص ۲۸۸ باب الجمعة، السلاطة من الاعذار)

نوعتہ فی رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۸ باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة۔  
لہ ذکر علامہ ابن نجیم، دعویٰ یوسفؒ نہ کان یقرئ کذبہ وہ صبحہ وقت الخطبة و یقرئ کذبہ

ان تزیید او بعینہ صبی زکی مکر انصیحہ انکلا باس ہم۔ (بحوالہ ابن عابدین ج ۲ ص ۱۸۸ باب الجمعة)  
وہ کذا فی المندیة ج ۱ ص ۱۸۸ الباب السادس عشر فی الجمعة۔



نہی اور وقت مقرر کرنا چاہیے۔

ما قال العلامة البانی رحمہ اللہ: واذا خرج الامام ۲ فلا صلوة ولا کلام۔

رکب جری ۵۳۱ باب الجمعة۔

**سوال** | خطبہ کے لیے نمبر پڑھنے کے وقت خطیب کا اسلام علیکم کہنا صاحب جہ غم کے لیے

نمبر پڑھنا چاہیے ہیں تو حاضرین کو اسلام علیکم کہتے ہیں کیا اس وقت سلام کرنا سنت ہے؟  
**الجواب** | صاحب خطبہ کے لیے نمبر پڑھنا جائز ہے تو اس دوران اس کا حاضرین کو سلام کرنا احناف کے ہاں درست نہیں اگرچہ امام شافعی نے تو اس کا قول نقل کیا ہے مگر یہ نہ اس کا سلام ہے جو شخص حدیث منوع ہے اس لیے فقہاء کرام نے اس کو مکرر نہ کیا ہے۔

ما قال العلامة محمد ابوالحسین الحلبي: الخطيب اذا بعد المنبر لا يسلم على القوم عند اتيه

قال مالك وقال الشافعي وحمد يسلم عليهم اخری من سلا ۲ عندنا غیر مقبول

قال البيهقي: يس بالقي۔ وقال عبد الحق في الاحكام ۲ الكبري: هو موسيل قال

ابو عبد الله: حديث ابن طيبة وهو معروف في الضعفاء ولا يصح منه۔

رکب جری ۵۳۲ باب الجمعة البعث الثالث

**سوال** | مسجد میں خطیب آتی آواز سے کیا خطبہ بلند آواز سے پڑھنا چاہیے؟

خطبہ پڑھتے ہیں کہ مشکل ایک دھمکتا دھمکتا

کہتے ہیں، کیا خطبہ بلند آواز سے پڑھنا چاہیے یا جیسے آواز سے؟

**الجواب** | اصل تو کلمات خطبہ پر تلفظ ضروری ہے بن موسیٰ، آواز کے ساتھ اور

لما قال العلامة عسکری: واذا خرج الامام من المنبر فانه لا ينادي بصلوة ولا کلام ولا یسلم

کلام ۲ فی ما جاء من اذکر نفس فی الاحكام (البدائع من ج ۲ ص ۲۸۲) باب الجمعة

ومثله في الهداية ج ۱ ص ۱۸۱ باب الجمعة۔

ثم قال العلامة عسکری: ومن السنة ان ينادي بعد المنبر بصلوة ولا کلام ولا یسلم

وفات الاسلام من خبر ج ۱ فی دخولہ فی الصلوة۔ وقال ابن حجر: لا یسلم علی من

سلم۔ (البدائع من ج ۲ ص ۲۸۲) باب الجمعة۔

ومثله في امداد الفتاوى ج ۱ ص ۱۸۱ باب صلوة الجمعة والعيدين۔

ہر بے کر خطبہ معاد کو اوزر سے اتر چکا ہے عیاں ہے۔

ما فی الہندیۃ : ومن المستحب ان یرفع الخطیب صوته وان یکون : جہر فی المثنیۃ دون الاولی - ز الختافی الہندیۃ ج ۱ مشکۃ الباب السادس عشر فی الجمعیۃ : ۱۰  
**سوال :-** کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ خطبہ سننے کے خطبہ کے دوران بیٹھے کا طریقہ |  
 ایسے کسی طرح بیٹھنا چاہیے کہ جسکے بعض لوگ پہلے خطبہ میں زبردست تھکے ہیں اور دوسرے خطبہ میں التیات کی طرح گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہیں کیا یہ طریقہ درست ہے ؟

**الجواب :-** خطبہ سننا واجب ہے اس کے سننے کے لیے جیسے بھی سہولت ہو بیٹھنا جائز ہے البتہ مستحب ہے۔ ہے کہ خطبہ سننے کے لیے ایسے بیٹھنا چاہیے جس طرح نماز میں التیات کے لیے بیٹھا جاتا ہے۔ بالائی پہلے خطبہ میں تافت اور دوسرے میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مناسب عمل ہے شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

وفی الہندیۃ : اذا شهد لرجل عند الخطیۃ : اذا جلس فہما وتر بعدا اذا تیسر  
 لانہ یس یصلو علیا ومقیۃ کذا فی المنصوات دین مستحب ان یفصل فیہا کما یفعل فی  
 المنصوۃ کذا فی منہج الحدادیۃ - ز الختافی الہندیۃ : ۱۰ مشکۃ الباب السادس عشر فی الجمعیۃ : ۱۰  
**سوال :-** بعض خطباء خطبہ کے دوران میں خطبے کا ترجمہ خطبہ کے دوران وعظ کرنے کا حکم | بصورت وعظ شروع کر دیتے ہیں بلکہ کبھی بھی سارے خطبے کا ترجمہ بھی کر جاتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے ؟

**الجواب :-** خطیب کے لیے دوران خطبہ گفتگو کرنا مکروہ ہے، علماء و دست کا معاملہ بھی آ رہا ہے کہ وہ خطبہ میں عربی عبارت کے علاوہ دوسری کسی بھی زبان کے الفاظ کو ملتی نہیں

۱۔ قال الامام ابن قیم : ومن المستحب ان یرفع الخطیب صوته کما فی التذکرۃ والاصح وجہ  
 ان یکون : جہر فی المثنیۃ دون الاولی - ز الختافی الہندیۃ : ۱۰ مشکۃ الباب السادس عشر فی الجمعیۃ : ۱۰  
 ۲۔ قال الامام غفرلہ : یستحب ان یرفع الخطیب صوته کما فی التذکرۃ والاصح وجہ  
 مات شہدی : یستحب ان یرفع الخطیب صوته کما فی التذکرۃ والاصح وجہ  
 کتابہ : ز الختافی الہندیۃ : ۱۰ مشکۃ الباب السادس عشر فی الجمعیۃ : ۱۰

کرتے، اس لیے خطبہ کے دوران خطبہ کا ترجمہ کرنا غلط ہے سنت سے تاہم مختصر اوقات کے لیے یہ کوئی مضائقہ نہیں۔

لما قال الامام شاء وفي الله الحديث ان علياً؛ ولما اخطبنا خطب النبي صلى الله عليه وسلم وخطبته رضي الله عنهم وعلوهم جبراً متفقنا وجوباً اشياء منها: ائخذوا بشاهدين والصلوة على النبي، والامر بالتخوى وثلاثة آية في دعاء للمسحوقين والسلامات وكون الخطبة عند بيعة ابي قوله واما كونها عربية فقد استمر اراهم السامعين في المشارق والمغرب به مع ان في كثير من الاقاليم كان الخطاطون اعميين. وقال النووي في اذكاره ان شرطاً من شروط الخطبة الجمعة وغيرها بالعرسية.

(المنهاج شرح منوط مالك بمواهب الجواهر المقتبة ج ۱ ص ۲۵۴)۔

**خطبہ جمعہ کے بغیر نماز جمعہ کا حکم** | **سوال**۔ کیا بغیر خطبہ جمعہ کے نماز ادا ہو جائے گی؟  
**الجواب**۔ خطبہ جمعہ کے شرائط میں داخل ہے اس لیے بغیر خطبہ کے نماز جمعہ درست نہیں۔

وفي الهدية: ومنها الخطبة قبلها حتى وصلوا بلاخطبة اوخطب قبل الوقت بعد  
 بجز۔ (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۱۱) باب السادس عشر في صلوة الجمعة ص ۱۱۱

**سلطان یا اسکے نائب کے بغیر نماز جمعہ کا حکم** | **سوال**۔ کتب فقہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ جمعہ کی امامت کے لیے

لے قال العلامة الشيخ اشرف علي اتقيا نوحاً؛ وبناب رسول الله صلى الله عليه وسلم کے زمانہ میں اس بات کی امت میں بھی تعامل و عادت۔ مگر کتب میں اگر کوئی غیر حیزہ حق نہیں کہتے اس لیے فقہ حنفی پر کفہ ہر چاہے ہاں اگر کوئی نصحت نہ سب وقت پر کسی واقعہ درجی خود میں کرتے تو جہاں ہے رائے کیے۔ سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کا عادت کر لینا یا جا ضرورت پر اسے تیار کرنا یا وہ جمعہ کا ترجمہ کرنا یا قبول و طاعت اللہ تعالیٰ میں خلاف سنت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۳۵، ۳۳۶) باب منوط الجمع و العیدین؛

وہشکۃ فی الجواهر المقتبة ج ۱ ص ۲۵۴ خلاصہ احکام خطبہ۔

۱۱ قال العلامة ان یجوز وفي فتح القدير ما علم ان الخطبة شرط الانعقاد في حق من يشترط  
 انعقاد الجمعة۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۴) باب الجمعة

وہشکۃ فی النفع کلاسی ص ۱۱۱ دادلہ ج ۲ ص ۲۸۶ باب الجمعة الخطبة قبل الصلوة۔





**الجواب:** روزوں غیلوں کے درمیان ایک مرتبہ اتنی دیر چھٹنا کہ بدن کے اعضاء اپنی جگہ پر قرار پوسکیں منقول ہے۔

فی الحقیقة، والذکر عشر الجلس بین الغلظین، فکذا فی الجمل الرأین ومقلد لیسما  
بینهما مقدار ثلاث آیات فی ظاہر الروایة فکذا فی السراج الوجاح ناقض من الفتاوی  
قال شمس الانیساء السرخسی، فی تقدیر الجلسة بین الغلظین انما یرتفع فی موضع جلوسه  
واستقر کل عضو منه فی موضعه قائم من غیر حرکت ونہیث، کذا فی التناویر الخانیة والمنحدر  
ما قاله شمس الانیساء السرخسی۔  
والفتاوی الخانیة ج ۲ ص ۱۳۴

**سوال:** جناب مفتی صاحبہ! جمہور وعیدین کا خطبہ پڑھ کر پڑھنا بھی جائز ہے اور وعیدین کے خطبہ کو پڑھ کر پڑھنا جائز ہے یا کفر ہے ہو کر پڑھنا ضروری ہے؟

**الجواب:** جمہور وعیدین کے خطبہ کو کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہوگا ہے۔ پڑھ کر خطبہ پڑھنا خلاف سنت ہے البتہ اگر کوئی شرعی قدر ہو تو پڑھ کر پڑھنا بھی مرفوع ہے۔  
لا قال العلامة الحسینی، ولشئ خطبتان.... وطہارۃ وصحروۃ قائم۔  
والذکر اختار علی صدرہ ما اختار ج ۲ صفحہ ۲۸۳ باب الجمعة ص ۲۸۳

**سوال:** اگر کوئی عالم دین کسی غیر مستعمل نماز یا خطیب نماز جمہور وعیدین پڑھا سکتا ہے؟ مسجد کا امام یا خطیب نہ ہو اور وہ عید کی غازی پڑھائے تو عید کی نماز ادا ہوگی یا نہیں؟ جبکہ ایک عالم صاحب نے عدم ادائیگی

قال العلامة الحسینی، کیسری خطبتان خفیفتان وکثر زیا وقیمہا علی ذہب سوطی من طول الغفل  
جلسۃ بینہما بقدر ثلاث آیات علی لفظ "وتکھما منی علی" (صحیح دار الفکر علی شریۃ الخضر ج ۲ باب الجمعہ)  
نویسۃ فی الفتاوی اسلامی وادلتہ ج ۲ ص ۲۸۳ الخلیفۃ قبلہ الجمیعۃ۔

لہ قال الشیخ وجبۃ الزحیل، قال الفقیہ.... وخطب قائم.... وخطب قاعدہ أو  
علی غیر طہارۃ جائز لحصول المقصود کلا أنہ یکفی فیما لفتہ الموروث۔  
والفتاوی اسلامی وادلتہ ج ۲ ص ۲۸۳ باب الجمعة الخلیفۃ قبلہ المصلوۃ  
وینسبۃ فی اسناد الفتاوی ج ۲ ص ۲۸۳ باب صلوۃ الجمعة (والعیدین)۔

لاکھ ہے ۹

الجواب :- مناسب اور بہتر یہ ہے کہ جو اور عیدین کی نماز اسی مسجد کا امام یا خطیب خود ہی پڑھائے اور اگر اسی امام و خطیب کو کوئی شرعی عذر ہو تو کسی دوسرے عالم دین کا جو اور عیدین کی نماز پڑھائے جائز ہے۔ البتہ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو اس صورت میں اگرچہ عیدین اور روزِ نماز کو ادا ہو جائے گی مگر یہ عمل خلافِ اولیٰ ہے۔

لما قال العلامة المحقق: الشرط الخامس للجمعة لكن يجب ان لا يشترط  
تمام الخطيب (وقال بعد صفحات) لا ينبغي ان يعمل غير الخطيب..... جائز  
في بعض الامور. (الرد المحتار على الدرر المختار ج ۳ ص ۱۵۸) باب الجمعة ۲۔

سوال :- خطبہ جمعہ کے دوران مسجد کے محرم میں چڑھ کر خطبہ کا خطیب کے دوران منع کرنا  
بچے شور شرابہ کر رہے تھے کہ اچانک خطیب نے بچوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ خاموش آرام سے بیٹھ جاؤ۔ دریافت طلب بات یہ ہے کیا خطبہ کے دوران خطیب صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟  
الجواب :- خطبہ جمعہ کے دوران اگرچہ بچے نہیں کرنا جائز نہیں لیکن خطیب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اس حکم سے مستثنیٰ ہے، اگر وہ خطبہ کے دوران ہی کسی کو مکرور ناجائز کام سے منع کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ اس سے خطبہ پر کڑا اثر پڑتا ہے۔  
لما في الهندية: ويكره الخطيب ان يتكلم في حال الخطبة الا ان يكون امرا بالسعوف. (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۲۷) باب الجمعة ۲۔

لما قال الشيخ زكية الزين: ولا يشترط اتحاد الامام والخطيب لكن لا ينبغي ان يصلي غير الخطيب  
لانما سكن واحد. (انقحة الاملائی وادلتہ ج ۲ ص ۲۸۸) خطبة قبل الصلوة. باب الجمعة  
ويفتح في اعداد الفتاوى ج ۱ ص ۲۸۸ باب صلوة الجمعة والعیدیت۔  
ثم قال العلامة ابن ابي عمير رحمه الله: يكره للخطيب ان يتكلم في حال الخطبة لانه لا يخلو  
بالنظم الا ان يكون امر بغيره لقصته عمرو عثمان وهما معروفان۔

{فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۰}  
{باب الجمعة ومن شرائطها الخطبة}

**عیدین کی نماز کا اصل وقت** | سوال :- عیدین کی نماز طغریٰ آفتاب کتنی دیر بعد پڑھنی چاہیے ؟

**الجواب :-** جب سورج ایک نیز مکہ برابر بلند ہو جائے اُس وقت سے نیکر زوال تک عیدین کی نماز پڑھنا جائز ہے ۔

لما قال العلامة المحقق : وقتها من الاذتاج قد مدح فلا يصح قبله بل تكون فضلا  
موجبا الى الزوال باستطاعة الغاية . (الدر المختار على صدر رد المحتار ج ۲ مک ۱ باب منقذ العیدین) ۱۷۱

**حنفی العقیقہ کیلئے شافعی العقیقہ امام کے پیچھے نماز عید پڑھنے کا حکم** | سوال :- ہم لوگ بعد  
مستمین عیدین کی نماز میں ہمارا امام شافعی المسکب ہوتا ہے جو تکبیرات زوائد چھ سے زیادہ (۱۲) پڑھتا ہے کیا ہم اس امام کی اقتداء کر سکتے ہیں ؟

**الجواب :-** عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد شرعاً متعین ہے اختلاف نے چھ کو ترجیح  
دی ہے جبکہ دیگر مذاہب والوں نے بارہ کو ترجیح دی ہے یہ تکبیر اجتہادی ترجیح ہے اس لیے  
چھ سے زائد تکبیرات کہنے والے کی اقتداء میں کوئی حرج نہیں ۔

لما قال العلامة المحقق : ولزاد تابعه الى ستة عشر لانه ما قرره ارجح قال ابو عابدین  
رحمہ اللہ قوله الى ستة عشر كذا في البحر من المحيط وفي الفقه قيل يتابعه الى ثلاث عشر  
وقيل الى ستة عشر ..... فهذا يؤيد القول الاقل ونذا قدمه الى الفقه ونسبه في البدائع  
الى جامعة المشائخ على ان ضمن الثلاث الاحلية الى التوامد بعيد جدا لان القراءة فاصلة  
بينهما ۔ (رد المحتار ج ۲ مک ۱ باب منقذ العیدین) مطلب امر خليفة لا يبق بعد صوم ۱۷۲

۱۷۱ قال العلامة حسن بن احمد الشربلانی : واجد وقت صلاة العید وتطاع الشمس قد مر مع  
الرجوع حتى تبين الغنى من الضلوة وقت الطلوع ان . ن تبين لانه صلى الله عليه وسلم صلات  
يصل العید حتى ترفع الشمس قد مر مع . ورجوع فلو صلوا قبل ذلك لا تكون صلاة عید بل  
نقل معمر ۔ (مرآة الفندق على صدر المطهر) ۱۷۲ باب منقذ العیدین :

وَقَوْلُهُ لَمْ يَخْلَعْهُ انْتِزَاعُ جِمْ اَمَّا لَكُلِّ الْفَصْلِ الرَّابِعِ وَالْعَشْرُونَ فِي صَلَوةِ الْعِيدِ :-  
سَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَامِ : اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ مَعَ اَهْلِهِ اَوْ فِي صَلَوةِ الْعِيدِ وَهَذَا الرَّجُلُ يَدْرِي تَكْبِيرَاتِهِمْ مَعَهُ يَتَعَمَّرُ  
فَقَالَ اَلْاِمَامُ غَيْرُهُ لَنْ يَجْعَلَ اَلْاِمَامُ اَلْاَكْبَرُ اَلْاَكْبَرُ لَمْ يَكُنْ يَدْرِي اَمْ يَكُنْ يَدْرِي مِنْ اَهْلِهِمْ وَفِيهِ خِشْيَةٌ لَا يَتَابَعُهُ ۔  
(الفتاوى الهندية ج ۱ مطلب باب منقذ العیدین)

**سوال :-** کیا عید الاضحیٰ کو نماز کے لیے عید گاہ جاتے وقت تکبیرات جہر پڑھیں یا سہرا؟

جہر پڑھنا یا سہرا دل میں؟  
**الجواب :-** عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے عید گاہ جاتے وقت تکبیرات جہر (دو بار سے) کہیں جبکہ عید الفطر کی نماز کے لیے جاتے وقت سہرا دل میں، پڑھیں یا سہرا (ابو حنیفہ سے مروی ہے اور علامہ قاسم بن قسطلانی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے)۔

قال العلامة ابن عابدین: ويوم الفطر لا يجهر به عند وعند هما جهر وهو رواية عنه واختلف في الاضحية اما انكراهه فمسنونة عن الطرفين وقد ذكرنا وجهه في التمهيد ان المعتدل قول الامام - رضي الله عنه - لا يجهر به في الاضحية في التمهيد له عید کی نماز اور فطر کے روزوں کے پڑھنے کا حکم **سوال :-** ہمارے گاؤں میں عید کی نماز ایک مولوی صاحب پڑھتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اور اس سے نماز پڑھ کر پڑھ کر کے؟

**الجواب :-** اگر عید کی نماز ایک مولوی صاحب پڑھائیں اور غیب کوئی اور سے تو اس سے نماز کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا بلکہ نماز صحیح اور درست ہوگی البتہ مناسب یہ ہے کہ نماز اور غیب ایک ہی آدمی پڑھائے۔

لا قال الصلاة طهركم، ما يسئ في الجمعة ويكره يسئ فيها ويكره -

وإذا أجاز عن صدره الفار ۲ ۱۵۱ باب صلاة العيد

وقال أيضاً لا ينبغي ان يعمل غير الخطيب لانهما كشي واحد (والله اعلم بالصواب) ۱۳۲ باب مجرم سے  
 لے قال العلامة انكشافاً، ومنها انه يقدر ان يصح جاهر بالتكبير في عيد الاضحية فاذا انتهى الى  
 العلوي ترك... وأما في عيد الفطر لا يجهر بالتكبير عند حديثه (والله اعلم بالصواب) ۱۳۳ باب صلاة العيد  
 وقوله في الحديث جهر ومنه ۱۵۱ باب صلاة العيد -

لے قال العلامة برهم الجهر، ويسئ فيها ما يسئ في عطية الجمعة ويكره فيها ما يكره فيها -

رکبیری ۱۳۵ باب صلاة العيد

والجواب، ولا ينبغي ان يعمل غير الخطيب كذا في الكافي (اختلاف) ۱۳۶ باب ۲۰ من غرض الجمع  
 وشك في الفتحة الاسمي واحتمل ۲ ۱۳۳ الخطبة قبل الجمعة -

**تفسیرات زوائد بحول جائے کا حکم** سوال :- اگر کسی نماز کو نماز عید میں سورۃ فاتحہ پڑھنے سے دورانِ نماز کے عرصے میں ہے تو کیا اسے زائد سمجھا جائے؟

الجواب :- عیدین کی نماز میں تکبیرات زوائد واجب ہیں اگر امام کو درمیان قنوں فافہ پڑھنے سے بعد یاد آئے بشرطیکہ سورۃ نہ پڑھی ہو تو اس حدیث میں کہ سوائے تکبیرات کے اور پڑھنا ناجائز و سورۃ تو پڑھنے اور سورۃ پڑھنے کا پڑھنا جائز ہے اسے مائل اور کھنڈہ سورۃ کہہ سکتے ہیں۔  
 بعد ازاں بعض روایات میں ہے کہ اگر کسی نے سورۃ فاتحہ پڑھ لی بعد از تکبیرات تو اسے زائد سمجھا جائے گا۔  
 بعد ازاں بعض روایات میں ہے کہ اگر کسی نے سورۃ فاتحہ پڑھ لی بعد از تکبیرات تو اسے زائد سمجھا جائے گا۔  
 بعد ازاں بعض روایات میں ہے کہ اگر کسی نے سورۃ فاتحہ پڑھ لی بعد از تکبیرات تو اسے زائد سمجھا جائے گا۔

**تفسیرات زوائد پڑھنے کے بعد نماز میں شامل ہونا** سوال :- اگر کوئی شخص تفسیرات زوائد پڑھ کر نماز میں شامل ہوا تو کیا اسے زائد سمجھا جائے؟

الجواب :- اگر کسی نے تفسیرات زوائد کے بعد نماز میں شامل ہوا تو اس کی چند تکبیرات ہیں۔  
 ۱۔ اگر پہلی رکعت میں شامل ہوا جو سورۃ فاتحہ پڑھے اور خود تین تکبیرات پڑھے۔  
 ۲۔ اگر دوسری رکعت میں اس کے ساتھ نماز ہوئی تاکہ اسے چار تکبیرات کے بعد جب تکبیرات پڑھ کر رکعت کے لیے کھڑا ہو تو اولا تکبیرات کمر بھر کر سنت و غیرہ پڑھ کر پڑھے۔  
 ۳۔ اگر نماز کے ساتھ رکوع میں شامل ہو کر رکوع کے پانچویں رکوع تک پڑھے تکبیرات پڑھے۔  
 ۴۔ اگر کسی نے رکوع میں شامل ہوا اور نماز میں تکبیرات پڑھ کر رکوع کے پانچویں رکوع تک پڑھے تکبیرات پڑھے۔  
 ۵۔ اگر کسی نے دورانِ نماز کو سنتے کھڑے ہوئے اور کسی تکبیرات پڑھے تکبیرات پڑھے۔

قال بعضہم انما فی قولہ ذلک قبل اذ یخرج منها بان قرآنہا من سورۃ فاتحہ فی تکبیرات لا لا۔  
 انشغل بالقرآن قبل وانہا فی رکوعہا ویا فی ما ہو لا یخرج من رکوعہا بل یخرج من رکوعہا بعد ان یخرج من رکوعہا۔  
 بل یخرج من رکوعہا۔  
 واما فی بعض روایات فی بعضہا انما فی قولہ ذلک قبل اذ یخرج منها بان قرآنہا من سورۃ فاتحہ فی تکبیرات لا لا۔

ہے اور باقی ملاحظہ فرمائیں گی۔

ما قال العلامة الحنفی، ووادرت الخوض الاما فی القيام بعد ما ذکر فی الحال  
برأی نفسه کانه مبهوق ولبس یزید بقل شتم تکبر لشدائی توانی التکبریات۔ قال ابن  
عابدین: رغبت قوله فی القيام ای الذی فی رکوع الاعالی ذکره واکثر فانت عاب علی ظلمه  
أدركه فی التکبر کبراً ثم برأی نفسه شتم وکبر وکلامه کبر فی کونه خلافاً لابی یوسف ولا  
یرفع یدیه لان توضع علی الرکبتین مستقی فی علیه والربع لانی علیه وان رفع الاصل رأسه  
مقط عنه ما یق من التکبر لشدائی قوته لتابعه ولوادركه فی قیام الركوع لادقیضها فیه لانه  
یشتمی الركعة مع تکبرها۔ رد المحتار ۲۲۲ مشکاۃ باب صلوة العیدین ۱۔

**تکبیرات تشریف کی تفہیم اور اسوال۔** تکبیرات تشریفی نورس نمازوں کے بعد کتنی مرتبہ

**الجواب۔** فرض نماز کے بعد ایک دفعہ تکبیر یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا شئ الا اللہ اکبر  
اللہ اکبر واللہ اعلم پڑھنا واجب ہے اس سے زائد یعنی تین دفعہ پڑھنا مستحب ہے اگرچہ  
بعض فقہاء نے اس کو عادت سنت کہا ہے مگر امام رافعی نے حضرت عیسا بن عمر رضی اللہ عنہما  
سے تین دفعہ پڑھنا نقل کیا ہے۔

ما قال العلامة الحنفی، وحبیب تکبیر لتشریق فی الاصل للأصربہ مرة وان زاد علیہ  
لکون فضلاً۔ قال العینی، مفتی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر۔

لہ قال العلامة یوکر الکاسانی، وان أدركه بعد ما کبر الاما الزوائد وشتم فی الفرة فحاشه  
بکبر تکبیرة الافتتاح وریائی بالزوائد برأی نفسه کلابوای لاما لانه مبهوق وان أدركه اما  
فی رکوع فانت لم یخف فوت رکوع مع الاصل تکبیر الافتتاح واما وایاً فزاد شتم  
یتابع الاما فی الركوع۔۔۔۔۔ فان رفع کلاماً رأسه من الركوع قبل ان یتجهأ رفع رأسه لان  
شایعة واجبة ومقط عنه ما یق من التکبیرات لانه فانت ملط۔۔۔۔۔ غدا اذا ذکرت الاما فی رکعة  
الاولی فان أدركه فی رکعة الثانیة کبر الافتتاح وتابع الاما فی رکعة الثانیة یتبع فی ہما رأی امامہ لانتظامہ  
فویض الاما من ما یقوال **الفضل** سابق بہ۔ (والجواب عن سائل) ابی یوسف <sup>رضی اللہ عنہ</sup> یزید بقل شتم تکبر لشدائی توانی التکبیرات  
وہمکے فی تفسیر ۲۲۲ باب صلوة العیدین۔

قال العلامة ابن عابدین، رُحِمَتْ قَوْلُهُ وَلَنْ تَذَلَّعَ أَنْ تَدَانَ قَوْلُهُ مَوْقُفٌ بَيْنَ مَا وَاجِبٍ  
لَكَ وَتَرَاهُ لِسَعْدِ الْخَيْرِ مِنَ الْقَرَارِ حَتَّى تَكُونَ كَاتِبًا بِهَ مَزَيْنٍ خِلَافَ الْمَسْئَلَةِ.  
وَمِنْ مَذَاهِبِ الْمُتَأَخَّرِينَ بِأَبِ صَلَوَاتِهِ الْعَبِيدِينَ (۱)

**تکبیرات تشریف عید کی نماز کے بعد پڑھنے کا حکم** | **سوال** :- فقہی ذخائر میں تکبیرات  
تشریف کے بارے میں ہر فرض نماز  
کے بعد پڑھنے کا حکم ہے، ہمارے غلط کسبہ کے امام صاحب عید الفطر کی نماز کے بعد میں پڑھتے  
کہتے ہیں کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

**الجواب** :- ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر کہنا واجب ہے اور عید کی نماز کے بعد  
تکبیر پڑھنا مستحب ہے، فقہاء و کرامت اس کی تشریح کرتے ہیں کہ اس لیے آپ کا مسجد کے امام  
صاحب کا مثل درست ہے اور فقہی ذخائر میں اس عمل کے ساتھ تعارض نہیں۔

لَمَّا قَالُوا لَعَلَّاهُ أَصْحَابُكُمْ، وَلَا يَأْسُ بِنِعْمَةِ عَقِبِ الْعَبِيدِ كَلَّا، مَسْلُومٌ تَوَدُّهُ فَوَجِبَ  
تَبَايَعُهُمْ عَلَيْهِ الْخَيْرُونَ. قَالَ الْعَلَامَةُ ابْنُ عَابِدِينَ، رُحِمَتْ قَوْلُهُ لَا يَأْسُ بِمِنْ مَذَاهِبِ  
فِي الْمَسْئَلَةِ كَمَا فِي الْبَحْرِ مِنَ الْخِثَارِ وَالْمَجَاهِدِ وَهَلْ هَذَا الْمَوْضِعُ لِقَوْلِهِ فَوَجِبَ تَبَايَعُهُمْ قَوْلُهُ  
فَوَجِبَ الظَّاهِرُ بِالْمَوْلَا بِأَنَّهُ فَوَجِبَ الثَّبُوتُ كَالْوَجُوبِ الْمُصْطَلَمِ عَلَيْهِ. وَقَدْ أَلْفِظَ الْمَجْتَبِيُّ  
دَالِخِيُونَ بِكِبَرِهِمْ عَقِبَ صَلَوَاتِهِ الْعَبِيدِ لِأَنَّهُمْ تَوَدُّوهُ عِمَامَةً فَاتَّهَمَتْ جَمْعُهُ.

(۱) مختار ج ۲ ص ۱۵۰ باب صلوة العیدین، مطلب طبع لا یأس انتم سلم

**تکبیرات تشریف بھول جائے گا حکم** | **سوال** :- اگر کوئی تکبیرات تشریف بھول جائے  
تو کیا اس کا ہر دوبارہ پڑھنا واجب ہے یا نہ تو ہے

لَمَّا قَالُوا لَعَلَّاهُ أَصْحَابُكُمْ، رُحِمَتْ قَوْلُهُ وَلَنْ تَذَلَّعَ أَنْ تَدَانَ قَوْلُهُ مَوْقُفٌ بَيْنَ مَا وَاجِبٍ  
لَكَ وَتَرَاهُ لِسَعْدِ الْخَيْرِ مِنَ الْقَرَارِ حَتَّى تَكُونَ كَاتِبًا بِهَ مَزَيْنٍ خِلَافَ الْمَسْئَلَةِ.  
وَمِنْ مَذَاهِبِ الْمُتَأَخَّرِينَ بِأَبِ صَلَوَاتِهِ الْعَبِيدِينَ (۱)  
وَمِنْ مَذَاهِبِ الْمُتَأَخَّرِينَ بِأَبِ صَلَوَاتِهِ الْعَبِيدِينَ (۲)

لَمَّا قَالُوا لَعَلَّاهُ أَصْحَابُكُمْ، رُحِمَتْ قَوْلُهُ وَلَا يَأْسُ بِكِبَرِهِمْ عَقِبَ صَلَوَاتِهِ الْعَبِيدِينَ كَذَلِكَ الْبَيِّنُ  
إِلَى الْبَيِّنَاتِ تَوَلَّوْهُ السَّعِيدِينَ ذَلِكَ - (مَرْقَاةً عَلَى سِرِّهِمْ وَيُكَلِّفُ أَبِ صَلَوَاتِهِ الْعَبِيدِينَ)



ساقط ہو جائیں گی؟

الجواب: بکیرات تشریف اگر کوئی شخص بھول جائے اور اسی حالت میں وہ مسجد سے باہر چلا جائے تو کسی کام میں مشغول ہو گیا، ہو تو اس شخص کے ذمہ بکیرات ساقط ہو جائیں گی البتہ اگر اسی جگہ پر موجود ہو تو تا جیکر عورت میں وہ بارہ کہنا ضروری ہے۔

ساقان العلامة المحسنة: عقب کل فرض یعنی بلا فصل بین النساء فلو خرج من المسجد او تکلم ما دلاً او سحياً او احدث عامداً سقط عنه التكبير وقد استدل بالقبلة بقوله ولو عدت ناسياً بعد سلام لا مسم: انه يكبر ولا يخرج من المصلاة في هذه المصلاة <sup>۱۱۱</sup> باب صلوة العیدین ہلے  
بکیرات تشریف میں معنی بہ قول اس میں معنی یہ ہے امام صاحبؒ کہ ہے یا صاحبین؟  
اگر وہ کرم جواب مع حوالہ عنایت فرمائیں۔

الجواب: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بکیرات تشریف جمع کی صبح سے لے کر عید والے دن  
یعنی ۱۰ روزہ تک ہر کسی شخص پر واجب ہیں جو فرض نماز جماعت سے ادا کرے اور کچھ سنیوں  
کے نزدیک صرف صبح سے لے کر ۳ روزہ تک ہر کسی مقل یا مقل یا مقل پر واجب ہیں  
جو فرض نماز پڑھے چاہے وہ مرد ہو یا عورت، من خیرین نخبہاء کلام نے صاحبین کی رائے کو  
معنی بہ قرار دیا ہے۔

قال العلامة المحسنة: قال ابو جوبہ: لو ركن فرض مطلقاً وكان منفرداً او صائراً او فرداً  
لانه بيع لمكتوبة اذ عصر ان يوم الخامس اخر يوم التشريق وعليه الاستعداد والاعتناء والتفتون في  
عامه الامصار وفاقه انحصار (الدر المنثور من مورد الاختار ج ۲ ص ۱۸۱) باب صلاة العیدین ۱۱۱

الحال العلامة حسن بن محمد تشریف لای: وقد لا ای ابو حنیفہ وھن رحمہما اللہ جب تک کہ ہر روز نماز فرض میں  
ملا، وہاں منفرداً او صائراً او فرداً نہ بیع لمکتوبہ من مبرورۃ الی عقب عصر ان یوم الخامس  
یوم عروۃ یکتون انی انواراً: التشریف دیا یا یقولی من و علیہ التفتون۔

مرزوقی الفلاح علی ص ۱۸۱ خطا و قیاس ۱۱۱ باب صلوة العیدین ۱۱۱

۱۱۱ ایضاً و حوالہ مذکور بالا ۱۱۱

۱۱۱ تشریف فی النور الراقی ۲ ص ۱۸۱ باب صلوة العیدین۔

تکبیرات زوائد کے وقت ہاتھ باندھنا خلاف سنت ہے۔ [سوال کیا تکبیرات زوائد کے وقت ہاتھ باندھنا خلاف سنت ہے۔]

باندھا جائے گا کہ چھوڑ دیا جائے گا؟

الجواب: تکبیرات زوائد کے لئے دوران ہاتھ کو کھینچ کر نہ سنبھالنا ہے بلکہ ہاتھ باندھنا خلاف سنت ہے۔

لما قال العلامة: ابراہیم الحنفی: وروی عنہ یہ حدیث تکبیرہ منہق ویرسد ہائی ان تھیں  
..... نادانم ان نوکۃ الثانیۃ پستردی باعتبار آنکہ تکبیر بعد ہاتھ باندھنے کی صورت سن  
ہیئتہ تکبیرۃ الاولیٰ۔ رکعتی مسئلہ باب عبودۃ بعد من الہ

دیکھائیں سو افراد پر مشتمل گاؤں میں نماز عید کا حکم [سوال: اس گاؤں کی آبادی دو تین سو  
افراد پر مشتمل ہو تو کیا اس گاؤں میں

عید لازماً جاری ہے یا نہیں؟

الجواب: جمعہ کی طرح اٹھائیس کے ہاں عید کی نمانہ کے لیے بھی مصر یا قریہ کثیرہ ہونا  
شرط ہے۔ چنانچہ صورت مسئلہ کے مطابق اس گاؤں پر مصر یا قریہ کثیرہ کی تعریف صادق نہیں  
آتی اس لیے اس میں عید کا قیام جاری نہیں۔

لما قال العلامة: ابن عثامہ ورواہ: وشیخ فرغانی فی التفسیرات وغری آئینہ  
فی فیہا اسواق..... وفعلاً کرنا ابتداء خاتمہ لا یجوز فی لحدیثہ لقیس فیہ  
فصل واسیر۔ رفقہ جنازہ ۲۲ مسئلہ باب الجمیعۃ ۲۲

امرونی بعدنیہ: یہ مع ۲۲ فی حدیث وکتب میں کی تشریح میں مقتدا فلا یجوز لہذا فی الجمیعۃ  
امر منہ ویرسل ایمن میں انکسرتیں کا ایضاً حکم فی تطہیر۔ (امرونی) لکن الخ فرقہ صلوۃ عید  
فرغہ فی حدیثی دارالحدیث ورواہ ۲۲ مسئلہ مای نورد علیہ

۲۲ قال العلامة: برہان الدین عمری فی: لا یجوز الجمیعۃ الا فی مصر وجامع ذی حصن کثیر  
ولا یجوز فی غری سوا علیہ اسلاۃ الجمیعۃ ولا یجوز فی دھلہ ولا فی مصر وجامع  
وہم یجمع کل موضع للحدیث وفاضل یفتی ان الکلام لا یجوز لحدودہ (امرونی) ۲۲ باب عبودۃ بعد  
وہم لہ فی حدیثی دارالحدیث ورواہ ۲۲ مسئلہ مای نورد علیہ



نے علاوہ آیام کی قضاء نمازیں آیام تشریق میں (دوسرے، ۲) آیام تشریق کی قضاء نمازیں غیر آیام تشریق میں قضاء کرے۔ ۳) ایک سال کے آیام تشریق کی قضاء نمازیں دوسرے سال قضاء کرے۔ ۴) ایک سال کے آیام تشریق کی قضاء نمازیں اسی سال کے آیام تشریق میں (دوسرے) ان بخیر صورتوں میں سے صرف اخیر صورت میں قضاء نمازوں کے بعد تعمیرات تشریق بڑی جائیں گی بالی صورتوں میں نہیں۔

ما قال للامام: عسقلی! ارنضی فیہا منہا من فاعلہا موافقہ فلا ضعیفہ، فانہ یبدع! تحتہ المستفاد: عینہ فائتہ خیر العید فضاہا فی آیام العید فائتہ تام انعید قضاہ فی غیر آیام العید فائتہ آیام العید فضاہا فی آیام عید عام آخر فائتہ آیام العید فضاہا فی آیام عید من عامہ ذلک لآذیہ برالائی الاخر فقط۔ رد المحتار ۱۰۷۹ ماہ العیدین ۱۰۷۹  
**اختلاف کے نزدیک عیدین میں تکبیرات زوائد کی تعداد** | اس میں تکبیرات زوائد کی تعداد کتنی ہے؟

الجواب:- عیدین کی نماز میں تکبیرات زوائد کا مسئلہ فقہاء کے پاس مختلف ہے۔ اہل سنت کے نزدیک تعمیرات زوائد میں ہر رکعت میں تین تکبیرات کہیں ہوں گی۔ پہلی رکعت بعد از سورۃ اور دوسری رکعت بعد از فاتحہ کی ہے اور ایک روایت بعد از نہ عباس سے بھی مروی ہے۔

ما قال الامام عسقلی! ویسئل الامام بہم کہتوں مشیا قبل زوائد ہی ثلث تکبیرات فی کل رکعۃ۔ قال الامام ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ ثلاث تکبیرات، هذا مذہب بن مسعود و اکثر من اصحابہ و روایہ عن ابن عباس وہ اخذ امتنا الخ۔ رد المحتار ۱۰۷۹ باب العیدین قبل یطلب ۱۰۷۹

لے قال ابو احمد صفہائی وقت زلزلہ و غزوہ و المسئلۃ یا عینہ فائتہ خیر العید فضاہا فی آیام العید فائتہ تام انعید قضاہ فی غیر آیام العید فضاہا فی آیام عید عام آخر فائتہ آیام العید فضاہا فی آیام عید من عامہ ذلک لآذیہ برالائی۔ رد المحتار ۱۰۷۹ ماہ العیدین ۱۰۷۹

لے قال برہان الدین المرغینانی: ویسئل الامام بہم کہتوں مشیا قبل زوائد ہی ثلث تکبیرات فی کل رکعۃ۔ قال الامام ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ ثلاث تکبیرات، هذا مذہب بن مسعود و اکثر من اصحابہ و روایہ عن ابن عباس وہ اخذ امتنا الخ۔ رد المحتار ۱۰۷۹ باب العیدین قبل یطلب ۱۰۷۹  
 و مثلاً فی کبریٰ ۵۹۹ باب صلوة نعیدین۔

سائس کے پستانوں کو کپڑے سے بھری حرام ہو جاتی ہے | سوال : جب یہ منقحہ مساجد

ہاتھوں سے کپڑے تو اس پر بھری حرام ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب : اگر وہاں سے نظر شہوت سائس کے پستانوں کو جو منقحہ ہٹا دیا یا منقحہ  
تھا مگر بہت باریک تھا جس کے ہوتے ہوئے بھی لذت حاصل ہو سکتی تھی تو اس شخص پر بھری  
حرام ہو جائے گی۔

قال العلامة الخميني : وحرم حمل مسوسة بشهوة ولو بشعر على الوثب  
بحاش كالمصنع حرارة..... وفروعه من مطلق والعبرة بشهوة عند نفس قال ابن عابدق  
محدث قوله بشهوة : أي وممن أحدهما قوله بوشب : أي لو بجان..... فلو كان مانع لا  
ثبت الحرمة - (رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۵۵ فصل في المحرمات) ۱۷

حرمت مصاہرت کے اثبات کیلئے گواہوں کی تعداد | سوال : حرمت مصاہرت

گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟ جس کی وجہ سے بوقت انکار دعویٰ ثابت کیا جاسکے؟

الجواب : زمانہ کے علاوہ دیگر حقوق اور دعاوی کے اثبات کے لئے دو مرد یا ایک  
مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا ضروری ہے، لہذا حرمت مصاہرت میں مذکورہ گواہوں کے  
گواہی سے ثابت کی جاسکتی ہے۔

قال العلامة الخميني : وبغيره من الحقوق سواء كان أحق مالا أو غيره كالنكاح والطلاق  
وذلك لأنه لا خلاف أن رجلين أو رجلين ورجلًا واحدًا لا يثبت به من ذلك ما يشاهد ۱۸

۱۷ قال العلامة ابن نجيم : فاعلى الواس كان به من بخلاف مستعمل ونفس المص إلى أي موضع  
من البنين بغیر جائل واما إذا كان بحال فانك وصفت حرة، بعد ان في ذلك تثبت  
خوفاً والا فلا - (ابن عابدق ج ۳ صفحہ ۲۵۵ فصل في المحرمات)

۱۸ قال العلامة ابن نجيم : وبغيره من الحقوق والطلاق والمكاتبة والوصية والمنصب  
تثبت امال وغيره كالنكاح والطلاق والمكاتبة والوصية والمنصب -  
- (ابن عابدق ج ۳ صفحہ ۲۵۵ کتاب النكاح)



مزنیرہ کی بوقت سے زانی کا نکاح جائز نہیں | سوال ۱۔ ایک شخص کے کسی عورت

سے ناجائز تعلقات تھے جس میں اس نے قبیل کے علاوہ زانی کا ارتکاب بھی ہو چکا ہے، اب یہ شخص اس عورت کی بوقت سے نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: اس وقت قبیل اور زانی کے ارتکاب سے مزنیرہ کے اصول و فروع زانی پر اور زانی کے اصول و فروع مزنیرہ پر حرام ہو جاتے ہیں، اس لیے صورت سنو میں مزنیرہ کی بوقت زانی کے لیے حرام ہے۔

قال العلامة المحقق: حرمة المرأة على الزوج الزانی وفروعها نباد  
رضاء وحرمت اصولها وفروعها على الزانی نسبا ورضاء عا۔

رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۴ فصل في المحرمات

منكوحہ کی رہبری بیٹی کے ساتھ زانیہ سے منکوحہ کا حکم | سوال ۲۔ ایک شخص نے

اپنی منکوحہ کی بیٹی کو نکاح کر لیا، کیا اس شخص کی بیوی اس پر حرام ہو جائیگی یا نہیں؟  
الجواب: شوہر کا اپنی منکوحہ کی رہبری بیٹی سے نہ کرنا موجب حرمت مصاہرت ہے  
اس لیے اس شخص پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔

قال العلامة ابن عابدین: قال في البحر: حرمة المصاهرة للمصاهرة وحرمة المرأة  
على الزوج الزانی وفروعها نسبا ورضاء وحرمت اصولها وفروعها على الزانی نسبا  
ورضاء عا۔ رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۴ فصل في المحرمات

نصہ فی اہندیہ: فمن زانیاً أو حدیث علیہ امہ ماوان علی وابتہاوان سکت الخ  
رافتاوی اہندیہ ج ۱ ص ۲۸۴ القسم الثاني في المحرمات بالصریۃ

وہی فی اہندیہ: فمن زانی ماوان حرمت علیہ امہا وان علی وابتہاوان سکت الخ  
رافتاوی اہندیہ ج ۱ ص ۲۸۴ القسم الثاني في المحرمات بالصریۃ

وہی فی اہندیہ: فمن زانی ماوان حرمت علیہ امہا وان علی وابتہاوان سکت الخ  
رافتاوی اہندیہ ج ۱ ص ۲۸۴ القسم الثاني في المحرمات بالصریۃ





خمس پر نقطہ دعویٰ زنا سے بیٹے پر اسکی بیوی حرام نہیں ہوتی اس سوال پر اگر کوئی عورت  
میرے خسر نے زنا کیا ہے جو خسر اس سے انکاری ہو تو کیا یہ عورت اس کے بیٹے کے لیے  
حلال ہے یا حرام؟

الجواب :- صورت مسئلہ میں عورت کا دعویٰ بغیر شہادت معتبر یا خسر کے اقرار کے ثابت  
نہ ہوگا اور نہ صرف دعویٰ کرنے سے میان بیوی کے درمیان حرمت ثابت ہوگی جب تک کہ  
شہور اس امر کو قبول نہ کرے، بغیر تقسیم از زوج اقرار کی صورت میں بھی حرمت ثابت نہیں ہوگا  
واقعا عورت کے ساتھ ایسا معاملہ ہو چکا ہو تو کسی مناسب طریقے سے جدائی اختیار کی  
جاسکتی ہے ۔

وفد الهندية ، رجل تزوج امرأة على انها قد رافقها ، رادوا عليها وجد هاتق افضت  
فقال لها من افضت فقالت ابرك ان صدقها الزوج بانتم منه ولا محول لها وان  
كذبها فهي امرأته ۔ (الفتاوى الهندية ۲۷۱ ص ۲۷۱ القسم الثاني في المحرمات بالصورة)۔

مزنیہ کے اصول و فروع زانی پر حرام ہو جاتے ہیں اس سوال :- کیا فرماتے ہیں  
میں کا زید ایک مطلقہ سے عدت طلاق ختم ہونے سے پہلے ہی نکاح کرتا ہے، پھر اپنی فاسد  
منکوحہ سے جماع کے کچھ عرصہ بعد اپنی ساس سے زنا کا مرتکب ہو جاتا ہے، مطلقہ منکوحہ سے  
زید کے بچے بھی ہیں اور اب بھی اس کا زید سے من ہے، تو دونوں کے نکاح کا کیا حکم ہے؟  
کیا دوبارہ کسی طریقہ سے دورشتہ ازدواج میں منسلک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟  
الجواب :- زید اور موصوف کے درمیان نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے کوئی حیل  
یا طریقہ اس نکاح کے جواز کا نہیں ۔

قال الحنفی، وحدا یا بقبہرۃ اصل متینہ واصل محسوسہ واصل ماستہ وناظرۃ قال  
ذکرہ ۔ الی قولہ وفروحات مطلقہ ۔ (رد المحتار علیٰ مشرعات ج ۲ ص ۲۸۶ فصل فی انکاح)۔  
لے قال اعلام المتوفین فی ج ۱ ومن ذلک یا مرنۃ حرمت علیہا وفتاویٰ ہند ۔ تبصرہ برامو  
وفروحات کا اصول و فروع ج ۲ ص ۲۸۶ فصل فی بیان المحرمات  
و منکوحہ فی البحر الرائق ج ۳ ص ۹ فصل فی المحرمات ۔

خون دینے سے حرمت مصاہرت کا حکم۔ سوال۔ اگر مرد اور بیوی کے خون  
پڑ جانے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ غائدہ کا بیوی کو خون دینے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی  
جیسے کوئی شخص کسی عورت کا دودھ پلے تو باوجود اس فعل کے حرام ہونے کے ان کے درمیان  
حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی حالانکہ وہ دودھ جو بدن سے نکلے گا۔

سالی کے ساتھ زنا کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ سوال۔ اگر زید اپنی بیوی کی  
سالی سے زبردستی زنا کرنے پر زید کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی  
ابتر سنت گنہگار ہوگا۔

الجواب۔ سالی سے زبردستی زنا کرنے پر زید کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی  
ابتر سنت گنہگار ہوگا۔

قال العلامة طاهري بن عبد الوشيد النفاذی، وفي غتات الوشيد رتباً وطناً تحت  
امرأته لا تعزّم عليه مؤثقة ام۔ (خلاصة الفتاوى ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب النکاح الفصل  
النافع فيمن يكون محرماً للزناح وفيما لا يكون۔ اے

ملحقاً بالعلامة علاء دین الحنفی، وفي الخلاصة وطناً اختاً امرأته لا تعزّم عليه  
امرأته۔ قال ابن عابدین (قوله في الخلاصة) هذا المختار للتحريم  
بالاصول والفرع وقوله لا تعزّم اي لا تثبت حرمة المصاهرة  
فالاعتق لا تعزّم حرمة مؤبدّة والافتحوم اي انقضاء عقد الموضوعة  
لو بشبهة۔ (المنتار علی صمدیہ المختار ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب النکاح۔  
فصل في المحرمات)۔

ومثل ذلك في فتاوى دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب النکاح۔ فصل في حرمت مصاهرة۔

## باب الحضانة

چھوٹے بچوں کی پرورش کے مسائل

**سوال :-** ایک عورت غازیہ کی وفات کے بعد اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور اس کے چھوٹے بچوں پر داد اور وادی نے قبضہ کیا ہوا ہے جو بچوں کو والدہ کے پاس ملے نہیں دیتے ایسی حالت میں تربیت کا حق ماں کو حاصل ہے یا داد وادی کو؟

**الجواب :-** از روئے شرع مرقوم صورت میں بچوں کی تربیت کا حق والدہ کو حاصل ہے خواہ والدہ نکاح میں ہو یا میاں بیوی کے درمیان جدائی ہو گئی ہو مصرت مذکورہ میں جب بچوں کی والدہ انکی تربیت کے لیے یتیم خانہ یا کسی اور جگہ پر بچوں کو اپنے پاس رکھ کر والدہ کے پاس نہ چھوڑنا ظلم و زیادتی کے مترادف ہے۔

لما قال: (علامۃ الغزالی) نفیت لآلہم و بعد الفرقۃ الا ان کلک صریحاً.

مترجم: بعد از علی ہاشم و آلہ و اہل بیت (باب الحضانہ) حصہ

**سوال :-** ایک عورت کی وفات کے بعد اس کی والدہ کے بعد تربیت کا حق نانی کو ہے | چھوٹی بچی کی تربیت و پرورش کے بارے میں نانی اور وادی کے مابین تنازع پیدا ہو گیا ہے ہر ایک بچی کی تربیت کرنے کا دعویدار ہے ایسی حالت میں از روئے شرع کس کو تربیت کا حق پہنچتا ہے؟

**الجواب :-** از روئے شرع بچی کی پرورش کا حق ماں کے بعد اس کی نانی کو حاصل ہے، باقی دو نے تک پہنچ نانی کے پاس رہے گی، باقی جو سونے کے بعد اس کی مرضی ہے کہ باپ کے گھر رہے یا نانی کے گھر، بشرطیکہ نانی کے گھر میں اس وقت بھی صحت

لہذا فان فی السہلۃ :- احسن الناس بعفانۃ الصغیرۃ ان قیام النکاح و بعد الفرقۃ

الآلہم - الفتاویٰ البینۃ: ۱۱۸۵ باب السادس عشر فی الحضانۃ

و یکنہ فی البیض الحالیۃ ۳۷۳ باب الحضانۃ

کو کوئی خطر نہ ہو۔

مد قال فی الهندیۃ، وان لم یکن له أم تستحق الحضنة بان كانت غیر من الحضنة  
ومستزوجة بغير عزم أو ماتت فأم الأم أولى من فضل واحدة۔

والفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۵۵ الباب السادس عشر فی الحضنة

والد کی بجائے نانی پرورش کی زیادہ مقدار ہے | سوال : ایک شخص نے اپنی زوجہ  
کو طلاق تلافی دے دی، مطلقہ کے

بطن سے ایک بچہ ہے جو طلاق کے بعد اس کے پاس رہی اور باپ اس بچہ کا خرچہ دینا  
کچھ عرصہ بعد مطلقہ مذکورہ سے نکاح ثانی کر لیا، اب نانی کہتی ہے کہ بچہ کی پرورش کچھ  
حق ہے جبکہ باپ کہتا ہے کہ بچہ میرے پاس رہے گی۔ از دہشے شرع بچہ کی پرورش کاکس  
کو حق پہنچتا ہے؟

الجواب : صورت برقرار کے مطابق مطلقہ کا نکاح ثانی کر لینے سے اس کی حق حضنت  
موقوف ہو جاتا ہے، لیکن والد کی بجائے بچہ کی تربیت کی نانی زیادہ حق دار ہے تاہم بچہ کے  
جملہ اخراجات باپ کے ذمہ ہوں گے۔

لما قال العلامة الفسوفی : تستراى بعد کلام أم الأم۔

فتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۶۹۲ الباب الحضانۃ

طی کے حق پرورش کی مدت | سوال : اگر ایک بچہ کی تربیت اس کے والد کے  
ذمہ ہو تو والد کو کتنی مدت تک یہ حق حاصل ہے؟  
کیا والد کو بچہ اپنے ساتھ رہنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

المد قال العلامة الحنفی، (ولم یای بعد الأم بان ماتت) اولہ تعیل او سقطت حصہ

او تزوجت یا جنی ر أم الأم۔ (والمد الفسوفی ج ۲ ص ۶۹۲) باب الحضنة

ومثله فی البحر الرائق ج ۴ ص ۱۶۴ باب الحضنة

سے قال العلامة ابن نجیم المصری رحمہ اللہ : ثم أم الأم ای بعد الام۔

والبحر الرائق ج ۴ ص ۱۶۴ باب الحضنة

ومثله فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۵۵ الباب السادس عشر فی الحضنة۔

**الجواب:** بچی کے باغی ہونے تک والدہ آستہ اپنے پاس رکھ سکتی ہے اور اس دوران اس کو بچی کی تربیت کا حق حاصل ہے، جب تک حق تربیت کے استقامت کا سہا  
موجود نہ ہو تو والد اس بچی کو والدہ سے نہیں لے جا سکتا، البتہ باغی ہونے کے بعد  
بچی اپنی مرضی سے والدین میں سے جس کے پاس رہنا چاہے رکھ سکتی ہے۔

ما ذکر علا الذی اعصفت: والام والحقۃ الحق یسبحا حتی تعیض وغیرھا حتی  
بہا حتی کتبہا وقد یشبع وہ یفقی۔ (الدفعۃ علی ہاشم رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۳ باب الحضانۃ) لے  
بیوہ کا نکاح ثانی کرنے سے شیر خوار بچی کی تربیت کا مسئلہ **سوال:** ایک بیوہ  
عورت نے جب

نکاح ثانی کیا تو اس کی گود میں چار ماہ کی شیر خوار بچی بھی تھی، نکاح کے وقت طرفین میں  
سے کسی نے بھی بچی کی تربیت کے استحقاق کا مسئلہ نہیں جھڑپا تھا، اب جبکہ کئی سال  
کی ہو گئی ہے تو اس کے عہدہ دور تمام والدینی مداخلتیں کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے  
کہ کیا اس بچی کو ٹھہر والہیں لے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ بچی کا سوتلا باپ اس کی تربیت  
اور اخراجات کے لئے تیار ہے؟

**الجواب:** جب خاندان ربیبہ کے اخراجات اور تربیت کی تہرہ خاندان داری قبول کرتا  
ہو تو ظاہر ہے کہ مال کے پاس رہنے سے بچی کو جو سکون و الطمان حاصل ہو گا وہ عہدہ  
یعنی وراثت کے پاس ممکن نہیں، اس لیے بہتر یہی ہے کہ بچی والدہ کے پاس رہے اور وراثت  
کے پاس نہ جائے۔

قال اعصفت: ذی الحلیوی تزوجت باجنسی وظلت خیرۃ بنفقۃ والمتزیم علی عہدہ  
بہا ولا حاضنۃ لہ ظہر ذلک۔ (الدفعۃ علی ہاشم رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۳ باب الحضانۃ) لے

لے قال ابن قیم المصری: وقد ذکر الولیث بقیع خیرین وعلیہما الفتویٰ والیہما الرائق ج ۲ ص ۱۹۳ باب الحضانۃ  
وَمِنْهُمَا فِي الْمَهْدِيَةِ ج ۲ ص ۱۹۳ الباب السادس عشر في الحضانة۔

لے قال ابن قیم المصری: والصیغہ انه یقال للوالدۃ اما ان تمسک الیہا لیس والما ان تدفیعہ  
ان العتہ۔ والیہما الرائق ج ۲ ص ۱۹۳ باب لنفقۃ

وَمِنْهُمَا فِي الْمَهْدِيَةِ ج ۲ ص ۱۹۳ الباب السادس عشر في الحضانة۔



ولد الزنا کی حضانت پر پرورش کس کے ذمہ ہے | سوال یہ جو بچہ ناجائز حمل سے پیدا ہوا اس کی پرورش کا ذمہ دار

کون ہے؟ زانی یا مزنیہ (بیچے کی ماں)؟

الجواب: جس بچے کا باپ معلوم نہ ہو اس کی نسبت ماں کی طرف ہوتی ہے لہذا اس کی پرورش کی ذمہ داری بھی ماں پر ہی ہے۔

قالا اعلامہ لم یکن رحمہ اللہ والحضانۃ تثبت للأُم النسبیۃ۔

واللہ اعلم بالصواب | ۲۸ باب الحضانۃ م ۱۰

عورت کو بچہ دار الحرب سے جانے کا حق نہیں | سوال اس ایک شخص یہاں سے جاپان چلا گیا اور وہاں اس نے ایک عورت سے

شادی کر لی، کئی سال کے بعد واپس پاکستان آ گیا اور یہیں رہنے لگا اور کچھ عرصہ بعد گھر بڑا ناچا کی وجہ سے طلاق تک فوری ہو گئی اور اس نے بیوی کو طلاق دے دی اس شخص کا اس عورت سے ایک چھوٹا سا بچہ بھی ہے جسے اب وہ عورت اپنے ساتھ جاپان لے جانا چاہتی ہے جبکہ شخص بچے کو اس کے ساتھ جاپان نہیں دیتا، تو کیا اس عورت کو بچہ لے جانے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب: حضانت میں یہ ضروری ہے کہ بچہ زوجین میں سے کسی ایک کے گھر میں پرورش پائے مگر دار الحرب اس حکم سے مستثنیٰ ہے، اس لیے صورت مسئلہ میں یہ عورت اس بچے کو شرعاً اپنے ساتھ جاپان نہیں لے جا سکتی بلکہ بچے کی تربیت پاکستان میں مکمل کرے گی۔

ما فی الہندیۃ: لیس للمرأۃ ان تمقل ولدا الی دار الحرب وان کان تزوجا هناك وكانت حریۃ بعد ای یکون زوجہا مسلما او ذمیّا۔  
(الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۵۳۵) | باب السادس عشر فی الحضانۃ م

لہذا قال اعلامہ برہان الدین الرقینانی: اذا وقعت الفرقۃ بین الزوجین فالأُم (حق بائید)۔

والہدایۃ ج ۲ ص ۲۸۸ | باب حضانۃ الولد ومن احق بہ

وہیئۃ فی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۱۹ | باب الحضانۃ۔

# باب الولیمة

(ولیمہ کے مسائل و احکام)

**ولیمہ کی شرعی حیثیت** | سوال :- جناب مفتی صاحب! شریعت مقدسہ میں ولیمہ کی حیثیت واجب کیا ہے یا سنت کی؟

**الجواب :-** دعوت ولیمہ کراست سنت ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا قول و فعل اس پر دنا ہے تاہم واجب نہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہمارے میں حدیث میں آیا ہے، فخر جواد الشوق فیما جاء من الغری قال صاحب شفا من أخط وحسن فتدريج فقال لیس فی اللہ علیہ وسلم أو سر و نودیة . (الاصحیح لمختاری ۲۴۴ باب من اخط علی بعض سنتہ) وعن اشرف السیوطی قال ما أولک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی أحد من نسائه ما أولک عنی زینب أو لعلیاء . (مشکوٰۃ ۲۴۴ باب الولیمة) لے

**دعوت ولیمہ کا مسنون وقت** | سوال :- دعوت ولیمہ کا مسنون وقت کون سا ہے؟ شادی کے بعد یا پہلے؟

**الجواب :-** دعوت ولیمہ کا مسنون وقت توہین کو نکھرانے کے بعد کا ہے و طوبی صحیحہ اور دخول کے بعد دعوت کھانا مسنون ولیمہ ہے تاہم توہین کو نکھرانے سے قبل کھانا پانے والا تمام مسنون ولیمہ نہیں بلکہ عام دعوت کی حیثیت رکھتا ہے جیسے قربانی کے جانور کو قربانی کے وقت سے پہلے ذبح کیا جائے تو قربانی نہیں ہوگی تاہم اس کا کھانا جائز ہے۔

قال فی الہندیۃ : وولیمۃ العرس سنتہ و فیہا مغویۃ عظیمۃ وھی ذاتی لرجل یا مرأتہ ینیفی آن ید عوا لعیون والا قریاء والصدقات و یدبح

لہ قال فی الہندیۃ : وولیمۃ العرس سنتہ و فیہا مغویۃ عظیمۃ ۔

و شادی الہندیۃ ج ۵ ص ۳۳۰ (باب الثانی عشر فی الہدایا و انقیادات)

و مشکوٰۃ فی علاء السنن ج ۱ ص ۱۰۰ باب استحباب الولیمة ۔



لہم ویصلح لہم طعاماً۔ والقی فی البئر ج ۲ ص ۲۲۲ ابواب اشغال عشرۃ الحدیث والضعافات (۱)

**دعوت و لہجہ میں غیر شرعی امور کے ارتکاب کی وجہ سے شرکت نہ کرنا** **سوال۔ جس**  
**دعوت و لہجہ میں غیر شرعی**

امور کا ارتکاب کیا جا رہا ہو اس میں شرکت کر لے جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب۔** جس دعوت و لہجہ میں غیر شرعی امور کا ارتکاب کیا جا رہا ہو اور یہ بات پہلے سے معلوم ہو تو اس میں شرکت جائز نہیں، اور اگر پہلے جانے کے بعد معلوم ہوا تو اگر دوسرے شرع کے پاس نہ ہو دام اور مکتدہ جو لے کر دعوت میں وہیں آجائے اور اگر حرام اتنا جس سے ہے تو ٹھہرانے میں مجلہ کی کوشش ہے، اور اگر غیر شرعی امور کا ارتکاب دوسرے شرع کے قریب ہو، یا تو کچھ دوسرے بہانہ ضروری ہے پہلے حرام اتنا جس میں سے کیوں نہ ہو۔

قال ابو یوسف: فی دوس دعویٰ ولیمة او طعام فوجد ثمة لعباً او غماراً فلا بأس بان یقدم ویأکل۔ قال ابو حنیفہ: ایتلت بہذا مرة فصبیرت وھذا الذن جامة الدھوق سنة۔ قال علیہ السلام من لم یحب الدھوق فقد عصى ابا القاسم فلا یمسکھا لاناقرت یہ من البدعة من غیرہ کصلوفا الجنائزہ واجبة الإقامة وإن حثرت نیاحہ فان قد راعی المنع منعہم وان لم یقدم یصبر وھذا إذا المرکب متعدي فان کان ولم یقدم علی معہم یخرج ولا یقع لأن فی ذلک شکیب الدین وفتح باب المعصیۃ علی المسلمین والحق عن ابی حنیفہ فی الکتاب کان قبل ان یصیر متعدي ولو کان ذلک عن المائدہ لا یقع ان یقع وارت المرکب متعدي لقولہ تعالیٰ ولا تقعد بعد الذکر مع القوم، فلیب من ھذا کلمہ بعد الغضوب، ولو لم یقبل الغضوب لا یقف لکنہ لم یلزم بہ حق الدھوق بخلاف ما لا یلزم بہ قد لزمہ۔ (الہدایۃ ج ۲ ص ۲۵۲ کتاب انکراہیۃ)

لہ عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہا رزق انتہ حشہ عرقاً قد اصابوا امواہہم ثم جردوا بقی وھو۔ (المجموع ج ۲ ص ۲۵۲) وقال النضر مثلاً: نقلاً عن النج الباری وحدیث انس فی هذا انہ جرد یحہم انہما ان یولی مقبول لذلک لقولہ فیہ صبح مؤمناً بنیتہ قدما المقوم۔ (اعلام السنن ج ۱ ص ۱۱۰) قال الطورق: وان کان ذلک فلا یقع وان کان ذلک یحب ویضاً قبل ان یضرب فہو لا یلزمہ الا لایۃ اذا کان ذلک مکتوباً من علی قالہ فقلت من علی من اقبلہ ولم یضاً فہو لا یضرب فی فی البیت تصاویرہم۔ (راہ بحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۸ کتاب انکراہیۃ) و مکتدہ فی دایع الصنائع ج ۵ ص ۱۲۸ کتاب الاستحسان۔

لڑکی والوں کی طرف سے کھانا کھلانا ولیمہ شادی نہیں ہوگا | **سوال :-** لڑکی والوں کی طرف سے پہلے مہمانوں کی عزت کو جو کھانا کھلایا جاتا ہے کیا وہ ولیمہ میں داخل ہے یا نہیں ؟

**الجواب :-** لڑکی والوں کی طرف سے خصوصی سے پہلے مہمانوں کی عزت کو کھانا کھلانا ولیمہ میں داخل نہیں، ولیمہ اس مقام کو کہتے ہیں جو شوہر کے بعد مہمانوں کی طرف سے کھلایا جاتا ہے۔

قال في الهندية . ووليمة العرب سنة وفيها منوبة عظيمة وهي اذا اخي لرحيل  
يا مؤثمة أنت من عول بيران والاخر يا دكا صدقار ويزجرح نهو ويضع لهم طعاما .  
والفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۸۲

**سوال :-** جناب مفتی صاحب! ولیمہ صرف ایک دن ہی ہونا چاہیے یا ایک دن سے زیادہ بھی کرنا جائز ہے ؟

**الجواب :-** ولیمہ اس دعوت کو کہا جاتا ہے جو شادی کے بعد دی جاتی ہے شریعت نے اس کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا بلکہ اس دعوت کو شادی کرنے والے کی استطاعت پر چھوڑا گیا ہے، اگر وہ ایک دن سے زیادہ یہ دعوت کرنا چاہتا ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔  
لما فی الحدیث : عن ابن ریحی اللہ عنہ قال تزوج القبیح صلی اللہ علیہ وسلم صبیحة وجعل عتقها صداقها وجعل المولیمة ثلاثا .  
راہ اعلام السنن ج ۱ ص ۱۸۷ باب جواز المولیمة فی ایام النکاح لم یکن نكاحاً

عن ابن ریحی اللہ عنہ قال ما رأیت الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم تزوج أحد من نسائه ما أولیو  
عن زینب أولیہ بشاة . رمکوزة الصایح ج ۲ ص ۲۸۷ باب المولیمة .  
ومثله فی اعلام السنن ج ۱ ص ۱۸۷ باب استحباب المولیمة .

ثم عن حفصة بنت سیرین قالت لما تزوج ابو دعاء الضحیة  
سبعة ایام فلما کان یوم الاربعاء دعا ابی بن کعب وزید بن ثابت  
وغیرهما فکان ابی صفا فلما طعوا دعا ابی واثقی .

(اعلام السنن ج ۱ ص ۱۸۷ باب جواز المولیمة فی ایام النکاح لم یکن نكاحاً)

منگنی کے موقع پر مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کا حکم | سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ  
کوچلان کہتے ہیں سوائے کھجور یا سٹافی کے دیگر خوردی اشیاء کھانا ناجائز ہے اور نسبت نبوی  
صلی اللہ علیہ وسلم کھجور یا مٹھائی میں ہے، اور دلیل میں یہ آیات کریمہ لگائی ہیں: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ﴾  
﴿وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ (بعد عورت ہے کہ چرنے  
کھجور یا مٹھائی بھی ایک نوع خوراک ہے اس لیے کھانا پینا ہر قسم خوراک کا عقیدہ غلط ہے بعد از  
اور دلیل میں آیت کریمہ ﴿وَالَّذِينَ خَلَوْا فَكُلُوا﴾ لگائی ہیں: ﴿وَمَنْ كَرِهَ لَكُمْ بَعْضَ﴾  
اور کہتے ہیں کہ حرامت کے لیے اس پر دلیل ہو کہ چاہیے نیز وہ یہ بھی کہ غلبہ کرنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس موقع پر کھانے پینے سے منع نہیں فرمایا، قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی  
وضاحت مطلوب ہے؟

الجواب:۔ مجلس نکاح میں اشیاء خوردی کی تقسیم خواہ وہ اشیاء از نعم کھجور یا مٹھائی ہوں  
یا دوسری چیزیں نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ سنت ملاکوں کے قبیل سے ہے، کیونکہ صحیح روایات  
میں بوقت نکاح ان چیزوں کی تقسیم کا ذکر نہیں آیا ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر  
موافقت فرمائی ہے نہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صحابہ نے اس پر موافقت کے طور پر  
عمل فرمایا ہے، لہذا اگر اس عمل کو لازم یا سنت سمجھ کر اگر کیا جائے تو جائز ہوگا لیکن اگر بوقت  
نکاح اشیاء خوردی کی تقسیم اس غرض سے کی جائے کہ چرنے پر ایک مبارک مجلس اور ایک تعزین  
ہے جس میں مسلمان مرد اور عورت کے درمیان عقود نکاح کیا گیا ہے جو ایک عبادت بھی ہے اور  
خدا کی طرف سے ایک نعمت بھی، لہذا اس موقع پر شکرنے کے طور پر یا فریقین میں سے ایک فریق  
سے نیت سے کھانا کھانے کا انتظام کرے کہ اس میں محبت بڑھے اور دوستی مضبوط ہو جائے  
تو یہ کارکن ہے شرعاً کوئی فصاحت نہیں ہے اور کچھ بعید ہیں کہ تالیف تعویب کی نیت سے کیا  
گیا یہ عمل اگر جواب کا رد میں جائے، کیونکہ شریعت نے ہر اس عمل کی ہمیں ترغیب دی ہے جو  
خیر آجیں میں باہمی محبت بڑھاتی ہو اور دینی تعلقات مضبوط ہوتے ہوں، حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا رد مذکور کی ہے: ﴿أَحِبُّوا لَطَعًا وَأَقْسُوا لِسْلَامًا﴾ اور: ﴿لَا تَحِبُّوا لِنَادٍ﴾  
راعدیت اس کے علاوہ بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک  
میں بعض دفعہ اشیاء خوردی بالاس نکاح میں کھائی بھی گئی ہیں، چنانچہ بیہقی، اوسط اور عظیم میں یہ

مروی ہے: ان نبی عبدہ۔ سالۃ حضرت امیہ بن عبد مناف کا حوائی باطریق عینہا  
 جو زود و قدر خوشوت خبیثا! میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانگے کہ ان خبیثوں  
 نقادوں انکے خبیث من انہیں فقال انما نجینکم عن ذلک انما نکرخذ واصلی اللہ  
 وجموعہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۳۷

علامہ طبرانی کی روایت میں ہے: ان نبی عبدہ امیہ بن عبد مناف کا حوائی عینہا  
 فاقہ وکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شاہو جیشہ نجاشی کے واسطے جو یہ کہ تمام عینہا ہی سعد  
 سے نقل کر کے لکھتے ہیں، ان بعد نضال من الکاح اوردہ و ان یقتو مؤفقاً جسوا ذلک  
 مسند: ان نبیہ اذا ترقی و ان یذکر من اعلام علی التزوید و نہی بعام فاصطو لہ  
 تفرقوا۔ انہ (مجموعہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۳۷)

جو کہ ان دونوں روایتوں کی سندیں ضعیف ہیں لہذا ان سے شہادت و ثبوت یا قرینت  
 ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ اباحت و جواز ثابت ہو سکتا ہے۔

یہ حال اگر ان چیزوں کا ثبوت جہد ہوگا اور جہد معانی میں صحیح احادیث اور مستبر روایات  
 سے نہ بھی ملتا ہو تب بھی اس کو ناجائز اور حرام نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ عین امور مبارحہ میں  
 شمار ہوگا بشرطیکہ اس میں کسی ناجائز کام کا ادکاب نہ کیا جائے، مثلاً نعلانے کی یہ  
 چیزیں یا طعام لڑکے یا لڑکی والوں نے بطیب خاطر تیار کیا ہو اور ان پر کسی قسم کا جبر نہ  
 کیا گیا ہو نہ وہ اس پر ناواض ہوں اور اس کو لازم اور سنت بھی نہ لکھا جائے نہ ہو بلکہ ایسا  
 صرف باہمی محبت و وحدت کے استنکام کے لیے کیا گیا ہو تو ایسی حالت میں یہ ایک  
 قسم کی ضیافت ہوگی جس کو کسی طرح بھی ناجائز نہیں قرار دیا جاسکتا۔ فقط واللہ اعلم



## کتاب الجنائز

رجازے کے مسائل و احکام

**سوال** کسی مسلمان کے فوت ہو جانے پر جنازہ کے بارے میں دو مسئلوں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ اور یہ ذمہ داری کون کون لوگ نبھا سکتے ہیں؟  
**الجواب** -۱۔ امارت کی رو سے فوت ہو جانے والے مسلمان کی نماز جنازہ تمام اہل اسلام پر فرض کفایہ ہے یعنی بعض مسلمانوں کا اور کئی سے باقی لوگوں کا ذمہ فادغ ہو جاتا ہے و البتہ اگر تمام لوگ اجتماعی طور پر نماز جنازہ چھوڑ دیں تو تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔

قال علاء الدین نکاسانی: ولا إجماع متعبد علی فرضیتہ: إضاً إجماعاً قد اقرض بقایة  
 إذا قام به البعض سقط عن الباقین... الغرض ان مصالح جماعت فصل ۱۳۱۱ فی صلوة الجنائزہ ہے  
**سوال** -۲۔ نماز جنازہ میں کھڑے ہونے وقت بغیر نیت کے نماز جنازہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ نیت اگر چھوڑ دی جائے تو اس طرح

جنازہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب** -۳۔ جو نماز کی طرح نماز جنازہ میں بھی نیت ضروری ہے لہذا بلا نیت پڑھی ہوئی نماز جنازہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

قال من والیہ النکاسانی: ما انعم به کل یفت بشر علی العتبات (یعنی من الطہارۃ الحقیقیۃ  
 والحکیۃ واستقبال القبۃ واستماع النعمان والنیۃ یعطو بشر علی العتبات) (یعنی من الطہارۃ الحقیقیۃ  
 والنیۃ والقبۃ) انصاری علی الجنائز فی فرض کفایہ الاقامہ بہا بعض حکماکان اوجامعہ فکر کیا ان لوگوں نے شرط  
 من ایاتہن واداء ترک اکل الخواص فکذا فی التارخۃ۔ راجع فی الفصل ۱۳۱۱ من فی الصلوۃ علی میت  
 ومثلک فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۴۹ فصل السلکات احق بصلوۃ۔

لے وقایع احمدیہ ابن عابدین ج ۲ ص ۱۴۹ فصل فی الصلوۃ الحقیقیۃ من الطہارۃ الحقیقیۃ بدنا ونواہر مکاتبات الحکیۃ وستر عورت والاقتبال والنیۃ۔ إل  
 (رد المحتار ج ۲ ص ۱۴۹ مطلب فی صلوة الجنائزہ)

ومثلک فی لہندیۃ ج ۱ ص ۱۶۳ فصل الجنائز من فی الصلوۃ علی میت۔

**سوال :- نماز جنازہ کے لیے جس جگہ ضروری ہے** | صفیں بنائی جاتی ہیں کیا اس کا پاک ہونا ضروری ہے یا پھر کسی امتیازِ جہارت و جہالت مکان کا استعمال جائز ہے ؟

**الجواب :-** نماز جنازہ کے لیے جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے، لہذا تا پاک جگہ پر نماز جنازہ کی صفیں کھڑی ہو کر گناہ جنازہ ادا کی جائے تو وہ صحیح نہیں ہوگی، جیسا کہ پڑھنا جہارت جنازہ کو اعتبار نہیں دیا جاتا۔

قال علاء الدین انکسائی :- ما ماتصم به فكل ما يعتبر بشرطاً للصلاة في المصلوات من تفهات الخفية والحكمة الخ. (ذائع الصنائع ج ۱) الفصل بیان ما تصح به وما يفسد الخ۔  
**سوال :-** اگر کوئی بجہ کی غیر شرعی دلیل سے بتاتا ہے پڑھنا ہوتا ہے پچھلے کے مرنے کی صورت میں اس کے جنازہ کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** زنا کو قیامت کی نسبت بچے کی ولدہ اور زانی کی طرف کی جاتی ہے، خود بچہ ایسے جگہ میں بری الذکر متصور ہوتا ہے، لہذا اس کی مصحوبیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں پر ایسے بچہ کے مرنے کی صورت میں نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر فوراً کیا جائے تو فوراً زانی اور زانیہ کے اس شیعہ فعل کے ارتکاب کے وجود ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، پھر اس بچے کا جنازہ تو بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیے۔

لما ورد في الحديث: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من خلفكم من يروفاً جرو وصلوا  
عن أبي هريرة ج ۱ - ركن العمل ج ۶ ص ۸۴ - حديث ۱۱۱۵ - ج ۲

لما قال تعالى: ومن اعقابك عيسى. وما انشروط التي ترجع الى الفصل في شروط بقیة الصلوة من الظاهرية الحقيقية بدناؤاً ثریاً ومكاناً..... الخ  
(مرآة المحتار ج ۱ ص ۶۲ مطلب فی صلوة الجنائز)

ومثله في فسد یه ج ۱ ص ۱۱ الفصل الخ ۱ من فی الصلوة علی میت -  
تہ وفي الهندية علی مسلمہ مات بعد الوکالة صغیراً کان او کبیراً ذکر کات  
و مثلی... الخ - (فتاویٰ الهندیة ج ۱ ص ۱۹۳) فصل الخ ۱ من فی الصلوة علی میت  
ومثله فی رد المحتار ج ۲ ص ۲۱ باب الجنائز

جنازہ نہ پڑھنے کی صورت میں ماخوذ کون ہوگا؟ **سوال**۔ ایک مسلمان اگر جنازہ دفنانے والا مسلمان گنہگار ہوگا یا یہ سمجھاؤ گناہ کی ذمہ داری ہے؟

**الجواب**۔ اگر شخص شرعاً متفق جنازہ ہو تو اس کو جنازہ پڑھنا تمام مسلمانوں کی مذہبی اور فلاحی ذمہ داری ہے، لہذا اگر مسلمان بلا جنازہ دفن کیا گیا تو وہ مسلمان جو جنازہ پڑھنے کی قدرت رکھنے کے باوجود جنازہ نہ پڑھ سکے گنہگار ہوں گے۔

قال العلامة عالم بن العلاء الانصاری: ومن حفتها انما فوض كفاية اذا قام بها البعض وفي شرح المتفق واحد كون اوجباة ذكرنا كان. وأنتهى سقط عن الباقي وانما يتركهم اثموا۔ (انسان تارخانیۃ ج ۲، مکتبہ باب صلیٰ الجنائزۃ، نوع اخر من هذا النص في انصاف علی الجنائزۃ ص ۱۷۷)

**سوال**۔ جنازہ پڑھانے کے لیے سب جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق دار کون ہے؟ **سوال**۔ زیادہ مقدار کون ہے؟ کیا فرض نماز کی طرح جنازہ پڑھانے کیلئے بھی المیت کو اعتبار کیا جائے گا یا اس کا حکم الگ ہے؟

**الجواب**۔ نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ مقدار حاکم وقت ہے بشرطیکہ وہ پڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور اگر حاکم وقت نہ ہو تو علاقہ کے قاضی کو پڑھانے کا موقع دیا جائے گا ورنہ پھر محلہ کا امام جنازہ پڑھائے، ورنہ قریب اطواروں میں سے کوئی قریبی شہرہ درجہ پڑھانے کا مقدار ہے۔

لمانی الهندية. اولى الناس بالصلوة عليه السلطان ان حضر فان لم يحضر والقاضي ثم اهل اعم انما يتم الصلوة. والحمد لله ج. مثلا الفصل الخامس في الصلوة على الميت

ثم وفي الهندية: الصلوة على الجنائز فوضت بقرعة اقام به البعض جاءه امان اوجباة ذكرنا كان وأنتهى سقط عن الباقي واذا ترك الكل اثموا۔ (الهندية ج ۲، الفصل الخامس في الصلوة على الميت)

ومثله في البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۹ فصل في الصلوة على الميت۔

ثم وقال علاء الدين الكاساني: دروي ائمن عن ابني حنيفة ان قالوا ما اعظم الحق بالصلاة ان حضر فان لم يحضر فمدير المنبر وان لم يحضر فنام المني فان لم يحضر فاكاد من ذوى قواة وهذا هو حاصل المذهب عندنا. زيد نفع الصنائع ج ۱ ص ۱۷۷

ومثله في كسيري مشرق باب الجنائز۔

اگر مرد موجود نہ ہوں تو خواتین نماز جنازہ پڑھا سکتی ہیں | **سوال** :- اگر نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی مرد حاضر نہ ہو تو کیا خواتین

جنازہ پڑھا سکتی ہیں یا نہیں؟ نیز ان کی جنازہ پڑھانے کی کیا کیفیت ہوگی؟

**الجواب** :- جنازہ میں ہر شخص میں حاضر ہو سکتی ہیں یہاں تک کہ جنازہ میں نمازات بھی منسہ نہیں آتے اگر کسی مرد نہ ہوں تو خواتین یہ بھی ادا کر سکتی ہیں۔ اس حالت میں ہر طریقہ یہ ہے کہ عورتیں بلا اجازت نماز ایک وقت نماز جنازہ پڑھیں، اہل بیت اور جماعت کے ساتھ پڑھنے کا ارادہ ہو تو پھر راست کرنے والی محنت درمیان میں سہجی۔

قال ملا والدین الکسائی، و اذا صلین النساء جماعۃ علی جنازۃ قامت اکامامہن و صلین کسائی الصلوۃ المخصوصۃ لبعہودۃ۔ بدائع الصنائع ج ۱ فصل بیان کیفیت الصلوۃ علی المیت <sup>۳۱۵</sup>  
**سوال** :- اگر کوئی مسلمان کسی وجہ سے بغیر مٹاؤ کے مرتے کا جنازہ کھنڈے و نول تک جائز ہے | **سوال** :- اس کی تفسیر کھنڈے و نول تک جنازہ پڑھنا

جائز ہے؟

**الجواب** :- جب تک اعضاء سالم ہوں اس وقت تک قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس میں مدت کو کوئی تعین نہیں بلکہ زمین کی حرارت اور بروقت کی وجہ سے جس کے گھنے اور پٹنے میں تفاوت یقینی ہے۔ اس لیے غلبہ ظن کا اعتبار کر کے جب تک یقین ہو کہ کسم محفوظ ہوگا تو اس پر جنازہ پڑھا جائے گا۔

قال بروہان الدین المغرقانی، وان دفن المیت ولم یصل علیہ صلی علی قبرہ۔ الخ  
والہدایۃ ج ۱ منہ فصل فی الصلوۃ علی المیت ۱۷۷

۱۷۷ وقال العلامة ابن نجیم المصری، ولو مات امرأۃ فیہ تأدات الصلوۃ..... ثم  
المبصر لرائق ج ۲ منہ فصل فی الصلوۃ علی المیت (۱)  
وینقل فی المصغیری منہ کتاب الجنائز۔

۱۷۷ وقال ملا والدین الکسائی، و لو دفن بعد الغسل قبل الصلوۃ علیہ صلی علیہ فانتہی ما لم  
یعلم نہ تفرق۔ الخ۔ بدائع الصنائع ج ۱ منہ فصل فی بیان ما تصح بہ وما تنفی۔  
و مختلفۃ فی السجدۃ ج ۱ منہ الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت۔



**سوال ۱۔** اگر کسی شخص طہ و کلام کو محض اس دوسرے گال  
مزد کا جنازہ نہیں پڑھایا جائے گا۔  
طہ و کلام کی تشریح بذریعہ حیوانات سے دینا ہوا حدیث کا منکر ہے اور اس کو بھی سائنس کی کھڑی آیت  
کی بن مانی تاویل کر کے لوگوں کو گمراہ کرتا ہوا ایسے شخص کی موت کے بعد اس کے جنازہ کا کیا  
حکم ہے؟

**الجواب۔** ایسے عقائد رکھنے والا شخص کافر اور مرتد ہو کر خارج از اسلام ہے اور  
مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے جنازے کا بھی اہلی نہیں، جنازہ کے بدلے میت کا مسلمان ہونا ضروری  
ہے جیسا کہ کتابوں میں، ومن شرطہ اسلام المیت ذکر ہو جائے۔

قال علاء الدین الحنفی، وشرطہا تہ اسلام المیت۔ قال ابن عابدین، ی  
ولو یصریح بالشیعۃ لأحق بوجوب الدفین اور البانی مکتوباتی۔

(در المختار ج ۲ ص ۲۷۲ مطلب فی صلوۃ الجنائزہ)۔

**سوال ۲۔** جو شخص ضروریات دین اسلام کا منکر ہو، مثلاً  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اہویت یا نبوت کا قائل ہو، حضرت  
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا منکر ہو، اسم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
عنہا پر بنیان باندھنے والا ہو تو ایسے شیعہ کے جنازہ کا کیا حکم ہے؟ اس کا جنازہ ادا کیا  
جائے گا یا نہیں؟

**الجواب۔** ایسے عقائد رکھنے والا شیعہ کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہے اس کا  
جنازہ نہیں پڑھایا جائے گا۔

قال علامہ ابن عابدین، نعم کاشک فی تکلیف تہذیب المیت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
اور تکریمۃ المصدق اور اعتقاد اہل حقیتہ فی عینی۔ (خ۔ رشائی ج ۳ ص ۳۹۱ باب المرتد)  
لہ قال ابن تیمیہ، وشرطہا التمسک بالیت فلا تصح علی الکافر فلا یتہ: کذا نقل علی  
أحد منہم مات أبداً (المحرم المرائق ج ۲ ص ۱۶۹ کتاب الجنائز)

وہذا فی الہندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ الفصل الخامس فی صلوۃ الجنائزہ۔  
۲۔ فی الہندیہ: ووقد دفن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالزنا کفر باللہ۔ (مختصر الہندیہ ج ۲)  
وہذا فی الیعرار المرائق ج ۵ ص ۱۲۱ باب المرتد۔

جرائم کے دوران ہلاک شدہ گان کی نماز جنازہ کا حکم | سوال :- بعض لوگ تادم کی کھدائی کرتے ہیں اور اگر موقع ملے تو قتل و غارت سے بھی یہ ملوث نہیں کرتے، ایسے لوگ اگر ان جرائم کے دوران کسی طرح مارے جائیں تو کیا ان کا جنازہ پڑھا جائے گا یا نہیں؟

الجواب :- اگر دوران اغواء اور آکر یہ لوگ مارے جائیں تو ان کا جنازہ بھوتوں پر نہیں پڑھا جائے گا، البتہ اگر ان جرائم میں ملوث افراد اپنی طبیعت سے مرہائیں تو پھر مسلمان ہونے کی کیفیت سے ان کا جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

قال علاؤ الدین المعصومی: وهي فرض على كل مسلم مات خلا ربيعة بقاء وقطاع طريقه فلا يغسلوا ولا يصلي عليه مما اذا احتلوا في الحرب ولوبعد صلي عليه همر... (آخر)

(الدر المختار على صمدية المختار ج ۱ ص ۱۷۱ باب الجنائز مطلقا لصلوة الجنائز)

فاسق کی نماز جنازہ کا حکم | سوال :- جو شخص نماز نہیں پڑھتا اور عمر بھر کسی نے آئے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہو تو کیا ایسے شخص کا جنازہ پڑھا جائے گا یا نہیں؟

نیز زانی، چور اور دھرم سے احمد و فقیہ کے مرکب کا جنازہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- کسی میت کی نماز جنازہ کے لیے صرف اس کا مسلمان ہونا شرط ہے، جب تک مرتکب کفر کا ثبوت نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا، نساؤ نہ پڑھنے یا دوسرے جرائم سے کوئی شخص اسلام کے دائرے سے نہیں نکلتا، اس لیے مسلمانوں پر ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ البتہ جیہ علماء کرام اور اصحاب مروت اسے جنازہ میں تار یا شریک نہ ہوں۔

لاورد في الحديث: وقال النبي صلى الله عليه وسلم خلف كل بدو وفاجر وصلوا على كل بدو وفاجر (کنز العمال ج ۶ ص ۲۸۸ حدیث ۵۸۸۱)

۱۔ وقال علاؤ الدین الکاسانی: إذا ابتغى وقطاع الطريق وحرف بمثل حالهم... إلخ (ردائع المحتاج ج ۱ ص ۱۷۱ فصل الجنائز)

وَمِنْهُ فِي الْمَهْدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۷۱ الفصل الخاص في الصلوة على الميت.

۲۔ وقال ابن العابدین: وهي فرض على كل مسلم مات إلخ (رد المختار ج ۲ ص ۱۷۱ باب الجنائز)

وَمِنْهُ فِي الْمَهْدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۷۱ الفصل الخاص في الصلوة على الميت.

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا حکم | **سوال**۔ خودکشی کرنا قرآن و حدیث کی روش سے عظیم گناہ ہے، اس کا ارتکاب کرنے والے کی نماز جنازہ

کا کیا حکم ہے؟

**الجواب**۔ خودکشی کرنا یقیناً عظیم گناہ ہے لیکن اہل سنت و الجماعت کے نزدیک کسی گناہ کا ارتکاب موجب کفر نہیں، لہذا خودکشی کرنے والا بھی دیگر گناہگار مسلمانوں کی طرح ایک گناہگار ہے جس کا جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ جن روایات میں نفی آئی ہے وہ تعزیریہ اصل ہے تاکہ معاشرہ میں اس کے خوف سے کوئی ایسے قبیح فعل کا ارتکاب نہ کر سکے۔

قال طاهر بن عبد الرشید البخاری، وقاتل النفس یفعل ویصلی علیہ عندابی حنیفة وھمدؤ و یدہ کان یضی شمس الاعیة الخلوئی، (خلاصة الفتاویٰ ج ۲ الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، الجنس الاول فی الشہید)۔

**ممنون کے جنازے کی کیفیت** | **سوال**۔ جس شخص کے بارے میں قطعی طور پر یقین ہو کہ یہ ممنون ہے تو اس کی موت پر اس کے

جنازہ کی کیفیت کیا ہوگی؟

**الجواب**۔ اگر ممنون کی یہ بیماری بچپن سے چلی آئی ہو مگر اس کی بالغ ہونے تک وہ محتایاب نہیں ہوا ہو تو ایسا شخص نابالغوں کے زمرے میں شمار ہوتا ہے اس کے جنازے کی اتنی تکبیریں دی جائیں جتنے کی جوان بالغ بچوں کے لیے پڑھی جاتی ہے البتہ اگر بچوں کی وفات کے بعد اس پر طاری ہوا ہو تو پھر جنوں، اگرچہ معافی کے لیے داغ ہے لیکن مرئی نہیں اسلئے مدت بوقت کے ایام صحت کو رعایت کرتے ہوئے شخص بالغ شمار ہوگا۔

قال العلامة ابن العابدین، نعت قولہ کعبی سی مع احد ابویہ والجنون

لہ وفي الهندية، ومن تولى نفسه خطأ بان ناول رجلاً من العدد وليس به باسب فاعطوا صاحب نفسه ومات غسل وصلى عليه وهذا بلا خلاف كذا في ابن خزيمة ومن قتل نفسه عمداً يصلی علیہ عندابی حنیفة ومحمد رحمہما اللہ وهو اکھم کذا فی التلخیص - ر ج ۱ ص ۱۳۳ (الفصل الخامس فی انصوة علی المیت)

وَمُسْلَمٌ فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ ج ۲ ص ۳۱۱ بَابُ الْجَنَائِزِ۔

المباح کا لطیف۔ الخ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۵) باب الجنائزہ ص ۱۵۵  
 جسم کے بعض اعضاء پر جنازہ کا حکم **سوال :-** اگر جنازہ کے حادثہ میں یا کسی دوسرے حادثہ میں  
 میں انسانی جسم متاثر ہو کر بعض حصے دستیاب ہوں تو  
 پروردگار کی صورت میں بعض دستیاب ہونے پر جنازہ پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟  
 الجواب :- صورت مسؤل میں اگر جسم کا اکثر حصہ من جائے یا نصف حصہ سے کم کے متعلق جائے  
 تو پھر اسی بعض حصہ پر جنازہ پڑھا جائے گا ورنہ اس کے بغیر جنازہ کی ضرورت نہیں۔

قال علاؤ الدین النکسافى: وقد ذكرنا معنى في شرحه فتصمرا لطحاوى انه اذا وجد  
 النصف ومع الرأس يغسل وإن لم يكن معه الرأس لا يغسل فكانه جسد مع الرأس  
 في حكمه لا أكثر كونه معظم البدن - (ردائع منافع ج ۱ فصل شرائط الجنائزہ) کتاب الجنائزہ ص ۱۵۵  
 متعدد اموات کا ایک ہی جنازہ کافی ہے **سوال :-** اگر ایک وقت میں متعدد جنازے  
 جمع ہو جائیں تو ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ جنازہ  
 پڑھنا ضروری ہے یا تمام کے لیے ایک ہی جنازہ کافی ہے ؟

الجواب :- ہر ایک میت پر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا افضل ہے اور اگر ایک ہی وقت  
 تمام کا جنازہ پڑھا گیا تو یہ بھی صحیح ہے۔

قال العلامة الحسكفي: اجتمعت الجنائز فافتردا بصلوة على كل واحد احدى من الجميع  
 وان جمع جناز الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۱) باب الجنائز ص ۱۵۵

لہ وقال ابن زہیم بن عجل: والجنون کا غسل وینہی ان یغسل یا یغسلون کا صلی  
 دون انصارضی الخ (مغیری ص ۲۹۳) کتاب الجنائز

وَمِنْهُ فِي مَوَاقِي الْقَنَدِ عَلَى صَدْرِهِ نَظْمًا بَابُ الْجَنَائِزِ وَفِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ  
 كَمَا فِي الْمَضْمَرَاتِ - رَأَيْتُ دَوِيَّ الْمَهْدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۵۹ (فصل في الجنائز) (فصل في الجنائز)  
 وَمِنْهُ فِي رَوَاجِ الْمَوْتِ ج ۲ ص ۱۹۹ (كتاب الجنائز) مغربي في حديثه عن سيب ونسب منقطع  
 كَمَا فِي الْمَهْدِيَّةِ: وَوَجَّهَتْ الْجَنَائِزُ بِخَيْرِ مَا كَانَ شَاءَ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ وَلَمْ يَدْخُلْ شَاءَ عَلَى  
 أَكْثَرِ دَفْعَةٍ بَالِيَةٍ عَلَى الْجَمْعِ كَذَا فِي مَوَاقِي الْقَنَدِ ج ۱ ص ۱۹۵ (فصل في الجنائز) (فصل في الجنائز)  
 وَمِنْهُ فِي الْمَلَاحِقَةِ الْفَلَاوِي ج ۲ ص ۲۲۵ (فصل في الجنائز) (فصل في الجنائز)

**سوال** جنازہ میں تکبیر کبہ وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم؟

**الجواب** برائے احناف کے نزدیک تکبیر اُوقی کے علاوہ دیگر تکبیرات میں ہاتھ اٹھانے سے منع نہیں (سوائے تکبیرات عود کے) (یعنی جنازہ میں تکبیر اول کے وقت ہاتھ اٹھانے سے منع ہے۔

قال ملا علی قاری: (والدین المختار علی من مراد المختار ج ۲ ص ۲۱۲ باب الجنائز)۔

**سوال** چار تکبیرات میں سے کبھی تکبیر کے رو جانے تکبیر کا رونا مفسد جنازہ ہے؟

**الجواب** جنازہ جنازہ میں چار تکبیرات کی حیثیت ارکان کی ہے کسی ایک تکبیر کے رو جانے سے جنازہ فاسد ہوگا اور خدا کی صورت میں دوبارہ ادا کرنا لازمی ہے۔

قال ملا علی قاری: (والدین المختار علی من مراد المختار ج ۲ ص ۲۱۲ باب الجنائز)۔

**سوال** اگر امام نے غلطی سے پانچویں تکبیر کی تو متابعین کی متابعت ضروری نہیں؟

کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا ایسی صورت میں امام کی متابعت ضروری ہے یا نہیں؟ ایسا ہی اگر امام نے غلطی سے پانچویں تکبیر کی تو متابعین کو کیا کرنا چاہیے؟

**الجواب** جنازہ کی چار تکبیرات سے عبارت ہے اس لیے پانچویں تکبیر کرنے کی صورت

لے قال ملا علی قاری: (والدین المختار علی من مراد المختار ج ۲ ص ۲۱۲ باب الجنائز)۔

وَمِنْهُ فِي خُلَاحَةِ الْفَتْاوى ج ۲ ص ۲۱۲ کتاب الجنائز۔

وَمِنْهُ فِي تَبْيِيحِ الْحَقَائِقِ ج ۱ ص ۲۱۲ کتاب الجنائز۔

میں ہم کی متابعت نہیں ہوگی بلکہ مقتدری خاموشی سے سام بچھرنے تک ہمارا انتظار کریں گے۔  
 فان علاؤ لدین المہسکینی: ولو کبر امامت حسنہ لہ یبطل کلامہ سحر فہکنت اموئم

حق سلو معہ اسلم بہ نفی۔ زمر مختار ج ۲ ص ۲۱۱ باب چنانچہ ملے۔  
 مسجد میں نماز جنازہ کا حکم | مسنون۔ اگر بیرون مسجد جنازہ پڑھنے کے لیے کوئی موزوں جگہ نہ ملے تو کیا مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

الجواب:۔ فقہ حنفی کے زور سے بغیر کسی شرعی حذر کے مسجد کو جنازہ کے لیے بروئے کار نہیں لایا جاسکتا، البتہ اگر بادشاہ ہو یا دوسرے ایسے اعداء ہوں کہ بیرون مسجد جنازہ پڑھنے میں تکلیف ہو تو پھر مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

قال العلامة ابن نجیم: وریسوا رکبت: ۶۔ وبعدا سطر ولا فی مسجد خربت  
 فی دابقہ مرفوعہ من: ۷۔ قال عن میت فی المسجد فلا ابرارہ وف روضہ فلا شیء؟  
 لغ: (ابعد الواقع ج ۲ ص ۱۵۸ کتاب چنانچہ ملے)

جنازہ اٹار رکھا گیا تو | سوال:۔ جناب مفتی صاحب! اگر کبھی نماز جنازہ کے لیے میت کی سر جنوب کی جانب ہو اور اسی کیفیت میں نماز جنازہ پڑھ لی جائے تو کیا اس جنازہ کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جنازہ کیلئے میت کی چار پائی رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن مقامات میں قبلہ مغرب کی جانب ہو تو میت کا سر شمال کی جانب اور وہاں جنوب کی جانب کر کے جنازہ کیلئے میت کی چار پائی رکھی جائے، اگر کہیں لاٹھی میں میت کی جانب کی لاٹھی رکھی گئی اور اس پر نماز پڑھی گئی تو نماز ادا ہو گئی ورنہ پڑھنے کی ضرورت نہیں البتہ جان بوجھ کر ایسا کرنا راستہ سے خالی نہیں۔

لما قال العلامة احمد الفتح وی: وصحت ووضو الوضو موضع الرجلین  
 ویسوانان دھمدا:۔ راجعہ الطحطاوی علی: مدار الخصال: کتاب (جنازہ) ص ۳۳۳

لہ و قال برہان الدین: ولو کبر الامام ختم لم یأمنہ المؤمن: ۱۰۸۔ دھن ذوق ج ۱ ص ۱۵۸  
 لہ قال برہم: البلی: ولو کبر اقلی الخ ذوق فی مسجد یمنع عندنا: ہم (کی شرح لکیفہ ص ۳۳۳)  
 لہ قال العدایۃ: اختلف عبد: نجیم: الجواب: من یؤمیکر جنازۃ الشکاکر: ۱۰۸۔ بحوالہ  
 سے ہو گیا تو کوئی حرج نہیں۔ رفتاوی رحیم: ۱۰۸ (ص ۱۵۸)

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم | سوال: نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ اگر کوئی شخص جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھے تو کیا جنازہ کا اعادہ کیا جائے گا؟

الجواب :- احناف کے نزدیک نماز جنازہ درحقیقت دعا ہے اس میں سورۃ فاتحہ یا کسی دوسری سورۃ کی قرأت ضروری نہیں، اس میں صرف دعائیں پڑھی جائیں گی سورۃ فاتحہ بھی اگر کہیں دعا کی نیت سے پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ قرأت کی نیت سے پڑھنا ناجائز ہے۔ چونکہ جنازہ چار تجبیرات سے عبارت ہے اس کے پوتے ہوئے جنازہ ادا ہو گیا لہذا قرأت فاتحہ کی صورت میں اعادہ واجب نہیں۔

لما فی الہندیۃ . ولا یقرأ فیہا القرآن ولو قرأ المذنبہ بنتہ الدعاء . خلا باس بہ وان قرأھا بنية القراءة لا یجوز لانھا محذور لدعاء دون القراءة کذا فی المستحیط .

المسرحی اپنا ۱۹۴ الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت ( ۱ )

دو بار نماز جنازہ پڑھنے کا حکم | سوال :- بار بار جنازہ پڑھنے کی شریعتیت کیا ہے؟

الجواب :- ایک دفعہ میت کی نماز جنازہ پڑھنا فرض نکلیا ہے ، لہذا اگر میت کے ولی یا قاضی نے اساتذہ یا نیا بنائے جنازہ ایک دفعہ ادا کر دی تو دوبارہ یا متعدد بار جنازہ پڑھنا غیر مشروع ہے ، البتہ اگر کہیں ولی کی اجازت کے بغیر اجنبی لوگ جنازہ پڑھ لیں تو ولی اور قاضی اعادہ کا حق رکھتے ہیں۔

قال فی الہندیۃ ، ولا یصلی علی میت الا مرة واحدة والتفضل بصلوۃ الجنائزۃ غیر مشروع کذا فی الاصلح ولا یصلی علی ان من لا مال الا عظم والاسلطان والولی او قاضی او امام الخ . کابن خلکانہ اول منہ وان کانت غیر مریضۃ لکن ان یعید . (الہندیۃ ج ۱ الفصل فی الصلوۃ علی المیت) لے قال علاؤ الدین الکاسانی ، ولا یقرأ فی الجنائزۃ یعنی : من القرآن . (خ)

ر بدائع الصنائع ج ۱ ص ۸۳ فصل بای کیفیۃ الصلوۃ علی الجنائزۃ ( ۱ )

و مثله فی بحر الرائق ج ۲ ص ۸۳ باب الجنائزۃ فصل فی الصلوۃ علی المیت .

۵۲ وقال علاؤ الدین الکاسانی ، ولا یصلی علی میت الا مرة واحدة لا یجاءلہ ولا حواریا عندنا . (خ) . ر بدائع الصنائع ج ۱ ص ۸۳ فصل الکلام فی صلوۃ الجنائزۃ ( ۲ )

**غائبانہ نماز جنازہ میں شرکت کا حکم** | سوال : کیا نماز جنازہ کے بے میت کا سامنے ہونا ضروری ہے؟ اگر ضروری ہو تو ہمارے ملک میں عموماً کسی بڑے بڑے کی موت پر حنفی مسلک کے لوگ بھی غائبانہ بت زدوں میں شرکت کرتے ہیں، خرما اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** احناف کے نزدیک نماز جنازہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مرنے والے کی ناش سامنے ہونا، وجہ ہے کہ احناف غائبانہ جنازہ کے قائل نہیں ہیں، اپنے نامور شخصیات کی موت پر کھٹکے طول و عرض میں ان کے جنازے اور حنفی مسلک لوگوں کا ان میں شریک ہونا ایک سیاسی حربہ ہے جس کا مسلک و مذہب سے کوئی واسطہ نہیں، یہ بعض عوام کو خوش رکھنے کے لیے کیا جاتا ہے جس میں شرکت سے انتساب ضروری ہے۔

قال علاؤ الدین الخفصکلی : وشرعاً ایضا حضورہ ووجعہ وکونه هوای کثراً  
امام المعصی : المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ باب الجنائز مطلب صلی اللہ علیہ وسلم

**نماز جنازہ میں درود شریف کا تعین** | سوال : عموماً نماز جنازہ میں درود شریف پڑھتے وقت اضافہ کیا جاتا ہے اس درود شریف کے ثبوت کے لیے دلیل کیا ہے؟ نیز اگر کسی شخص کو یہ درود شریف یاد نہ ہو تو وہ نماز میں پڑھا جائے والا مشہور درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** نماز جنازہ کے لیے کسی خاص درود شریف کا تعین نہیں مگر درود شریف پڑھنا سنت ہے لیکن اکثر کتابوں میں مشہور درود پڑھا ہی نہیں لکھا گیا ہے لہذا اس کا پڑھنا بہتر ہے۔

قال علاؤ الدین الخفصکلی : واذاکبرایة نية یاذا بالصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
درجی بصلة المعروفہ ... الخ (ردالمحتار ج ۲) فصل فی بیان کیفیة الصلاة علی الجنائز  
لہ و فی الحدیث : و من انشوط حضورہ میتہ و وضعہ وکونہ امام المصلی فلا تصح علی ما ثبت علی  
عمر بن الخطاب و علی موضع (الفتاویٰ الحدیث ج ۲) کتاب النفل الخاص فی الصلاة علی میتہ

و منہذا فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۹ فصل السلطان الحق بملائکہ  
لہ و قال الخفصکلی : و من انشوط حضورہ میتہ و وضعہ وکونہ امام المصلی فلا تصح علی ما ثبت علی  
باقی جہا المصلی فی تعدد التشہد - رشیدی ج ۲ ص ۲۰۰ باب الجنائز  
و منہذا فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۳ کتاب الجنائز



نوٹ ہوتا ہے کہ درود شریف یعنی کمالیت و تسلیم... اور بعض روایات سے ثابت ہے  
اس لیے اس درود کا انکار کرنا یا اس کو بدعت بنانا مناسب نہیں۔

**سوال** بر کیا اوقات مکروہ ہیں دوسرے نمازوں  
کی طرح نماز جنازہ بھی مکروہ ہے یا اس کا حکم طہرہ

ہے حضرت علیؑ کی اس روایت سے کہ یا علی ثلاث لا تؤخرها الصلوة اذا انت والجن من اذان  
حضرت واکایم اذا وجدت لها کفراً (مشکوٰۃ ص ۱۱) معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ جس وقت  
حاضر ہو جائے تو اسی وقت ادا کیا جائے گا، اس میں اوقات مکروہ کا مستثناء نہیں، حالانکہ ما فی النہای  
نے اوقات مکروہ میں نماز جنازہ کے مکروہ ہونے کی صراحت کی ہے۔

**الجواب** یہ تعمیل کے بارے میں جیسا کہ حضرت علیؑ کی روایت سے ثابت ہے، ایسا ہی صحیح کے  
بارے میں حضرت عقیل بن عمرؓ کی روایت بھی موجود ہے جو کہ صاحب مشکوٰۃ نے ان الفاظ سے نقل کی  
ہے: عن عقیل بن عمر قال ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهاها

ان فصل في هذه: وتعدو قديماً موتاً ناحيتين تطلع الشمس يا زعقة حتى ترفق وجب بقوم قد تم  
الطهارة حتى يحل الشخص وحسن تعذيب الشمس للغروب حتى تغرب (مشکوٰۃ ص ۱۱)

دونوں روایات درجہ کے اعتبار سے مساوی ہیں، لہذا ایک روایت کو لے کر دوسری روایت کو ترک کرنا  
مناسب نہیں۔ تو اختلاف نے اپنے وقت میں تطبیق کی صورت نکالی ہے تاکہ دونوں روایات پر عمل ہو  
سکے۔ یعنی اعتبار سے ان روایات کی تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جنازہ کا پڑھنا اس وقت فرض ہو جاتا ہے

جس وقت جنازہ حاضر ہو پھر پڑھنا دے یہ تصریح بھی کی ہے کہ وقت کی تمت اور نقصان سے وجوب  
کی حیثیت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی، جہاں کہیں وقت صبح ہو تو وجوب کامل ہے گا اور جہاں کہیں وقت  
ناقص ہو تو وجوب ناقص ہے گا۔ کہایتیں بالتفصیل فی الاخصار دیومہ لہذا جنازہ اگر کہیں پہلے سے

حاضر ہو تو وجوب کامل کی وجہ سے ایسا جنازہ وقت مکروہ تک ٹوڑ کر: یا نماز ہے اور اوقات مکروہ میں  
ایسے جنازے کا پڑھنا حضرت علیؑ کی روایت کی رو سے مکروہ ہے لیکن اگر کہیں جنازہ وقت مکروہ میں طہرہ  
ہو تو پھر حضرت عقیل بن عمرؓ کی روایت کی رو سے اوقات غیر مکروہ تک اس کی تاخیر نہ ہوگی اور وجوب  
ناقص کی وجہ سے اس مکروہ وقت میں اس جنازہ کا پڑھنا جائز معلوم ہوتا ہے۔

لما قال الامام محمد بن الحنفی: کانت جوف الصلوة الجنائز فی کلا وقت الاشارة  
المذكورة هذا محمود علی جنازة حفصة بنت قیس التغلبي كان الصلوة وجبت بخصوها كاملة

ولا تؤدی بالناقص حتی لو خُصرت جنازة فی هذا الوقت جازت الصلوة مع الجماعة لانها ادیت ناقصة كما وجبت. (البنایة ج ۱ ص ۲۸۱) کتاب الصلوة باب المواقیف ص ۱۷

**نماز جنازہ کی دعاؤں میں اختلاسنت سے** | **سوال** :- نماز جنازہ میں جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں ان کے پیش منہ کی صلوٰۃ کی حیثیت کیا ہے اگر کوئی شخص یہ دعائیں ہر سے پڑھے تو کیا جنازہ کاغذ ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** نماز جنازہ کے بارے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اس میں بعض تکبیرات رکاوٹ ہیں اور ان کے علاوہ ثناء، ورد و شریف یا جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں یہ تمام سنت ہیں، اس لیے یہ دعائیں خاموشی سے پڑھنا مسنون ہے۔ اگر کوئی شخص یہ دعائیں ہر سے پڑھے تو اس نے خلاف سنت کا ارتکاب کیا تاہم اعادہ ضروری نہیں۔

قال علاء الدین الخصکفی: ویسألہ علاء بعد الوابعة الصلیعین ناویا لیت مع اقوم ویسألہ اولا التکبیرین (مجموع الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۸۱) باب المواقیف ص ۱۷

**سوال** :- نماز جنازہ میں سنیں طاق جنازہ کی بعضیں طاق رکھنے کی شرعی حیثیت | رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے جبکہ بعض علاقوں میں اس پر اتنا زور دیا جاتا ہے کہ بعضیں طاق ہونے تک تکبیر پڑھنا سنتی ہے؟

ثم قال العلامة الخصکفی: (مکرہ) تحریراً وکل ما لا یجوز مکرہ (سنوۃ) حلقاً وولو تضاماً وواجبة ولفظاً (یعنی جنازہ سجدہ تلاوة وسحر) لا شکرتہ مع شریک واستواء۔ وغروب العصر یومہ۔۔۔ لا یعتقد الفرض دعا هو منقطع بہ کما یجب لعیسہ کوترسجدہ تلاوة وصلوة جنازہ تلیت الآتیۃ فی حکامہ وخصرت الجنائزۃ قبل الوجوبہ کما فلا یتأدی ناقصاً فتزوجت فیہا لم یکرہ فعلہما ای تعریسا قال ابن عابدین: قوله وتحریراً انما رشوت الکراہۃ التلویحیۃ۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۱) الاوقات المکروہ

وینقل فی حواشی الفلاح وحملانی کتاب الصلوة، فصل فی لادوات المکر وہ۔  
ثم وفي الحنفیۃ: وجازت فی کھر الاقی تکبیر کذا فی التبیین۔ (امریہ ج ۱ ص ۲۸۱) الفصل فی صلوٰۃ الجنائزۃ  
وینقل فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۳ باب صلوٰۃ الجنائزۃ۔

**الجواب :-** بلاشبہ نماز جنازہ میں طاق مقبول کی فضیلت روایات سے ثابت ہے کہیں فقہی کتابوں کی عام جہاد میں تین صفوں تک کی نشاندہی کرتے ہیں اس لیے اس کی رعایت بہتر ہے تاہم جنازہ کو اس پر موقوف کرنا اچھے نہیں۔

ماوراء فی الحدیث : امام مسلم وموت فضیلت علیہ ثلاثہ صفوف من المسلمین  
**آلہ ادوجب :-** مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۷ الفصل الثالث فی المشی فی الجنائزۃ (۱) لے

**سوال :-** کنہی ہاتھوں میں ہر رواق ہے کہ جنازہ بتنازہ میں قدم شمار کرنے کی شرعی حیثیت۔  
**اقتضیٰ وقت امام مسجد چار پاؤں کے دایم پاؤں سے شروع ہو کر ہر پاؤں پر دس قدم اٹھا کر چالیس قدم لگاتے کرتا ہے اور امام کے ہر دس قدم تبدیل کرنے پر دوسرے پاؤں والے بھی تبدیل ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض گاؤں میں امام مسجد کے لیے پیر محل لازمی شمار ہوتا ہے اور ترکہ کرنے پر لوگ اس کو ملامت کرتے ہیں۔ ازدوست شرع قدموں کا یہ شمار کیا حکم رکھتا ہے ؟**

**الجواب :-** قدم شمار کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے کسی مسلمان کے جنازے کو چالیس قدم تک اٹھایا تو اس کے چالیس بڑے گناہ معاف ہوں گے۔ فقہاء نے اس حدیث پر عمل کی یہ صورت بیان کی ہے کہ چار پاؤں میں سے ہر پاؤں کے ساتھ دس دس قدم تک چلنے میں چالیس قدم پورے ہو کر میت کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن مروجہ طریقہ سے قدم شمار کرنے میں کئی قیاحتیں سامنے آتی ہیں، مثلاً یہ صرف امام مسجد کی ذمہ داری بھی جاتی ہے حالانکہ یہ ہر اٹھانے والے کے چلے ہونا چاہیے، مزید برآں یہ امام کے فرائض میں شمار ہوتا، نیز اس میں خصوصی طور پر نیکی اور ثواب کا عقیدہ رکھا جاتا ہے جو زیادہ علی الشریعہ کے مترادف ہے اس لیے اس لزوم سے اجتناب کیا جائے۔

قال علاؤ الدین الحنفی : وانما احسن ابعاداً و اوضاعاً عند معاصرتہ عشر خطوات حدیث من اصل جنازۃ اربعین خطوة کفرت عنه اربعین کبیۃ۔ (الدواخی ص ۱۲ ص ۹۳ الجنازہ)  
 اور حدیث کنسراجال جلد ۱۵ ص ۱۵۷ حدیث ۳۲۶۵ میں مذکور ہے لیکن اس نے لفظ خطوة

لہ وقال علامہ ابن عابدین : ویستحب ان یصف ثلاثہ صفوف۔ (الازد الحداد جلد ۱ ص ۱۲۷ کتاب الجنائز)  
 نہ مشکوٰۃ فی المسند ج ۱ ص ۱۹۴ الفصل الخامس فی الصنوف علی المیت ۔

ذکر نہیں کیا ہے۔

**سوال :-** جناب مفتی صاحب! تمہیں قنوت کے لیے چند منٹ کے سکوت کا حکم معلوم ہو سلیج پر جب کسی رفات پڑ جائے تو قنوت کی جاتی ہے تو اس کے لیے چند منٹ کی خاموشی اختیار کی جاتی ہے کیا اسلام میں اس کی کوئی نجائش ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** اسلام نے کسی کو وفات پر میت کے پیمانہ کائن کے غم میں شرکت کو قنوت کا ایک طریقہ مسلمانوں کو بتایا ہے اور مسلمان اسی طریقہ کے مطابق کسی کے غم میں شرکت اور قنوت کا اظہار کر سکتا ہے۔ سوال میں اظہار عزیمت کا درج شدہ طریقہ یہود و مسیحوں کا ہے اس لیے مسلمانوں کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں بلکہ یہود و مسیحوں سے مشابہت کی وجہ سے واجب الترتک ہے۔

عن عبد القادر بن العاصم ان ابا عبد الله عليه السلام قال لا تجلس حتى يوضع البيت في راحة فكل من تصامع اصحابه على ناس خير فقل بسلامة يهلك انصرح به وانا ارجو رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال خافوا من

بجو انصافى: جيبه: ۱۸۵ کتاب الجنائز

**سوال :-** کیا نماز جنازہ کے لیے باوجود پال کے حصول پر قنوت کی یہ تسبیح جائز نہیں ہوئے۔ اگر جائز ہے تو کیا اس رخصت سے میت کا وئی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے یا ضروری اس کے لیے خاص ہے اور میت کے دل کے لیے وضو ضروری ہے؟

**الجواب :-** نماز جنازہ کے لیے تسبیح کی بجا رت اور رخصت ملنے میں بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ نماز جنازہ ایسی عبادت ہے جس کے قوت پر جنت سے نجات نہیں، کیونکہ نعتیں یا نماز یا تسبیح شروع سے لے کر جب کسی سے جنازہ فوت ہو جائے گا نیشہ ہو تو عقول عذر کی وجہ سے پختہ وضو کی جگہ

یہ وقال ابو ہشیم بن محمد: يستحب من قال جانب عشر خطوات فتواه عليه السلام من حين يبين خطوة الف (صغیر) ۹۵ کتاب الجنائز

ومثله في غاية الاوطار ۱۸۵ کتاب الجنائز

تیم کر سکتا ہے لیکن ولی کے مقام، قرب اور حیثیت کو مد نظر رکھ کر یہ کہا جاتا ہے کہ جنازہ اس کی اجازت پر خوف ہے۔ جب تک ولی اجازت نہ دے تو کوئی دوسرا شخص جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔ لہذا اس کے حق میں جنازہ کا فوت ہو جاتا متحقق نہیں، اس لیے ولی باقاعدہ و شوکے وہ تیمم پر اکتفا نہیں کر سکتا۔

قال برهان الدين المروغی الخ. وتيمم المصعیم فی المصرا اذا تحضرت جنازة والمولى غیره وخاف ان اشتغل بالطهارة ان تقوته الصلوة لانها لا تقضى. الخ (المندوحة ج ۱ ص ۲۵۵ باب التیمم) ۱

**میت کے لیے چارپائی کا استعمال کرنا** | **اسم سوال** : اگر کسی سلطان کی میت چارپائی پر رکھی جائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے ؟

**الجواب** : چارپائی پر میت رکھنا مقصود بالذات نہیں، مہرلت کی خاطر اگر میت چارپائی پر رکھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز ہے، جنازہ پڑھنے کے لیے اس کو بٹھور کر نا ضروری نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ بھی چارپائی پر رکھ کر پڑھی گئی تھی۔  
لما کوفی مسند امام احمد : عن عبد الله بن عمر بن عبد الله بن ابي طالب عن ابيه عن جده عن علي قال لما وضع رسول الله صلى الله عليه وسلم على السرير قال لا يقوم عليه احد هو اما حكمه حيث وميتا مكان يدخل الناس رسلا فصيلون عليه مصفا ص ۱۵۱ لم امام جليليون - (ج ۳ ص ۲۸۲) ۲

۱۔ وقال علاؤ الدین انکسائی رح جو حضور جنازہ جنازة وخاف قوت الصلوة خواشفتل بالموضوہ تيمم وصلی ما قوله حتی لو تسان ولی الميت کایسار لم التيمم الخ (بدائع الصنائع ج ۱ مشہد باب التيمم فصل کیفیة التيمم) ۱  
وَمُشْلَخٌ فِي الشَّامِ ج ۱ ص ۲۸۲ باب التيمم -

۲۔ وفي مشکوٰۃ النعمان : وعن نافع ابی طالب قال صليت مع نبي ج لك على جنازة رجل قاصم بالذات ثم جاء الجنازة امرأة من قريش فقالوا يا ابا حمزة صل عليها فقام حين وسط السرير فقال له العلاء بن زياد هكذا أدلت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكاح على الجنازة فقام منها ومن الرجل فقام منه قال نعم - (ص ۲۸۲) ۲  
وَمُشْلَخٌ فِي الْفَتْوَى الشَّامِ دُخَانِيَّة ج ۲ ص ۲۸۲ كتاب الجنائز -

**جنازہ میں میت کی چار پائی کی جگہ کا پاک ہونا ضروری نہیں** | **سوال ۱۰** - نماز جنازہ میں جس میں میت کی چار پائی نہ ہو

جے کیا اس جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے یا نہیں ؟

**الجواب** - میت کی چار پائی کی جگہ کا پاک ہونا جنازہ کی صحت کی شرائط میں سے نہیں اس لئے یہ کچھ نہ پاک نہ ہو تو جلا، پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

قال العلامة أبو داود، بدوہی، وفي التنازل خاتمة، سنن ترمذی، عن عمار بن عبد الله بن ميمون، عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم، قال: «لا يشترط لجواز الصلوة على الميت أن يكون له أربعون دابة» وينبغي الجواز، وما احتجوا به من معصية في صلوة الجنازة لم يثبت.

**و عابدا جنازہ کی شرعی حیثیت** | **سوال ۱۱** - بعض ملائق میں نماز جنازہ پڑھنے کے بعد فوراً اجتماعی کے ساتھ دعا مانگتے ہیں، لوگوں کے ذہنوں میں اجتماعی دعا کی اہمیت اتنی بیٹھی ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ دعا نہ کرے تو اس کو ملامت کی جاتی ہے بلکہ بعض ملائق میں خود علماء کو یہ دعا پڑھنے سے ایک دو مرتبہ کو مست و شتم تک ٹوٹ پہنچ جاتی ہے۔ انہ وہی شرع اس کی نیت سے دعا کرنے کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب** - دعا بعد جنازہ علی میت اجتماعی کا حکم بیان کرنے سے قبل چند مقتضات کی طبع توجہ دینی ضروری ہے۔ (۱) پہلا مقدمہ یہ ہے کہ نماز جنازہ بذات خود دعا ہے، امام تو کم کی صحت میں مرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مضریت اور رفیع درجات کے لیے مغارش کرتا ہے۔ (۲) دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ شریعت میں مل کو وہی طریقہ مستبر ہو گا جس کی اجازت شریعت نے دی ہو، اگر کہیں شریعت کے علی غورائے کی شرعی حیثیت کسی ایسی حرکت سے مجروح ہوتی ہو تو ایسی حرکت سے اجتناب ضروری ہے۔ (۳) تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ میت کیلئے اس کے پاس دعا گاہ جب

لے وقال العلامة ابن حجر، جيد، لمصنف، بطهارة الميت جنازة عن طهارة مكانه قال في الفتاوى، حاشية ابن حجر، عن جنازة لا يشترط أن يكون له أربعون دابة، وينبغي الجواز، وما احتجوا به من معصية في صلوة الجنازة لم يثبت.

(۱) طهارة مكان ميت ليس بشرط لانه محمود، (۲) بعد الوضوء ج ۲ صفحہ ۱

وجبت في العهد يله ج ۱ ص ۱۸۸، (۳) انما هو في الصلوة على الميت ..

مصدقیت سے دعا کریں تو اس کا فائدہ یقیناً میت کو پہنچتا ہے۔

ان تین مقدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کبریتیں کو میت کے لیے جب بھی کوئی دعا مانگ جائے تو اس کا کوئی نہ کوئی فائدہ اُسے پہنچتا ہے لیکن مقدمہ ثانیہ کی روش سے دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کو کسی ایسی حرکت سے محفوظ رکھے جس سے اس کی شرعی حیثیت متاثر ہوتی ہو۔ مقدمہ اولیٰ کی روش سے جب جنازہ خود دعا ہے تو رسوم پھیرنے کے ساتھ ہی یہ دعا ختم ہو جاتی ہے، سلام پھیرنے کے بعد دوبارہ دعا مانگنے سے لازمی طور پر عمل متواتر یعنی جنازہ پندہادت کا مشہد ہوتا ہے کیونکہ لوگ صفوں میں ایسی آویں سے کھڑے رہتے ہیں جیسے جنازہ کی گیمبر اور اچھی ہونے لہذا اس اشتباہ سے بچنے کے لیے ایسی کیفیت پر دعا کرنے سے اجتناب ضروری ہے خاص کر جب اہتمام کی حالت یہ ہو کہ ایسی رسمی دعائیں شرکت نہ کرنا موجب عار سمجھا جاتا ہے۔ البتہ اگر فقیر کسی مزدوم و انصرام کے ایسے وقت میں دعا کی جائے کہ بعض توڑ دی گئی ہوں تو بعد کمر العصفوف اشتباہ نہ رہے اور کسی اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں، تاہم اگر اس کو کہیں جنازہ کا ہجزہ قرار دیا جائے تو اس سے بھی اجتناب ضروری ہے۔

قال طاهر بن عبد الرشید البغدادی: لا یقوم بالذکر عار بعد صلوة الجنازة۔ الخ

(خلاصۃ الفتاویٰ ص ۳۳۵۔ التعلیل المس والعلل فی بلدانہ۔ نوع منہ) لے

**سوال:** میت کے قرب و جوار میں بیٹھے ہوئے لوگ اگر بر قوس میت کے پاس قرآن مجید پڑھنا نماز اٹھاتے ہوئے قرآن کی تلاوت کریں تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

**الجواب:** اگر میت کو غسل دے کر کفنانے کے بعد نماز کے پاس قرآن کی تلاوت کی جائے تو یہ بالاتفاق جائز ہے، البتہ غسل دینے سے پہلے تلاوت کرنے کا اکثر کتابوں میں مکروہ کھلے لیکن علامہ علی و الدین فرماتے ہیں کہ میت قبل از غسل محدث تو حضور ہے لیکن نجاست یقینی نہیں اس لیے قبل از غسل بھی قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

قال علاء الدین العسکونی: ویقول عندہ الفزان الخ ان یؤرخ

لے قال ملا علی قاری: ولا یدعی العیون بعد صلوة الجنازة کما فی شبہ الزیادة فی صلوۃ

الجنازة۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۶۹ کتاب الجنازہ)

وَمِثْلُهُ فِی تَجْهِيزِ الْجَنَازَةِ مَلَاکِتَابِ الْجَنَازَةِ

الحائض۔ (اندر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۳۱۱ باب الجنائز) سے  
 شرکائے جنازہ کا ذکر باجماع کرنا مکروہ ہے۔ **سوال**۔ بعض جگہوں میں جنازہ طائفہ وقت  
 شرفاء و دروزور سے مکمل طبع اور کثرت ثبات کا ذکر  
 کرتے ہیں کیا راستہ میں یہ ذکر کرنا جائز ہے؟  
**الجواب**۔ دل میں ذکر کرتے ہیں کوئی حرج نہیں لیکن صورت مذکورہ میں ابتدا و آخر سے  
 ذکر کرنا درست سے خالی نہیں۔

لساق الخديعة. ویک دفع الصوت بالذكر وقرأة القرآن. وخبه ايضا فان اذنت  
 يذكرك الله يذكركه في نفسه. (انقذواي خديعة ج ۲ الفصل الرابع في حق الجنائز) ۱۰  
**سوال**۔ تجہیز و تدفین میں تاخیر کرنا  
 تجہیز و تدفین میں تاخیر کرنا  
 کی آمد کے انتقاد میں تاخیر کرنا ایسا ہے و جبکہ بعض اوقات  
 دوسرے شہروں سے (الزیر) و اقرباء کے پہنچنے تک کافی انتظار کرنا چاہتا ہے؟  
**الجواب**۔ عام طور پر اموات کی نماز جنازہ اور تجہیز و تدفین میں تاخیر کسی مقول ضرر سے  
 زیادہ تاخیر کرنا جائز نہیں، البتہ اگر کسی مقول شرعی ضرر کا وجہ سے تاخیر ہو جائے تو کوئی  
 مضائقہ نہیں۔

نادی عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يا علي ثلث لا تؤخرها الصلوة  
 اذا انت والى اذ اذ حضرت والايم اي وسيدت له كنوا. (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۰ ج ۱)

لقد قال الحسن بن سعيد بن في نسخة الخائف: وكنه قراءة القرآن عند الحاجة  
 يغسل... (۱) نسخة الخائف: مشيئة البحراني ج ۱ ص ۱۱۰  
 ثم وقال ابن القيم: وكنه روح صوت بالذكر وقراءة القرآن وغيره في الجنة زكاة  
 (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹) باب صلوة الجنائز:

فروثنا في سبأ ائمة الصائغ ج ۱ ص ۲ فصل الكلام في حمله على الجنائز.  
 ثم وقال عبد الله بن عمر بن الخطاب: وكنه تاخير صلوة ودفنه ليصل عليه جمع عظيم.  
 (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۳۱۱) کتاب الجنائز.  
 وثلث في البحر الرائق ج ۲ ص ۳۱۱ باب الجنائز.



عورت کی تدفین میں غیر محرم کی شرکت | سوال :- کیا کوئی غیر محرم شخص کسی عورت کے جنازہ کو کندھا سے کراٹھا سکتا ہے یا نہیں؟ ایسا ہی

تدفین کے وقت قبر میں اتارنے میں غیر محرم شخص کی شرکت اور تعاون کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- جہاں تک فوت شدہ عورت کی چارپائی اٹھانے کا مسئلہ ہے اس میں حکم کا ہونا ضروری نہیں بلکہ باہر وہ ہونے کے بعد ابھی اشخاص بھی اٹھا سکتے ہیں۔ اہل التوسیع کی ذیلیں باقاعدہ صحابہ کرام اٹھا کر لے تھے۔ اور قبر میں اتارنے کے وقت جب تک محرم موجود ہوں تو یہ ذمہ داریاں محرم خود نبھا لیا کریں، البتہ جب محرم لاچار و سہولت تو پھر غیر محرم بھی ضرورت کے وقت یہ ذمہ ادا کر سکتے ہیں۔

قال علاؤ الدین بن الکاسانی: اذوالرحم المعرم باذخال المرأة القبر من غير لثنه يجوز له معها حالة الحياة فكذلك بعد الموت كذلك اذوالرحم المعرم منها اولى من الاجنبى ولو لم يكن فيهم ذمهم فلا بأس للاجانب وضعها في قبرها. (مبداء الصنائع ج ۲ ص ۲۷۷)

قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا | سوال :- ہمارے علاقہ میں ایک شخص کی نماز جنازہ ایسی پڑھاؤ گی کہ قبرستان میں ایک گھر کے قاصد پر واقع تھی،

کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب :- شریعت مقدسہ کا حکم ہے کہ کسی ایسی جگہ نماز جنازہ پڑھنا جہاں قبر پر پہنچ کر وہ ہے، چھپا رہے ایسا کرنے سے منع کیا ہے، تاہم اگر قبر پر اتنی دُور ہو کہ نمازیں کو نظر نہ آئیں یا دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اس صورت میں نماز جنازہ پڑھا کر بہت جائز ہے۔ البتہ حضرت حاضر و غائبہ کے ہونے ہوئے بھی نماز جنازہ جائز ہے۔

قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ: ولا یبغی ان یصلی علی میت بین القبور، وکان علی طین عایش بن یوسف ان ذلک فان صلوا اجزہم۔ (ایضاً رائق ج ۲ ص ۱۹۵ باب الجنائز) ص ۷۷

لہذا وفی البعدیۃ اذوالرحم المعرم اولی باذخال المرأة من غیرہم وکن اذوالرحم غیر المحرم اولی من الاجنبی فان لم یکن فلا بأس للاجانب وضعها۔ (القوی المیزان ج ۱۳ الفصل السادس فی الدفن) وذلک فی البعدیۃ ج ۲ ص ۱۹۵ باب الجنائز۔

لہذا قال العلامة الکاسانی: قال ابو حنیفہ: ولا یبغی ان یصلی علی میت بین القبور۔ ویدافع والمناجیہ ج ۱ ص ۲۱۵ کتاب الجنائز۔



## مَسَائِلِ شَتَّى بَابُ الْجَنَائِزِ

(ہونا نزع کے مختلف مسائل و احکام)

میت کو نکلی کر نایا نہر نکالنا جائز ہے | اس کے بعد اس کو نکلی کرے اور مرد و غیرہ نکالتے ہیں  
کیا بیکار ناکرنا جائز ہے ؟  
الجواب : مرد کے بعد میت کی زینت کے لیے اسے نہر نکالنا اور نکلی وغیرہ کرنا  
شرعاً جائز نہیں ہے ۔

لَا قَانَ الْعَلَمَةُ ابْنِ عَالِدِ بْنِ فُلَيْتَةَ : التَّزْيِينُ بَعْدَ مَوْتِهَا وَالْاِحْتِشَادُ وَقَعَ : شعور  
لا یجوز ۔ رد المحتار ج ۱ : ۱۸۹ کتاب الجنائز قواعد صحت الوضوء ولبس منقطع  
یہ میت کو غسل دینے کے لیے تختہ پر لانے کا طریقہ | اسووال : میت کو غسل دینے کے وقت  
الجواب : فقہان و فرائض میں میت کو غسل کے لیے تختہ پر لانے کے دو طریقے تھے کئے ہیں  
۱۔ میت کے پاؤں کو تختہ ٹوڑ کر اس کے تختہ پر رکھا جائے ۲۔ سر و منہ چھو کر قیصر کر کے رکھا جائے حتیٰ ان  
کر میت کو قریب میں رکھا جائے یہ دونوں طریقے جائز ہیں : بہرہ و سر طریقہ مستحسن ہے ۔

عَالِ لَعْنَةُ : وَكَيْفِيَةُ الْوَضْعِ عَنِ الْبَعْضِ لَمْ يَأْتِ الْوَضْعُ طَوْلُ كِفَافٍ حَالَةَ الْوُضْعِ : (رد المحتار ج ۱ : ۱۸۹)  
وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ الْوَضْعُ كَالْوَضْعِ فِي الْغَيْرِ وَلَا يَحْتَاجُ تَقْوِيَةً كَمَا تَحْتَاجُ : (الفتاویٰ النبی ج ۱ : ۱۸۹)  
نَحْنُ نَقُولُ : الْمَعْنَى أَنَّ الْوَضْعَ فِي الْغَيْرِ لَا يَحْتَاجُ تَقْوِيَةً وَلَا يَحْتَاجُ تَقْوِيَةً وَلَا يَحْتَاجُ تَقْوِيَةً وَلَا يَحْتَاجُ تَقْوِيَةً  
عَنْ وَفَّقَ هَرَانُ عَنِ الصَّنِيعِيِّ ج ۲ : (ابن رالم الأثر ج ۲ : ۱۸۹) کتاب الجنائز  
وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ : الْمَعْنَى أَنَّ الْوَضْعَ فِي الْغَيْرِ لَا يَحْتَاجُ تَقْوِيَةً كَمَا تَحْتَاجُ : (ابن رالم الأثر ج ۲ : ۱۸۹) کتاب الجنائز

اس کے قائل اس طرح اعلان کیا کہ غسل النجاسات جس کے وقت تک ہر مردہ کو ستر کر دیا گیا ہو جس کی ایک توبیل یا توبل  
پائی ہو نہ نہ : (۱) کہ یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو  
یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو یا کہ یہ توبل نہ ہو

رد المحتار ج ۱ : ۱۸۹ (ابن رالم الأثر ج ۲ : ۱۸۹) کتاب الجنائز

**سوال :-** اگر کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ فلاں شخص جی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے وصیت کرنا میری نماز جنازہ پڑھائے کیا ایسی وصیت پھل کرے؟ ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** میت کی اس قسم کی وصیت نافذ العمل نہیں ہوگی اس لیے کہ مرنے کے بعد ہی کا وصیت باطل ہو جائے گی نہ نماز جنازہ پڑھانے اور نہ وصیت کے۔

وفي الهندية: في الكبرياء الميت اذا اوصى باي يصلي عليه ملان الوصية باطلقة وعليه الفتوى۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب الجنائز الفصل الخامس فی احوال علی القبر)۔ اے

**سوال :-** نماز جنازہ میں کون سا ورد و شریعت پڑھنا زیادہ مناسب ہے؟

**الجواب :-** نماز جنازہ میں دو ورد و شریعت پڑھنا چاہیے جو صحیح و فخر قرآن میں پڑھا جاتا ہے یعنی ورد و شریعتی مراد ہے۔

لا قال العلامة ابن عابدین: نعمت قوله ويصلي على النبي كما في التلوة (ای اصرار بصلوة الا براهیمیہ التي یأتی بها المصلي في عدة التلوة)۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۷ کتاب الجنائز)۔

**سوال :-** یہاں ہمارے علاقے قبر میں میت کے چہرے کو قبل از رخ کرنا چاہیے، میں میت کو جب قبر میں رکھا جائے ہے تو صرف اس کے چہرے کو قبل از رخ کرتے ہیں، تو کیا اگر ناموس بے باپوت کی قبر میں رکھنا منسوب ہے؟

**الجواب :-** عادیث مبارکہ میں میت کے چہرے کا رخ قبول کی طرف کرنے کا حکم ہے اور

لا قال العلامة المصنف: والفتوى على: ملان الوصية بقلمه وامتثالاً عليه۔

والرد المحتار على عدة موارد المختار ج ۲ ص ۳۲۸ کتاب الجنائز

ورجعت في رد المختار ج ۲ ص ۳۲۸ کتاب الجنائز مطلب تعظیم اذن الامرو واجب۔

اے مآ قال، سلامۃ ابن نجیم المصری: والمراد بانصوة ان ثبوتاً علیہ فی التلوة وهو الاوّل۔

والمراد بقوله کتاب الجنائز

ورجعت في الفتحة الإسلامية واد التلوة ج ۲ ص ۳۸۸ راجعاً اركان صفة الجنائز والم

یہ امر دو ذر سوئی میں چھوڑا ہو سکتا ہے، ہم دس نو دس ٹکڑے فروغ کرنا بہتر ہے اگرچہ  
چست ٹکڑے کھانے کے لیے بھی جائز ہے۔

وقال لہذا: ویوضح فی القیصر علی جندہ الامین مستقبل القبلۃ.

والفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۱۱ الباب الخادی والعشرون

**سوال:** اگر جنازہ نماز میں کسی سے سلام پھیرنا محمول جائے تو  
نماز جنازہ میں سلام محمول جانا کیا اس سے نماز جنازہ متاثر ہوگی یا نہیں؟

**الجواب:** نماز جنازہ میں سلام پھیرنا فرض ہے اور نہ جب اس لیے محمول کر سلام پھیرنے  
لے صورت میں نماز جنازہ متاثر نہیں ہوتی۔

لا قال العلامة المحقق: صلوة الجنائز وقد كتبنا في كتابنا في التكميل في الاربع والستين  
وسبعمائة فائدة في التبيين والثناء والسنة فيها. والرد المحتار على الدر المختار ج ۱ باب الجنائز ص ۵۷

**سوال:** کیا شوہر اپنی بیوی کو قبر میں لے جاسکتا ہے یا  
نہیں جبکہ عورت کے ساتھ موجود ہوں؟

**الجواب:** نہ غائب کے لیے اپنی بیوی کو مرنے کے بعد ہاتھ لگانا شرعاً مکروہ ہے نیز اگرچہ  
وہ شاکل ہو محمول میں غائبہ بیوی کو قبر میں نہیں لے جاسکتا۔

لما قال العلامة المحقق: ويمنع زوجتها عن غسلها ومسها لامن النظر اليها  
على الاحتمال من غير وقت. والاشارة الثلاثة يجوز ان يكون على اقل من ثلثيها محمول

على بقا الزوجية الخ۔ الرد المحتار على جامع المسائل، ملحوظ ج ۱ ص ۱۱۱ باب الجنائز ص ۵۷  
لما قال العلامة المحقق: ويؤجر اليها وجوهاً وينبغي كونه على شقة الزميمة فلا يرس

يؤجر اليها. والرد المحتار على جامع المسائل، الطبع ۱۲۰۲ باب الجنائز ص ۵۷  
وعلقته في امداد الفتاوى ج ۲ ص ۲۸۵ کتاب الجنائز

لما قال العلامة الشرح، عن الفتاوى: وفي الرد المحتار وصية الجنائز وقد كتبنا في كتابنا في التكميل في الاربع  
والستين فائدة في التبيين والثناء والسنة فيها. والرد المحتار على الدر المختار ج ۱ باب الجنائز ص ۵۷

لما قال الشيخ دہبۃ الزجلی: قال الخفیه لا يجوز لرجل غسل  
زوجہ۔ ہ و مسہا لا تقطع الکراخ ویجوز لہ النظر الیہا فی السلام۔

والفتاویٰ الاسلامیۃ ج ۲ ص ۲۸۵ باب صلوۃ الجنائز ثانیاً مسقط الفاسل  
وعلقته فی امداد الفتاوی ج ۲ ص ۲۸۵ باب الجنائز۔

**سوال :- کیا یہی ہے کہ مرنے کے بعد بیوی کی وفات پر شوہر اپنے غسل نہیں دے سکتا؟**

شوہر اسے غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟  
 جبکہ بعض روایات سے ہوا کہ معلوم ہوتا ہے ؟

**الجواب :-** علوہ کا اپنی بیوی کو غسل دیتے کے بارے میں روایات مختلف ہیں اس لیے تنقیہ کی تحقیق کے مطابق بیوی کی وفات کے بعد چونکہ دونوں کا نکاح ختم ہو جاتا ہے اور دونوں سے ایک دوسرے کے لیے ایسی ہی بات ہے اس لیے شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔

قال العلامة المحقق: ومنع زوجه من غسلها ومستها لامت النظر إليها على الاحتمار.  
 ( البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۸ )

**سوال :- کیا عورت اپنے غاوند کو مرنے کے بعد غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟**

**الجواب :-** شوہر کے مرنے کے بعد دونوں کا نکاح میں کی اور عورت ختم نہیں ہوتی عورت ایام حدت میں کی وجہ شوہر کے نکاح میں ہوتی ہے اس لیے شوہر کے مرنے کے بعد اسے غسل دے سکتی ہے۔

لا قال انه دعت المحقق: وهي لا تمنع من ذلك. قال ابن عابد: (دعت قوله وحی لا تمنع من ذلك) ای من تغسل زوجه داخل بها اولاً (رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۸) مطلب: فی حدیث کل سبب لم یمنع

**سوال :- کیا کوئی شوہر اپنی بیوی کے مرنے کے بعد اسے کفن پہنا سکتا ہے یا نہیں؟**

**الجواب :-** بیوی کے سینے کے بعد بیل بیوی دونوں کا رشتہ ازدواج ختم ہو جاتا ہے

لے قال الشيخ دعت مزبلی: قال الحنفیة لا يجوز لمولى غسل زوجته ومستها لا لقطع النكاح وبغيره. (الاعتقاد ص ۲۵۵) (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۸) (الاعتقاد ص ۲۵۵) (الاعتقاد ص ۲۵۵) (الاعتقاد ص ۲۵۵)

کہ ما قال علامہ ابن نجیم: والنزوجة تغسل زوجها داخل به اولا بشرط ان لا تزوج به عند الفس. (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۸) باب (الاحتجار)

اور دونوں ایک دوسرے کے لیے بھی بن جاتے ہیں اس لیے مرا کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو  
کھنہ پہنے تاکہ دیکھنے میں کوئی حرج نہ ہو۔

ما قال العلامة الحسکفی، وینبع زوجہا من غلبہا ومنتہا یا من النظر لہا اصل لا صبر۔  
والذکر المختار علی صدرہ وحقاً ج ۲ صفحہ ۲۱۱ کتاب: لہذا مؤثر مطلب فیما یجوز حبسہ

**سوال** کیا شرک رکھنے میں آیا  
چھوٹے بچے کا جنازہ ایک آدمی کے لیے اٹھانا جائز ہے؟  
ہر جہاں ہے تو کسی کو ایک آدمی اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیتا ہے، کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

**الجواب** کسی بڑے (مرد یا عورت) کا جنازہ اٹھانے کے لیے چار آدمیوں کا ہونا مناسب  
ہے البتہ چھوٹے بچے کے جنازہ کو اگر ایک آدمی بھی اٹھا لے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

وفی النہدیۃ: و ذکر الاشیخ ابی ان نقی الرضی العظیم و فوق ذلک قبل ذلک  
فلما یأس بان یصلہ وجن و حد علی یدہ ویتا ولہ الناس باعلی علی یدہم۔ ثم  
رافتوا فی النہدیۃ ج ۱ صفحہ ۱۱۲۔

**سوال** اگر جنازہ پڑھانے کے لیے ولی کی اجازت کا حکم  
ہے تو اگر وہ فوت ہو جائے تو کون سی چیز اس کی جگہ لے سکتی ہے؟

جائز ہے کہ وہ نماز جنازہ پڑھائے جائے جس کی جگہ کا نام موجود ہو تو کو اس کا یہاں دست  
الجواب: بہت کے دل کو اگر یہ نماز جنازہ پڑھائے کا اختیار ہے یا جس کو جائز ہے  
وہ پڑھا سکتا ہے لیکن محکمہ بعد کا نام قاضی یا بادشاہ کو عدم موجودگی کی صورت میں یہ شخص مقتدی ہے  
ہذا نام کی موجودگی میں وہ نماز جنازہ پڑھائے کا زیادہ حق ہے۔

ما قال النشیتم وھذا الرضی: قالنا لعلہ لا یجوز لوجہ غسل ذویہما وصدق  
لکاح و یجوز لہ النظر الیہا فی الاصح لا ان النظر یخف من المس۔

الفتاویٰ اسلامیہ زاد ج ۲ صفحہ ۲۱۱ کتاب: عتاق و ثانیاً حقہ العاقل۔

و یؤلفہ فیما مداد الفتاویٰ ج ۱ صفحہ ۲۱۱ باب الجنائز۔

ما قال العزیمہ الحسکفی: و اصبی الرضی العظیم و فوق ذلک قبل ذلک  
فلما یأس بان یصلہ و حد علی یدہ ویتا ولہ الناس باعلی علی یدہم۔ ثم  
رافتوا فی النہدیۃ ج ۲ صفحہ ۲۱۱ کتاب: عتاق و ثانیاً حقہ العاقل۔

ماقال الاعلاحة الحکمی رشتہ ہو مقدم فی الصلوٰۃ علیہ السلطان ان حضر أو نائبہ و ہر  
 امیر المومنین ثم اتقاضی تم صاحب التشریف .... ثم امام اخی فیہ ابہام أو ذلک ان تقدم الحکام  
 واجب و تقدم امام اخی مندوب فخطب بشرط ان یکون افضل من اخی .... ثم التولی الخ  
 بالدر المختار علی صریح الترتیب ج ۲ ص ۲۱۹ کتاب النکاح و الخلع فی بیان ہونہا صلوٰۃ ملائمتم لہ

**جنازہ اٹھانے سے قبل اجتماعی دعا کرنا** | سوال ۱۔ بعض ملاقوں میں یہ دستور ہے کہ  
 جنازہ اٹھانے سے قبل قریب کا مسجد کے امام صاحب  
 بادار ہندوستان اور اس کے اہل خانہ کے لیے دعا کرتے ہیں اور حاضرین کو آواز ہندو آئیں کہتے ہیں  
 وہ غم بخشنے کے بعد جنازہ اٹھایا جاتا ہے۔ اب دریافت طلب امر ہے کہ اس عمل کا  
 شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب۔ یہ سنت اور اس کے اہل خانہ کے لیے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں جنازہ  
 اٹھانے سے قبل اور اس کے بعد انفرادی طور پر دعا کی جاسکتی ہے البتہ اجتماعی طور پر بادار  
 امام مسجد کا دعا کرنا اور حاضرین کو آواز ہندو آئیں اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں  
 اس لیے صورت مسئلہ میں دعا کا درج شدہ طریقہ کراہت سے خالی نہیں۔

لما فی الہندیۃ : کہو ان یقوم اجل بعد ما یقع انقوع الصلوٰۃ و یدعوا  
 لموت و یرفع صوته . ( الفتاویٰ ہندیۃ ج ۵ ص ۵۳ کتاب التواضع ) کہ  
**قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے** | سوال ۲۔ قبرستان میں جا کر دعا مانگنا  
 جائز ہے یا نہیں؟ حکم  
 بعض لوگ اس کو برکت و شریک کہتے ہیں؟

سلمہ ما قال الشیخ و ہیۃ الزجیل : الرد الملاق للحنفیۃ : السلطان ان حضر  
 و نائبہ احق بانصوۃ علی المیت بسبب السلطۃ و لأن فی التقدم علیہ ازہ و رابہ  
 فان لم یحضر فالتقاضی لانه مد حب کلا یت فان لم یحضر فیتقدم امام اخی لانه رضیۃ فی  
 حیاتہ . ( نفع الاسلامی حوالہ ج ۲ ص ۲۱۹ کتاب النکاح و الخلع فی بیان ہونہا صلوٰۃ )

کہ لاف الصلوٰۃ المغنۃ عند التوجیم : الجواب : ہر ایک کو ذاتی طور پر دعا کرنا کراہت ہے سب کو مع  
 ہر کس دعا مانگنے کا دستور حضرت علی الشرطیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سلف صالحین سے عمل و طریقہ کے خلاف ہے  
 ہذا مسئلہ میں بطریقہ ذکر کیا گیا ہے وہ مکروہ ہے۔ ( فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۱۹ کتاب النکاح )



**الجواب:** قبرستان میں کھڑے ہو کر اہل نور کے لیے دعا کرنا ثابت ہے اور کھڑے ہونا اچھا تھا تاہم آداب دعا میں سے ہے لہذا قبرستان میں اچھا کھڑے ہونا مکمل جاہل ہے بدعت کہنا درست نہیں۔

قال العلامة ابن عابدین: ومن ادبها ان يسلم بلفظ السلام عليكم على الصحيح لا عليك. السلام فانه ورد... نسقم يدعوقا ثم طويلا ومن جلس على عتبة... وقولاً بصيب مرتبة في حال حياته. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۲) کتاب النذر مطلب فی الزواجر ج ۱ ص ۱۷۰

**سوال و جواب کا مسئلہ میت کو دفنانے کے بعد ہوگا** | **سوال:** بعض لوگ میں اور ان کی میت کو اپنے وطن لانے میں کئی دن تک جاتے ہیں تو عرض ہے کہ ایسی امورات سے سوال جواب کہ ہوگا کیا فوت ہونے کے بعد پہل رات جو بغیر دفنانے ہوئے گذرے اس رات میں سوال و جواب ہوگا یا میت کو دفنانے کے بعد ہوگا؟

**الجواب:** علماء کرام نے کھلم کھلا کر میت سے سوال و جواب کا وقت اُسے دفن کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے جب تک میت کو دفن نہ کر دیا جائے اس وقت کوئی سوال و جواب نہیں ہوتا۔

قال العلامة طاهر بن عبد الوہاب البنادری: والسؤال في التقديرات مات ولم يدفن اياها بان جعل في الثابوت بعد حمل من معصرا في معصرا اخرها يذوق لايسا. (فروضة الفتاوى ج ۱ ص ۲۳۷) کتاب الجنائز ص ۱۷۰

لعل ما قال الشيخ العلامة ابن عابدین: علی الجواب: وی رد احتار آدمی باریک بینی و تعریف و تدقیقاً طویل: اس سے دعا کہ بائز مرتب ثابت ہو اور اچھا اچھا کتاب و ما سے پس یہ بھی درست تھا۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۰۲) باب الجنائز ص ۱۷۰

تہ قال العلامة عبد الرزاق بن حنبل: لا یجوز: اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد سوال ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۱۷۰) باب احکام الجنائز ص ۱۷۰



دریا میں ڈوب کر مرنے والے کو غسل دینے کا حکم اسوال۔ اگر کوئی شخص دریا میں

نکلنے کے بعد بھی اسے غسل دیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب۔ ہر مسلمان کو فوت ہو جانے کے بعد غسل دینا ضروری ہے چاہے وہ  
خشکی پر مرا ہو یا پانی میں ڈوب کر فوت ہوا ہو، تاہم اگر پانی سے نکلنے وقت  
غسل کی نیت سے قیامت کو تین غوطے دیئے جائیں تو اتنا ہی کافی ہے وہ بارہ غسل  
دینے کی ضرورت نہیں۔

قال العلامة فخرالدین الشہیر بقاضی خان: الغریق یغسل ثلاثاً  
فی قول ابی یوسف وعن محمد فی رواية ان نوى الغرق عند الانحراج  
من ساریق مرتین وان لم یغرق یغسل ثلاثاً وعنه فی رویة یغسل واحدة  
(فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۱۸۲ کتاب الجنائز)۔

آب زمزم سے دھوئے ہوئے کفن کے استعمال کا حکم اسوال۔ اس جناب مفتی  
سے سنتا ہے کہ زمزم کے پانی سے دھوئے ہوئے کپڑے کا کفن استعمال کرنا صحیح نہیں  
اس میں سودا سب سے بڑی طرح اس پانی سے استنجا وغیرہ کرنا مکروہ ہے تو  
اسی طرح اس سے کفن کے پیرے کو دھونا بھی کلمہ امت سے خالی نہیں ہے، کیا  
واقعی مسئلہ کی نوعیت اسی طرح ہے؟

الجواب۔ برکت کے حصول اور عذر سے نجات کے لیے کوئی متبرک  
اپنے پاس رکھنا یا اس کو استعمال کرنا بعدِ غسل ہے اسی طرح آب زمزم سے  
ترشہ کفن استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

لہذا قال العلامة ابن عثیم المصنف رحمۃ اللہ علیہ: والغریق یغسل ثلاثاً عند ابی  
یوسف وعن محمد، و نوى الغرق عند الانحراج من الماء یغسل مرتین  
وان لم یغرق یغسل ثلاثاً وفي رواية یغسل مرة واحدة۔

(المجمل لمرآئین ج ۲ ص ۱۸۲ کتاب الجنائز)

قال العلامة اسماعیل حقی، لبر وسوی: نال فی الاسرار المحمدیۃ لوضع  
شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعضاءہ واسوطہ علی قبرہ یاجیب  
عجا ذلک! ایما حی یدرک ان تلك الذخيرة من العذاب ومن ههنا التعديل  
ما زلتم من كلن، لیلوں بہ و بطانقہ استار نکلیتہ والتکفن بہاء  
تفسیر روح البیان بمجالہ فائدہ رحیمیۃ ج ۱۹ کتاب الجنائز ص ۱۲۸

جو توں سمیت نماز جنازہ پڑھنے کا حکم سوال :- دو رہا میں بعض  
فیشن ایل قسم کے لوگ جو توں سمیت  
ہی نماز جنازہ پڑھ لیتے ہیں، تو کیا جو توں سمیت نماز جنازہ پڑھنا شرعاً جائز  
ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر خوشے پاک صاف اور سحرے ہوں تو جو توں سمیت نماز جنازہ  
پڑھنا صحیح ہے اور اگر خوشے نجس اور ناپاک ہوں تو ناپاک جو توں کے ساتھ نماز جنازہ  
یا اور بھی کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

قال العلامة ابن نجيم المصري رحمه الله: ولو انقش فعليه وقام  
عليها جازات وبهذه يعلم ما يفعل في زماننا من القيام على النعنين  
في صلوة الجنائز لكن كاي من غير ضداية، انصليح :-  
(البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۹ کتاب الجنائز) ثلث

۱۔ قال العلامة المفتي عبد الرحيم لاچپوری: ہاں حصول برکت کا غرض سے آیہ قرآن  
میں ترک کر کے خشک کیا پتھا پکڑا لکھیں اس استعمال کر سکتے ہیں اس میں سودا ب جیسے کوئی  
چیز نہیں۔ رفاقی رحیمیۃ ج ۱ ص ۲۶ کتاب الجنائز

۲۔ قال العلامة المفتي عبد الرحيم لاچپوری: جناب! یہی کہنا جو خیال نکال کر امیر  
باؤں رکھ کر نماز جنازہ پڑھنے کی عورت میں جو نیوں کا پاک ہونا ضروری ہے جو خیر  
پاک ہوں لی تو نہ نہ ہوگی ناپاک ہوں گی تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔  
رفاقد رحیمیۃ ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب الجنائز

نفل نماز پڑھنے کے دوران جنازہ حاضر ہونے پر نماز توڑنے کا حکم [سوال: اگر نماز کی نیت کر کے کھڑا ہو کر اسی دوران کو کھڑا جنازہ حاضر ہو جائے تو کیا یہ نفل نماز توڑ کر جنازہ میں شریک ہو جائے یا نماز پوری کرے؟

الجواب: نماز جنازہ ایک ایسی نماز ہے کہ اس کی کوئی قضاء نہیں، لہذا اگر نفل نماز پڑھنے والے کو نماز جنازہ کے وقت ہو جائے کایقین ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نفل نماز ختم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو جائے اور اگر اسے یہ یقین ہو کہ نفل نماز مکمل کر کے جنازہ میں شریک ہو سکے گا تو نفل نماز کو پورا کرے۔

قال العلامة علاؤ الدین الحسکفی: اولاً فی النفل فجبی بجنازة وخاف فوتها قطعه لامکان قضاؤه۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۶ باب انشوا قبل)

عظمی سے جنازہ اٹار رکھ کر اس پر نماز پڑھنے کا حکم [سوال: جناب مفتی صاحب! اگر غلطی سے جنازہ اٹار رکھا گیا ہو یعنی میت کا سر جنوب کی طرف اور پاؤں شمال کی طرف ہو گئے ہوں اور اس حالت میں جنازہ کی نماز بھی اس پر پڑھی گئی ہو تو کیا غلطی کا احساس ہو جانے کے بعد اس پر دوبارہ نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب: صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ میت کا سر شمال اور پاؤں جنوب کی طرف کیے جنازہ رکھا جائے، جان بوجھ کر قصداً او طمناً ایسا رکھنا کرہمت ہے غالی نہیں لیکن اگر سہواً ایسا ہو جائے تو اس میں کوئی قیامت نہیں اور نہ نماز دہرائے کی ضرورت ہے۔

قال العلامة اسید احمد الطحطاوی: وصحت بوضع الرأس موضع لرجلیں واسدوا ان تعبدوا۔ (رحمہما وی حاشیۃ ایضاً المختار ج ۱ کتاب الجنائز ص ۶۱۶)

لے قال المفتی عبد الرحیم ذابچہائی: نماز جنازہ کے بعد آگے لا خوف ہو تو نماز میں شامل ہونے کی نیت سے نفل نماز توڑ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۱۳ باب احکام الجنائز)

لے قال العلامة عالم بن علاء الانصاری: واذا اخطئ بالرجلین وثبتت الصلوة فمطلوب فی جمع الجنین فصلوا علیہا جائز الصلوة قائم فعلوا لك عدلًا بآذات صلاتہم وقد اساءوا ولا تعاد۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۲ ص ۱۶۶ باب الجنائز المتفرقات)

**قبرستان سے بزرگھاس ختم کرنے کا حکم** | سوال :- جناب مفتی صاحب! بعض لوگ  
کی قبروں سے بزرگھاس وغیرہ جڑ سے اکھیڑتے ہیں اور ان پر مٹی ڈالتے ہیں، شرعاً  
اس بزرگھاس کو ختم کرنے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** بزرگھاس اللہ تعالیٰ کی تعریف اللہ حمد بیان رکھتا ہے اس لیے اسے  
قبروں سے ختم کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے لیے خصوصاً حرم الخواص کا تعین تو لوگوں پر زیادہ  
قیم عمل ہے البتہ خشک گھاس کو مرخص ہے۔

قال العلامة حسن بن عمار بن عبد اللہ: كَوَيْدُ قَطْعِ الْحَشِيشِ وَالرُّطْبِ كَذَلِكَ الشَّجَرَةِ  
مِنَ الْمُتَقَرِّبَةِ لِأَنَّهُ مَادَامَ رَطْبًا يَصْبَحُ اللَّهُ تَعَالَى قِيْلَسُ الْحَيْثُ وَتَعَلَّ بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى  
الرَّحْمَةِ وَلَا يَأْسُ بِقَطْعِ الْيَاسِ مِنْهُمَا الْحَشِيشُ وَالشَّجَرُ لِذَوَالِ الْمَقْصُودِ۔

درمائی الفلاح علی صدر طعناوی ص ۱۱۱ کتاب الجنائز ص ۱۱۱  
**قبرستان میں خشک گھاس کو آگ لگانے کا حکم** | سوال :- جناب مفتی صاحب!  
جب بھی گھاس خشک ہو جاتی ہے تو لوگ اسے آگ لگا دیتے ہیں، کیا ایسا کرنا شرعاً  
جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** اسلام نے قبرستان میں آگ سے جلنے سے منع کیا ہے اس لیے خشک  
گھاس صاف کرنے کے لیے اسے آگ نہ لگانا جائز ہے بلکہ کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے۔  
قال الفیض المفتی عبد الرحیم لاجپوراء :- جب قبرستان میں آگ  
لگے کر جانے کی مخالفت ہے تو قبروں کے اوپر کی گھاس وغیرہ جلانے کی اجازت  
کس طرح ہو سکتی ہے! صفائی کے لیے درمئی تدریس عمل میں لائی جائے۔  
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۱۱۱ باب احکام الجنائز)

احوال العلامة ابن نجیم، وکی قطع الرطب والحشیش من المقبرة الا اذا كان یابس ولا  
یستحب قطع الحشیش والرطب - (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۶ باب الجنائز)  
وَمُتْلَهُ فِي فَنَائِیْ اَسْنَا تَارْخَانِیْہ ۲۷ ص ۱۱۱ باب الجنائز المتعزقات ۔

سوال :- جناب مفتی صاحب! میت کو دفن کرتے وقت اس کا منہ غلط سمت ہو جانے پر قبر کو دوبارہ کھولنے کا حکم

میت کو دفن کرنے والوں سے ہوا میت کا منہ قبلہ رخ کی بجائے مشرق کی جانب رہ گیا ہے، اب مٹی وغیرہ ڈالنے اور قبر برابر کرنے کے بعد یاد آیا کہ میت کا منہ قبلہ رخ کرنا چاہیے تھا، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس قبر کو دوبارہ کھول کر میت کا منہ قبلہ رخ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب :- مسلمان میت کو دفن کرنے کا مستعمل طریقہ یہ ہے کہ تنہا کے وقت میت کا رخ قبلہ کی طرف کیا جائے لیکن اگر غلطی سے میت کا رخ قبلہ کی جانب ہو سکے اور مٹی وغیرہ ڈالنے کے بعد یاد آئے تو اب قبر کو دوبارہ کھولنے کی ضرورت نہیں، تاہم اگر مٹی ڈالنے سے قبل یاد آ جائے تو پھر مناسب یہ ہے کہ میت کا رخ قبلہ کی طرف کر دیا جائے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ : لو دفن مستدبراً لھا ولھا الواء  
لغراب لا ینبش لان التوجیہ الی القبلة سنة والنش حوام بخلاف  
ما اذا كان بعد اقامة المنین قبل اھالة التراب۔  
(رد المحتار ج ۸ ص ۸۳۷ کتاب الجنائز عقب دفن البیت ہلہ)

لہذا قال العلامة ابن نجیم المصری رحمہ اللہ : اذا کلام المصنف  
انہ لو وضع لغير القبلة او علی شقہ الا یسر اوجہ من رأسہ فی  
موضع رحلیہ او دفن بلا غسل و اھیل علیہ الغراب فانہ  
لا ینبش قال فی البدائع لا ینبش حرامہ  
(المبصر لوائق ج ۲ ص ۱۹۵ باب الجنائز)

وَمِثْلُهُ فِي فِتَاوَي تَارِخَانِيَّة ج ۲ ص ۱۷۵ باب الجنائز المحترقات۔

دفن سے پہلے میت کا چہرہ دیکھنا | **سوال :-** میت کو کفن دینے سے پہلے یا بعد اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

**الجواب :-** دفن سے پہلے پہلے میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے ، چاہے کئی دینے سے پہلے بھی کفن دینے کے بعد ہو ۔

لما ف الہندیۃ : ولا یاس یا ا یرفع سترا میت لہدی وجہہ وانما ینظر ہذا بعد الدفن ، کن فی القنبۃ ۔ ( الفتاویٰ الہندیۃ ج ۵ ص ۲۸۷ کتاب المکراہیۃ ، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقولہ القرآن فی المتابر )

**سوال :-** ہماری گاہوں میں ایک عورت دو قبروں میں حکمت کوئی قبر میں دفن کی جائے | **سوال :-** ہماری گاہوں میں ایک عورت قبر تیار کی اور اس کے چٹوڑے دوسرے جگہ ، اب دریافت طلبیات یہ ہے کہ اس عورت کو کس قبر میں دفن کیا جائے ؟

**الجواب :-** فقہ اور فساد سے دور رہتے ہوئے جہاں چاہیں مگر مہ کو دفن کر دی شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ۔

**سوال :-** جناب مفتی صاحب ! میرے رشتہ داروں کی قبریں ایک ساتھ ہونے کا حکم والدہ صاحب نے سخت بیماری کی حالت میں وصیت کی ہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے اپنے بھائی کے قریب دفن کیا جائے ، تو کیا ان کی وصیت کو پورا کرنا ضروری ہے یا قبرستان میں چوں کہ گھٹے دفن کرنے میں شرمناک اس کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** غریب متدبر میں القرب اور رشتہ داروں کو ایک جگہ قریب قریب دفن کرنا مستحب ہے اسی حد رشتہ داروں کی قبروں کی پیروی نہیں آسانی ہر قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسکی خواہش فرمائی تھی اور زیار کے رکھنا یا بھی ہے ۔

لاورد فی الحدیث : عن المطلب بن ابرارواحة قال لما مات عثمان بن مظعون ہاجر بیعتا ذیہ تدفن فی مائتہ منی اللہ علیہ وسلم رجلا ان یا نیہ یحضر علیہ یسطع علیہا فقام الیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... فوضعا عند رأسہ وقال اعلم بہا قبرائے وادفن الیہ من مات من اہل ۔

( مشکوٰۃ ص ۸ کتاب الجنائز باب دفن المیت )



**مسئلہ**۔ جناب مفتی صاحب کسی پرہیز پسندی  
شکر حدیث کے نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا یا اس میں  
شرکت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

**الجواب**۔ احادیث مبارکہ کو محبت ماننا ضروریاتِ دین میں سے ہے اس کی محبت کا  
نہی کرنا کفر ہے۔ اس لیے حلاوت تہ پر عورت فرستے۔ کہ مقتدرین کو خارج عن الہام  
قراردیا ہے۔ چونکہ نماز جنازہ کے لیے میت کا مسلمان ہونا ضروری شرط ہے جو موجود مسنونہ  
میں مفقود ہے اس لیے کسی پرہیزی و سکر حدیث کا نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا یا اس میں شرکت کرنا  
ناجائز و حرام ہے۔

نَحْمَدُكَ يَا رَبِّكَ نَحْمَدُكَ عَلَى مَا كُنْتَ عَلَيْهِمْ مُنَادٍ وَأَنْتَ تَقْضِي  
حَقَّهُمْ۔ (سورۃ النبیۃ آیت ۴۰)

قَالَ اللَّهُ تَبَّ مَا كُنَّا لِلنَّبِيِّ وَالْأَنْبِيَاءِ آمَنُوا أَنْ يَسْتَخْفِرُوا إِلَهُشُمْ بَلْ كُنَّا  
وَلَوْ كُنَّا نَعْلَمُ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ۔ (التوبہ ۱۰۰)

**مسئلہ**۔ زید بیرون ملک فوت ہوا وہاں اس  
کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں اس کے پیش نے  
بھی شرکت کی، اب میت اس کے آباء کاؤں لائی گئی تو اس کے دوسرے درنائے امراء  
کیا کہ ہم یہاں دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ دریاخت طلب اسے ہے کہ کیا شرعاً ان کو  
دوبارہ جنازہ پڑھنے کا حق حاصل ہے؟

**الجواب**۔ جب مسلمان میت پر اس کے دل کے ہوتے ہوئے ایک مرتبہ نماز جنازہ  
پڑھ لیا جائے تو دوبارہ پڑھنے کی موجودہ ہر نہ ہو، نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے اس لیے کہ  
ایک مرتبہ نماز جنازہ پڑھنے سے فرض ماقض ہو جائے گا۔

لَمْ يَلَمَّْا قَالَ الْعَلَامَةُ هَلَاؤَالِدِيهِ الْخَصْمُ، وَشَرُّهَا سِتَّةُ اسْمَاءِ الْمَيْتِ  
وَمُطَابَرَتُهُ مَا لَمْ يَحُلْ هَالِيهِ، التَّوَابُ خِيَصِي عَلَى قَبْرِ دَبْلٍ غَسَلٍ،  
وَرَدُّ الْخَمَارِ دَجْجِ الْمَلِكِ، بِابِ الْجَنَازَةِ، مَطْلَبُ فِي مَسْأَلَةِ الْبَوَائِثِ،  
وَمِنْ كَلْفٍ فِي عَطَاوِي عَلَى مَوَاتِي الْفَلَاحِ ۳۱۰، بِابِ الْجَنَازَةِ۔

لما قال العلامة امر غياث: وان صلى غير المولى او السلطان اءدا الى اي  
ان شاكنا وكونا ناعق الاولين وان صلى الوفا لم يعص لاحد ان يصلي بعد ذلك  
الفرض يتاخر بالاول والثقل بها غيب مشروع -

(الهداية ج ۱ ص ۱۶۲ کتاب الجنائز ص ۱۷)

میت کا قبر میں قبل درخ ہونا ضروری ہے | سوال :- جناب مفتی صاحب! ہمارے  
علاقہ میں قبریں شمالاً جنوباً بخودی بائیں  
کیا برنگ بھی حکم ہے یا نہیں؟ شرعی مسئلہ سے مطلع فرمائیں؟

الجواب :- میت کو قبر میں رکھتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس کا چہرہ قیل کا طرف  
ہونا چاہیے قلم شمالاً جنوباً اور باشرقا غرباً، میت کے چہرے کا قیل کا طرف ہونا واجب ہے۔  
لما قال العلامة المصنف رحمه الله: ويوجه اليها وجوباً وثيقاً كونه على  
شقفة اليمين ولا يثبت يوجه اليها - قال بن عابد: وثبت وجوه ان  
ظاهر التسوية بين الحياة والموت في وجوب استقباله -

روح المختار ج ۲ ص ۱۷ کتاب الجنائز، مطلب دفن المیت ص ۱۷

لما قال العلامة المصنف رحمه الله: ان قننا ليس ان صلى عليها ان يعيد مع الوفا لان تكرارها  
غير مشروع - (الدر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۲۲ کتاب الجنائز)

سہ لما في الهندية، ويد عمل الميت مما يلي القبلة وذلك ان يوضع في جانب القبلة  
من انفراد ويحمل الميت منه ويوضع في اللحد فيكون الاخذ له مستقيماً القبلة  
حالة الاخذ كذلك في تدفيع القدير ويقول واجعه بسم الله وعلى مائة رسول: الله  
كذلك في المتون ويوضع في القبر على جنبه الايمن مستقبلاً  
القبلة، كما في الخلاصة -

{ الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۶ کتاب الجنائز }  
{ الفصل السادس في القبر والدفن ... } ۱۷

دہشکے فی قاضی خان علی هامش الهندية ج ۱ ص ۱۹ باب غسل  
المیت ... الخ

## باب فی حکم الشہید و شہید کے احکام و مسائل

**سوال :-** شریعت محمدی کا رُوسے ہم کس کو شہید کہتا ہے؟  
**شہید کی حقیقت** غسل دینے کے وقت کر سکتے ہیں؟

**الجواب :-** شہید کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے (۱) آخری شہید (۲) دیوبند شہید۔  
نول اللہ کو شہید کا فارو وسیع ہے لیکن احکام شہید کے اجراء کے لیے دنیاوی شہید ہونا ضروری ہے۔ فقہ کرام کی عبادت کی رُوسے دنیاوی شہید وہ مسلمان ہے جس کو کافر قتل کریں یا میدان جنگ میں شہید پایا جائے اور اس پر دشمنوں کے آثار ہوں یا ظلاً قتل کر کے اس کے قتل کے عوض دیت

اواجب نہ ہو غسل نہ دیتا دنیاوی شہید کی خصوصیات میں سے ہے۔  
قال برهان الترمذی رحمہ اللہ فی الشہید من قتلہ المشرکون او وجد فی المعركة وجہ اذ اذ قتلہ المسلمون ظلماً ولہ عیب بقتلہ دینہ فیکفن ویصلی علیہ الخ ومن قتلہ لہل لہ تعزب اداھن البغی او قطاع (ان طریق) فبای شیء تقتلہ لہ غسل۔ الخ (الطحاوی ج ۱ ص ۱۷۷ باب الشہید) ۱۷۷

**سوال :-** اگر کوئی آدمی آگ میں جل جائے یا  
دیوبند شہید کے درمیان فرق

ڈال دے تو کیا اس کو شہید کہا جاسکتا ہے؟  
**الجواب :-** ایسے شخص کو شہید آخری کہتا اور مستحب ہے مگر دنیاوی شہید نہیں ہے، لہذا اس کو غسل وغیرہ دیا جائے گا، کیونکہ انہو شہید وہ ہے جس کے بارے میں کتب فقہیہ نے

لے وقال عبد اللہ القسطنطینی، الشہید ہو من سکت مسلم طاهر قتل ظلماً بجارحة  
ولہ عیب بنفس القسطنطینی مال ولہ برکت وکن الوقت باغ او من یز او قتلہ طریق او  
وجد جریحاً ممیثاً فی معرکہم۔ الخ (الدر المختار علی صمد رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۶ باب الشہید)  
رمکتہ فی البندیۃ ج ۱ ص ۱۶۷ باب الشہید۔

مدرسہ ذیل تعریف ذکر کر رہے :-

قَالَ صَاحِبُ الْهُدَى مَكْتُبٌ مُسَلَّمٌ طَاهِرٌ قَسْرًا بَعْدَ رَحْمَةٍ وَلَمْ يَجِبْ بِنَفْسِ الْفَتَى مَالٌ وَلَمْ يَشْرَ  
(الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ مکمل باب الشہید) ۱۷

ترجمہ : ہونے کے بعد کھانے پینے کا موقع | سوال :- اگر ایک مسلمان شہید کا تعویذ کی دوسری  
میدان کا در زمرہ میں لکھی ہو جائے یا کسی مسلمان کے | جواب :- مقتول و زنیوی شہید نہیں رہتا  
ہوں میں چند دن زندہ رہ کر کھانا پینا نصیب ہو جائے تو کیا اس سے دنیاوی شہادت قائم ہوتی  
ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ایسا شخص آخری شہادت سے محروم نہیں رہتا، البتہ زخمی ہونے کے بعد  
کھانے پینے اور علاج معالجہ کے لیے موقع ملنے سے یہ زنیوی شہید نہیں رہا، اس لیے اس کو  
قتل دیا جائے گا۔

لَمَّا فِي الْمَهْنَدِيَةِ : اَدْعَاهُ مُسْلِمٌ قَلْبًا وَلَمْ يَجِبْ بِهِ دِيَّةٌ كَذَلِكَ الْكَافِي وَبَعْدَ اسْمِ قَالِ  
وَيُفَسَّلُ مِنْ اَلْاَشْيَاءِ وَهُوَ مِنْ صَارِعَاتِ حُكْمِ الشَّهَادَةِ لِنَيْلِ مَرَاتِقِ اَحْيَاءٍ وَهُوَ  
اَنْ يُوَكَّلَ اَوْ يَشْرَبَ اَوْ يَأْكُلَ اَوْ يَدَاوِيَ - (الفتاوى الهندية ج ۱ مسئلہ ۱۱۱۱ باب الشہید) ۱۸  
رات کے اندر جس شخص کا نام معلوم افراد کے ہاتھوں مارا جائے یا شخص شہید ہو کر اپنے گھر میں رات  
کے وقت کسی نامعلوم آدمی نے قتل کر دیا تو کیا یہ مقتول شہید اور میں شمار کیا جائے گا یا نہیں ؟  
الجواب :- مذکورہ مقتول کا شہداء کے زمرے میں شمار کرنا صحیح ہے اور اس کا جائزہ

لَمْ فِي الْمَهْنَدِيَةِ : وَهُوَ فِي اَنْتَرَجٍ مِنْ قَتْلِهِ اَهْلَ الْخُرُوبِ وَالْبَغْيِ وَقَطْعِ الْعَرِيقِ - اَلْم  
(الفتاوى الهندية ج ۱ مسئلہ ۱۱۱۱ باب الشہید)

وَقَتْلُهُ فِي الْبُغْيِ وَالرَّائِي ج ۲ مسئلہ ۱۱۱۱ باب الشہید -  
۱۹ وقال محمد بن عبد الله الترمذی : هُوَ كَمَكْتَبِ مُسْلِمٍ طَاهِرٍ قَلْبًا وَلَمْ يَجِبْ بِنَفْسِ  
الْفَتَى مَالٌ وَلَمْ يَشْرَ - (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ مکمل باب الشہید)  
وَقَتْلُهُ فِي فِتْحِ الْقَدِيرِ ج ۲ مسئلہ ۱۱۱۱ باب الشہید -



وجہ کے دستہ میں قتل کر دیا، تو کیا اس مقتول کی شہادت میں قتل کا ارادہ کرنے سے کوئی فعل واقع ہوا یا نہیں؟

الجواب: یہ شخص اندرون شرع شہید ہے کیونکہ قاتل کے ہاتھوں سے وہ ظلم قتل ہوا ہے البتہ دوسرے شخص کے قتل کے ارادے اگرچہ یہ گنہگار ہوتا ہے لیکن قاتل کے عقاب میں باطل الیم نہیں ہو سکتا، اس لیے بعض ارادہ کی وجہ سے اس کی شہادت مندرج نہیں ہوتی۔

قال بوجہان الذین المرغینانی: وقتله المصلون ظلمًا ولم يجب بقتله دية۔ الخ (الحد، ۱۶۰، باب الشہید) ۱۷۰

**تخریب کاری میں مرتے والے مسلمان شہید ہوتے ہیں** | سوال:۔ ایک رُسے رُسے شہروں اور اجتماعات میں انتظام

کو بنانا کرنے کے لیے ہوں کے دھماکے کیے جلتے ہیں میں بے شمار بگینا و مسلم مر جاتے ہیں ایسے مرے ہونے کو کون کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ایسے مقتولین شہداء کے حکم میں ہیں ان کو غسل نہیں دیا جائے گا کیونکہ یہ نما کے کسے والے افراد اسی نسبت سے مر رہے ہیں تاکہ مظلوم مسلمانوں کو باقی نقصان ہو اور عوام بیدار میں آرائش الیم کے متعلق کوئی قدم اٹھائیں۔

قال علامہ ابن نجیم: لان ما قصد به القتل فهو قسب و ما لا فلا۔

(مجموع الرائق ۳۲۰ ص ۱۹۶ باب الشہید) ۱۷۰

**ظلم کے تعین کے بغیر نبوی شہید کا حکم گناہ درست نہیں** | سوال:۔ ایک شخص کسی بگمرودہ پایا گیا، اس کے قتل کی وجوہات

لہ قتل علاؤ الدین کا سلف، ومنہ ان یكون مظلوماً لزم (بالک اعتباراً) (فصل ما الشہید)

ثم قال بوجہان الذین المرغینانی: وقتله المصلون ظلمًا ولم يجب بقتله دية فیکفی ویسفی علیہ کایفعل لا بد فی حق شہداء أحد وقال علیہ السلام فیہم قتلہم بظہم و دماہم ولا تقسوم قتل من قتل یا عذیبة ظلمًا و هو طاعی یاغ و لم يجب به عوض مالی فہو فی معنایہم فیلحق بہم۔ (فتح القدیر ۳۷۰ ص ۱۷۰ باب الشہید)

وَمَنْ قَتَلَ فِي تَبْسِيقِ الْحَقَائِقِ ۱۷۱ باب الشہید۔

معلوم نہیں کیا ایسی صورت میں اسے شہید کہا جائے گا یا نہیں ؟  
**الجواب** : اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم کے سپرد ہے ، البتہ ذمہ شہادت کا حکم نکلنے کے لیے جب تک اس کا مظلوم ہونا ثابت نہ ہو تو اسے شہید نہیں کہا جائے گا ۔

قال برهان الدين المرنغي في: أدلة المسلمون ظلياً ولغيره يجب بقتله دية الم  
 والهداية ۳۱ ص ۱۸۳ باب الشهيد )

**سوال** : - خاندانی اور قومی تنازعات  
 آپس کے تنازعات میں مرنے والے لوگوں کا حکم  
 میں آتے ہیں یا نہیں ؟

**الجواب** : - ایسے خاندانی تنازعات میں اگر مقتول نے فریق مخالفین کے قتل کیلئے اجتہاد نہیں کیا ہوا اور قاتل نے ویسا دانستہ دوسرے مسلمان کا حق ظلماً چھین لینے کا ارادہ کیا ہو تو یہ مقتول شہید کے حکم میں آتا ہے ، لہذا اس کا جنازہ بغیر غسل کے پڑھا جائے گا ۔

قال علاؤ الدین الحکامیؒ ، واذا عرفت شواهد الشهادت فمقتول اذا قتل  
 الرجل في المعركة او غيرها وهو قاتل اهل الغريب او قتل مدافعا عن نفسه او ماله  
 او اهله او احد من المسلمين او اهل الذمة فهو شهيد سواء قتل بسلاح او غيره  
 لاستجماع شواهد الشهادة في حقه ۔ (ردائع المعنائع ج ۱ فصل اما الشهيد) ۳۲۲

**سوال** : - ۱۹۹۷ء میں بھارت نے  
 دفاعی جنگ میں مرنے والوں کا حکم  
 پاکستان کو بڑا غم خورد محسوس کرنے کا ارادہ کیا تو پاکستان کی طرف سے دفاع کرنا جہاد میں شہد

لہ وقال علاؤ الدین الحکامیؒ ، ومنها ان يكون مظلوماً الخزيات المعنائع ج ۱ فصل اما الشهيد

وَيُكَلِّفُهُ فِي مَوَدِّ الْحَتَّار ۲ ص ۲۴۰ کتاب الجنائز باب الشهيد ۔

لہ وفي الهندية ومن قتل مدافعا عن نفسه او ماله او عمره المسلمين او اهل  
 الذمة باي آلة قتل بمسند يدا وجبر او حشيش فهو شهيد ۔ الخ

وافقوا في الهندية ج ۱ ص ۱۶۱ الفصل السابع في الشهيد

وَيُكَلِّفُهُ فِي الْحَرِّ الرَّائِي ۲ ص ۲ ص ۲۷ باب الشهيد ۔

ہوگا یا نہیں اور اس میں مرنے والے شہید ہوں گے یا نہیں؟

**الجواب :-** جو کھ پاکستان نے یہ جنگ اپنے دفاع کے واسطے لڑی ہے لہذا یہ دفاعی جہاد شمار ہوگا اس میں شہید ہونے والے مقتولین شہید اور شہداء ہوں گے۔

لما قال العلامة ابن ہدیہ: ودع عنك المقتول مدافعاً عن نفسه واماله واسلبن  
او اهل الذمة فانه شهيد لكن لا يشترط بمحور دفاعي لغير المحيط به محاوراً باب الشهيد

**افغانستان کے جہاد میں مرنے والوں کا حکم** | سوال :- افغانستان کے موجودہ جہاد کے دوران اگر کوئی قتل ہو جائے تو کیا

اس کو شہادت کا مقام ملے گا یا نہیں؟

**الجواب :-** جہاد افغانستان جو تکذیباً دین اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کیا جا رہا ہے لہذا اس میں حصہ لینا ضروری ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شہید ہونے والا اگر قتل ہو جائے تو وہ شہید ہوگا۔

لما قال العلامة ابن نجيم: الشهيد هو من قتلته اهل الحرب او البغي او قطاع الطريق او وجد في معركة دية او قتلته مسلم او مسلماً ولم يحيط بقطعه دية۔

راجع البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۳ باب الشهيد



لہ وفي الہندیۃ: ومن قتل مدافعاً عن نفسه واماله او دينه واهل الذمة  
بأي آلة قتل بعد يد. وحجر او خشب فهو شهيد كذا في محيط السرخس.

(انتاوی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۸ باب الشهيد)

وَمَثَلُهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲ ص ۱۹۴ باب الشهيد۔

۲۔ وقال العلامة اخصاصی: وكن ايكون شهيداً الموتى باغ او حربی وقاطع  
طريق۔ رد المحتار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۴ باب الشهيد

وَمَثَلُهُ فِي الْهِنْدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۸۸ باب الشهيد۔



**شہید کو دفنانے سے قبل یا بعد اپنے وطن واپس لانا** | سوال: جناب مفتی صاحب! میں جو شہید ہو جائیں تو ان کی لاش کو قبل از دفن یا بعد از دفن قبر سے نکال کر اپنے وطن لانا شریعت مطہرہ کی رو سے کیسا ہے؟ گناہ اور نقصان ثواب و عذاب جہنم میں ہو تو فرما کر مشککہ فرمائیں۔ نیز عوام انھاس میں یہ جو مشہد ہے کہ ہم نے فلاں میت کو اتنا عرصہ امانت کے طور پر دفن کر رکھا ہے پھر نکالنے میں جرم نہیں ہے، اس مسئلے کا کوئی شرعی قیوت ہے یا نہیں؟

**الجواب:-** ما اتاکم الرسول فخذوه وما نہیکم عنہ فانتہوا۔ (ذکر اسلام ایک مکمل دین اور مکمل قانون ہے۔ ہر ایک مسئلہ کے لیے اسلام میں جواز اور عدم جواز کی اصل اور دلیل موجود ہے۔ جن چیزوں کا تعلق مسلمانوں کو اس دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی سے ہے قرآن و حدیث اور دیگر مذہبی کتب میں ان پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسلمان کی زندگی اور موت سے وابستہ تینے احکام ہیں ان کی تفصیلات میں کمی بیشی کا کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی گئی، اور کسی شخص کی ذاتی رائے اور خواہش کو کسی دوسری دلیل دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔ مسلمانوں کو ہر حالت میں رضا یا انقضا کا شیوہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر تسلیم قدم کرنے اور طبع و فرائض پر رہنے میں اس کی کامیابی کا لازم مقرر ہے۔ مسلمان سے اس کی جان و مال اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں چلا کرے گا اور اللہ کے دشمنوں سے لڑ کر ان کو مغلوب کرے گا۔ اس کی کوشش کرے گا اور اس میں اگر اسے اپنی جان کی بازی بھی لگانا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ قرآن الہی ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَعَلْنَا لَكُمُ الْخُرُوجَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُخْرِجَكُنَّ مِنْكُمْ أَمَلٌ طَوِيلٌ يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنُ الْعَالَمِينَ** (مومنو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دولتوں میں سے تمہاری مالیتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے نکلنے کی اجازت دی ہے تاکہ تم لوگ اس سے یاد رکھو کہ جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا، ان کے لیے اس سے بڑا عذاب ہے۔)

مسلمان کی موت بھالی بھی واقع ہو جائے وہ اس کے لیے مبارک ہے اور ہرے تخت پر ہو یا خاک زمین پر لیکن اس سے ہر زاد درجہ بہتر و مبارک و سعادت ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی میں تلواروں کے مایہ تلکے واقع ہو جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں شہداء کی امتیازی شان اور اعلیٰ مدارج پر فائز ہونے کا جائز ذکر ہے۔ غیبی فی سبیل اللہ کی یہ

کتنی خوش قسمتی ہے کہ قیامت کے دن اسی خون میں موت پت قبر سے اٹھایا جائے گا۔ ہو کہ  
 معرکہ کارہا میں دشمنوں کے دھیمانہ اور جارحانہ حملوں کے وار سہہ کر اللہ کی راہ میں نکل گیا تھا۔  
 اسے مواقع میں ان اعلیٰ مدارج کی بنا پر شریعت نے شہید کے درجات کو استقلال اور صبر و  
 استقامت کا سہی و پل ہے۔ غزوہ اُحد میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ  
 رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور کافروں نے ان کے کان اور تاج کاٹ کر منسلو بنا دیا تو  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری چھوٹی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی نذر اٹھ لی کا غزوہ  
 میرے ساتھ نہ ہو کہ وہ کہیں گی کہ میرے چچا کو دشمنوں نے ایک نہیں کیا گیا تو میں اپنے چچا  
 کو ایسے ہی زمین پر چھوڑ دیتا اور وہ غم سے وہ پندے اگر ان کے گوشت و پوست کو  
 نوح ڈالنے اور ان کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں مجھے یہ برکتوں حاصل  
 ہوتی کہ میرے چچا کے گوشت و پوست کو درندوں اور ہرن وند کے پیٹ سے  
 جمع کیا جاتا اور میں کہتا کہ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان نے میری راہ  
 میں یہ قربانی دی ہے۔ یہ کتابت اتمام ہے اور کیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و  
 استقلال کا مظاہرہ فرمایا اور ایسے مواقع پر صبر و استقلال سے کام لینے کا امت کو تسلیم دیا۔  
 حضرت عذرا بنت جحش رضی اللہ عنہا ایک جان نثار اور عاشق رسولی صحابی ہیں جو ایک  
 باؤں سے لنگڑے تھے، غزوہ اُحد میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش کیا۔  
 اور ساتھ آپ کے بیٹے بھی شہید ہوئے۔ فریبوی نے خاندان اور بیٹے کو اونٹنی پر لاد کر مدینہ  
 لے جانے کا ارادہ کیا تو اونٹنی میدان اُحد سے چند دور آگے چل کر بیٹھ گئی، اور زح اُحد کی طرف  
 گویا اور باوجود کوشش کے مدینہ منورہ کی طرف نہ چلتی تھی۔ ابو حمزہ رضی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر  
 آتے وقت اس نے کچھ کہا تو نہیں سنا، تو میری نے کہا جی ہاں! قبل کی طرف منکر کے پر دعا کی تھی،  
 اللہ! لا تزدنی اٹھا اٹھلی۔ اے اللہ! مجھے میدان جنگ سے گھر واپس نہ لانا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا کہ ان کو یہیں دفن کر دو۔ چنانچہ وہیں دفن کئے گئے۔

ان فضائل و برکات اور بلند مراتب کی وجہ سے شریعت نے عام مردوں کے متعلق یہ حکم دیا  
 ہے کہ جہاں ان کی موت واقع ہو وہیں ان کو دفن کرنے میں بہتری ہے۔ کتب مذہب میں  
 میں یہاں تک لکھا ہے کہ آدمی کی جہاں موت واقع ہو جائے وہیں اسے دفن کرنا بہتر ہے سوا اور  
 اگر قبل از دفن اس کو دوسری جگہ متعلق کرنے کا ارادہ کر لیا جائے تو جائز ہے۔ لیکن جب ایک شخص اس کو دفن

کر کے اور پٹی ڈال دیا گئی تو اب قبر کھودنا اور میت کو نکال کر دوسری جگہ قتل کرنا حرام اور گناہ ہے، ہاں اگر کوئی ضرورت شرعیہ و غیرہ موجود ہو تو پھر ایسا کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً زمین منصوص ہو یا شفعہ پر نہ گئی ہو۔ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل عبارات :-

فتاویٰ مالگیری ج ۱ ص ۱۷۷ میں ہے، ویستحب فی القتل والمیت دفنہ فی مکان منہی مات فی مقبرہ او تلک نقوہ اور نقل قبل الدفن الی قد میں او یصلین خلا بآس بہ کذا فی خلاصہ۔ وکذا لو مات فی غیر بلد ویستحب توکله فان نقل الی مصو آخر کلا بآس بہ ولا ینبغي اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا کان فی الارض مخصوۃ او اخذت بشفعہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

در مختار میں ہے، ولا ینخرج منه بعد امانۃ القراب الا لخلق آدمی کان یکتون لازم مخصوۃ او اخذت بشفعہ۔۔۔ اس سے چند طوراً ترجمے در مختار میں ہے، کلا بآس بنقلہ قبل دفنہ۔۔۔ اس کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں، وما نقلہ بعد دفنہ فلا مطلقاً قال فی القفر والتفت کلمۃ المشائخ فی امریۃ دفن ابنہا وحی غائبہ فی غیر بلد ہا قلہ لکھدوہ وادت نقلہ علی انکلا یسمہا ذلت فتجوز شوذ بعض المتأخرون لا یلتفت الیہ واما نقل یعقوب و یوسف علیہما السلام من مصر الی الشام لیکتوبہ جمعاً یا قہد الکرام فهو مشروع من قبلنا ولہ یتوفیہ شرط کونہ مشروعاً لہنا۔ اھ

لقبار کرام کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ میت شہید ہو یا غیر شہید قبل از دفن اس کا ایسا جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن بہتر نہیں اور بعد از دفن تو بالکل جائز نہیں، قبر کھولنا اور میت کا اخراج حرام ہے۔ ہاں اگر ضرورت شرعیہ پیش آجائے تو جائز ہے، اور ضرورت شرعیہ کی حدود میں اوپر مذکور ہوئی ہیں۔ نیز میت کو کچھ عمر کے بچہ امانتاً دفن کر کے پھر نکالنا یہ سب وہی تباہی بائیں پیرا شریعت میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم

پیر علی بانسار کے قصے کے بارے میں تعارض کا ازالہ اسلوب۔ جناب مفتی محمد حنیف :  
 المسودہ فی سفینۃ فرماھا العبد بالنار فاحترقوا من ذلک و تعبدوا الی  
 سفینۃ اخوی فیھا المصفون فاحترقوا ذھب کلھم شھب اھ کل فی  
 الخلاصۃ و حکمہ (ای الشھیدین) انت لا یغسل ویصلی علیہ نذانی ان یحیط  
 السررحتی ویدفن بدنہ و یابہ کتفی انکاذ سے یہاں پتا چلتا ہے کہ اس  
 جنت میں حریق بنانار کو حقیقی شہید کے حکم میں داخل کیا گیا ہے، نہ کہ پانچواں آرام  
 نے حریق بنانار کو صرف افریقہ شہید میں شمار کیا ہے۔ برائے مہربانی اس تعارض کو  
 رفع فرما کر مشکوٰۃ فرمائیں ؟

اجنباب۔ حریق بنانار کے متعلق فتاویٰ ہندیہ قدر دیگر کتب فقہ کی مجازت میں  
 کوئی تعارض نہیں ہے اسب اپنے اپنے عمل کو ثابت سے باخلف صحیح میندیہ میں چلے اگر  
 آپ فتاویٰ ہندیہ کی مکتوبہ بن عمارت پر غور کریں تو اس میں خود مادہ انعماد و تہنیت  
 کی قید بہت واضح نظر آتی ہے جو کہ قید حجازی ہے اس لیے کہ دشمنی خواہ کسی بھی چیز سے  
 کسی مسلمان کو مردوا میں وہ شہید ہی ہوتا ہے۔ اور فتاویٰ ہندیہ کی عمارت میں دشمن کے  
 آل و رگانے سے بننے والے مسلمان کا حکم بیان ہوتا ہے وہ بھی حریق بنانار القدر کے  
 ساتھ خاص ہے عام اس سے علی کریم سے واسطے کا حکم الگ ہے، لہذا عام فقہاء ائمہ نے  
 صرف شہید خودی کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

ھکذا اذنا مفتی عبدالکریم، (اجنباب) یہ جگہ بالکل صحیح ہے کیونکہ دماہ  
 القدر بنانار کی قید ہے اور دشمنی خواہ کسی چیز سے مردوا میں ہر حال میں شہید ہوتا ہے  
 ورنہ حریق جس پر حکم شہید جاری نہیں ہوتا اس سے وہ مر رہے جو بدولت دشمنان  
 ویسے ہی مل کر مر گیا ہو۔ (ازالہ الحکام ۱۶ ص ۹۷ کتاب الجنائز و غسل و تدفین)





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ وَاقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰتَ  
 جُورِلُوْا اِيْمَانِ لِّلّٰهِ اُوْرَنِيْكَ عَمَلٍ كَرِهْتَ اُوْرَمَا زِيْرُ حَسْبُكَ اُوْرَنِيْكَ دِيْنِيْ  
 اَلَيْسَ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ  
 اِنَّ كُوْلَانَ كَمَلُوْنَ كَصَلَاتِكَ اَلَيْسَ اِيْمَانُ لِّلّٰهِ اُوْرَنِيْكَ عَمَلٍ كَرِهْتَ اُوْرَمَا زِيْرُ حَسْبُكَ اُوْرَنِيْكَ دِيْنِيْ

شورۃ البقرة : آیت ۷۷

## باب وجوب الزکوٰۃ

(زکوٰۃ کے واجب ہونے کے مسائل)

دو ہزار روپے میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟  
 سوال :- ایک شخص کے پاس دو ہزار روپے ہیں سو ان کے حوالہ سے زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :- نصاب زکوٰۃ ساڑھے باون روپے ہے تو زکوٰۃ چاندی یا سارے سات روپے، تو لہر سونا یا اس کی قیمت کے برابر نقدی ہے، لہذا اگر دو ہزار روپے چاندی یا سارے کی قیمت کے برابر نقدی ہو تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ اقل میں زکوٰۃ نہیں۔

المال الهندية : ومنها كوت المال نصابا فلا تجب في ما قل منه .

الفتاویٰ الهندیہ ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب الزکوٰۃ . الباب الاول فی تفسیرھا وصفتھا .  
 سوال :- اگر ایک شخص پر زکوٰۃ فرض ہو اور وہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں نیت کی اہمیت اور غریہ کو کہہ کر رقم صدقہ میں دے دے، کیا یہ اور بھی زکوٰۃ میں شمار ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ کی ادائیگی میں نیت انتہائی ضروری ہے، صورت میں ضروری رقم دیتے وقت خیرات و صدقہ کی نیت تھی تو ادائیگی کے بعد زکوٰۃ کی نیت کرنے سے یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، تاہم اگرچہ بچے کے وقت نیت کر کے نہ تھی لیکن بعد میں زکوٰۃ کی نیت کی اور رقم خیرات کی بجائے ہو تو ایسی صورت میں یہ رقم زکوٰۃ میں شمار ہوگی۔

لما قال العلامة ترمذی شیخ، و شرط صحة اداہا بانیت معارفة له ای الاداء بوجہ انما یصح کما لو دفع بانیہ ثم نوى و اما ان قائم فی ید المفقیر . والاداء بوجہ عن صدقہ والحقار ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ .  
 لہ قال العلامة الحنفی، و سبب اعتبارھا مطلق نصاب حول نیت، ثم لکن لہ علیہ تمام بأربع صفة علی تخرج مال المصاب . زاد اعتبار عن صدقہ اعتبار ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ .  
 و مشکوٰۃ فی البصر للرائع ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ .

لہ قال الفقیہ نظامی : و اذا دفع الی الفقیر بلا نیت ثم نوى عن الزکوٰۃ فان كان مال قارما فی الفقیر اجزا ۵ کاغذ . الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب الزکوٰۃ . الباب الاول فی تفسیرھا وصفتھا .  
 و مشکوٰۃ فی ملاقى الصلاح عن صدقہ طحطاوی ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ .

**سوال ۱۔** ایک آدمی سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو گیا ہے۔ جب تک اس کو جی پی فٹ و فیو ہک رقم حکومت نے عطا نہیں کیا تو اس پر نہ زکوٰۃ اور نہ فرض نہیں لیکن جب اس آدمی کو یہ رقم مل جائے تو کیا اس پر فوری طور پر زکوٰۃ اور نہ فرض ہو جائے گا یا سال گزرنے کے بعد؟

**الجواب۔** ایسے آدمی پر زکوٰۃ حلال نہ ہونے کے بعد فرض ہوتی ہے، یعنی جب اس آدمی کو تمام واجبات کی رقم مل جائے اور اس کا اپنی رقم پر قبضہ ہو جانے کے بعد سال گزر جائے تو پھر اس آدمی پر زکوٰۃ فرض ہوئی اور فوری طور پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی لیکن حج کے لیے حلال نہ ہونے کی وجہ سے صرف استطاعت شرط ہے۔

ما قال ابن نجیم: وانما لا يكونه حوبا ان يتم لحول عليه وهو في ملكه بقية من سنة لا زکوٰۃ في حال حتى يحول عليه الحول۔ قال في الغاية حتى يحول لان الحول انما يكون فيه وفي القصة الصيرة في الزکوٰۃ للحول القمري۔ (راجع الحائق ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الزکوٰۃ) لہ

**سوال ۲۔** زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے حوالہ سال کا اعتبار ہوگا۔ حوالہ کا ہونا جو ضروری قرار دیا گیا ہے تو اس سے کون سا سال مراد ہے؟ قمری یا شمسی؟ کیونکہ قمری سال شمسی سال سے نسبتاً کم ہے۔

**الجواب۔** فقہاء کا کہنا ہے اس مسئلہ میں قمری سال کو اعتبار دیا ہے اس لیے زکوٰۃ کے فرضیت میں اسلامی و قمری مہینوں کا شمار مابین ضروری ہے، اور فقہاء کا کہنا کہ شمسی سال کے مطابق قمری سال کی مقدار تین سو چوبیس (۳۵۴) دن آٹھ گھنٹے اور ساڑھے تالیس منٹ ہیں۔

کشاف شرح الوقایۃ: والسنۃ القمریۃ اثنا عشر شهرا قسریا و مدتھا ثلاث مائتۃ و اربعۃ و خمسون یوما وثلثۃ یوم وثلث عشر یوما۔ (شرح الوقایۃ ج ۲ ص ۲۸۲ باب العشیق)

ما قال فی الہندیۃ: ومنها حول الحول علی الہال الصیرۃ فی الزکوٰۃ

---

ما قال شیخ الاسلام الصواعق: وجبہ: ای سبب ان تراخا خلف نصاب حوول نسبتہ لحول لحوالہ علیہ۔ (طہ الحائر ص ۱۰۰ حدیث مختار ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الزکوٰۃ) و مشہد فی الہندیۃ ج ۱ ص ۲۸۲ کتاب الزکوٰۃ ص ۲۸۲ کتاب الزکوٰۃ فی تفسیرہا و



الحیوں والی اس حدیث پر امام ابو حنیفہ کتاب الزکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔  
**سوال** ایک شخص کے پاس تقریباً پندرہ سو تھانے تھے  
 کئی سالوں کی زکوٰۃ کا حکم اور کئی سالوں تک اس کا نام نہ لیا گیا ایک سال بھی زکوٰۃ نہ  
 دی گئی اب زکوٰۃ دینے کی کیا صورت ہوگی؟

**الجواب**۔ صورتِ سوم کے مطابق زکوٰۃ کی ادائیگی میں بنیادی لحاظِ قیمت کی ادائیگی کو اپنا  
 فقر و کی ضرورت کے پیش نظر اس لیے مذکورہ صورت میں اس شخص کو اگرچہ یا پھر گذشتہ کی زکوٰۃ سونے  
 کی مقدار سے فرض ہے، لیکن گذشتہ سالوں کا سرمایہ کر کے پندرہ سو تھانے سے کم ہو جانے کی مقدار پر زکوٰۃ  
 قیمت کے لحاظ سے تمام اسی سال سے سابق سال کی مقدار میں ہونا چاہیے۔

حاشیہ: فقہ حنفی، واللہ اعلم فی حق منہما راوی الذہبی و النفیہ و معمول و  
 تیار اولیٰ مطلقاً صانع الاستیفاء۔ ولا یؤتی جمل و النفیہ لا ینہما خلقاً فی ثانیہ کیہما  
 کیہما کا ما۔ سند المختار علی ص ۲۰۲ تحت باب زکوٰۃ سال ۱۰۰

**سوال**۔ صاحب مکن ہونے کے بعد  
 کیا زکوٰۃ علی الغنور واجب ہے یا نہیں؟  
**الجواب**۔ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ کیا زکوٰۃ علی الغنور واجب ہے یا نہیں؟  
 جو اگر زکوٰۃ کے فائل ہیں ان کے نزدیک وقفہ وقفہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہے، اور جو اگر علی الغنور

نے مال اعلیٰ میں عاید کیا: (تحت قولہ نسف الغنور) ان احوال فقہی کی لا شخصی۔  
 زکوٰۃ المختار ج ۲ ص ۲۰۰ کتاب الزکوٰۃ

فان اعلیٰ میں عاید کیا: قبیلۃ بالاصح فی الغنور وهو ثانیہ واریعہ و  
 خیرین و بعض یزعم۔ رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۰ باب الغنیم  
 و مشکوٰۃ فی البحر ج ۲ ص ۲۰۰ کتاب الزکوٰۃ۔

لے قال العلامة برہان ندین المرقیہ فی: وفي تہذیب و النفیہ و علیہما لو ینہما  
 الزکوٰۃ (الطہارۃ عن صدر فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۳ باب زکوٰۃ فی الاموال نفس فی الغنیم)  
 و مشکوٰۃ فی البدائع النصاب ج ۲ ص ۱۹۰ باب الزکوٰۃ فصل صفة هذا النصاب۔

کے قائل ہیں ان کے نزدیک زکوٰۃ سے گناہ لازم آتا ہے، اور صاحب ہند نے علی الغرور کو اجماع قرار دیا ہے جبکہ ابن الہمام شافعی، امام ابو حنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ بلا غرضتاً غیر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔  
لما قال الشیخ المسلمون: ونعجب علی الغرور صدق تمام المقول حتی یاثم بتاخیروہ  
من غیر عذر ودفدایۃ المیزانی علی الترائی حتی یاثم عند الموت والاول اصح کذا فی  
التلخیص۔ (افتاویٰ الہندیہ ج ۱ مشکاۃ کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول)۔

**زکوٰۃ کی ادائیگی میں وقت کا تعین کرنا**  
سوال :- بعض لوگ زکوٰۃ واجب یا رمضان کے  
بیسویں یا ادا کرتے ہیں، کیا اردوئے شرع اس سے کچھ  
کوئی وقت متعین ہے یا نہیں؟

الجواب: ما زید نے شروع زکوٰۃ کی ادائیگی مال پورا ہونے پر واجب ہے اس لیے اس  
میں کسی خاص بیچے کا تعین نہیں تاہم رمضان میں عبادات کی غفلت برتنے کو یہ نظر رکھنے ہوئے  
اس میں ادائیگی زیادہ مناسب ہے لیکن یہ واضح رہے کہ وجوب کے بعد رمضان تک مؤخر کرنے  
کے بجائے ہر گز کے بعد پہلے رمضان میں ادا کرے۔

لما قال العلامة الحسینی: وسببہ فی سبب فقر اضطرار فاعطى نصاب حولی نیۃ  
الحول لحولانہ علیہ۔ (الدر المختار ج ۲ ص ۲۵۱ کتاب الزکوٰۃ)۔

**سوال :-** ایک شخص کے پاس رمضان میں  
دس ہزار روپے نو سو تھوے دوسرے سال  
میں مزید مال آجائے تو اس میں زکوٰۃ کیا حکم ہے؟  
رمضان آنے پر اس شخص کے پاس پچاس ہزار  
روپے پائے گئے، ظاہر ہے کہ دس ہزار روپے پر تو سال گذرا ہے لیکن بقیہ چالیس ہزار روپے تو لاہ حولی

لے لانا لایعنی الحسینی: وافتراضہا عریضی فی الترائی ویصح ما یلحقہا فی غیرہ وقت تحریری لای واجب الغرور  
وعیۃ الفتویٰ کافی شرح الوہابیۃ۔ (الدر المختار ج ۲ ص ۲۵۱ کتاب الزکوٰۃ فی عمل من الباب السابۃ)  
ویشۃ فی الہدایۃ علی صدد فتح القدیر ج ۳ ص ۲۵۱ کتاب الزکوٰۃ۔

لما قال العسقلانی: وجوبہا عریضی، وشرط وجوبہا: اداھا لحولان الحول عن النصاب  
الاہل۔ (مرآۃ المفلاح ص ۳۸۹ کتاب الزکوٰۃ)۔

ویشۃ فی الجوہرۃ النبیۃ ج ۱ ص ۱۳۹، ۱۴۰ کتاب الزکوٰۃ۔

نہیں ہوا ہے تو کیا اس شخص کو دس ہزار روپے سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی یا پچاس ہزار روپے پر زکوٰۃ لازم ہوگی؟

**الجواب:** زکوٰۃ کے نصاب پر سال کا گذرنا ضروری ہے یہ ضروری نہیں کہ تمام رقم پر پورا سال گذرے۔ صورت مذکورہ میں دو یا تین سال جو آمدنی ہوئی ہے۔ اس سے بھی دفعان میں زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ ویسا کہ استفادہ اگرچہ دفعان کے جیسے ہیں آیا ہو پھر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

لما قال العلامة حسن بن عمار بن علی: وشرط وجوبها ان يحول الى الخواص من النصاب الاصل وما يستند في انشاء دخول في قسم ان يحال منه ويترك بقدر الحول الاصل سواء استيفاء بجماعة او ميراث او غيره وروى في الفروع عن صاحب طائفة من زکوٰۃ بلکہ

**سوال:** اگر ایک آدمی نے غفلت سے زکوٰۃ قضا نہیں کی صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟

اس کے بعد عن الشرع کیا حکم ہے آیا زکوٰۃ ساقط ہوگی یا پھر ادا کرنا ضروری ہے؟

**الجواب:** زکوٰۃ کے وجوب کے وقت جلدی اور نثرنا زیادہ متا سب ہے تاہم زکوٰۃ کسی وقت سے عاں نہیں کریں گے گذر جانے پر یہ قضا ہو بلکہ مدت گذرنے کے باوجود ذمہ خارج نہیں ہوتا۔

لما قال في الهندية: وتجب على الغني عند تمام الخواص حتى يا تم بتا غيره من غير عذر وفي رواية اخرى: حتى يا تم عند الموت وبك قول نعم۔

والفتاوى الهندية: انما الكتاب في زکوٰۃ ابواب الاول في غير ما تم بلکہ

لما قال العلامة المحقق: والمستند في وجوبه في احوال وسط الغني يضم الى نصاب من جنسه في تركه بعول الاصل۔ راجع المختار عن سرور المختار ج ۳ باب زکوٰۃ القسم ۱ ومنتكفا في الهندية ج ۱ من كتاب زکوٰۃ ابواب الاول في تفسيرها۔ الخ۔

ثم قال الشيخ الاسلام ابو بكر بن علي بن محمد: فان في الوجيع على قوم عند محمد حتى لا يجوز التواخي من غير عذر فان لم يزل لا تقبل شهادته لانه حتى الفقير وفي تاخير الاداء عنهم ضار لهم۔ راجع حقه الشريعة ج ۱ من كتاب زکوٰۃ۔

وعشرك في من في الفروع على مدار طحاوی ۸۸۸ کتاب زکوٰۃ۔

مکان کا نہ ہونا مانع وجوب زکوٰۃ نہیں | سوال :- اگر ایسے آدمی کے پاس نصاب کی مقدار سے زیادہ رقم موجود ہو لیکن اس آدمی کا ذاتی مکان نہیں ہے تو کیا یہ آدمی دوسروں سے زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں اور اس پر اس رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں ؟

الجواب :- ایک آدمی جب نصاب کا مالک ہو اور یہ رقم حاجتِ اصلہ سے فارغ ہو تو یہ آدمی زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے بلکہ اس کو خود بھی اس رقم کی زکوٰۃ دینی ہوگی، اگر ملکہ مکان نہ ہو تو یہ ایسا غنہ نہیں ہے جس کی وجہ سے اسے غریب شمار کیا جائے، جب تک یہ رقم خرچ نہ ہو تو ضرورت سے نہ ملے مستحق ہوں۔

لَقَالَ غُلَامٌ لِلَّذِي أَخْصَحْنِي، وَكَأَنِّي غَنِيٌّ يَخْشَى، قَدَمَ نَصَائِبٍ يَخْرُجُ عَنْ حَاجَتِهِ أَكْثَلِيَّةٍ مِنْ أَيْ مَالٍ كَانَ، زَالِدًا لِمَنْ رَغِلَ صَدْرُهُ اعْتَادَ بِهِ، بِمِثْلِ بَابِ الْفَصْرِ فِي الْمَنَاسِكِ

سوال :- ایک صاحب کا اپنا اپنی مدرسہ ہے، وہ مدرسے کی تمام ضروریات مثلاً مائتہ کی کتب، کچل کھال وغیرہ اپنی تربیت

سے ادا کرتا ہے، مہتمم صاحب نے شروع سے نیت کی ہے کہ مدرسے کے جس شعبہ میں زکوٰۃ جائے ہے تو وہاں ہی زکوٰۃ ہے اور جس میں زکوٰۃ جائز نہیں وہ میری طرف سے خیرات ہے، آؤ اب ہاتھ کے لیے موزانہ یا مالانہ نیت ضروری ہے یا ایک دفعہ ہی زکوٰۃ کی نیت کافی ہے ؟

الجواب :- اگر مہتمم صاحب زکوٰۃ کا مال جدا کرتے وقت نیت کریں اور پھر وہ سب مال شدہ رقم غنویٰ غنویٰ خرچ کریں تو دوبارہ نیت کی ضرورت نہیں بلکہ زکوٰۃ جدا کرنے وقت نیت کرنا ہی کافی ہے، اور اگر فقیر غنویٰ کر کے خرچ کرے اور پہلے سے نیت نہ ہو تو اس وقت نیت ضروری ہے ورنہ پھر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

لَمَّا فَاذَ الْبَازِلِيَّةُ: قَالَ كَلَّ تَصَدَّقْتُ فِي هَذِهِ السَّنَةِ مِنْ عَمَلِ الزَّكَاةِ ثُمَّ جَعَلَ يَتَصَدَّقُ لِعَمَلِ الشَّيْخِ الْإِسْلَامِ، وَكَأَنَّهُ يَدْفَعُ الزَّكَاةَ، وَأَمِنْ يَمْلِكُ نَصَابًا فِي مَالٍ كَانَ وَنَاسِيًا وَدَرَاهِمَ وَدَوَانِمَ أَوْ عَرَضًا لِلتَّجَارَةِ وَفَقِيرًا لِقَامَةٍ تَنْصَلِّحُ عَنْ حَاجَتِهِ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ حَتَّى أَفِي لَنْ هِيَ، (رِفَاؤِي السَّعْدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب الزکوٰۃ، باب تسامع في المصارف) وَمِثْلُهُ فِي خِلَافَةِ الْفَضَائِلِ ج ۱ ص ۱۸۸، الْعَفَسُ، بَابُ مَا فِي إِدَارَةِ الزَّكَاةِ۔

ولا يحضرها شئبة ان كان افرز جملة من المال له حرة وقد ان وقت ذلك لا فائدة لك  
 وقع الكل عن الصدقة وان لا - ربيعان يبعثوا حاشا بشرة جوشن ان ذوق عروق نوع اخر  
 اگر یہ معلوم نہ ہو کہ آدمی کب صاحب نصاب بن گیا تو کیا کرنا چاہیے؟ اسوال :- اگر  
 غنی یعنی صاحب نصاب ہونے کا علم نہ ہو کہ یہ کب صاحب نصاب ہوا ہوں، تو ایسے شخص  
 کے لیے زکوٰۃ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب :- ایسے شخص کو معنی مدت سے صاحب نصاب ہونے والے نصاب ہو تو اس  
 وقت سے حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرے، جب احتیاط کے پیش نظر مثل کرنا زیادہ احوط ہے۔

نادی بن نعیم المصنف، راجع الخلف الواجع وهو ترجیح جہتہ تصواب والوہم رجحان  
 جہتہ الخطا وما اکبر اراکی وغالب الظن فهو الضرف الواجع اذا خذ به انقلاب وهو ارجح  
 عند الفقہاء... وبعد اسطر وغالب الظن عندہم ملحق بالیقین وهو لذلک یستوی علیہ  
 الاحکام۔ (الاشیاء والنظائر ج ۱ ص ۳۳۳) اتفاقاً در اثبات یقین (الیزول) باشند

اسوال :- ایک شخص جو کسی سرکار  
 جو ان کا اصلہ کے لیے جمع کی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کا مسئلہ یا کر ایسے کام میں درپیش پڑے  
 ہو ذاتی مکان نہ ہونے کا وجہ سے اپنی تنخواہ سے اس نے نئی سالوں میں کچھ بچا کر رقم جمع کی  
 ہوئی ہو، یہ رقم اگرچہ ایک لاکھ روپے تک پہنچی ہو لیکن ذاتی مکان کے لیے زمین خریدنے اور  
 اس پر آبادی کے لیے یہ رقم کافی ہو، محض ذاتی ضرورت کی تکمیل کے لیے یہ رقم رکھی ہو تو  
 کیا جو زمین حوالے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ جبکہ اس رقم سے کسی قسم کی تجارت بھی

لہ قال: یون نعیم، وشهدا انہا بیئہ مقارنہ لئلا دام اول لعول ما وجب ان تصدق  
 بکلمہ - (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب الزکوٰۃ)

وتمثلت فی نہایتی عن صوم فتح بقدر ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب الزکوٰۃ -

لہ قال ابن عیینہ، رخصت قولہ ولودفع بہ غیر الخ، والظن ترجیح احدہما عن غیر دلیل والتحریر  
 ترجیح احدہما بغالب الدلیلی وهو دلیل یتوصل بہ اذ عرف العلم وان کان لا یتوصل بہ الی  
 ما یدعی حقیقۃ العلم - (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۸ باب المصرفت)

نہیں ہجرتی اٹھیں ہے کہ زکوٰۃ : داکر نے کہتے یہ تمام رقم ختم ہو جائے اور مکان بنانے کی خواہش  
پوری نہ ہو سکے ؟ اس بارے میں شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** وجوب زکوٰۃ کے لیے فقہائے فارغ عن الدین و عن حوائج الاصلیہ  
کی قید کا ذکر کیا ہے ، ایسی صورت میں کوئی اصلہ میں معروف اور شغولیت میں قریباً زکوٰۃ واجب  
نہیں لیکن جو رقم کسی ضرورت کی تکمیل مثلاً مکان ، اسلحہ ، کتب وغیرہ کے لیے رکھی گئی ہو اور جو رقم  
پر سال گذر جائے تو ایسی رقم میں وجوب زکوٰۃ کے بارے میں فقہاء کی رائے مختلف ہیں ، شیخ ابن  
الکسک کے نزدیک ایسی رقم محکمہ ضروریات میں مصروف ہے جو کم از کم معدوم ہو کر اس میں  
حوالات حوالے کے باوجود زکوٰۃ واجب نہیں ۔ فاذا اصاب عندہ دراهم بعد ما لا یلزم الاکثیاء  
وحال علیہا الحول لا تجب فیہا الزکوٰۃ ۔ علامہ ابن عابدینؒ کا میلان بھی اس طرف معلوم ہوتا  
ہے وہ فرماتے ہیں : فاذا کان لہ دراهم مستغنیہ بغير فہد فی تلک الحوائج صارت کالعدوم کما  
ان اللہ المستغنی بغير فہد اذا العطش کان کالعدوم وجا عندہ التیسم : لا یمکن ان یمسک  
فی عبادت سے ایسی رقم میں زکوٰۃ کا وجوب معلوم ہوتا ہے ۔ ویغفل ما فی العراج فی فسد  
زکوٰۃ للعرض ان الزکوٰۃ تجب فی التصدق کیفما امسکک للثما والنفقة ( ج ۳ ص ۲۸ )  
موجودہ وقت میں انسان کی غیر تنہائی ضروریات کے تقاضا کی صورت میں کسی شخص پر زکوٰۃ واجب  
نہیں ہے گی ، ہر شخص ایک بڑی رقم کسی عاملستان محل ، موٹر ، انٹرکمدیشن اور دوسری ضروریات  
زندگی خریدنے کے ارادہ سے رکھے گا جو اس کی ضروریات میں مصروف ہو کر زکوٰۃ کا موقع نہیں  
رہے گا ، اس لیے احتیاطاً ہر صورت میں زکوٰۃ ادا کی جائے گی خواہ یہ رقم مکان خریدنے کے  
ارادہ سے کیوں نہ ہو ۔ اگر فقہاء کی عبارات کو دیکھا جائے تو ان میں بھی فارغ عن الدین و عن  
الحوائج الاصلیہ لکھا گیا ہے ، اس پر کسی نے نہیں کھلے کہ خارج عن قیمة حوائج الاصلیہ یہ عبارت  
بھی وجوب زکوٰۃ کی نشاندہی کرتی ہے ۔

قال ابن عابدینؒ : ویختلف حال العراج فی فسد زکوٰۃ العرض ذل زکوٰۃ تجب فی التصدق کیفما  
امسکک للثما والنفقة ۔ ( رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲ کتاب الزکوٰۃ )

لے وقی حاشیۃ الطعطاوی علی صرافی الفلاح ، وهو مخالف لما فی العراج وابتدع ان الزکوٰۃ  
تجب فی التصدق کیفما امسکک للنفقة اول اللہ ( ص ۲۸۹ کتاب الزکوٰۃ )  
وتمشک فی حاشیۃ علی الدرود ص ۱۰۲ کتاب الزکوٰۃ ۔

سوال: حوائج اصاب سے نہ اندر رقم پر زکوٰۃ کا حکم اس سوال پر زکوٰۃ ردیوں کی تعداد کے  
جو رقم زائد ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

**الجواب:** اگر کسی کے پاس نقد روپیہ موجود ہو جو تمام حوائج اصاب اور قرض وغیرہ سے  
تالی ہوں، حوائج اصاب زائد عرف اور آلات سے بدلتے رہتے ہیں، جب تمام اخراجات ضرورت  
کے علاوہ جو رقم مقدار نصاب تک پہنچے تو حوالہ حوال سے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور انہوں  
سے زکوٰۃ لگانے میں سونا اور چاندی کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ اسی سے نقد رقم کا نصاب ایک  
مقرر نہیں ہو سکتا کیونکہ مسکنے اور چاندی کی قیمت بدلتی رہتی ہے اور نہ ہوتی رہتی ہے اس لیے مقدار  
نصاب میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

قال من زاد الدين لم يملكه، وسبب: فتاویٰ ہما ملک نصاب - قولی نام فارغ عن  
دين له مطالب من جهة نصاب دونادیه عن حاجته الاصلية لان المشغول بهذا لا يملك  
زاله والمختار علی صدقہ مقدار ۲۴۰ ۲۵۹ کتاب الزکوٰۃ: ۱۷۱

مختصر رقم میں ہر سال کی مختصرہ زکوٰۃ واجب ہونے کا حکم سوال: کیا فرماتے ہیں  
مختص رقم میں ہر سال کی مختصرہ زکوٰۃ واجب ہونے کا مسئلہ کے بارے  
میں کہ ایک شخص کے پاس نقد اتنی رقم ہو جو مقدار نصاب کو پہنچتی ہے اور کئی سال تک اس کے  
استعمال کی کویت نہ آئے تو کیا یہ شخص صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کر سکے گا یا اسے ہر سال کی مختصرہ  
زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

**الجواب:** اگر کسی شخص کے پاس نقد اتنی رقم ہو جو مقدار نصاب کو پہنچتی ہو یا نصاب  
سے زائد ہو تو سال کے گزرنے سے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اسی طرح چھٹے سال پر رقم مختصرہ  
رہے گی اور مقدار نصاب میں بھی کوئی فرق نہ آیا ہو تو ہر سال کی مختصرہ زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔  
قال علی بن ابی بکر المرعینی: الزکوٰۃ واجبة علی الحران اقل الباقی المسلم

لہ قال زین الدین ابن عیینہ، وملك نصاب حولی فارغ عن الدين و مؤخره لاصیفة  
نایم ولو تقدیراً (المعبر انرا فی ج ۳ کتاب الزکوٰۃ)  
و مشکند فی الہندیہ ج ۱ ص ۱۲۱ کتاب الزکوٰۃ۔

اذا ملك نصفاً ملكاً تاماً وحال عليه المول - والهداية ج ۱ ص ۱۹۵ کتاب الزکوٰۃ (ملح)  
 زکوٰۃ کی یکشست: ادائیگی ضروری نہیں | سوال :- اگر کسی کے پاس زکوٰۃ کی رقم موجود ہو  
 اور وہ کسی مستحق کو یا ان کے کچھ رقم بطور زکوٰۃ دیتا ہے  
 تو کیا اس سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- زکوٰۃ کی ادائیگی یکشست ضروری نہیں، فقط واریضے سے بھلا زکوٰۃ ادا ہو سکتی  
 ہے تاہم مجموعی طور پر ادائیگی کے وقت نیت ضروری ہے ورنہ ہر قسط میں نیت کرنا پڑے گی۔  
 قال علاؤ الدین الحنفی: «اد معارضة بعزل ما وجب كله او بعضه ولا يخرج من  
 العدة بانزل بل بأكاداد الفقهاء - والدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب الزکوٰۃ»

مہر ثل مال وجوب زکوٰۃ ہے | سوال :- اگر کسی کے پاس نصاب زکوٰۃ موجود ہو لیکن  
 منکوحہ کے حق مہر کی ادائیگی نامان اس کے ذمہ باقی ہو جائے  
 صورت پر شخص اگر حق مہر ادا کرے تو باقی مان نصاب زکوٰۃ سے کم رہتا ہے، کیا اس شخص پر زکوٰۃ  
 واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :- منکوحہ کا حق مہر مستقل حق ہے جس کی ادائیگی غلو نہ کے ذمہ وجب ہے،  
 اگر غلام نہ فوت ہو جائے تو منکوحہ کا حق مہر و بچہ قرض کی طرح موقوفہ جائیداد سے ورنہ اس کے ذمہ  
 تقسیم کرنے سے قبل سنبھا گیا جائے گا۔ غلو نہ کی اس ذمہ داری سے فراغت کے لیے حق مہر کی  
 ادائیگی یا منکوحہ کی طرف سے برضا و رغبت معاہدے کے طلاق اور کوئی صورت نہیں لہذا غلام نہ  
 کے ذمہ واجب الادا قرضہ ہونے کی وجہ سے یہ مانع وجوب زکوٰۃ ہے، اگر نصاب سے حق مہر  
 سنبھا کر کے باقی کا نصاب خریدا ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں رہے گی اور اگر بقایا مال نصاب کی مقدار

ملح قال علاؤ الدین الحنفی: «وَسَبِيْهُ اِىَّ سَبَبِ افْتَدَاهَا حَلْفُ نَصَابِ حَوْلَى تَامٍ -

والدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۵ کتاب الزکوٰۃ)

وَمَشْكُهُ قَالِ الْبَعْرَانِ ج ۲ ص ۲۰۵ کتاب الزکوٰۃ۔

قال زين الدين ابن نجيم، «وتوسط ادائها بآية معارضة بلا اداد بعزل ما وجب وانصدق

بكله - والبعراني ج ۲ ص ۲۰۵ کتاب الزکوٰۃ)

وَمَشْكُهُ فِي الْهِنْدِيَّةِ ج ۱ ص ۱۹۵ کتاب الزکوٰۃ۔



تک پہنچنا ہو تو پھر ہر مومن نہا کر کے بقایا رقم سے زکوٰۃ ادا کر جائے گی۔ قال ابن عابد بنی غارخ  
 عن دین بن مطلب عن جہمة اعیان سوار کان للہ کزکوٰۃ وحراج اول العبد ولو کفۃ و  
 متوجلاً ولو صدقاً لرجۃ التوجہ وفی حدیثنا فی التفسیر اند غیری مانع زکوٰۃ ہر کوئی (۲۳)  
 البتہ منکوہ کے حق میں وہیں قوی نہ ہونے کی وجہ سے جب تک حق میر وصول نہ ہوا ہو تو اس  
 نے ذمہ زکوٰۃ واجب الا دانہیں، منکوہ پر میر ٹول میں زکوٰۃ کے وجوب کا اعتبار رسول کے  
 بعد ہے گا تاہم اگر منکوہ کے پاس اس کے علاوہ نصاب موجوب ہو اور تو انہی حوالہ سے قبل  
 میر ٹول وصول ہو جائے تو پھر مال مستفاد کے حکم میں ہو کر تمام مال میں زکوٰۃ واجب ہے گی۔  
 قال الامام علیہ السلام: وعند قبض ما شئت مع حوکان الحول بعد کما یبعد قبض  
 من دین ضعیف وهو یدل غیر ما کہ ہر وہ یتیم المراد عن علی منذرہ ہمارے ہاں  
 باب زکوٰۃ الاولیاء ہے  
 خراج کے لیے جمع شدہ رقم میں زکوٰۃ کا حکم | کچھ رقم بیک میں جمع کی ہو اور رقم نصاب سے  
 زیادہ ہو تو کیا حوالہ نول کے بعد اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں ؟  
 | الجواب : خراج کے لیے رقم رکھنے سے زکوٰۃ ساکنہ نہیں ہوتی، جب تک یہ خراج نہیں  
 خرچ نہ ہوئی اور اس کی خبر زیارات سے نہ ہو تو اس پر حوزہ نول کے بعد زکوٰۃ واجب  
 رہے گی۔

قال ابن عابد بنی فی المعراج فی فصل زکوٰۃ العروض ان الزکوٰۃ تجب فی البعد  
 کبقما امسکہ الخ یا اول النسخۃ زکوٰۃ ہر کوئی (۲۴) کتاب الزکوٰۃ

لے اما قال الامامہ جو کچھ لکھا ہے: ومن خلف یخرج مھوا لمرأۃ فانہ یتبع وجوب الزکوٰۃ  
 عندنا معجل کان، و متوجلاً لا یتجد اذا طائسہ یزادہم۔ وقال بعض مشائخ ن سجون  
 کا یتبع لکاتہ غیر مخاطب بہ عادیۃ (۲۵) (۲۶) فی التبع انصاف ج ۲ ص ۲ کتاب الزکوٰۃ  
 ومثله فی المہندیۃ ج ۱ ص ۱ کتاب ترکۃ۔ الباب الاول۔  
 لے فان نریۃ الدین ابن نجیم، وینا غلہ فی العروہ الدریۃ فی فصل زکوٰۃ العروض ان الزکوٰۃ تجب فی  
 البعد کبقما امسکہ الخ یا اول النسخۃ۔ (۲۷) (۲۸) فی المعراج ج ۲ ص ۲ کتاب الزکوٰۃ  
 ومثله فی حاشیۃ الطحطاوی عن مطلق الشلاح ص ۳۸۹ کتاب الزکوٰۃ۔

منگنی یا شادی کے مال پر زکوٰۃ کا حکم | سوال : منگنی یا شادی کے لیے خریدے ہوئے سامان کی قیمت مقدار نصاب سے بہت زیادہ ہے ۔

الجواب : منگنی و شادی کے لیے جمع شدہ سامان جو کدہ یا کماں البیت میں داخل ہے اور اثاثہ البیت پر زکوٰۃ لازم نہیں ، اس لیے ضرورت مستور میں منگنی یا شادی کے سامان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے ۔

قال علی بن ابی بکر المرغینانی : ویس فی حداد المسکینی و ثیاب البدن و اثاثہ المنزل و دواب الرکوب و عید الخدمت و صلاح الاستعمال زکوٰۃ ۔

(المندیه ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ) ص ۱۸۱

شادی کے لیے جمع شدہ رقم میں زکوٰۃ کا حکم | سوال : ایک شخص نے شادی کے لیے کچھ رقم جمع کر کے جو کہ نصاب سے تجاوز ہے اور یہ رقم کئی سال اس شخص کے پاس موجود رہی لیکن پورے وسائل و ستر نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک شادی نہیں کی جبکہ یہ رقم ضرورت شادی کے لیے مختص ہے ، کیا اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں ؟

الجواب : واجب تک یہ رقم خرچ نہیں ہو تو شادی کی ضروریات کی وجہ سے محبوبہ کو متاثر نہیں ہوتی اور اس شخص پر بقاعدہ زکوٰۃ واجب ہوگی ۔ اسی طرح اگر والد نے اپنی اولاد کی شادی کے لیے رقم جمع کر ہو اور نصاب زکوٰۃ تک پہنچی ہو تو حلال ہونے کے بعد اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے ۔

وسب لزوم ادائها توجه الخطاب یعنی قوله تعالى : "قُلْ الزَّكَاةُ" و شرطه ای شرط فقره من ادائها حولان الحول و هو في منك و تفتيته المال كالدارهم و انما نا نير الثمينه ما تجارة باصل الخلفه فتزوم الزکوٰۃ کیضا اسکھما

لہ قال علاؤ الدین الحسینی ، ولا فی ثیاب البدن فتحتاج ایھا رفع الخرد البرجین مطلقا و انما الاستعمال و در مسکن و نحوھا ۔ و اندر المختار حق حد و رد المختار ج ۲ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ (مستقلہ فی المندیه ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ)۔

و لو تخففت عیالہ۔ (الذکر المختار عن صدرہ) المختار ج ۲ ص ۱۷۷ کتاب الزکوٰۃ) لہ  
گھر میں استعمال ہونے والے سامان میں زکوٰۃ نہیں | رکھ ہوئے سامان پر زکوٰۃ واجب  
 ہے یا نہیں؟ نیز ضرورت کا معیار کیا ہونا چاہیئے؟ بسا اوقات گھر میں متعدد دسترے اور کھانے  
 پینے کے برتن چڑے رہتے ہیں جن کی قیمت ہزاروں روپے تک پہنچتی ہے۔

الجواب ضرورت کے وقت جس سامان کے استعمال کی حاجت پڑے نو، اشیاء گھر میں  
 ضروریات کے زمرہ میں شمار ہوں گی۔ معاشرہ میں وقت کمالات اور تعلقات میں اختلاف کی وجہ  
 سے ضروریات میں تفاوت لازمی چیز ہے۔ اگر کسی مسلمان کے معاشی لحاظ سے اچھے گھرانے کی حالت  
 زیادہ سامان رکھنا ضروری ہے ابھر مال ضرورت کا کوئی مقصود معیار نہیں ہے۔ قال محمد  
 ابن عبد الباقي الزمخانی فی شرح النبی علی المواہب اللدنیۃ فکون یقتصر منه قدر  
 اوصفۃ علی قدر الحاجة الخ۔ وقال جفس الفرائض فی صدق شفعة ولا عند الاحتیاج الیہ  
 لکثرة حیفاتہ عادیۃ (۵۳ ص) تاہم تحریر گھر کے استعمال کے نام سے خریدی جائے خواہ  
 ضرورت کے لیے ہو یا ضرورت سے زائد ہو لیکن تجارت کی نیت سے نہ خریدی گئی ہو تو اس  
 میں زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ قرآن اور صدقہ فطر کے لیے ضرورت سے زائد اشیاء کی قیمت  
 مل کر اگر نصاب کو پہنچے تو بجز بقایا اور صدقہ فطر واجب رہے گا۔

قال الامام علی ابن ابی بکر الصغانی، ویس فی دوبر السکنی وشیاب البدن  
 واثاث المنازل ودواب الרכوب وعبید الخدمۃ وسلاح الاستعمال من کلوۃ۔  
 (المہذبۃ ۱۴ ص ۱۶۹ کتاب الزکوٰۃ) ۲۷

لہ وشرط وجوب ادائہا فی الحول وهو فی ملکہ ای فی غنیۃ المال  
 کا ذکر امام والدنا نیز۔ (حاشیہ لطلحی ص ۳۵۹ کتاب الزکوٰۃ حاشیہ الخطیبی)  
 وَمِنْهُ فِی الْمَهْدِیۃ ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب الزکوٰۃ۔

لستقوالا لعدم احصائیکم فکافی ثواب البدن الخراج الیہا لرفع المع والبدن من ملک واثاث  
 المنزل ودور السکنی وغیرہا۔ (الدر المختار عن حسنة الثام ج ۲ ص ۱۷۷ کتاب الزکوٰۃ)  
 وَمِنْهُ فِی الْمَهْدِیۃ ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب الزکوٰۃ۔

**تا بالغ اور محنون کے مال میں زکوٰۃ نہیں** | سوال بہ جناب مفتی صاحب: بالغ اور محنون کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟  
**الجواب:** زکوٰۃ کے وجوب میں خودی کا مائل یا بالغ ہونا شرط ہے لہذا بالغ برائے بالغ اور محنون کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

قال علی بن ابی بکر المرغینانی: وليس على المجنون والمجنون زكوة -  
 الهداية ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ -

**والد کے مال سے بیٹا بلا اجازت والد زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں** | سوال: اگر والد کے زیر زکوٰۃ فرض ہوئی ہو تو یہ زکوٰۃ بلا اجازت والد کے بیٹا کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب:** یہ غیر اجازت والد کے بیٹا اس کے مال میں سے زکوٰۃ نہیں دے سکتا، البتہ اگر والد کی اجازت کے بغیر بیٹے نے والد کے مال میں سے زکوٰۃ دے دی اور پھر والد نے ایسی حالت چمکی کہ وہ زکوٰۃ کی رقم فقیر (محتاج) کے ہاتھ میں موجود ملحق تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ والا فلا

ساقان فی الہندیۃ: رجل ذی زکوٰۃ غیر عن مال ذلک الفقیر جائزہ الملائک  
 فان کان المال قائماً فی ید الفقیر جائز ولا فلا۔ رختاوی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ باب اللی

**میت کی طرف سے زکوٰۃ دینے کا حکم** | سوال: ایک شخص نے اپنی حیات میں خود زکوٰۃ ادا نہ کی ہو تو اس کی وفات کے بعد اگر اس کے ورثہ اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنا چاہیں تو یہ زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہ؟

**الجواب:** اگر میت نے مرتے وقت وصیت کی ہو کہ میرے دستے اتنی زکوٰۃ کا دینا

لے قال العلامة فلا ذلک الذین المصکون، وشیر بن مفرح عفا عقی وبلوغ۔ الا

راہد المختار علی صدرہ المختار ج ۲ ص ۲۹۸ کتاب الزکوٰۃ

ومشئلہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲ کتاب الزکوٰۃ۔

لے قال المنس بن عمار علی: ولو مقارنتہ حکیتہ کالودیع بلانقہ ثم نوزی والمال قائم  
 بہا فقیر ولا یشرط علم الفقیر انہا زکوٰۃ۔ ورواق الفلاح مشئلہ کتاب الزکوٰۃ

ومشئلہ فی رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۸ کتاب الزکوٰۃ۔



قرض پر دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کا حکم | اس سوال :- ایک شخص کے پاس کچھ رقم موجود ہے جس کی زکوٰۃ وہ خوراد اگر اسے لیکن کچھ رقم اس سے عزیز و اقارب نے طلبہ قرض کی ہوئی ہے تو وہی باوجود قریب سہ سے دینا چاہے گا کہ کوئی صورت نظر میں آتی ہو تو ایسے قرض پر دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- اگر عزیز و اقارب اس قرض کا قرض کرتے ہوں یعنی قرض واپس کرنے سے شکر نہ ہوں تو وصول کی صورت میں گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی بھی واجب ہوگی۔ تاہم اگر یہ رقم یکشت حاصل ہو جائے تو رقم وصول ہونے ہی اس کی مقدار سے حساب کرے، ہم اس کو ان صراحت کرے۔  
ما قال علاؤ الدین بلصحتی، واعلم ان الديون عند الامام ثلاثة قوی ومتوسط وضعف  
مختب زکوٰۃ اذ تم ذهاباً ورجاء الحول نکلت کلا هو ذمیل عند یقین اربعین درہم یا منی  
القول وهو خمس النصاب من اربعین نفقۃ دینار مع تعبد رة نکلت بغیر اربعین  
درہم یا منی الدرہم (الفتاویٰ علی سند صحیح) ۲۵۵ باب زکوٰۃ المال)۔

کیٹی کی رقم یعنی جیسی میں زکوٰۃ کا حکم | اس سوال :- ہم ایسے افراد داخل کر ایک کیٹی بنائے ہیں جس میں ہر ایک نمبر پر ایک سو روپے یا ہزار روپے لگاتا ہے اور ہر اسکے آئیں قرضانہ کو سے نام نکلتے ہیں ہیں ابھی ہم تکمیل آتے تو جمع شدہ رقم لگیا رہے ہزار روپے یا اسے سے دی جاتی ہے اسی طرح انہیں ماویہ میران بنو آ یا تو یہی پرچہ پابست ہوں کہ ایس ماہ بھر میں نے جو رقم حاصل کی ہے اس میں زکوٰۃ کا کیا طریقہ کار ہوگا؟ رقم ملنے ہی زکوٰۃ دینی ہو گا یا مال سے ہے۔؟

الجواب :- اگر آپ پہلے سے صاحب نصاب ہیں تو اپنے نصاب کے ساتھ اس کیٹی ولی

۱۔ قال علامہ صاحبین عارض، نقیض من اقسام تودی ووسط وضعیف فانقوی وعودان، نقیض ومان التجارۃ اذ اقبضہ وکان علی مقی ولو مقلداً من باعد یہ بیعتہ وحقاً ناماضی ویتوالی وجوب الا... ان یقین اربعین درہم یا منی فخبہا درہم لان ما ذورب  
الخمس من النصاب عنک لا زکوٰۃ فیہ صح وکذا اقیما زکوٰۃ بحسابہ۔

۲۔ مرآۃ المفادح صفحہ کتاب الزکوٰۃ

وَمُعْتَدٌ فِي الطَّعْطَاوِي عَنْ مَوْاقِفِ الْفَيْزِ ص ۳۹۹ کتاب الزکوٰۃ۔



وان كان حاله ان شئ من ذلك لغافل. (ابن نصاب). (التهذيب ج ۱) كتاب الزكاة ج ۱

بیشی کے حق میں ہر کی رقم دالہ نے لی ہو | **سوال :-** ایک شخص نے اپنی بیٹی کا حق جو تقریباً  
توڑ کوڑ کس بار واجب ہے؟

**الجواب :-** اگر بیٹی نے شرم و حیا کی وجہ سے یہ رقم اپنے والد کو دے دی ہو تو اس  
بیمہ کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ میں رضا و سبب ضروری ہے، پس اس صورت میں زکوٰۃ نہ کی جائے  
ہوگی اور باپ کے لیے اس رقم کا استعمال جائز نہیں (التمیز) اگر بیٹی نے یہ رقم خوشی سے باپ کو  
دی ہو تو پھر باپ کے لیے اس کا استعمال جائز ہے اور اس رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

لما فی التہذیب: ومن كان له نصاب قامت فاحق انشاء الحول مالا من جنس خذ لی  
ماند وزکاۃ سوا ان كان المستفاد من مناشه او کلا و باع وجب استفاد منه سواء كان  
بمیراث او بعت او غیر ذلك ولو كان من غیر جنسہ۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱) ۱۷۵  
كتاب الزكاة، الباب الاول فی تنبیہا م ۱۷۵

**سوال :-** ایک شخص کے پاس بارہ ہزار روپے کے  
زیورات ہیں اور دس ہزار روپے کا وہ مقروض بھی ہے  
تو کیا اس صورت میں وہ بارہ ہزار سے زکوٰۃ دے گا یا قرض منہا کر کے دو ہزار سے دے گا؟

**الجواب :-** اگر اس آدمی کے پاس زیورات کے علاوہ کوئی دوسری رقم نہ ہو جس سے وہ  
قرض ادا کر سکے تو اس صورت میں وہ صرف دو ہزار روپے میں زکوٰۃ دے گا بشرطیکہ  
یہ رقم نصاب تک پہنچی ہو اور اگر قرض ادا ہو گیا کے لیے اور بھی کچھ ہو تو اس صورت میں بارہ ہزار پر

لے قال ابن عابدین: (و تحت قوله ذرغ عن حوث له مطالب من جهة الجاه) وهذا اذا كان  
لذین فی ذمتہ قبل وجوب زکوٰۃ فلو لوقته بعد ما لم تقطع زکوٰۃ لانها انما تنبت فی  
ذمتہ فلا یقطعها ما حق من لذین بعد انبوتہ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۱) کتاب الزکوٰۃ

و مشغلہ فی الہندیہ ج ۱ ص ۱۷۵ کتاب الزکوٰۃ۔ (باب الاول۔)

نہ قال ابن عابدین: (و تحت قوله فليس استفاد بميراث التجهية او شراء و حقیقہ۔) (الوزن) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)





**حلال و حرام سے مخصوص مال میں زکوٰۃ کا حکم** | سوال :- ایک شخص نے بینک کے سودی کے بعد سود کے اخلاف کی وجہ سے وہ رقم کئی گنا زیادہ ہو گئی، تو ایسی صورت میں اگر وہ شخص زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو کیا اصل رقم سے زکوٰۃ ادا کرے گا یا بچا سود گن رقم سے زکوٰۃ ادا کرے گا؟

الجواب :- اگر حلال اور حرام کی متعلقہ معلوم ہو تو حلال آمدنی سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی، اور حرام مال کے بارے میں اصل حکم یہ ہے کہ اگر وہ کسی اور شخص کا مال ہو تو اس کو واپس کیا جائے اور جہاں کہیں مالک معلوم نہ ہو سکے تو بلا تینت ثواب خیرات کر دیا جائے تاکہ حرام مال سے ذمہ فارغ ہو جائے، اور اگر مالک کا ذمہ نہیں بنا ہو، ورنہ دونوں حرام اور حلال مال سے مجموعی زکوٰۃ دینا چاہیے تو یہ بھی اس کے حق میں باعزت و تحفیض ہے، جس کی طرف سے حلال مال سے تو زکوٰۃ ادا ہو چکے گی اور حرام مال میں زکوٰۃ کے نام سے ادا شدہ رقم سے اس کی ذمہ داری خالی ہو گئی، ایسی حالت میں اگر حلال اور حرام میں تمیز نہ ہو سکے اور دونوں قسم کا مال اکٹھا ہو تو پھر بھی یہی حکم ہے؟

ما قال ابن قیم: ولذا قالوا لو ان سلطاناً غضب مالا و غلطه صادف مالا حلالاً حتى وجبت عليه الزکوٰۃ وورثه عنه على قول ابو حنیفۃ لان غلطه وولعه بدراهم غیر مغلطاً استلزاماً اما على قولهما خلا۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۵) کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷

**سوال :-** آجکل بہت سے سرکاری اور غیر سرکاری محکمات میں برادیرٹن فیکٹری زکوٰۃ کا حکم ملازمین کی تنخواہ سے کچھ رقم کاٹ لی جاتی ہے، اند کچھ رقم محکمہ کی طرف سے ملاکر اس رقم کو ملازم کے نام پر جمع کرتا ہے، اور یہ رقم ملازم کو ملازمت کے ختم کرنے سے قبل نہیں دی جاتی بلکہ ملازمت ختم ہونے پر ہی دیا جاتا ہے، یہ ادا صرف

لما قال ابن حبان: يخرج زکوٰۃ المال الحلال من مالي حرام ذكر في الوهب نية الله يعني عند البعض ونقل القوليين في الفتاوى وقال في البزازية قول في المال الخبيث الذي وجبت صدقته ان يتيه من الزکوٰۃ وقع تحكما اعمى في الذي وجب انتداف به لجله اربابه۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۱) مطلب في اقصى من اقل المالك في الفتاوى في اقصى نواع أخر وبيته في البزازية على هامش انه يدية ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الزکوٰۃ۔

میں اس رقم کو براویزٹ فڈ ٹرسٹ میں کیا ایسی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** کوئی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ جو ملازم کی خواہش سے جبراً کچھ رقم کاٹتا ہے اور باوجود ملازم کی ممکن ہو سکے اس کی پر ملازم کو تعزیر و قبضہ حاصل نہیں ہوتا تو نقد و غیر نقد کے معافی اس پر زکوٰۃ نہیں۔ علامہ ابن ابراہیم نے کتب الفقہ میں فرمایا ہے: ردی ابن ابی شیبہ فی معتقد عن حماد بن میمون قال قال اخذ الولید بن عبد الملک مایوز من اهل اوقفة یقال له ایو عا ثلثة عشرین الفا فلما فی بیتا لمان فلما ولی عسیر بن عبد العزیز اتاه ولده فرفعوا مظالمہم الیہ فکتب فی میمون ان ادفعوا الیہم اموالہم وخذوا زکوٰۃ ما معہم هذا الا ان یموت بمریض ضعیف میں شامل ہے جو وصولی کے بعد حوالان حوال سے اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

قال علما الدین الحنفی، وعند قبض ما تین مع حوالان حول بعدہ ای بعد قبض من وین ضعیف وهو بدل غیر مال کمہودیدۃ و بدل کتابہ و صلح - والدر المختار علی ص ۷۷ المختار ج ۲ باب زکوٰۃ المال آملہ

**شیراز پر زکوٰۃ کا حکم** :- اس جلدی دور میں شیراز کا کاروبار رون پر ہے جس میں مشترکہ سرمایہ نصاب زکوٰۃ سے کمی گناں زیادہ ہوتا ہے لیکن ان کو تقسیم کیا جائے تو بعض حصہ داروں کا حصہ نصاب تک پہنچتا ہے اور بعض کا نہیں تو اس میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** زکوٰۃ کے معاملہ میں جیسا کہ مال کا نصاب تک پہنچنا ضروری ہے بالکل اسی طرح مرکز کا بھی صاحب نصاب ہونا ضروری امر ہے۔ یہاں اگر مشترکہ مال نصاب زکوٰۃ سے زیادہ ہے لیکن تقسیم کے بعد بعض حصہ داروں کا حصہ نصاب زکوٰۃ تک پہنچتا ہے اور بعض کا نہیں اس لیے شیراز کے کاروبار میں مشترکہ مال پر زکوٰۃ نہیں بلکہ ہر حصہ دار کے حصہ پر زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ حصہ دار صاحب نصاب بن سکتا ہو۔

---

لے قال زین الدین بن نجیم، ولی الضعیف لا تجب ما لم یقبض نصاباً ویعول الخول بعد القبض علیہ - ر: البحر الرائق ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ  
و مثله فی التہذیب ج ۱ ص ۱۸ کتاب الزکوٰۃ۔

لسا قول العلامة المحقق: لا تجب زكوة عندنا في نصاب مشترك من سائمة  
ومال تجارية وإن صحت المصلحة فيه .... وإن تعدد النصاب تجب (جداً) أو لا يجوز  
بالخص من ديانته في الحادى فإن بلغ نصاباً أحدها نصاباً زكوة دون الآخر -

والدر مختار على صدره المختار ج ۲ ص ۳۳ باب زكوة السائمة له

**سوال** : بعد شراعتی مشترک اگر دو ہر کسی میں ورع میں کہ  
نیت زکوٰۃ پر زکوٰۃ کا حکم | ایت نصاب زکوٰۃ سے مجوز اور ہے، لیکن اگر اس کو تقسیم  
کیا جائے تو ہر ایک کے حصہ کی مالیت نصاب زکوٰۃ سے کم ہے، تو کیا اس پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب  
ہے یا نہیں؟

الجواب : زکوٰۃ کے یہ جس طرح مال کا نصاب تک پہنچا ضروری ہے اسی طرح ضروری  
اور نیت زکوٰۃ دینے والے کا حصہ نصاب ہو یا بھی ضروری ہے۔ صورت مسودہ میں اگرچہ مشترک  
مالیت نصاب زکوٰۃ سے زیادہ ہے لیکن اگر تقسیم کرنے کے بعد ہر ایک کا حصہ نصاب تک پہنچتا  
ہو تو اس مالی مشترک پر زکوٰۃ نہیں آتا۔ مگر مالیت اس قدر ہو کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو  
ہر ایک کا حصہ اس نصاب تک پہنچا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

لما قال العلامة ابن کثیر: کاساؤن، فاما اذا كانت مشتركة بين اثنين فقد اختلف فيه قال  
اصحابنا انه يعتبر في حال المشتركة ما يعتبر حال الافراد وهو ان النصاب في حق كل واحد منهما  
فان كان نصيب كل واحد منهما يبلغ نصاباً تجب زكوة ولا خلاف - (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳)

لما قال العلامة الكاساؤن: فاما اذا كانت مشتركة بين اثنين فقد اختلف فيه قال صاحبنا انه يعتبر  
في حال المشتركة ما يعتبر حال الافراد وهو ان النصاب في حق كل واحد منهما فان كان نصيب  
كل واحد منهما يبلغ نصاباً تجب زكوة ولا خلاف - (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳ كتاب الزكوة)  
وَمُسْتَفْتَى فِي شَرَحِهَا نِجَۃ ج ۲ ص ۲۹۵ كتاب الزكوة .

لما قال العلامة المحقق: لا تجب الزكوة عندنا في نصاب مشترك من سائمة ومال تجارية  
وإن صحت .... وإن تعدد النصاب تجب (جداً) .... فان بلغ نصاباً أحدها نصاباً زكوة  
دون الآخر - (الدر مختار على صدره المختار ج ۲ ص ۳۳ باب زكوة المائى)  
وَمُسْتَفْتَى فِي شَرَحِهَا نِجَۃ ج ۲ ص ۲۹۵ كتاب الزكوة .

**سوال :-** جدید بینکاری نظام میں ایک شخص نے پانچ سال پہلے ایک رقم پر زکوٰۃ ادا کی تھی۔ اس وقت اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** منغیر کے نزدیک زکوٰۃ کے وجوب کے لیے اگرچہ ملک نام کا ہونا ضروری ہے، لیکن اگر کوئی شخص اپنے اختیار سے اپنا مال دوسرے کے حوالہ کرے اور دوسرا شخص اس کا مقصد ہو لیکن سرمدست دینے والا مال پر قبضہ نہ کر سکتا ہو تو یہ زکوٰۃ میں داخل ہے۔ اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوئی مگر ادائیگی اس وقت ضروری ہے جب وہ مال بغیر میں جائے بنڈا بینک کے فلسفہ پانچ سال میں زکوٰۃ فرض ہے مگر ادائیگی بوقت وصول لازمی ہوگی۔

ما قال: الحنفی، لو كان الثمن على مقرض، وعنى معسر او مفلس، اي هل كان افلا<sup>۱</sup>  
او على جاهد عليه دينه وعن محمد لا زکوٰۃ وهو يعصم زکوٰۃ من ملك وغیرہ كان الیہ  
فلا تقبل او علم به فان سبغی ان اسنی به عدم الغنا و عدم الغنا فی فوض الی ملک،  
لزم زکوٰۃ ما مضی، و لزم الغنا علی صمد رد المختار ج ۲ ص ۲۶۴ کتاب زکوٰۃ، لے

**سوال :-** جناب مفتی صاحب! میرا پس ۵۰ ہزار روپے انعامی بانڈ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر واجب ہے تو کب ادا کر جائے گا؟

**الجواب :-** فقہاء کرام نے زکوٰۃ کی زمین اقسام بھی ہیں جس میں زمین وسطیٰ تعریف بانڈ پر صادق آتا ہے اس لیے کہ بانڈ پر خود مال نہیں بلکہ یہ اس مال کی سی ہے جو آپ کا حکومت یا کسی پرائیویٹ ادارے کے پاس قرض کی شکل میں موجود ہے اس لیے بانڈ کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن جب یہ بانڈ مالیت کی شکل اختیار کر کے آپ کے اختیار آجائے تو گزشتہ اور موجودہ سال سب کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگی۔

ما قال: العلامة الحنفی، و نوحسان الثمن علی مقرضی او علی معسر او مفلس، اي  
لے قال الامام الرضا في، لو كان الدين على مقرض او معسر عيب الزکوٰۃ لا كما ان رسول  
فيه ابتداء لے۔۔۔ فان اس، لما حتم، فحق الغنى يجب الزکوٰۃ اذا كان له مال و يترافى  
الاداء الى ان يقضى أربعين درهماً ففقط درهم، (فتح المندوب ج ۲ ص ۱۲۷ کتاب الزکوٰۃ)

محکمہ بائبل سائنس، دہلی جامعہ عربیہ پیشہ..... فوصل الی ملک لازم زکوٰۃ ماضی۔

والدہ المختار علی صدر رد المختار ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الزکوٰۃ ۱۷

سوال ۱۰۔ اگر کسی کے پاس پرزہ یا نذر ہوں اور وہ میں پرزہ یا نذر زکوٰۃ میں دینے کا حکم

الجواب ۱۰۔ بانڈ خود مال نہیں بلکہ یہ اس مال کی رسید ہے جو حکومت دینک دلوں کے پاس آپ کی نیت کی صورت میں موجود ہے جبکہ زکوٰۃ میں غلبہ مال ضروری ہے اور زکوٰۃ کے ایک اہم شرط ہے جو یہ مال مفقود ہے اس لیے زکوٰۃ میں پرزہ یا نذر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

لما قال العلامة الحسینیؒ: ہی تسلیک خروج الا باحۃ فلو اطعم ناویا الزکوٰۃ لا یجوز الا اذا دفع الیہ الطغوم..... جزء مال خرج التبعة فلو اسکن فقیرا دارہ سنۃ ناویا

زاجہ ۱۰۔ والدہ المختار علی صدر رد المختار ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الزکوٰۃ ۱۷

سوال ۱۱۔ بیک کے

شورس سے جو منافع حاصل ہوتا ہے کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب ۱۱۔ بیک یا دیگر سودی اداروں کی طرف سے جو منافع ملتے ہیں وہ بظاہر سود ہے جو از روئے شرع حرام ہونے کی بنا پر واجب النقص ہے اس لیے اس منافع سے جو منافع پر زکوٰۃ نہیں، البتہ اگر یہ سود اصل مال کے ساتھ خلط ہو اور غالباً عدول مال کا ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی، فقہی وظاہر میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ۔

لما قال العلامة الحسینیؒ: ولو خلط السلطان المال المصنوب بحالہ ملک

لہ ما قال العلامة بروجان الدیج المرفی تافہ، لو کان الذین عن حق منی، ومصر وجب

الزکوٰۃ لا مکان لومولہ ایہ۔ قال ابن الہمام تحت قولہ..... فی التوی تب زکوٰۃ فا حال

الحول دین فی الاموال ان یقبض اربعین دھما فیہا دھم۔ رقم القدر ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الزکوٰۃ

۱۷ لہ ما قال اکامام البوائکات الشنی، ہی تملیک المان من فقیر مسلم فقیرا فقہی ولا یسکایہ

دکنندہ قائم علی ہا حق البجرا لائق ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الزکوٰۃ

فنجب الزکوۃ فیہ ویورث عنہ لکن الخلف استہلاک اذا لم یسکن تمییزاً عندی حنیفہؒ

واللہ المختار علی حدیث دناعتار ۲ ص ۶ ب زکوۃ الغنم

پیشگی گرایہ کی رقم میں زکوۃ مالک پر ہے نہ کہ گرایہ دار پر | سوال :- آجکل بازاروں میں

بڑی بڑی مارکیٹوں کے مالک دوکاندار گرایہ دار سے پیشگی گرایہ لینے ہیں، اس پختہ رقم سے مالک دوکان ہر ماہ پنا گرایہ منہہ کرتے ہیں وہ سوال یہ ہے کہ اس رقم کی زکوۃ کس پر واجب ہوگی یعنی کون زکوۃ ادا کرے گا؟ مالک دوکان یا گرایہ دار؟

الجواب :- فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگی گرایہ لینے سے مالک دوکان جس گرایہ کا مالک بن جائے، دوکاندار اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا، اس لیے اس مالکیت کی زکوۃ بھی مالک دوکان ہی پر واجب ہے، اور وہی ادا کرے گا، دوکاندار گرایہ دار پر واجب نہیں۔

لما قال الشیخ ابن الہمام: واما زکوۃ الاجرة المعجلة عن سنین فالا جارة الطویۃ  
نقی یفعلہا بعض الناس عقوداً ویشترون الخیار الثلاثۃ ایام فی رأس کل شہر  
فنجب علی الذبح لانہ ملکھا بالقبض۔ (فتح القدیر ۲ ص ۶ کتاب الزکوۃ) سلمہ

زرمخانت کی رقم میں زکوۃ کا حکم | سوال :- آجکل انگریزی قانون کے مطابق کوئی زرمخانت رکچہ نقد رقم، وصول کرتا ہے جو کہ حکومت کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے، تو اس رقم کی زکوۃ کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- زکوۃ کے وجوب کے لیے اہم شرط ملکیت نامہ ہے یعنی مالک مان کے ذمہ کا گئی مالک ہو اور اس پر ہر وقت تصرف کر سکتا ہو یعنی اس کے قبضہ میں ہو۔ یہاں زرمخانت کی رقم اگرچہ اصل زرمخانت جمع کرانے والے کی ملکیت ہے لیکن بطور زرمخانت جمع کرنے کے بعد اس

سلمہ قال العلامة ابوبکر الکاسانی: ذکر الشیخ الاحام ابو بکر محمد بن الفضل فی التجارة الطویلة التي تعارضها: هذا یعنی ان الزکوۃ فی الکأجرة المعجلة تجب علی الذبح لانہ ملکھ قبل الفسخ۔ (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۶ کتاب الزکوۃ)

کے تصرف اور قبضہ سے خارج ہو کر حکومت کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے جس میں کلیتہً تمام باقی ذریعہ اسلئے مالی مرہون کی طرح اس میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

لما قال العلامة المحقق، وكلاهما مرهون بعد قبضة۔ قال ابن عابدین، انما على المرتهن عدم ملك الرقبة وكلاهما على الواهن لعدم اليد واذا استردوا الواهن لا يزكي عن السنين الماضية۔ والظاهر انهما على صدر مدق المختار ج ۲ ص ۲۶۳ کتاب الزکوٰۃ ملخص

سوال۔ اگر ایک شخص کسی کے پاس کوئی چیز رہن رکھی (رہن (رکوی) پر زکوٰۃ کا حکم) رکھے تو اس رہن کی زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟

الجواب، زکوٰۃ میں مالیت کا ایک تمام ہونا ضروری ہے کہ وہ شخص اس مال کا ملکی مالک ہو جو نہ رہن میں رہن ملک تمام نہیں ہے اس لیے کہ رہن اس کے ہاتھوں سے باہر ہے اور نہ رہن کو ملک تمام حاصل ہے اس لیے کہ اس کو ملک رقبہ حاصل نہیں اسلئے نہ رہن زکوٰۃ کی مالیت کی زکوٰۃ کسی پر واجب نہیں نہ رہن پر اور نہ رہن میں پر تاہم جب رہن کسی ایک کا ہو جائے تو پھر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

لما قال العلامة المحقق، وكلاهما مرهون بعد قبضة۔ قال ابن عابدین، تحت قوله انما على المرتهن عدم ملك الرقبة وكلاهما على الواهن لعدم اليد واذا استردوا الواهن لا يزكي عن السنين الماضية۔ والظاهر انهما على صدر مدق المختار ج ۲ ص ۲۶۳ کتاب الزکوٰۃ ملخص

لما قال العلامة ابن نجيم المصري رحمه الله: وأطلق المالك فأنصرف إلى الكامل وهو المملوك رقبته ويد..... ومن موانع الوجوب الرهن إذا كان في يد المرتهن لعدم ملك اليد۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶ کتاب الزکوٰۃ)

لما قال العلامة ابن نجيم المصري رحمه الله: وأطلق المالك فأنصرف إلى الكامل وهو المملوك رقبته ويد..... ومن موانع الوجوب الرهن إذا كان في يد المرتهن لعدم ملك اليد۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۶ کتاب الزکوٰۃ)





اس سے حاصل شدہ مال پر زکوٰۃ واجب ہے

لما قال العلامة المحقق :- «ومع بيع غير الخمر مما صرفناه وصحة بيع الخمر ولا يوجب»  
قال العلامة ابن عابدین: تحت قوله «ومع بيع الخمر» ای عندہ خلافاً لهما فی البیع والفتیان  
نکي القسولي علی قوله قد ابيع وعلي قيله ان الفتیان. (رد المحتار ۴/۵۹۶ کتاب الاثر) ۱۰

**طویل الیعاد قرضوں میں زکوٰۃ کا حکم** | **سوال :-** بعض لوگ بینکوں سے طویل مدت کیلئے  
قرض لیتے ہیں کیا ایسے قرضے دھوپ زکوٰۃ سے اہل حج مانع  
ہیں جس طرح کہ دوسرے قرضے مانع ہیں؟

**الجواب :-** اس مسئلہ میں فقہاء کلام کی دو رائے ہیں لیکن قاعدہ اللہ کا ہر کے لئے ہے  
جس کو مخالفین فقہاء نے رائج بھی قرار دیا ہے وہ یہ کہ ایسے قرضہ جات مانع زکوٰۃ نہیں۔

لما قال العلامة ابن عابدین: «تحت قوله (ومشعلا) هذا في المعراج التي شرحها  
وقال عندئذ حنفية لا يمنع وقال العديد الشهد كإرواية فيد وكل من المنع وعدمه وجد  
والنفسهاني عمداً هو والقبيص غير مانع

(رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۱ کتاب الزکوٰۃ) ۱۰

**میت کے ترکہ سے زکوٰۃ کا حکم** | **سوال :-** اگر کوئی آدمی جس پر کہ زکوٰۃ فرض تھی بغیر  
ادائیگی زکوٰۃ کے مر جائے تو کیا بعد الموت اس کے ترکہ

۱۰ لہذا قال الشيخ الفقيهات الله الدهلوي: «فيون» ہر سنا بھنگ کو کہیں یہ تمام چیزیں پاک ہیں اور ان  
کا ادویات میں خارجی استعمال جائز ہے والبتہ انصر کی غرض سے ان کو استعمال کرنا ناجائز اور حرام  
ہے، مگر ان سب کی تجارت بوجہ فی التکرید مباح الاستعمال ہونے کے مہات ہے۔

**دکھائے الفتی جلد ۱ ص ۱۱۱ چھٹا باب ماکولات وشروبات**

۱۰ لہذا قال الشيخ الفقيه عزير الرحمن: «میر مؤجل» میں اس کتاب میں اس کتاب میں صبح مذہب کے مولفین  
مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے البتہ یہ دین میر مؤجل روپیہ موجود ہے وضع نہ کیا جاوے بلکہ تمام  
روپیہ سے زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۱ ص ۱۱۱)  
پہلا باب شرائط وصفت زکوٰۃ



**سوال:** میں نے بالغ بننے (اور یمونوں کے مال میں زکوٰۃ کا حکم) مال میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب:** زکوٰۃ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ دینے والا مکلف ہو یعنی مائل و بالغ ہو۔ اس لیے فقہ حنفی کی تحقیق کے مطابق نابالغ اور یمونوں کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں البتہ یمونوں میں شرط یہ ہے کہ وہ سال بھر یمون رہتا ہو اور اس دوران اگر وہ کسی وقت بھی صحیح اور بالکل اندر دست ہو جائے تو مالک نصاب ہونے کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

لما قال العلامة بوجوبه على من هو العاقل العاقل... فليس الزکوٰۃ على من هو یمون و یمون و اذ وجد منه یمون في السنة كلها. (اجوهرة النيرة ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۸۱)

**سوال:** اگر ایک شخص کے پاس

زمرہ تجارت اور دیگر قیمتی پتھروں میں زکوٰۃ کا حکم! میرے زمرہ اور دیگر قیمتی پتھر موجود ہوں مگر تجارت کے لیے نہ ہوں تو کیا اس شخص پر ان تجارت کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب:** تمام وہ قیمتی پتھر جو تجارت کا غرض سے اپنے پاس نہ رکھے ہوں لیکن شغل رکھے ہوں تو ان پتھروں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

لما قال العلامة للخصم... لا زکوٰۃ في اللآلئ و الجوهر الا ان يكون للتجارة... (الدر المختار علی مدہ و المحتار ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۸۱)

لما قال العلامة كمال الدين الباق... وليس على نفسي و یمون زکوٰۃ خلافاً لما في... ولو افاق (الیمون) في بعض السنة فهو بمنزلة افاقته في بعض الشهر في القوم يعني اذا كان عتقاً جزئياً سنة او اقل او آخرها فلا زکوٰۃ بعد ملك النصاب فله زکوٰۃ كما لو افاق في جزء من شهر مضاف... (الغاية على هامش فتح القدیر ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۸۱)

و منہ فی الهندية ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ۔

تہ وفق الهندية۔ واما البواقیت و اللآلئ و الجوهر فلا زکوٰۃ فيها و حکایت علی الاذن کلّی التجارۃ (الغایۃ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ باب الثالث فی زکوٰۃ الذہب و الفضة و عروض)

و منہ فی اجوہرۃ النیرۃ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ۔ باب زکوٰۃ الذہب۔

زیر مطالعتی اصول میں زکوٰۃ کا حکم | سوال نمبر ایک ہاں سکول میں اسلامیات کا استاد ہے، میرے پاس ایک لاکھ روپے سے زیادہ رقم کی کتابیں ہیں جو صرف مطالعہ کے لیے ہیں تجارت کے لیے نہیں، دریاقت طلبہ امرج سے کہے کہ کیا ان کتابوں کو مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :- شرعاً زکوٰۃ اُس مال پر واجب ہوتی ہے جو تجارتی اہلیہ سے زائد ہو اور تجارت تجارت رکھنا ہو، مستورد صورت میں جو کہ کتب عامہ ہلکے مطالعہ ہے تجارت کے لیے نہیں ہاں یہ بیجا بیچ اہلیہ میں داخل ہو کر اس کی مالیت پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

قال فی البیہدۃ: منها خلع المال عن حاجۃ الاصلیۃ..... وکذا کتب العلمات کان من اہلہ وآلات المحترفین۔ (افتاویٰ ہند ج ۱ ص ۱۱۱) کتاب زکوٰۃ اہل باب، تفسیر، علم زکوٰۃ کی نسبت کے بغیر فقراء اور مساکین میں رقم کی تقسیم زکوٰۃ نہیں | سوال نمبر ایک شخص فقراء و مساکین میں تقسیم کرے تو کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ جبکہ شخص یہ فعل کئی سالوں سے کر رہا ہے؟

الجواب :- زکوٰۃ ادا کرتے وقت ہاں زکوٰۃ کو الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نسبت لازمی ہے، لہذا اگر بغیر نسبت زکوٰۃ کے کوئی شخص بطریق بھی فقرہ کو دے دے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ شخص گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی دوبارہ ادا کرے گا۔

اما قال العلامة بحسب کفر... وشرط صحۃ ادا نہائیۃ مقارنۃ لہای لاداء ولو کان تعلق حکم... ولا یخرج من التعلل بالعلل بل بالاداء للفقراء۔ (امروہ الخیر فی سیرۃ الخیر کتاب الزکوٰۃ ص ۱۰)

لے قال العلامة طاہر بن عبد الرحیم البدری، رُحِمَہُ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اہل بیۃہ وسلم: انما کان تعلقہا فی الحفظ والولایۃ والتعصیر لا یكون نصاً باو سئل لہ لئلا یصلحہا فقہا کان اوجہاً لاداء۔ (امروہ الخیر)

(خلاصہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۱۱) الفصل السابع فی تہذیب طالعروض

لے قال العلامة برهان الدین البزنجاری، رُحِمَہُ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اہل بیۃہ وسلم: انما کان تعلقہا فی الحفظ والولایۃ والتعصیر لا یكون نصاً باو سئل لہ لئلا یصلحہا فقہا کان اوجہاً لاداء۔ (امروہ الخیر)

الولایۃ لان الزکوٰۃ عبادۃ فکان من شرطہا القیۃ۔ (الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱) کتاب الزکوٰۃ

وَمِنْ ثَمَرَاتِهَا فِي الْمَرْهُومَةِ الشَّيْرَةِ ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الزکوٰۃ۔

**حکومت کا اموال باطل سے زکوٰۃ کا ملنا** | **سوال :-** جسکو میں عوام کو جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ لکھتا ہوں حکومت میں حکومتی پالیسی ہے کہ سیونگ اکاؤنٹ میں

رکھی ہوئی رقم سے تو زکوٰۃ اکاؤنٹ میں ہے اور کرنٹ اکاؤنٹ سے نہیں کاٹی اور پھر اس رقم کو مزید عوام پر تقسیم کرتا ہے، جسکو عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ حکومتی زکوٰۃ سود ہے اور اس کو لینا جائز نہیں، تو کیا واقعی مذکورہ بالا طریقہ سے کافی کٹی زکوٰۃ سود کے ذریعہ میں شمار ہوگا ہے؟

**الجواب :-** حکومت وقت شرعاً اس بات کی ہمارے کہ وہ لوگوں کے اموال سے زکوٰۃ وصول کرے چاہے وہ سیونگ اکاؤنٹ میں ہو یا کرنٹ اکاؤنٹ میں ہو، جب حکومت کو ضرر یا راستہ قافی حاصل ہے تو محسوس ہوگا کہ یہ واقعی زکوٰۃ ہے جس کا حرب عوام کے لیے دینا جائز ہے، البتہ حکومت کا پالیسی غلط ہے کہ وہ سیونگ اکاؤنٹ سے تو زکوٰۃ لیتی ہے اور کرنٹ اکاؤنٹ سے نہیں لیتی۔

وذكر الامام محمد بن حسن الشيباني: - حبان ابو بكر اذا اعطى الناس عبيدا تبهم  
يسأل الزحف هل عندك من مالي قد وجبت فيه الزهوة فان قال نعم اخذ من عندك  
زكوة فان قال لا فان لم ابه عطاءه قال محمد وبهذا نأخذ وهو قول ابي حنيفة  
ومطاع امام محمد باب الرجل يكون له الدين هل عليه فيه زكوة؟

**سوال :-** میں سفر و بیعتی ملازمین کے لیے چند سفر اداریں کے لیے زکوٰۃ وصیقات جمع کرتے ہیں اور اس چندہ پر ایک مقررہ حصہ بطور کی رقم سے حصہ لینا جائز نہیں کیونکہ یہ بیعتی ہیں اور اس کے ساتھ دوران سفر ای چندہ سے کھاتے چیتے بھی ہیں، کیا سفر و اداریں کو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** غیر چندہ دہندہ کا وکیل ہوتا ہے، نیک سے قیل اس کے لیے زکوٰۃ اور دیگر صدقات کی رقم سے کھانا پینا اور اپنا مفروضہ وصول کرنا جائز نہیں اور ان کو مالین زکوٰۃ پر تیاں کرنا درست ہے۔

عن عائشة بنت قدامة عن ابيها انه قال قلت لابي حنيفة بن عوف (رحمہ اللہ):  
اقتض حطائي مثالي هل عندك من مالي وجبت فيه الزكوة قال فان قلت نعم اخذ من عطائي  
زكوة ذلك المال وان قلت لا فبيع الى حطائي -

(مشوط امام مالک ص ۴۲) زکوٰۃ فی العین من المذہب والورق

لما قال الصلاة أكمل العرف الباق بقوله الله (واعتامل حوائذي ببعضه  
الامام لجاية التقديرات (الغاية على هامش تتبع القدر ج ۲ ص ۲۰۰ باب من يجوز  
دفع الزكوة ۱۰۶) لـ

سوال ۱۰: ایک شخص نے مکان بنا

سال گذر جانے کے بعد قرض مانع زکوٰۃ نہیں

ہر ملک ہے لیکن مشتری نے ابھی تک بائع کو رقم ادا نہیں کی کہ مذکورہ رقم پر سال گذر گیا تو کیا اس  
شخص پر ان پیسوں کی زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں؟

الجواب ۱: اگر مذکورہ رقم پر سال گذر جائے کے بعد زمین خریدی گئی ہو تو زمین پر

سال کی زکوٰۃ کے لیے مانع نہیں بلکہ موقوفہ کو زکوٰۃ دینا ہر سال کی اور اگر سال گذر جائے

سے قبل زمین خریدی اور اس کی قسمت مشتری کے ذمے قرض ہے تو یہ قرض مانع

ذیجوب زکوٰۃ ہے، تاہم اگر موقوفہ کے پاس اس قرضہ کے علاوہ اور مال نہاب کو

پہنچا ہو تو اس کی زکوٰۃ لازم ہے۔

قال العلامة انکاسانی ومناہات لا یکرہ علیہ وجہ مطالب بہ من جهة تلمیذ

عند تادیه کان فائداً یمنع وجوب الزکوة یقتضی ما حال کان او موقوفاً ..... قاضی

اذا استغن بعد الحول لا یستط الزکوة لانه حریف حوالت ثم۔

(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۰۰ کتاب الزکوة قصص شرائط الغنیة) لـ

الحال قال الشیخ عزیز اللہ حرم، مذکوٰۃ سے غیر کو غرضاء دینا جائز نہیں اور وہ مایوس علیہا

ہیں (دعویٰ غیری)۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۰ رد المحتار المقتبس) باب بعد زکوٰۃ

لـ قال العلامة انکاسانی، فارغ من دیانہ مطالب من جهة الیحد سوا ان کان لہ کفی کفوۃ۔

قالی العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ، فلو کان له نصاب حال علیہ حوالت ولم یزک فیہما

لا زکوٰۃ علیہ فی الحول الثانی وکذا لو استهلك النصاب بعد الحول ثم استغدا

لصاب آخر و حال علیہ الحول لا زکوٰۃ فی المستغدا لا اشتغال خمسہ تعینت

بذیوت الخمس تہلک۔ (رد المحتار من صندوق المختار ج ۲ ص ۲۰۰ کتاب الزکوة

مطلب الفرق بین السبب والشروط والعلة)

فوجی یونٹوں کے سرکاری فنڈز پر زکوٰۃ کا مسئلہ | سوال :- فوج کی مختلف یونٹوں میں جو اقوال کی غلام وہ سود کے لیے فنڈز مختص ہوتے ہیں جن کو متعلقہ افسر صاحبان یونٹوں کے اندر رہائشی کاموں پر خرچ کرتے ہیں تو کیا ان فنڈز پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- چونکہ یہ فنڈز کسی بھی پرنسپل کی ملکیت نہیں بلکہ صرف استعمال کے لیے دیئے جاتے ہیں اس لیے فوجی یونٹوں کے ذمہ ان فنڈز کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔  
 فانہ المہندیۃ: ومنها المثلک انما دھومما ینتفع بہ المثلک ولیس واما اذا وحید المثلک دون الیسد کالصلد اق فیصل القیض او وجد الیسد حدین المثلک کومثل الکتاب والحدیون لا تجب فیہ الزکوٰۃ۔ (فتاویٰ المہندیۃ ج ۱ ص ۱۷۷)  
 کتاب الزکوٰۃ۔ الباب الاول فی تفسیرھا وصفیھا وشوائبھا۔ ص ۱۷۷

نصاب سے کم سونے کے ساتھ نقدی پر زکوٰۃ کا حکم | سوال :- ایک عورت سونے کے زیورات اور ایک ہزار روپے نقد میں اس کے علاوہ اور کوئی چیز اس کی ملک میں نہیں ہے، کیا سالانہ گزرتے کے بعد اس عورت پر زکوٰۃ لازم ہوگی یا نہیں؟  
 الجواب :- جب کسی کے پاس چار سو سونے اور ایک ہزار روپے نقد ہوں تو وہ زکوٰۃ کو ملا کر ان کی قیمت اگر کم از کم نو سوے چاندی کے نصاب کو پہنچی ہو تو حلالان حولی کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

لما فی المہندیۃ: ونوعهم احد النصابین الا ان خرجتی یوہی کلمہ من الذہب او من الفضة لا بأس بہ لکن یجب ان یکون التعمیم بما هو ارفع

لے قال العلامة علاؤ الدین ابن عسکری رحمہ اللہ: وسیبہ ای سبب اقراضہ ملک نصاب حولی۔ قال ابن عابدی رحمہ: فقد ذکر فی البیان من الشروط البش المطلق قال وهو المثلک بین اوراقہ۔ راجد المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۰ مطلب الفرق بین السبب والشروط وانعلاقہ ومثله فی البحوال ج ۳ ص ۲۷۰ کتاب الزکوٰۃ۔



للمقرر اقدراً ودر واجاً والا فليؤدى من كل واحد ربيع عشرة، كذا في محيط النسيء -  
والفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۱۱ اب ۱۲۸ في زكوة الذهب والفضة وعرض فعمل افق

**عید کے موقع پر زکوة بطور عید دی دینا** | سوال - کیا عید کے موقع پر زکوة نہیں دینا چاہیے؟ ایک صاحب سے سنا ہے کہ اس سے زکوة ادا نہ ہوگی۔

**الجواب** - زکوة دیتے وقت زکوة کی نیت کرنا ضروری ہے اس لیے اگر عید دیتے وقت زکوة کی نیت نہ ہو بلکہ صرف عید کی نیت ہو تو زکوة ادا نہ ہوگی تاہم اگر مال دیتے وقت یا اس کو طے کرنے وقت زکوة کی نیت کی ہو تو زکوة ادا ہو جائے گی۔

قال العلامة الحسکفی: دفع زکوة الی صبیان اقاربہ بسم عید او نامشدر او مہدی: یا زکوة جاز. وقال ابن عابدی: توبہ الی صبیان اقاربہ ای العقیقہ والا فلا یجہم الا بالذبح الی فہو الصغیر (المدراختار علی ہامش روانحت ص ۲ ص ۱۱۱ باب المصروف: کتاب الزکوة) ۱۱۱

**سوال** - کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شہر کے مفروضے کے تحت کی صورت میں بیوی سے زکوة ساقط نہیں ہوتی؟ | مسئلہ کے بارے میں کہ زکوة کی بیوی کے پاس موجود ہے جو اس کی ذاتی ملکیت ہے جبکہ زید اپنا مقروض ہے کہ اس کا قرضہ

۱۱۱ قال: علامة الحسکفی رحمہ اللہ: وقیمۃ العرض للتجارة تضم فی الشمتین لان رکب التجارة وضعاً وجعلاً - (المدراختار علی ہامش روانحت ص ۲ ص ۱۱۱ باب زکوة المال) ویشکل فی البعوان (۱۱۱ ص ۲۳۳ باب زکوة المال)۔

۱۱۱ قال العلامة ابن البزّاز المکرمودی رحمہ اللہ: وتولوی الزکوة فیما یدفعہ الی صبیان اقاربہ عید یا اولسن یہدی ایہ: نسیاً مکروراً (ابیشدرہ بقدرہ صدیقہ..... یجوز - الفتاویٰ البنزیدۃ علی ہامش الهندیہ ص ۲ ص ۱۱۱ باب الثاني فی المصروف)۔

ویشکل فی الهندیہ ج ۱ ص ۱۱۱ باب السایع فی المصارف -

زیورات کی قیمت سے زیادہ ہے، تو اس صورت میں زید کی بیوی پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** مسئلے کے زیورات جو زید کی بیوی کی ملکیت میں نہ ہوں بیوی پر زکوٰۃ واجب ہے شوہر کے قرضے کا کوئی اعتبار نہیں۔

قال العلامة المحقق: وسبب افتراضها علة تصاب حول: ...  
نام: ... زاد المحتار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۶ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷

**اسلام میں زکوٰۃ کا مسئلہ** | سوال :- زید کے پاس ایک پستول ... ۳۰ ہزار روپے  
۱۰ اور ایک کلاشکوف ۲۵ ہزار روپے کی ہے، اس کے علاوہ زید کے پاس اور کچھ نہیں ہے، تو کیا زید پر زکوٰۃ اور قرآن واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** پستول اور کلاشکوف اگر اپنی حفاظت کے لیے ہو اور زید کے علاوہ زید کے پاس اور کوئی مال موجب زکوٰۃ و قرآن نہ ہو تو زید پر زکوٰۃ و قرآن واجب نہیں تاہم تجارت کی صورت میں دونوں واجب ہیں۔

قال العلامة المحقق: وقادح من حاجته الأصلية. قال ابن عابد: وهي ما يدفع الهلاك من الأثمان تعقيقاً كالنقطة ودوام كفي وآلات الحرب والخياب..... إن المراد به نفس العوائج فانه قال وليس في دور السكنى وثياب الميراث وأثاث المنزل..... وسلاح الاستعمال الخ.

**رد المحتار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۶ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷**  
له قال العلامة الرغباني: الزکوٰۃ واجبة على الحر المملوك إذا ملك نصيباً ملكاً تاماً وحال عليه الخول الخ. (الهداية ج ۱ ص ۱۶۹ کتاب الزکوٰۃ)

ومثله في الهداية ج ۱ ص ۱۷ کتاب الزکوٰۃ. باب الاول في بيان تفسيرها الخ  
له قال العلامة الرغباني: وليس في دور السكنى وثياب اليد وأثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زکوٰۃ لأنها مشغولة بالحاجة المصلحة وليست بتامة أيضاً. (الهداية ج ۱ ص ۱۶۹ کتاب الزکوٰۃ)

ومثله في الهداية ج ۱ ص ۱۷ کتاب الزکوٰۃ. باب الاول في بيان تفسيرها الخ.

زکوٰۃ لینے والے کو بتائے بغیر زکوٰۃ دینا | سوال ۱۔ کیا زکوٰۃ ادا کر سکتے وقت فقیر کو یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ رقم زکوٰۃ کی ہے یا ہبہ

بنائے بغیر بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے ؟

الجواب ۱۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت صرف زکوٰۃ کی نیت ضروری ہے فقیر کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے ۔

قال العلامة ابن عابدینؒ ، وشرط صحة ادائها نية مقارنته به ، أي إشارته إلى أنه لا اعتبار بالنية فلو سماها هبة وقد صاغت فيه في الأصح والى أنه يؤيد الزكوة والتطوع وقع عنها عند الشافعي لأن نية الفرض أقوى ۔

(الدر المختار على هامش ص ۵ المختار ج ۲ من كتاب الزكوة) لہ

افغان مہاجرین کو ملنے والی امداد میں زکوٰۃ کا حکم | سوال ۲۔ افغان مہاجرین بعض

پناہ پتے ہیں اور وہاں انہیں بطور امداد مایہوار بھی خاصی رقم بھی ملتی ہے ، تو کیا ان کیلئے اس امداد میں زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب ۲۔ اگر یہ امداد افغان مہاجرین کو بصورت تنصیب دی جاتی ہو جو مصائب شرعی کے برابر ہو تو تو سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ دینا ضروری ہے ورنہ نہیں ۔

قال العلامة الحسکونیؒ وبسببہ ای سبب افتقارہم لمالك نصاب حولی تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد..... وفارغ من حاجته الأصلية فایم رتوتقدیراً

رد المحتار منی هامش رد المختار ج ۲ من كتاب الزكوة) لہ

لیکن مرغباتی، ولایعوز اداء الزکوة الا بنية متعلقة بالاداء ومقارنة بعزل مقدر لاولی الزکوة عبادة مکان من شریعہا انبیه والاصل فیہا الا لا تنزل الا ان الدافع یفترق فاکتفی بوجوہا سادۃ العزل تیسیراً لتقدم النية فی الصوم۔ (الہدایۃ ج ۱ من کتاب الزکوة)

وینتہ فی الہندیۃ ج ۱ من کتاب الزکوة۔ الباب الاول۔  
قال المرغینانیؒ: الزکوة واجبة عن العاقل البالغ المسلم ذمک لعلہ بالملک تاماً وحال

علیہ الخول۔ (الہدایۃ ج ۱ من کتاب الزکوة)  
ومثله فی الہندیۃ ج ۱ من کتاب الزکوة، الباقی الاقل فی تصبیحہا وصفتہا وشرائطہا۔

**فارمی مرغیوں اور سان کی پیدوار میں زکوٰۃ کا حکم** سوال :- جنگل پر لٹائی جانے والی مرغیوں اور سان کی پیدوار میں مرغیاں پھرنے والی پیدوار کے لیے پائی جاتی ہیں جو تقریباً چھ ماہ بعد انڈے دیتے گاتی ہیں جن سے خصوصی چھینروں کے ذریعے چرنے سے پیدا کیے جاتے ہیں انڈوں کا پرستار آٹھ ماہ تک جاری بناتا ہے اس کے بعد جب مرغیاں انڈے دینا کم کر دیتی ہیں تو انہیں بھی بیچ دیا جاتا ہے، اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ مرغیوں اور پیدوار دونوں سے دینا یا کوئی پھرنا پیدوار سے ؟

**الجواب :-** حسب مرغیاں اور انڈے وغیرہ فروخت کر دیے جائیں تو حسب سرمایہ میں حسب قاعدہ شرعی زکوٰۃ ادا کی جائے گی ۔

قال المحقق : مشروطه حولان الحول .... وثمانية امانا كالدراهم واثنيون لتعينه ما للتجارة باصل الخلقة .... اونية التجارة في العروض ۔

(رد المحتار، فی ہاشم رد المحتار ج ۲ منہج کتاب الزکوٰۃ) لے

**فلور ملز اور دیگر مشین میں زکوٰۃ کا حکم** سوال :- یہ ایک سے زیادہ دیکھ سٹینڈ کا ماس ہے اور ان کو ٹیکسی کے طور پر چلاتا ہے، اسی طرح ایک فلور ملز کا بھی مانگ ہے، تو کیا ان دونوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں ؟

**الجواب :-** نقدین (درہم و دینار) کے علاوہ جو بھی چیز تجارت کی نیت سے خریدی گئی ہو کہ اس کو فقیہ پر بیچوں گا تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے جو کہ فلور ملز اور دیکھ سٹینڈ گراہ پر چلانے کے لیے خریدی گئی ہے لہذا ان کی قات میں زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ اسی کے اس متانے میں زکوٰۃ واجب ہے جو نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر

لے قال احمد بن حنبل : الزکوٰۃ واجبة في عروض التجارة كانت ما كانت رای من ای جنس كانت ) بخلاف قيمتها نصابا من اودق ، وان ذهب ۔

(مسند اہل بیت مسکک باب الزکوٰۃ المال)

وشرط في الهندية جوازها اياها الثالث في زکوٰۃ الذهب والفضة والعروض ۔

پورا سامان گزر جائے۔

لما قال العلامة بن نجيم رحمه الله: فحين يكون لغرض التجارة لانها لو كانت لمقالة فلا زكوة فيها لانها ليست للبائعية. رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸ بان كذا في  
خالي سنڈر اور مانع گئیں میں زکوٰۃ کا مسئلہ اسوال۔ میں نے مانع گئیں کی

فی سنڈر کے حساب سے دس سنڈر جمعید سے ہیں اب یہ سنڈر میری ملکیت بن گئے  
ہیں، چوں کہ میں مانع گئیں کا کاروبار کرتا ہوں اس لیے جب یہ سنڈر انہی گئیں میں  
خالی ہو جائے ہیں تو انہیں والوں کو اپنے خالی سنڈر دے کر ان سے بھرے ہوئے سنڈر  
لے لیتا ہوں اور فی سنڈر مانع گئیں کے سو روپے ادا کر دیتا ہوں اب یہ بابت غیب  
مسئلہ ہے کہ مجھے زکوٰۃ ان سنڈروں اور گئیں دونوں کے حساب سے دینی ہوگی یا  
مانع گئیں کی زکوٰۃ دینی ہوگی؟

الجواب۔ صورت سنڈر میں خالی سنڈروں میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ  
کا صرف تبادلہ ہوتا ہے اور یہ تجارتی سامان میں شامل متصور نہیں ہوتے اس لیے ان کو  
دوسرے آلاتِ حرفت پر محمول کیا جائے گا، ورنہ زکوٰۃ صرف گئیں میں دینی ہوگی۔

قال العلامة بن عابد بن: وكذا آلات البعثين كسواء كانت قد تسفلت  
بعينه في التفتاح كالقدوم والمبرود واستبلاك... قال وتؤثر به نظار وطم الخيش والحجيب  
المشترقة... ان كان من غرض الشتر يبعها بها فقد جاز زكوة بالافلا. رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸

لے والی الہندیہ۔ ولی شرط ان ممکن من الاستعمال يكون المال في يد اذ  
يدائمه فان لم يتمكن من الاستعمال فلا زكوة عليه۔ الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۲۸۸  
وعمتها كوني انصاب ثامنا

وتمتہ فی الدور المختار علیٰ ہمیش رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب الزکوٰۃ۔

لے والی الہندیہ۔ آلات البعثین کذا فی السراج لوھا ج ۲ ص ۲۸۸ آلات البعثین  
ولا یبقی ثمنها فی المملو... وان لم یبق لذلک العین ثمنها فلو لم یبق لذلک العین لا زکوٰۃ فیہ  
کذا فی الکفاۃ۔ الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب الزکوٰۃ وسمیٰ فروع افعال  
وتمتہ فی الہدایۃ ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب الزکوٰۃ۔

**زکوٰۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے** | سوال :- آجکل بازار میں عموماً دھم کے  
 ٹھوک کے نرخ میں مال کی قیمت کم ہوتی ہے اور ہر چولہ کے نرخ میں عموماً زیادہ ہوتا ہے  
 دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کس نرخ کے حساب سے ادا کی جائے گی؟  
 الجواب :- دو گنا نرخ جس نرخ پر بھی سامان فروخت کرتا ہو اسی نرخ کے  
 حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

قال العلامة الحسکفی رحمہ اللہ : وتعبر بالقیمۃ یوم الوجوب۔

(الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۷ باب زکوٰۃ الفہم) لے

**زیورات کے موتیوں کا وزن نصاب میں شامل نہیں** | سوال :- سونے کے  
 زیورات میں زکوٰۃ دیتے وقت ان کے وزن کو بھی شامل نصاب کا طے کیا نہیں؟  
 الجواب :- سونے کے زیورات کی زکوٰۃ کو بھی رنگ و موتیوں کے ادا کیا جائے گا یہی  
 وزن سونے کے وزن میں شمار نہیں ہو گا تاہم اگر یہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر ان کی  
 بائیت کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

وفی الہندیۃ : واما البواقیت والاذنی والجواہر فلا زکوٰۃ فیہا وان كانت  
 حلیا الا ان تكون للتجارة۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثانی فی العروض)

**مکان کے لیے زمین خرید کر فروخت کرنے پر زکوٰۃ کا حکم** | سوال :- زمین  
 تین سال پہلے

ہانے کے لیے ایک پلاٹ خریدی جس کی قیمت ۲ لاکھ روپے ہے تو اب اس پلاٹ پر

لے وہی الہندیۃ : وان ادى القیمۃ تعبر قیمتها یوم الوجوب لان الواجب ابدھا۔

(الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ الفصل الثانی فی العروض)

وَمُعْتَدٌ فِی الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲ ص ۲۱۲ فصل فی النعم۔

لے قال العلامة الحسکفی : لا زکوٰۃ فی الاذنی والجواہر وان ساءت اتفاقاً الا ان  
 تكون للتجارة۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۸۱ کتاب الزکوٰۃ)

زکوٰۃ ہے یا نہیں! اور اگر نہ ہو اسے فروخت کر کے تو پھر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟  
**الجواب:** وہ قطعاً زمین پر صرف مکان بنانے کے لیے خریدایا گیا ہو اس پر زکوٰۃ واجب  
 نہیں البتہ فروخت کرنے کی صورت میں جب اس کی قیمت ٹھہرے زکوٰۃ تک پہنچتی ہو  
 تو کوئی نہ محل کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔

قال العلامة معلى: واثبات المنزل ودور السكنى ونحوهما وكذا الكسب وان لم  
 تكن الاطراف اذ انكسرت التجربة، وقال: جب عایدیت واثبات المنزل انم معتقد قوله  
 تام ولو نقد بقروله ونحوها ای کتاب البدن بغير فتوح اليها وكلفو نیت  
 واعتقادات۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۵۵ کتاب زکوٰۃ)۔

**خالص حرام مال میں زکوٰۃ واجب نہیں**۔ اس سوال کی دیکھا فرماتے ہیں علامہ ابن  
 شمس کے پاس خالص حرام مال ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب:** اگر کسی کے پاس جمع شدہ مال خالص حرام ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب  
 نہیں اس لیے کہ مالک معلوم ہونے کی صورت میں مال کا واپس کرنا واجب ہے اور  
 معلوم نہ ہونے کی صورت میں مالی خبیث ہے جو واجب التصدق ہے۔

قال العلامة معلى: (قوله لو كان من خبثاً في الغنية لو كان بحيث يفسد  
 لا يلزمه الزکوٰۃ لان المال واجب التصدق عليه فلا يفي بواجب التصدق ببعضه  
 والدر المختار على معلى رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۱ باب زکوٰۃ الغنم)۔

قال العلامة مرغینانی: ولیس فی دور السكنی وکیاب البدن واثبات المنزل و  
 دوایں مرکوب وعبیداً خدمۃ۔ (الہدایۃ ج ۱ ص ۱۶۱ کتاب الزکوٰۃ)

ومثله فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۶۱ ابواب الاذن فی تفسیرہا وعسفہا وشراعتها۔  
 قال العلامة ابن عساکر: ویراد بالکودری، ویبلغ مال الخبیث نصف یا لا یجب فیہ زکوٰۃ  
 لان المال واجب التصدق، یأخذ فی البازیۃ علی حد من الہندیۃ ثم انما یلحق فی المصنف  
 ومثله فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۳۶ باب ترکاز۔

مختلف ممالک کے کرنسی نوٹوں پر زکوٰۃ کا حکم | مسوئل :- اگر کسی شخص کے پاس کچھ رقم افغانی کرنسی میں ہو تو کیا ان دونوں سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا کسی ایک قسم کی کرنسی سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

الجواب :- روپیہ اور سنگھ افغانی ہو یا پاکستانی اس میں نصاب زکوٰۃ ۲۵۰ تو ہے چاندی یا موز، توے سونا کی قیمت ہے، اسی طرح دونوں ملکوں کی کرنسی نوٹوں کی قیمت جب اس نصاب کو پہنچے تو جتنا مال ہو اس کا پالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔

قال العلامة المحقق: وفي حروف بخارا قيمة نصاب... من ذهب وورق... مقومًا بأحدھا... ولو بلغ باحدھما نصاباً ونصاباً بالآخر اقل قومه بالا نفع للفقير۔ (زالہ المحتار علی ہاشم رد المحتار ج ۲ ص ۳۱۳ باب زکوٰۃ المال)

زیرورات میں زکوٰۃ ہر سال واجب ہے | سوال :- دیکھا زیورات میں ہر سال زکوٰۃ دینا پڑے گی یا پھر پھر میں ایک ہی بار ادا کرنا کافی ہے؟ ہمارے یہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر ہر سال زیورات سے زکوٰۃ دی جائے تو وہ جلد ہی عمل زر کھو بیٹھے گا، شریعت مقدمہ کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب :- وجوب زکوٰۃ کا سبب نصاب ہر سال کا گذر جانا ہے، جب سونے یا چاندی کے نصاب چلے وہ زیورات کی شکل میں ہر ایسی ہی اصلی صورت میں ہر سال گذر جانے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، تاہم اگر دوسرے سال نصاب زکوٰۃ

سے قال الامام برهان الدین المرغینانی رحمہ اللہ: الزکوٰۃ واجبة في حروف التجارة كائنت ما كانت اذا بلغت قيمة نصاباً من الورق والذهب... بقومها ما جاوزت المساكين... قال وتقيم قيمة العروض الى الذهب ونفقة حتى يتم النصاب... ويضم النصاب الى الغنّة۔

(الهدية ج ۲ ص ۸۱۷۴ باب زکوٰۃ المال)

وَمِنْهُ فِي تَوْرَا لِيُضَاحِ الْمَشْرِيقِي ۱۵۵ کتاب الزکوٰۃ۔



۲۸ تو لے سونے اور ۲۷ تو لے چاندی سے کم رہ جائے تو اس سال کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی لیکن اگر ہر سال نصاب پورا ہو تو ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی۔

قال العلامة المحقق: وشروطها شرطان: أحدهما: أن يكون لها حولان لمولدها في ملكه. (الدر المختار على مشرقة المختار ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ) ۱۵۸

نفع پر موقوف تجارت کی نیت زکوٰۃ سوال :- ایک آدمی نے ایک عدد فلاںنگ کوچ چار لاکھ بیچا اس ہزار روپے کے لیے عملی تجارت کی محتاج ہے۔ میں اس نفع سے خریدنا کہ اگر کہیں سے

منافع ملا تو میں اس کو فروخت کر دوں گا، پھر اس نے فلاںنگ کوچ کو دو سال بزرگ پر چلایا، تو کیا اب ذات فلاںنگ کوچ میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: کہی چیز کو خریدتے وقت اگر یہ نیت کی گئی ہو کہ اگر منافع ملا تو اس کو فروخت کر دوں گا، بعد میں اس چیز کو ذاتی فائدے مثلاً مزدوری کے لیے استعمال کیا تو وہ چیز اس وقت تک تجارت کی شمار نہ ہوگی جب تک ملا اس میں تجارت جاری نہ ہو جائے لہذا صورت مسطور میں ذات فلاںنگ کوچ کے بعد زکوٰۃ واجب نہیں۔

لما قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد البخاري: عا محمد في رجل اشترى عبداً بفخدة وهو من ذوات الصلابة يبيع الزكوة فيه. (نماذج الفتاوى ج ۱ ص ۲۸ کتاب زکوٰۃ) ۱۵۹

لے قال العلامة الكاشاني: أما القول للاختلاف في أصل النصاب وهو النصاب المروجع في أقل الحول يشترط له الحول لقول النبي صلى الله عليه وسلم لا زكوة في مال حتى يحول عليه الحول. (ردائع الصنائع ج ۲ ص ۲۸ فصل وأما الشواهد التي ترجع في وثيقة في الهداية ج ۱ ص ۲۸ کتاب زکوٰۃ) ۱۶۰

لے قال العلامة المحقق: لا يبيح للتجارة ما يبيح عبداً. (فتاوى عبد بن) وأما بقوله مثلاً في أن العبد غير قيد من الأولى ان يقول بعدة فتوى استعماله ليعم من اشرب والعبادة. قال المحقق: اشتد لها فتوى بعد ذلك خلد منه ثم ما نواه فخذ منه لا يصير للتجارة وأن نواه

لها ما عر به الخ. (رد المحتار ج ۲ ص ۲۸ تبیل باب اسدائتم) زکوٰۃ فی البدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ فصل وأما الشرائط۔

زکوٰۃ کی مقدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے | سوال :- کیا ہمارے علاقے میں ایک شخص کہتا ہے کہ زکوٰۃ کی مقدار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے کیا اس کی یہ بات صحیح ہے ؟

الجواب :- زکوٰۃ کی مقدار مخصوص میں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں، مثلاً دو سو روپے میں پانچ روپے اور سو روپے میں اڑھائی روپے صحیح حدیث سے ثابت ہے۔  
عن علی بن مال قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت من مائة شيء فاذا بلغت مائتين ففيها خمسة دراهم۔

(جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۹۸ باب ما جاء في زکوٰۃ الذهب والوقد)۔  
صدقہ زکوٰۃ کی مدت میں شمار نہیں ہوگا | سوال :- ایک شخص کے پاس کچھ نقد رقم تھی جس میں سے چار سو روپے اس نے صدقہ میں دے دیئے، کیا اڑھائے شرع صدقہ کئے ہوئے چار سو روپے زکوٰۃ کی مدت میں شمار ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟  
الجواب :- جو رقم صدقہ میں دے دی گئی ہو اس سے فرض زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ دینا ضروری ہے۔

وفي الهندية : فاذا انقضى الزكاة ولم يعزل شيء فبعض ينصدق

عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من في مائة درهم خمس مائة درهم من الابل وليس فيها دون خمس اواق صدقة وليس في مائة درهم خمسة ادرق صدقة۔ (الصحيح البخاري ج ۱ ص ۱۹۸)  
باب زکوٰۃ الوقف

ومن انفق ان ابكر كتب له هذا الكتاب... وفي الزكاة ربع العشر فان لم يزد الا تسعين ومائة فليس فيها شيء الا ان يشاء ربها۔

(صحيح البخاري ج ۱ ص ۱۹۸ باب زکوٰۃ النعم)

ومثل في الهندية ج ۱ ص ۱۹۸ باب زکوٰۃ المال۔

شیخاً فثیماً فی الآخر السنة ولحق حضورہ النیۃ لم یجز عن الزکوۃ ۔

(افتاویٰ الہندیہ ۲۸۷ مسئلہ کتاب الزکوۃ) سلم

نقد رقم کی بجائے دوسری اشیاء زکوۃ میں دینا | سوال :- ایک شخص کی زکوۃ  
زکوۃ میں نقد رقم کے بدلے میں اس کے برابر کوئی اور چیز ادا کرنا چاہتا ہے، تو کیا  
ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- زکوۃ میں غریب کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے جو چیز ان کے لیے  
مناسب ہو وہ انہیں دینا زیادہ مناسب ہے تاہم اگر اس کے بدلے میں غیر ضروری  
چیز بھی دیدی جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

قال العلامة ابن عابدین: اما اذا ادى من خلاف جنسه فالقيمة معتبرة  
اتفاقاً۔ (اسد الفتاویٰ بمشرف دار الفتاویٰ ۲۲۲ باب زکوۃ الغنم) سلم

پینے کا پانی زکوۃ میں دینا | سوال :- بعض علاقوں میں پانی کی کمی کی وجہ سے یا  
سفر وغیرہ میں پانی کا عطا مشکل ہو جاتا ہے اس لیے  
اگر کسی پیاسے یا مسافر کو پانی کی سخت ضرورت ہو تو کیا اسے زکوۃ میں پانی دینے سے

لے قال العلامة ابن نجیم المصنف رحمه الله: وانما تشترط النية لرفع الزكاة  
فلما..... كما اذا وقع بلا نية ثم حضرته انية وانما لا تأخذ في يد الفقير فانه  
يجزئه وهو بخلاف ما اذا نوى بعد هلاكه ۔

(البحر الرائق ۲۸۷ مسئلہ کتاب الزکوۃ)

وَمِنْهُ فِي الدَّرَجَاتِ عَلَيَّ مَا شَرَفَ الدَّرَجَاتِ ۲۸۷ مسئلہ کتاب الزکوۃ ۔

لے قال العلامة انكاسا في رحمه الله: واما الذي يرجع الى المودى فثبها  
ان يكون مالا متفوفاً على الإطلاق سواء كان متفوفاً عليه ولا من جنس  
المال الذي وجبت فيه الزکوۃ او من غير جنسه۔ (برائع المنافع ۲۸۷ مسئلہ)  
فصل واما الذي يرجع الى المودى

وَمِنْهُ فِي نَوَاصِ الْأَيْتِاحِ لِمَشْرِفِ الْإِخْلَافِ ۱۸۷ کتاب الزکوۃ ۔

زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب :- اگر ان علاقوں میں پانی قیماً فروخت کرنے کا رواج ہو اور عموماً پانی کا یہی خرید و فروخت ہوتی ہو تو اگر بیاسا اور سافر آدمی فقیر اور مصرب زکوٰۃ ہو تو اسے زکوٰۃ میں پانی دیا جاسکتا ہے۔

قال العلامة ابن مابدين: اما اذا ادى من خلاف جنسه فالقيمة معتبرة اتفاقاً۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۰ باب زکوٰۃ الغنم) لہ زکوٰۃ کی رقم قسطلوں میں ادا کرنا سوال :- ایک شخص زکوٰۃ کے ایک ہزار روپے میں سے ۸۲۰ روپے مستحقین میں بانٹ دیتا ہے اور باقی ۱۸۰ روپے کسی مستحق زکوٰۃ غریب طالب علم کو ایک سال کے لیے ۱۵ روپے ماہوار کے حساب سے دینا چاہتا ہے، تو کیا رقم ماہانہ قسطلوں میں دینے سے زکوٰۃ شرم ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- کسی غریب اور مستحق طالب علم کو ماہانہ اقسام کے حساب سے زکوٰۃ دینا اگرچہ جائز ہے اور اسی سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی تاہم بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ یکمشت ادا کی جائے۔

قال العلامة علاؤ الدین العسکری رحمہ اللہ: وافترضا معا عسری ای علی التمر ای وصعصہ الماتانی وغیرہ وقیل قوری ای واجب علی الغنم وعلیہ الفتوی کافی شرم التوہبانیۃ فیأثم بنا بحیرھا بلا عزم۔ وقال ابن عابدین: وقد يقال السواد ان لا یؤخذوا بالعدم القابل للذایب البیع۔ اولاً

لہ قال العزیز علاؤ الدین العسکری رحمہ اللہ: وأما الذي يرجع إلى المؤدی فتعھا ان يكون ما لم يتشؤماً على الإطلاق سواء كان منصوصاً عليه أو لا من بعض البال الذي وجبت فيه الزکوٰۃ أو من غير جنسه والأصل ان كل مال يجوز التصدق به طوعاً يجوز اداء الزکوٰۃ منه وسألا فلا۔

(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۰۰ فصل وانما انذیر مرجع إلى المؤدی) وفتلہ فی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۶۹ ای التلک زکوٰۃ الذہب والفضۃ والبرونزہ والنقص لاقل۔

ہو۔ حنفی مفسر حنفی فقہ سادہ و آسان۔ ولید محمد علی باغی رضوی رحمہ اللہ نے باب الزکوۃ (۱) لے کر  
 فرض وصول کی اقسام شروع ہونے سے پہلے سالوں کی زکوۃ کا حکم اس سوال کے تحت

۹۴ ہزار روپیے ماہوار اقساط پر فروخت کی بیگم معاہدہ کے مطابق اقساط چار سال بعد  
 شروع ہوں گی، تو کیا ان چار سالوں کی زکوۃ بھی ادا کرنا ہوں گی یا جب قسطوں کی وصولی  
 شروع ہو جائے تو اس وقت کا اعتبار ہوگا؟

الجواب :- زکوۃ جس طرح نقد مال پر واجب ہوتی ہے اسی طرح دین قوی پر بھی  
 لازم ہے لہذا صورت مسئولہ میں کاٹنے پر فروخت کرنے کے بعد جب سال گزر جائے تو رقم  
 رقم پر زکوۃ دینا واجب ہو جائے گی چاہے اقساط شروع ہو چکی ہوں یا نہ۔

قال، الصلاة سالم بن، علاء الاصلی، اذا عجل زکوۃ سنین جوف عند علمائنا ثلاثا  
 خلافا لفرقہ۔ وفي شرح الطحاوی، انما يجوز لتعجيل بشرائط ثلاثة۔ احدها  
 ان يكون الخول منعقد اوقت التعجل، والثاني ان يكون النصاب كاملا في التی  
 عجل عنه في آخر الحول، والثالث ان لا يفتوت اصله فيما بين فواته۔  
 رونا تاريخية ۲۳ ۲۵۳ باب التعجيل الزکوۃ ۲۵

سبحان علامہ بروہان الدین الرفیعی رحمہ اللہ: فقہ قبیل ہی وجبہ علی التو  
 لانی مقتضی مطلق الامر وقبیل علی التواخی لان بیع العسروقت الاداء  
 ولہذا لا یضیع بھلاک النصاب بعد التضریر۔  
 رہنمائیۃ ج۱ اصلاح کتاب الزکوۃ

وَمَثَلُهُ فِي التَّهْدِيَةِ ج۱ کتاب الزکوۃ۔ الباب الاول في التسييرها وصفها وشروطها۔  
 قال العلامة المصنف: ولو عجل ونصاب زکوۃ لسنين او لنصف صمم بوجو  
 السبب، قال ابن مديني: بان كان لها ثلاثمائة درهم دفع منها مائة درهم من ابائين  
 عشرين سنه۔ (در المختار ۲۳ ۲۵۳ کتاب الزکوۃ)  
 وَمَثَلُهُ فِي تَنَادِي تَامِيخَان ج۱ ص ۱۲ فصل في تعجيل الزکوۃ۔

گاہڑی حواجج اصل میں داخل ہے | سوال در ایک شخص کے پاس دس لاکھ کی گاہڑی ہے تو کیا یہ شخص زکوٰۃ دیتے وقت اس گاہڑی کی قیمت لگا کر اس کو بھی زکوٰۃ دے گا یا گاہڑی زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے ؟

الجواب :- ہر وہ آل حرامی کے حوائج اس میں داخل ہو رہا ہے وہ کتنا ہی قیمتی ہو نہ کوئی ہے  
مشتہا ہے اس لیے موصوف عرف زائد از حوائج اصیلہ مان کی نہ کوئی دے گا کار کی قیمت پر نہ کوئی دے گا  
نہیں ہے ۔

لما قال العلامة ابن عابدين: «وممن في دود السكنى وشباب يبدن فانث: المنارب و  
دواب الركوب وجميع الخدمة وسلاح الاستعمال وكثرة لانها متفولة بواجبه الاصنية  
فليس بامية». (رد المحتار ج ٢ ص ٢٢٢ كتاب الزكوة) عليه

سوال :- میری کمپنی بہت بڑی ہو گئی ہے جس میں ہزاروں انجینئرز اور محاسبین تو ان کے اندازہ نگار ہیں لیکن ان کے نوکریہ ادا کر کے نوکریہ ادا ہو رہا ہے کیا نہیں؟

الجواب: تجارت کے چند سالانہ پر عیب سالانہ گزرتا ہے تو اس کی قیمت ناکارہ ہو جاتی ہے، بہتر یہ ہے کہ جلد اس پر سود کوئی کران کی قیمت لگا لی جائے، البتہ اگر شہادہ کچھ بغیر اندازت زر کوئی ہو تو اندازہ زیادہ لگاتا چاہیے تاکہ زر کوئی نہ پاتا تجارت کی قیمت سے کم آدینے لگے۔

حافظ الهندية، الزبقة واجبة في غرض التجارة كافة ما كانت أو لم تكن، يستحقها  
فصلها من الورد في الذهب - زلفا لى سمندية ج. الملك لما بان كونه جامدا ثم على

لله فانه اعلامه مع هؤلاء القوم فرغيتاني: وليس في دور المسكني وشباب البدن واثاث المنزل ودون الحبوب  
وعبيد الخدمة وخلقنا في زكوة لانها مشغور بالحق بالحقية الخلية. (والاخرى: ١٢٦) كتاب الزكوة:

وَمِنْهُ فِي الْفَقْهِ الْإِسْلَامِيِّ وَدَلَّتْ ج ٣ ص ٤٨٥ كِتَابُ الزُّكُوفَةِ قَبْلَ غُرُوحِ صَحْفَةِ أَهْلِ الزُّكُوفَةِ.

لكن لما كان علامة من آل بي الحنفية في الزكوة وجبة في عروض التجارة كانت مكالمة اذا بلغت قيمتها نصفها من الزكاة. والله اعلم بالصواب. وعليه السلام. يا فتوى في ما في من كل ما شئى ودم محمد وآله

الهداية ج ١ ص ١٤٤: باب زكوة المال، فصل في عروضه







ادائی ہے یا نہیں جواب اس کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں اگر کسی کو شک پڑ جائے کہ اس نے زکوٰۃ ادا کی ہے یا نہیں تو چرچہ نہ کرے بلکہ یہ کوئی وقت مقرر نہیں بخلاف صلوة کے اسلئے زکوٰۃ دوبارہ ادا کرے۔

سماں العلامة ابن نجیم، وفقہ النواظرات و پوشك رجب فی زکوٰۃ فلم یجد زکوة ام لا فانه یبید فوقی من هذا و بین ما اذا اشک فی الصلوة بعد اذ هاب الوقت اصلاها ام لا و الفرق ان العسر کذا وقت لا و ادا الزکوٰۃ فصار هذا مستغنیاً عن وقت وقوعه في اداء الصلوة انه ادى ما ربه و هو فی وقتها ولو کان کذا فیک یبید۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۳ کتاب الزکوٰۃ)۔

**کیا ٹیکس زکوٰۃ کا متبادل ہو سکتا ہے؟** | ٹیکس کی دوسری سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: شریعت اسلام میں زکوٰۃ ایک عبادت ہے جس کے لیے شرعاً حدود و تدابیر و غیرہ مقرر ہیں بخلاف ٹیکس جس کے کو اس میں دستوراً مانا نہیں ہے اور نہ یہ عبادت سمجھا گیا جاتا ہے لہذا اس میں اسلام، بنیاد و عقل شرط ہے بلکہ یہ حکومت اس قائلہ کا عوض لیتی ہے جو عوام اس کی کو بیست سے لےتا ہے اور اس کے معارف وہ ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں لہذا ان شرائط کے فقدان کی وجہ سے موجود ٹیکس کو زکوٰۃ میں شمار نہیں کیا جاسکتا بلکہ مستقل زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

ناقال۔ العلامة جودان الدین السیفیانی: الزکوٰۃ واجبة علی المسلمین علی ما یوافق فی الواقع المسلم اذا ملک قسماً یا مکاناً ما حل علیہ الخواص و اوجب الخلق و تعلقوا بالزکوٰۃ و لقولہ سلیمہ اسلام ادا زکوٰۃ اموالکم و علیہ جماع الامة۔

والله اعلم حق صدق فقہ القدير ج ۲ ص ۲۱۳ کتاب الزکوٰۃ

۱۔ وفقہ ابن نجیم: ولو شک رجب فی الزکوٰۃ فلم یؤد زکوة ادا لغيرک فانه یبیدھا۔  
والفوائد الهندیہ ج ۲ ص ۲۱۳ کتاب الزکوٰۃ

و منیلة فی الفتاویٰ سوانحہ من ۲۔ باب فیه الزکوٰۃ و کيفية الاداء۔

۳۔ لما قال العلامة ابن نجیم المصری: قوله و شرع وجوبها العقل و البلوغ و الاسلام و لقوله ای شرط افتراضها لانها فرضیة حکمة قطعیة اجمع العلماء و من تکفیر جاحدها لغو۔

(البحر الرائق ج ۲ ص ۲۱۳ کتاب الزکوٰۃ)

۴۔ وفقہ العفہ الاسلامی و ادلتها ج ۲ ص ۲۱۳ کتاب الزکوٰۃ و شرع وجوب الزکوٰۃ۔

**سوال :-** خاد کی بیوہ کے موقع پر کچڑوں پر سونے یا چاندی کی کرعائی میں زکوٰۃ کا حکم بعض لوگ کہتے ہیں کہ کچڑوں پر سونے یا چاندی کے دھاتوں سے کرعائی کہلاتے ہیں تو کیا سال گذر جانے کے بعد اس کرعائی کی زکوٰۃ دینا بھی واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** کرعائی کے لیے اگر نالغس سونے یا چاندی کے دھاتے استخوان کے بائیں تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد جب تک کہ زکوٰۃ دینا لازم ہے البتہ کرعائی کے خاص سونے یا چاندی کے دھاتوں پر ان دھاتوں کو صرف سونے یا چاندی کا پانی دیا گیا ہو تو صرف سونے یا چاندی کا رنگ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

ان قال علامۃ البزکریؒ کاسافی رحمہ اللہ : لا یعتبر فی هذا الثوب دھبہ زائداً علی حیوونہ فخصۃ تجب الزکوۃ فیہا سواء کانت دھباً دھم مضروبۃ او فقرۃ او تنزیلاً وحباً مصوغاً و حلیۃ سیف او منقحۃ او لجام او سرج او انکواب فی المصاعف واکواب وغیرہا اذا کانت تظلم عند کاد البتۃ وایضا فی ما تبقی دھم و سواہ لایسکھا التیارات و المنقحۃ و المنجملۃ و غیرہ من شیئاً۔  
وانما یؤخذ انما یجوز انما یتب زکوٰۃ نفس دھباً صوغاً خالصاً۔

**سوال :-** بعض تمکد شوقیہ طور پر دانتوں پر انسانی جسم کے بعض اعضاء پر سونے یا چاندی کا سونے یا چاندی کا خول چڑھاتے ہیں یا پھر اندر کا خول چڑھانے پر جو جب زکوٰۃ کا مسئلہ ہے کھوکھلے دانتوں کو سونے یا چاندی سے بھر دیتے ہیں تو کیا ایسے لوگوں پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** در زمانہ قدیم سے بعض معالج اور حالات کی بنا پر سونے یا چاندی کو انسانی جسم کے بعض اعضاء پر استعمال کر کے کاد یا آج چلا آ رہا ہے۔ سونے یا چاندی کے ان اعضاء کی وہ تمکدیں ہیں،

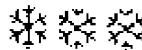
الحق ان قال علامۃ زین نجیم المصریؒ و تجمیع الزکوٰۃ فی الذھب و الفضة مضروباً و تنزیلاً و حلیۃ مصوغاً و حلیۃ سیف او منقحۃ او لجام او سرج او انکواب فی المصاعف و الاکواب وغیرہا اذا کانت تظلم عن البتۃ سواء کانت یسکھا التیارات او المنقحۃ او المنجملۃ و غیرہ من شیئاً۔ و لای یؤخذ انما یجوز انما یتب زکوٰۃ نفس دھباً صوغاً خالصاً۔  
و یؤخذ انما یجوز انما یتب زکوٰۃ فی زکوٰۃ الذھب و الفضة۔

ایک وہ احضار جو انسانی بدن میں بالکل یہ پوست ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنی جگہ سے اٹک کر اٹھانے کا ہوتا ہے اور انکے کرنے کی صورت میں سخت تکلیف ہوتی ہے تو یا کہ وہ مصنوعی اعضا اور انسانی جسم کے حقیقی اعضاء کی طرح ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو اٹک کر آسان ہوتا ہے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ تراویح الیکڑ میں زکوٰۃ واجب نہیں بلکہ شریعت مقدسہ نے نال نامی ہونے کی وجہ سے جو یہ زکوٰۃ کے لئے یہاں منعقد ہے اور ثانی الذکر قسم میں زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ اس میں نمونگی پائی جاتی ہے۔

**سوال :-** ایک شخص نے اپنے جملہ مال سے زکوٰۃ زکوٰۃ کا مال پوری ہو جائے تو اس کا مال جدا کر کے اپنے پاس رکھ لیا، ابھی اس نے وہ مال غنہ و مساکن میں تقسیم نہیں کیا تھا کہ پوری ہو گیا، تو کیا یہ شخص اب زکوٰۃ دوبارہ ادا کرے گا یا نہیں؟

**الجواب :-** زکوٰۃ کا اپنے جملہ مال سے مرتبہ جدا کرنا کافی نہیں بلکہ ادا کر کے کسی فقیر و مسکین کو تحلیک کر دینا لازمی امر ہے۔ بدو ان اس کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی چونکہ صورت مسئولہ میں زکوٰۃ کا مال پوری ہو گیا ہے جس میں تمیک کی شرط معذور ہے، اس لئے موقوف کیئے زکوٰۃ کا دوبارہ ادا کرنا لازمی ہے۔

لما قنا اعلامہ طہر جن عبد الرشید بغدادی، رجل عن زکوٰۃ ماله وضعہا فی ناحیۃ یمینہ فسرقتها سارق لا یقطع یدہا للشیبۃ وعلیہ ان یرکبھا۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ کتاب زکوٰۃ قبل الفصل سادس)



لما قبل العنایۃ المصکفی، (یعنی تملیت) خروج الاباحۃ (جذ مال) خروج المنفوعۃ (عینہ انتشار) و هو ربح عشر اصاب حولی خروج النافلۃ و الفطرۃ (من مسلم فقیر) و نومنتوہا و غیرہ اشعی و لا مولای (ای معتقہ) مع قطع المنفعۃ عن المملک (من کل وجہ) فلا یدفع الاصلہ و فرعہ (للہ تعالیٰ) بیان لا شرط للنیۃ۔ (الدر المختار عنی ج ۲ رد المحتار ج ۲ کتاب الزکوٰۃ)۔



اقل نھاذاً ان كل واحد منهما انصافاً تاماً ولم يكن ناقلاً علیہ. کا بیج انقصم بل یبقی  
ان یؤدی من كل واحد زکوۃ ویوضم احدھا الى الآخر حتی یؤدی كمالہ من الذهب او الفضة  
غذاً یا من بہ عندنا ولكن يجب ان يكون التضمین ما هو واقع بالفعل اور واقعاً ولا یؤدی من كل  
واحد منهما ربع عشرة۔ (مغنی الخافق علی ہاشم البجرامی ج ۲ ص ۲۸۳ باب زکوۃ المال)۔  
میان بیوی کے مشترکہ زیورات میں زکوۃ

مسئول: اگر عورت کو والدین نے جہیز میں کچھ زیورات  
دیا ہو تو وہ اس کی ملکیت میں ہیں لیکن عورت کو پہنے کا حق حاصل ہے، کیا ایسی صورت میں  
عورت پر مجموعہ زیورات کی زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں!

الجواب: اگر عورت کو خاوند کی طرف سے دیئے گئے زیورات عورت کی ملکیت ہوں اور  
مجموعہ زیورات شمار کر کے جب نصاب تک پہنچ جائیں پھر تو عورت ان کی زکوۃ ادا کرے گی لیکن اگر  
خاوند نے زیورات عورت کو ہار دینے ہوں تو ایسی حالت میں مشترکہ زیورات سے عورت کا پنا حصہ  
اگر نصاب تک پہنچے تو پھر عورت کے حصے حصہ کی زکوۃ کی ادائیگی فرمادی ہے، اور اگر مشترکہ  
زیورات نصاب کو پہنچے ہوں لیکن انفرادی طور پر خاوند اور بیوی کا حصہ نصاب سے کم ہو تو پھر کسی ایک پر  
بھی زکوۃ واجب نہیں۔

لما قل الامانة والعسكرة۔ وَتَبَيَّنَ اَنْ سَبَبَ اخْتِصَامِهَا نَصَابُ حَوْلِيَّةٍ لِحَوَالِ  
لِحَوْلَانِ عَلَيْهِ۔ (المدخل المختار ج ۲ ص ۲۵۹ کتاب الزکوۃ)۔

لما قال في الهدية: ويوضم احد لهما من الآخر حتى يؤدى كماله من الذهب او من الفضة  
كالباس به لكن يجب ان يكون التضمين ما هو واقع بالفعل او واقعاً ولا يؤدى من كل واحد واحد  
ربع عشرة۔ (الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۸۳ کتاب الزکوۃ باب الثالث في تكميل الذهب الخ)  
وَمَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَلِدْ مِنْ صَدْرِهِ الْمَتَارُ ج ۲ ص ۳۰۳ باب زکوۃ المال  
تے کتاب فی التہنئة، ومنها كون المال نصاباً فلا زکوۃ فی۔ اقل منه۔  
والفتاوى، سہندية ج ۱ ص ۱۹۶ کتاب الزکوۃ۔ الباب الاخير  
وَمَنْ لَمْ يَلِدْ لِحَوْلَانِ ج ۲ ص ۲۸۳ کتاب الزکوۃ۔

سولے چاندی کی مقدار میں علامہ عبدالحی  
اور حضرت تھانویؒ کی عبارات میں تطبیق  
مسئوال ۱۔ سونے اور چاندی کے نصاب میں

نصاب ساڑھے سات تولہ اور چاندی کے لیے ساڑھے باون تولہ ہے، جبکہ انوار الفناویؒ کی عبارت واضح ہے، لیکن مولانا عبدالحی رحمہ اللہ کا قول مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے ”اوزان شرعیہ“ میں نقل فرمایا ہے کہ علامہ عبدالحی رحمہ اللہ کے نزدیک سونے کا نصاب ساڑھے پانچ تولہ اور چاندی کا نصاب ۳۴ تولہ ۱۶۷۵ ماشہ ہے، ان دونوں اکابرین کی رائے میں کس کو اعتبار دینا مناسب ہے؟

الجواب ۱۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اذنی بارویات ہے، آپ نے جس تولہ سے حساب کیا ہے، ہمارے ہاں بھی نصاب مروج ہے، لیکن بے سولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے تولہ کی مقدار میں اختلاف کر کے اُس تولہ کا حساب کیا ہو جو مروج تولہ سے زیادہ بڑا اس لیے آپ نے کم حساب کیا، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے بھی حضرت تھانویؒ کی رائے کو راجح قرار دیا ہے۔ لہذا قال مفتی محمد شفیع صاحبؒ۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”اوزان شرعیہ“ میں فرمایا ہے کہ علامہ عبدالحی رحمہ اللہ اور بعض دیگر علماء کرام کی تحقیقات اس بارے میں متفاوت ہیں اور تفاوت بھی معمولی نہیں کیونکہ مولانا عبدالحی صاحبؒ کے نزدیک چاندی کا نصاب چھتیس تولہ اور ساڑھے پانچ ماشہ ہے اور سونے کا نصاب پانچ تولہ اور اڑھائی ماشہ ہے، اس تفاوت سے تمام احکام شرعیہ پر اثر پڑتا ہے اور یہ بات مستم ہے کہ سونے کا نصاب شرعی بیس (۳۰) مثقال ہے اور ایک مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو اسی حساب سے سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہو گا اور چاندی کا نصاب دو تولہ دو ماشہ ہے۔ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ ایک درہم کا وزن تین ماشہ ایک تولہ اور ایک وائی کا پانچواں حصہ ہے تو اس حساب سے چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔



سونا چاندی سے ہر سال زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے | **سوال :-** ہم ملک سونے کی زکوٰۃ اس طرح نکالتے ہیں کہ سونے کو ہفتے کر کے پہلے سال زکوٰۃ دیتے ہیں اس کے بعد پھر کسی بھی سال میں ہم زکوٰۃ نہیں نکالتے ہیں، کیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** ہر سال ایسے زیورات سے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے ایک سال زکوٰۃ چکانا نہیں کیونکہ اگر غفلتی میں خواہ جس طریقے سے آدمی کے پاس ہوں ہر سال زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، کیونکہ سونا چاندی ایسی چیز ہیں جن میں ہوا و زراعت خود بخود آتی ہے۔

لما قال العلامة الترمذی :- «لا يلزم في مذهب كل منهما ومعموله ولو تبنوا أو حالاً مطلقاً مباح الاستعمال أو لا ولو لتجمل وإنفقته لانبعاثاً خلتاً أو ثانياً غير كيهما كيف كانا۔» الدر المنثور عن ص ۲۰۲ المختار ج ۲ ص ۲۹۸ باب زکوٰۃ المال م ۱۷

**سوال :-** اگر ایک شخص چکومت حکومت کی طرف سے عائد جرمانہ کی ادائیگی کیلئے زکوٰۃ دینا کی طرف سے کوئی جرمانہ و وجبہ التوا ہو لیکن اس شخص کے پاس ادائیگی کے لیے کوئی رقم نہ ہو تو کیا اس کی طرف سے زکوٰۃ کی رقم جرمانہ میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** کسی مجبور سے مالی تعاون کرنا نہایت خود مہبت بڑی نیک ہے، صورتِ مطلوب کے مطابق اگر شخص غریب ہو تو بغیر کسی جیل کے اس کو زکوٰۃ کی رقم دے کر جرمانہ کے ادا کرنے میں مدد دینے میں کوئی حرج نہیں تاہم اگر شخص صاحبِ نصاب ہو لیکن جرمانہ کی ادائیگی اس کے لیے ناقابلِ برداشت ہو تو کسی شرعی جیل کے بغیر اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

لما قال الشيخ النظام رحمه الله :- «ولو تهيأت من الفقير زكوة ماله ان كان

لم تملكه الامام يوهان الدين المرغيناني رحمه الله :- «وفي قولنا ذهب والفضة وحليهما وادانتهما الزكوة۔» رابداية عن ص ۲۰۲ فتح القدیر ج ۲ ص ۲۹۸ باب زکوٰۃ احوال - فصل في الذهب (

ومثله في بدائع المتنازع ج ۲ ص ۱۶۱ فصل منة النصاب۔



مامرہ یعنی وانکا کا بے پیرا مریہ کا مجوزہ سقط الخدین ۔

(فتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۲۸۲ کتاب الزکوۃ باب اشیاء فی معاوضہ)

**اموال تجارت میں زکوۃ کا حکم** | سوال یہ تجارت میں نقد اور قرض دونوں کا معاملہ ہوتا ہے اس لیے جو مال قرض کے بعد گزری مارجس کے پاس

نقد رقم کم اور قرض کی رقم زیادہ ہو تو زکوۃ کی ادائیگی میں کون سا مال معتبر ہوگا ؟

**الجواب** : یہ تجارت کے کاروبار میں جمل مالیت کا اعتبار ہوگا خواہ وہ مالک کے پاس نقد کی شکل میں ہو یا اموال تجارت وہیں جس کی صورت میں موجود ہو یہاں تک کہ قرض بھی اس میں شمار ہو کر جمل مال کی زکوۃ ان کی جائے گی ۔ تاہم اگر قرض سے زکوۃ کی ادائیگی وصول ہو تو قرض سے تحریر عمل جائز ہے ۔

قال ابن النیرین ابن نجیم، فتویٰ وهو بدلہ، قرض ومال التجارۃ..... فتی اشویٰ نجیب

الزکوۃ فی احوال الخول ویتواحب القضا والی ان یقبض اربعین وبعثا خلفہا درعہ وکذا

فیعاد بعد جہ ۔ زبجہ الوفاق ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الزکوۃ ج ۲ ص ۲۸۲

**اموال تجارت میں زکوۃ کے بموجب کے لیے مروجہ قیمت کا اعتبار** | سوال یہ مال تجارت کے لیے جس مالیت کا اندازہ کیا جاتا ہے اس میں اموال تجارت کی کون سی قیمت معتبر ہوگی ؟ کیونکہ

لہ فان العلامة ابن المہمام رحمہ اللہ : وعملہ فہذا ان یكون بدیرا ذن الخی اما اذا كانت باذنہ وهو فقیر فیجوز من الزکوۃ عنی : انہ تملک منہ وامانہ وبقیمۃ حکم النیایۃ عندہ ثم یعبقرافضاً نسہ . وفي النایۃ نقلاً من السیوطی والمغید لوقعتی بہا ذین من اوقیت بہا مودہ جائز ومعلوم اذۃ قید فقیرا دیون ..... (وقتی دین حی اوقیت بدیرا ذن الخی کا مجوزہ ۔

(فتح القدیر ج ۲ ص ۲۸۲ باب من مجوزہ فی الصدقۃ الیہ ۔ الخ)

وَمَثَلُهُ فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ ج ۲ ص ۲۸۲ باب المعاوضہ ۔

فتاویٰ الہندیہ : ( د حقوی ) وهو ما يجب بملک من سلع التجارۃ اذا قبض اربعین رکی لاصفی کذا فی الزلحدی ( الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب الزکوۃ )

وَمَثَلُهُ فِي الْاَدَامَةِ عَنِ صَدْرِهِ الْمُعْتَادِ ج ۲ ص ۲۸۲ باب زکوۃ المال ۔

اشیاء کی قیمت خرید ایک ہوئی ہے جبکہ گاہک کو دوسری قیمت پر دی جاتی ہے۔

**الجواب :-** اموال تجارت کی قیمت لگانے میں مقامی قیمت کا اعتبار ہوگا پھر قیمت میں تفاوت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں مارکیٹ کی موجودہ قیمت کو اعتبار دیا جائے گا، کیونکہ یہی اس کی مائیت کا معیار ہے۔

ما قال فی ہندیۃ : ویقوموا انسابہا فی البلد الذی فیہ الال حتی لو بیع عبدًا للتجارة فی بلد آخر فباع لحوال فبیتہ فی ذلک البلد و لو کان فی مدینۃ فبیتہ فی مدینۃ فی انبوب : لا مصادق ذلک : موضع : انسابہا فی ہندیۃ ج۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوۃ : باب الثالث فی زکوۃ الذهب والعروض : الفصل الثانی فی العروض : ص ۱۸۱

**سوال :-** اگر کسی شخص کا کاروبار ایک جگہ ہو تو پائش کاروبار کی جگہ کے فقراء کو زکوۃ کے زیادہ مستحق ہیں

دوسری جگہ ہو تو کہاں کے فقراء کی زکوۃ کے زیادہ مستحق ہیں کیا اس میں رہائش کا اعتبار ہو گا یا کاروبار کی جگہ کا؟

**الجواب :-** فقہاء کرام کی حیات سے اندازہ ہو تب یہ کہ کاروبار کی جگہ کے فقراء ترجیحی طور پر مستحق ہیں۔

ما فی ہندیۃ : وبکہ نقل الزکوۃ من بلد الی بلد لا نایة قلنا الانسان فی قریبہ اوائ قوم ہم حواج الیہا من اهل بلدہ ... ثم العتبی فی الزکوۃ : مکان المال حتی لو کان فی بلد وماله فی بلد اخر فبیت فی موضع المال : (انسابہ فی ہندیۃ ج۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوۃ : باب ثالث فی انسابہ فی ہندیۃ ج۱ ص ۱۸۱)

ما قال ابن عابدین رحمہ اللہ : لو کان قونہ ویقوم فی البلد الذی لارقیہ فلو بیع عبدًا للتجارة فی بلد آخر فباع لحوال فبیتہ فی البلد الذی فیہ العبد : رہا المختار ج ۱ ص ۱۸۱ باب زکوۃ غنم : ومثله فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۰ باب زکوۃ فی الاموال۔

ما قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ : (تحت قول وکرہ نفاہا) ای من بلدی اہل البلد الخیران فیہ رعایہ حق تجوز فکان اولی و انتباہ رحمہ اللہ ان اکثر اہل غزنیہ تاملو نقلہا جائز لان المصروف مطلق یفتقر اربعین ہر فی الزکوۃ مکان المال۔

(وقر المختار ج ۳ ص ۵۵۳ باب لمصرف)

ومثله فی الدرر النایح ج ۳ ص ۳۹۰ باب المصروف۔

**سوال :-** ایک شخص نے دوسری کا روبرو ہی آدمی کو مضاربیت مال مضاربیت میں زکوٰۃ کا حکم پر کچھ غم دیا ہے، اگر مال دوسرے مال سے زکوٰۃ داکڑا کرتا ہے اب دریافت طلب اس پر یہ ہے کہ جو مال اس نے مضاربیت پر جیسا ہے کیسا اس کی زکوٰۃ رتبہ مال پر ہے یا مضارب پر یا دونوں پر؟

**الجواب** :- غصارت کی صورت میں جب تک فائدہ نہ ہو تو غصارت کے پاس قرأت ہو تو ہے اور مالی رب المال کا شمار ہوتا ہے اس لیے زکوٰۃ رب المال کے ذمہ واجب ہے لیکن اگر اس میں یعنی فائدہ ہو کر غصارت کا حصہ بھی آتا ہو کر اس میں زکوٰۃ واجب ہو تو تو یہ ہر ایک پر اپنے حصے کی زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہے۔

لها قال العلامة المحقق: وإن تعدد انصاف توجب إجماعاً ويتولجها يا بعض  
 وسبانه في المأوى فان بلغ قهيب أحدهما نصيباً ركبا دون الآخر... وأعلمه الله الديون  
 عند الأمام ثلاثة قوى ومتوسط وضعيف فتجب ركوبها إذا أم نصيباً وسال  
 أعمال أفكر كالقور كابل عند قبض ربيعين درهم من الدين القوي.

(العدد المختار على صدمه والمختار % ٢٠) حكاية ٣٥٢٢ باب زكوة المال في

**سوال :-** ایک شخص مسجد کا ستون ہے اس نے اپنی ذاتی مسجد کے لیے جمع شدہ رقم میں زکوٰۃ رقم سے مسجد تعمیر کرائی اب ستون کا ارادہ ہے کہ یہ رقم صرف مسجد کے ستون سے وصول کر دے تو کیا ستون کی مذکور ہوگی سے زکوٰۃ کی رقم وصول کر سکتا ہے تاکہ رقم ختم ہو جائے ؟

**الجواب :-** مسجد میں زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کی جاسکتی کسی شرعی حیل کے بغیر مسجد میں زکوٰۃ کی رقم گناہ ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

هـ قال في الهدية: ولا يجوز أن يبنى بالمزكوة المسجد، وكذا القنطرة، وأصلح الطرق، وكبرى  
الأنهار، والجمع، وكل ما تليق فيه. <sup>١٠٠</sup> وأما على ما فيه من اشتراك الأركان، البابان في المصروف، فله

ثم قال في هذه الآية: الخميني في التفسير الفيلسوفين فان كان تفسيره هو الذي يقع نصا اذ جعلت الآية على الذي  
يبلغ تفسيره نصا اذ جعلت الآية على ان كان قد جاء من يجب عليه تركه دون الاخر فان يجب على من يجب  
عليه ان يقع تفسيره نصا اذ جعلت الآية على ان كان قد جاء من يجب عليه تركه دون الاخر فان يجب على من يجب  
عليه ان يقع تفسيره نصا اذ جعلت الآية على ان كان قد جاء من يجب عليه تركه دون الاخر فان يجب على من يجب  
عليه ان يقع تفسيره نصا اذ جعلت الآية على ان كان قد جاء من يجب عليه تركه دون الاخر فان يجب على من يجب

ثم لما قال المذمومة العصفري، واشترط ان يكون الضرب تمسكاً لا اباحة كما كان يصرف الى غير نحو  
مسيب ودا الى كنه حيت وقضا، وكتبه. انما زعمت وعلى صدره: التمر ٢٢ مذكراً بالضرب  
فويستفي في هذا بقا على صدره فتح القديس ٢٢ مذكراً باب من يجوز دفع العداقة اليه. الخ

مسجد کی رقم پر تجارت کرنا اور اس میں زکوٰۃ کا حکم سوال: مسجد کے لیے جو رقم ہے  
 ایک شخص اس قیمت سے بھاری شکر ہے کہ  
 مسجد کے مدنی میں ترقی ہو، تو اس کے شرع پر تجارت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس پر زکوٰۃ لازم  
 ہوگی یا نہیں؟

الجواب: چند دہندگان یا ان کے متعدد علیہ کی اجازت سے اس رقم پر تجارت کرنا جائز  
 ہے۔ ہم اس رقم منوی کو نہ دی گئی ہو تو یہ رقم چند دہندگان کی ملکیت سے ہیں لکن کسی خاص صحت  
 میں چند دینے والے کی اجازت سے تجارت کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور مسجد کی جمع شدہ رقم  
 پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ زکوٰۃ کے وجوب کے لیے شخصی ملکیت ضروری ہے جو کہ یہاں مفقور ہے۔  
 ما قالہ ان عبادت ربه الله: منبکھا ای سب اعتراضات منی خطاب مولیٰ قولہ مطلقاً لعل  
 فلا زکوة فی سوائهم الوقت واخیل مسیلة لعدم اللک۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۷) تنبیہ: زکوٰۃ

مسوال: اگر کسی نے  
 جن اشیاء کے خریدنے میں تجارت کا ارادہ نہ ہو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں  
 کے یہ خریدی اور اسی وقت یہ ارادہ کیا کہ یہ چیز جب ملے گی تو اس کو فروخت کر دوں گا۔  
 تو کیا یہ چیز اموال تجارت میں شمار ہوگی اور عین حلی کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب کی جائے گی؟  
 الجواب: اگرچہ تجارت میں خریداری کے وقت تجارت کی قیمت ضروری ہے یہاں کہیں  
 نیست نہ ہو تو پھر ان چیزوں کا شمار اموال تجارت میں نہیں ہوگا۔ مگر وہ صورت میں جو کہ خرید و بیع کے  
 وقت تجارت کی قیمت قطعی نہیں اس لیے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

قال علاؤ الدین النحوی: او مشقوی شیئاً مقیداً بزمانہ وجدرجاً باعداً زکوٰۃ  
 علیہ۔ (رد المحتار علی صمدی رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۷) کتاب زکوٰۃ

لے قال بعد اذ اذاعہ اسلافہ: سو ما لا یزید فی التی ترجع فی امان قضا اللک واجب الزکوٰۃ مالم یتم وقت  
 مسجد بعد استیذانہ زکوٰۃ تملیہ والتحلیک فی جہلک ولا یقتصر بہ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۷)

وتمت فی تبیین الخلفائی ج ۲ ص ۲۰۷ کتاب زکوٰۃ۔

محمد فاضل ابن الدہم: انما خواشانی عبدی مثلاً بعد صلاۃ تاویلاً بیعہ ان یویدرجا لا زکوٰۃ  
 فیہ۔ (فتح القدر ج ۲ ص ۲۰۷) فصل فی البیوع

وتمت فی قضاوی قاضی خان ج ۱ ص ۲۰۷ کتاب زکوٰۃ۔



**پلاٹ کی خرید و فروخت میں زکوٰۃ کا حکم** | **مسوال** :- جو زمین سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی ہے بلکہ اسی کو آمدنی سے عشر یا نصف عشر ادا کیا جاتا ہے لیکن ایک آدمی پلاٹ یا عمارت کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہے ایسی حالت میں اس کی تمام تر مالیت جائیداد غیر منقولہ ہوتی ہے تو اس صورت میں تو لائن حمل کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہوگیا نہیں؟

**الجواب** :- بل پر پنی کے کاروبار کی صورت میں جائیداد غیر منقولہ ایجنسی اصل حالت سے ہٹ کر سوائی تجارت کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اس لیے اس کے ساتھ دیگر سوائی تجارت جیسا معاملہ ہوگا کہ جو تین حمل کے بعد قیمت لگا کر زکوٰۃ واجب ہوگی تاہم اس میں کاروباری ارتقاء ہونے کی حیثیت کا نہیں خریداری کے وقت کا ہوگا جس کے لیے اس وقت تجارت کی نیت ضروری ہے ورنہ بعد ازاں کو آمدن کی نیت کے تحت سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ند قال ابن قیمؒ : داماً لدلالة فعله ان يشترى عيناً من الزبائن بغرض التجارة او لواجب حارة التي للتجارة بعض من العروض فيصرف للتجارة وان لم يصبها انتجارة مصرحاً لكن ذكر في البداية الاختلاف في منافع عين معدنة للتجارة ففى كتاب الزكوة من الاصل ان للتجارة بلانية وفيها ما يند على الشوق على النية فكذلك مسئلة رواية ومشاغلهم كالواحد معجون وداية الجامع لان الدين وان مضانت للتجارة فكذلك قد يقصد ببدل منافعها الشفعة فيجرى انما ينفق عليها ولا يجرى للتجارة فلا تصير للتجارة مع التردد الى بالنية۔

(المبحر الموثق ج ۲ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ) ۱۰

**اسلمہ پر زکوٰۃ کا حکم** | **مسوال** :- علاقہ غیر میں رہنے والے اگر لوگ اپنے ساتھ اسلمہ لے کر جاتے ہیں اور اسلمہ کی قیمت بخیر نصاب بہت زیادہ ہوتی ہے، تو کیا اس اسلمہ پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب** :- جو اسلمہ مال و جان کے تحفظ کے لیے رکھا جائے اگرچہ وہ قیمت کے لحاظ سے مقدار نصاب سے بہت زیادہ ہو تو لوگ اسلمہ میں داخل ہو کر اس پر زکوٰۃ واجب نہیں البتہ

— قال العلامة الحسینیؒ : اوفى عرفی تجارت قیمته نصاب الجملة صفقة مرفوع وجوہنا ایسی

بنقد و صو (الذکر المختار علی صمدیۃ المختار ج ۲ ص ۲۹۹ کتاب الزکوٰۃ)

فہم شئ فی انہندیقہ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ۔

الترجارت کی طرح سے رکھا گیا ہو تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

قال علی ابن ابی بکر الرضائی، وليس في دور السكنى وشباب البدن وانما في المنان ودواب  
الركوب وجيد الخدمه وسلاح الاستعمال ذكره. (الهداية ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ) ط  
گدھے اموال تجارت میں ہوں تو زکوٰۃ واجب ہے | سوال اس بارے میں کہ کچھ گدھے ہیں جن سے  
ہماری مرضی صرف کاروبار کا چھانا ہے کیا ان  
گدھوں پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ بعض علماء کو کہتے ہیں کہ ایک ضرر شخص ہے لہذا اس پر  
زکوٰۃ واجب نہیں۔

الجواب: گدھوں کی زکوٰۃ کے بارے میں شریعت متعذر نہ ہوئی ورنہ حکم نہیں دیا ہوتا۔  
گدھوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں، البتہ اگر گدھے تجارت کیلئے رکھے ہوں جیسا کہ سوال سے مستفاد ہے تو  
ان کی قیمت پر زکوٰۃ لازم ہے۔

قال علی ابن ابی بکر الرضائی، ولا شيء في البغال والحمير لقوله عليه السلام لم ينزل علي  
في معاشي وانما يدون تحت سمعي الا ان يكون للتجارة لان الزکوٰۃ في شيء متعلق بالمال فكثير  
اموال التجارة. (الهداية ج ۱ ص ۱۸۱ فصل في الخيل) ط

اصل رقم اور منافع دونوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی | سوال: ایک آدمی کہہ پا کہ کچھ رقم ہے  
اور اس نے چند سال سے اس میں تجارت  
شروع کی اور سال کے آخر میں اس نے کچھ منافع حاصل کیا، تو کیا حوالہ حوال کے بعد اصل رقم یا منافع  
پر الگ الگ زکوٰۃ واجب ہوگی یا دونوں پر ایک ساتھ؟

الجواب: اگر کسی نے اول سال کی کسی تاریخ سے تجارت کا کاروبار شروع کیا اور سال کے

طہ وقر المحمدية۔ ومنها فرائع الدل عن حاجته الاصلية فليس في دور السكنى وشباب البدن وانما في المنان ودواب  
الركوب وجيد الخدمه وسلاح الاستعمال ذكره. (الفتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ فی غیر مواضع)  
ومشكلة في تقدير ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ۔

طہ قال عن ذالک المصنف، (وم لای، وقال دعیوم) ساتھ جہان ریست لعلوہ بطولہ فلا کلام بلا شہما  
من العروض۔ (المرآۃ الخیر علی صدرہ المصنف ج ۲ ص ۲۸۸ باب ذکرہ الغنم)  
وذكره في التمهيد ج ۱ ص ۱۸۱ فصل الخامس فيها يجب فيه الزکوٰۃ۔





خریدی ہو لیکن کوئی نفع آور صورت دیکھ اس کو فروخت کر دے تو کیا اس میں زکوٰۃ واجب یا نہیں؟  
**الجواب:-** اگرچہ شخصی گردشہ از اس سے صاحب نصاب ہو تو حوالہ حل کے بعد مشین کی  
 قیمت اور منافع جملہ منافع شمار کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی ورنہ حوالہ حل کے بغیر اس میں زکوٰۃ  
 واجب نہیں۔

لغاتال العلامة للہ ص ۱۰۰۔ و تہذیبہ الاما بسبب اختلافها مبالغ نصاب حول نسبة  
 لتحول لحوالہ علیہ۔ (الدرر الخیر علی صدرہ) المختار ج ۶ ص ۲۵۳ کتاب الزکوٰۃ۔  
 سوال:- اگر ایک شخص کی دوکان میں کھلے پیسے کے  
 برتن، پکائے کی دیکھیں اور دوسرے ایسی چیزیں ہوں جو  
 اجتماعی طور پر دعوت اور دیگر برادریوں میں استعمال ہوتے ہوں ایسے برتن ٹوکرا کر یا پر دے جاتے  
 ہیں۔ انہوں نے شرعاً ایسے شخص کی آمدنی میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟ کیا برتن، ٹینٹ اور دیکھوں کی قیمت  
 سے بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا نہ؟

**الجواب:-** برتنوں، دیگروں اور کرائی ٹینٹ وغیرہ کی قیمت جیسا زکوٰۃ واجب نہیں بلکہ  
 ان اشیاء سے جو کماٹی حاصل ہو جائے اور نصاب کو پہنچ جائے تو حوالہ حل کے بعد اس شخص میں  
 زکوٰۃ واجب ہوگی۔

ولو اشتري قنطرة من صفتي سكتة ولو جرها فلا تجب فيها الزکوٰۃ كما لا تجب في  
 بيوت الغلة۔ (مخاوی السندیة ج ۱ مشکہ کتاب الزکوٰۃ۔ الباب الثالث في زکوٰۃ اذھم  
 والعروض۔ الفصل الثاني في العروض) ص ۷۷

ابن مال بن نجيم رحمه الله۔ فالمراد بكونه حوتا انه يتم لدول عليه وهو في ملكه بقوله  
 عليه السلام لا زکوٰۃ في مال حتى يحول عليه الحول فان في الغاية متى حوّل لان الحول  
 تحوّل فيه۔ (انصار المرائق ج ۲ ص ۲۷۷ کتاب الزکوٰۃ)

ومثله في السندیة ج ۱ مشکہ کتاب الزکوٰۃ۔ الباب الاول۔

لغاتال العلامة جلال الدین الخوارزمی رحمه الله۔ واما آلات الصناعات الذين يعملون  
 بها وتزود انجاء لا تجب فيه الزکوٰۃ لانها ليست بمعدلة للتجارة كما لا تجب في بيوت  
 الغلة۔ (الكنهاية في ذیل فتوح القدير ج ۲ ص ۲۷۷ فصل في العروض)

ومثله في البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷۷۔ باب زکوٰۃ المان۔

**سوال :-** ایک آدمی کو اپنے مال تجارت میں نقصان ہوا اور مال میں کمی آئی اور سال کے بعد مذکورہ مال میں اضافہ ہوا اب وہ زکوٰۃ کس طریقے سے ادا کرے گا؟

**الجواب :-** حوالہ جن کے بعد اصل مال اور منافع کو جمع کرے کہ جب مقدار انصاف ہو تو مجموعہ سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی خواہ منافع ہو یا نقصان، اور اس مال جب مقدار انصاف سے ناسد ہو تو باوجود شمارہ کے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔

قال العلامة الشافعیؒ: - وشرط وجوب ادائها حولان الحول على النصاب الاصلی واما المتفاد فانه اذا حول فاضم الى معاشه ويزكى بتمام انفق الاصلی سواء استنفدت بتجارة او مبيعات. (مرآة الفلاح ص ۳۹۹ کتاب الزکوٰۃ) لہ

**سوال :-** بعض لوگ مکانات، دوکانیں اور پلاٹ تجارت کے لیے مکانات میں زکوٰۃ کا حکم تجارت کی نیت سے خرید کر ان کا دوبارہ کھڑے ہیں لیکن یہ مکانات کچھ وقت کے لیے رہنے کا نادرہ بھی حاصل کریں لیکن حوالہ پیش نظر اس میں تجارت ہوتی ہے اور اس مقصد کے لیے باقی مدہ دار سے قائم کرتے ہیں ایسی حالت میں ان مکانات اور دوکانوں کی قیمت سے زکوٰۃ ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** منظور جائیداد کی طرح غیر منظور جائیداد کا دوبارہ بھی محاشرو کے اہم معاملات میں سے ہے، اگرچہ غیر منظور جائیداد بذات خود محسوسے عاری ہونے کی وجہ سے وجوب زکوٰۃ کا محل نہیں، یہی وجہ ہے کہ بہن یا کرایہ کے لیے بنائے ہوئے مکانات اور دوکانوں پر زکوٰۃ نہیں، لیکن جب یہی جائیداد کاروباری مندی میں مشغول ہو کر خریدتے وقت یا قاعدہ تجارت کی نیت کی گئی ہو تو پھر سوال تجارت کے حکم میں ہو کر اس کی قیمت میں حوالہ حوال کے بعد زکوٰۃ واجب ہے۔ لہذا قال العلامة: - كما سأل رحمه الله - وسواء كان مال التجارة عروضاً او عقاراً او شيئاً متاعاً كالادوية لانها تجوز في الاموال التجارية تعلقاً بالمعنى وهو الالبان والقيسة

لہ قال العلامة الحنفیؒ: - وشرط كل النصاب ولو سائمة في طريق الحول في الابد ولا خلاف في الاصلية لوجوبها فلا يضر نقصانها بغيرها - والله الموفق على صلاح ردة المختار ج ۳ ص ۳۲۳ فصل زکوٰۃ فاضم زکوٰۃ ثلث البعز لائق ج ۲ ص ۲۲۳ فصل في القسم -

وهذه الاموال كلها في هذا المعنى جنس واحد - (البدائع الصنائع ج ۲ فصل احوال التجارة) ۲/۱۱۲  
**سوال ۱۔** ایک آدمی کی بیوی کا ان سے جوا بارہ کئے  
 جوا بارہ کئے ہوئے کان میں زکوٰۃ کا حکم ہے لیکن اس کے جہیز میں بھی حکومت کو ادھر تک ہے اور کان  
 والوں کو بھی فی سن کچھ رقم دینا ہے تو آیا بیوی کی آمدنی سے زکوٰۃ ادا کرے گا یا نہیں ادا کرنے کے بعد  
 بقید رقم کی زکوٰۃ ادا کرے گا؟

**الجواب۔** اس شخص کے دیگر اموال پر حسب حوالہ حوں ہو جائے تو اس کان سے خارج شدہ  
 جواہرات کی زکوٰۃ ادا کرے گا بشرطیکہ جواہرات فروخت شدہ ہوں اور اگر فروخت شدہ نہ ہوں تو اس میں  
 زکوٰۃ دینا واجب نہیں اور نہیں ادا کیے بغیر زکوٰۃ دی جائے گی۔

لما قال ابن الہمام اخرج من هذه شيعة عن عكرمة بن يساف في حبل من نول ولاجل النول  
 زکوٰۃ الا ان يكون للتجارة - (فتح القدير ج ۲ مش ۵ باب اعداد النول والراح) ۲/۵۵۵

**سوال ۱۔** میں ایک تجارت پیشہ آدمی  
 کارخانہ کی زمین اور مشینوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوں صنعت کے لیے میں نے ماہین  
 کا ایک کارخانہ لگایا ہوتا ہے جس کی کافی زمین ہے اور اس میں مشینیں بھی ہیں، تو کیا مجھ پر کارخانہ  
 کی زمین اور مشینوں کی زکوٰۃ لازم ہے؟

**الجواب۔** صنعتی آلات و وسائل جب تجارت کے لیے نہ ہوں بلکہ کسب کے لیے ہوں تو  
 ان کی فائدہ پر زکوٰۃ لازم نہیں اگرچہ وہ زمین یا مشینری لاکھوں روپے کے ہوں نہ  
 ہو بلکہ اس کی آمدنی پر زکوٰۃ لازم ہے، البتہ اگر زمین یا آلات تجارت کی غرض سے ہوں تو پھر

الحال في المصنعة، الزکوٰۃ واجبة في عروض التجارة كالنصف ما كانت ذات بائع فليس بها انصافاً -  
 (فتاویٰ الحدیث ج ۱ مش ۱ کتاب الزکوٰۃ الباب الثالث في زکوٰۃ الذهب والفضة والبراقع الفضة والثمن الثاني في العروض)  
 ووجه في الحداثة على صدر فتح القدير ج ۲ مش ۱۱۱۱ فصل في العروض -

لما قال ابن نجيم، دخلت خربة كان كل واحد من عرب وغیر فتح ولونہ وعتیر (یعنی لا تجوز هذه الاشياء  
 اما الاذن فلا نه حجر مضمون، يوجد في الجبال وقد ورد في الحديث لا خمس في الجبل ولا خمس في البحر ولا خمس في القوت  
 والجواهر كما قد متناه من كل جامد لا ينطبع - (البحر الرائق ج ۲ مش ۲۲۲ باب الزكوات)  
 ووجه في الحديث ج ۱ مش ۱ کتاب الزکوٰۃ الباب الخامس في المعادن والامكنة -

ان کی ذات میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

قال العلامة العسکونی: ولا في ثياب البدن... ولكنك آلات المعترفین... قال ابن  
عابدین: أي سوا آلات مسالاة تستهلك عينه في الاستدراج كالقدوم والمبرد أو تستهلك  
(رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۵ کتاب الزکوٰۃ) ۱۷

**اُسے کی مشین اور ٹرک وغیرہ کی قیمت میں زکوٰۃ نہیں** | **سوال** اگر کسی نے ٹرک یا گاڑی  
وغیرہ کی قیمت لگا کر اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟  
اور ایسا ہی کیا چیز کی مشین کو اُن کے لیے خریدی ہو کیا عولان حوال کے بعد اُسے کی مشین اور ٹرک  
وغیرہ کی قیمت لگا کر اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب** فقہاء کرام کی تصریحات کی روشنی میں زکوٰۃ کے وجوب کے لیے مقدار لینا  
میں تجارت کی قیمت ضروری ہے ایسی صورت میں نصاب پر عولان حوال کے بعد زکوٰۃ واجب ہے گی  
اس کے علاوہ جو آلات یا گاڑی وغیرہ محنت و مزدوری کے لیے ہوں اُن پر زکوٰۃ واجب نہیں۔  
لہذا صورت مسئلہ میں ٹرک اور آٹا پیسنے کی مشین جو محکمہ آلات مزدوری ہیں اُن کے لیے ای کی قیمت پر  
زکوٰۃ واجب نہیں البتہ عولان حوال کے بعد اُن کی آمدنی اگر نصاب تک پہنچتی ہو تو پھر ان پر زکوٰۃ  
واجب رہے گی۔

قال علی بن ابی بکر لفرغانی: یس فی دور السکی... زکوٰۃ... وآلات المعترفین  
لما قلنا۔ (الہدایۃ ج ۱ ص ۱۸۹ کتاب الزکوٰۃ) ۱۸

ثم قال الدكتور وهبة الزحيلي: ولا زكاة بانفاق المذهب على الخواص الاصلية... وآلات  
المعترفین لانها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية اصلاً.  
(فتاویٰ اسلامی دادلہ ج ۲ ص ۲۵۱ المبحث الثاني سبب الزکوٰۃ)  
ومثله في الهداية ج ۱ ص ۱۸۹ کتاب الزکوٰۃ۔

۱۹ **وہابی ہندویہ**: ومنتها فراغ المال عن حاجته الاصلية فليس في دور السکی... وقد اکتب  
العلم ان صان من اهلہ وآلات المعترفین کذا فی السراج لوجہاج۔  
(اعتقادی ہندویہ ج ۱ ص ۱۸۹ کتاب الزکوٰۃ)  
ومثله في رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۵ کتاب الزکوٰۃ۔



**سوال :-** اگر زیورات کی مجموعی تعداد دس تولیہ ہو لیکن اس میں دو تولیہ قیمتی پتھر اور چار برہمی ہوں، ہر ایک بطور یکجہ قیمت میں استعمال ہو تو کیا اس صورت میں مجموعی طور پر دس تولیہ زیورات کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا انکسٹ منہا کر کے بقیہ زیورات سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔

**الجواب :-** یکجہ خواہ قیمتی پتھر کا ہو یا سونے کا ہو اس میں بذات خود زکوٰۃ واجب نہیں، بسنے سونے (زیورات) سے اس کو منہا کر کے اصل سونے سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی سونے کی مقدار روزانہ میں اس کا شمار نہیں ہوگا۔

ما قال شيخ الاسلام ابن بركون بن علي بن محمد :- ولما ابوا قبضت والاكنى والجواهر فلا زكوة فيها وان كانت حليا الا ان تكون لتجارة - (الموهج للنعيمه ج ۱ ص ۱۵۸) باب زكوة الخشب له قدرتي خزانة من زكوة - **سوال :-** قدرتي خزانہ پانے کی صورت میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** بیت الرزق کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے جس قسم یعنی ہر ماہ حکومت کر لے گا اور بقیہ ۴/۵ حصے اس شخص کے پاس رہے گا جس کو خزانہ طلب ہے، خزانہ ملے وقت اس میں زکوٰۃ واجب نہیں تاہم حوالہ قول کے بعد زکوٰۃ دی جائے گی۔

لما قال الشيخ النعمان، ما يخرج من المعادن ثلاثة منطع - النار وما وقع وما ليس بمنطع ولا مائع اما المنطع كذهب والنفضة والحديد والفضة والنحاس والقصير فضيه الخمس - (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۸) كتاب الزكوة - باب الخاص في المعادن والركاز - ص ۱۸۸

لما قال في الهندية :- ولما ابوا قبضت والاكنى والجواهر فلا زكوة فيها وان كانت حليا الا ان تكون للتجارة - (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۸) كتاب الزكوة - باب الثاقل - الفصل الثاني في العروض ومثله في الدر المختار عن صدر رد المحتار ج ۲ ص ۴۴۳ كتاب الزكوة -

لما قال العلامة برهان الدين ابن عينا في :- ولما قوله عليه السلام وفي الركاز خمس وهو من الركز ما طلق على المعدن ولا منہا كانت في ايدي الكفرة فموتها ايدى ما غلبت فكانت غنيمۃ وفي الختام الخمس - (الهداية عن صدر فتح القدیر ج ۲ ص ۲۸۱) باب المعادن والركاز - رِسْطَةُ في بحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۱ باب الركاز -

ہاں تو لے سونا اور... ہم پہلے نقد بزرگوں کا حکم | سوال: ایک شخص کے پاس ہاں تو لے سونا اور

ہے اور اس پر... ہم پہلے قرض بھی ہے تو کیا اس شخص پر قربانی اور زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟  
الجواب: ہر وہ شخص جس کے پاس ہاں تو لے سونا یا ہاں تو لے جائی یا اس کی قیمت کو سامان ضروریات  
اصیر سے نازد موجود ہو تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے اور اگر دو تین اشیاء ہوں مگر وہ بیش قیمت  
تو پھر جو چیز سونا یا جائی میں سے نفع الفقراء پر تو ایسی نصاب سے بیرون یادوں کو قرضاً غنیمت کے لئے  
بنایا جائے اب اگر اس شخص پر قرض بھی ہو تو جس قیمت سے قرضہ منہا کر کے باقی مال کو نصاب تک  
پہنچ جائے تو اس پر قربانی واجب ہے ورنہ نہیں۔ صورت مشمولہ میں چونکہ ہاں تو لے سونا اور ہاں  
کی قیمت تقریباً ۱۵۰۰ ہزار روپے بنتی ہے اور اگر اس میں سے ۵۰ ہزار روپے کا قرضہ منہا کیا  
جائے تو بھی باقی مال نصاب تک پہنچتا ہے اس لئے اس شخص پر قربانی اور زکوٰۃ واجب ہے۔

ما قال الصلوة بن عبد بن: (قوله والیسر) بان ملک مانتی درهم او ماضی و یما  
غیر صدقہ و نیایاب الفیس او محتاج بیت جہ ان ان یذبح الا ضعیف و لعلہ عقار و یستقلہ  
فقیل تلزم بوقیثہ ذہباً - (رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۹ کتاب الاضیاع)  
قال الامام ابو حنیفۃ فی غررہما فی الذبح باعتبار القیمۃ - (رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۹ کتاب الزکوٰۃ)

مسائل اور گھڑی وغیرہ ضروریات میں داخل ہیں | سوال: اگر کسی شخص کے پاس  
ارحانی تین ہزار کی سائیکل اور  
ایسے ہی ایک قیمتی گرمی بھی ہو تو کیا ان اشیاء کی مجموعی قیمت نصاب کو پہنچ کر مالک  
کو غنی کے حکم میں قرار دے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: موجودہ معاشرہ اور حالات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اشیاء  
خواجہ اسلیمین داخل ہیں اس لیے ان کے مالک کو صاحب نصاب قرار نہیں دیا جا  
سکتا ہے بلکہ بعض شخصوں کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر موٹر سائیکل بھی ان کے لیے ضروریات  
میں داخل مانا گیا ہے اس لیے اگر یہ شخص غریب ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے۔

قال علی ابن ابی بکر المرغینانی: ولا يجوز دفع الزکوٰۃ الا من صلیف فصلا من اعت  
مال کان الى ان قال ويجوز دفعها الى من تملک اقل من ذلك وان کان صلیف  
مکتباً لانه فقیہ اعز (الهدایۃ ج ۱ ص ۲۸۸ باب مصارف الزکوٰۃ)

## باب زکوٰۃ السوائم

(پرنے والے جو نوں میں زکوٰۃ کے احکام)

**مجھے بکریوں میں زکوٰۃ کا حکم**۔ اسوال :- اگر ایک شخص کے پاس میں بھیڑ گریبان ہوں اور  
پندرہ سال کے ساتھ ان کے میں بیچے بھی ہوں، اب ان بکریوں پر زکوٰۃ  
میں نہیں گندراؤں؟ میں بھیڑ گریبان پر سال گندراؤں ہے، اس حالت میں زکوٰۃ کس وقت ادا  
کی جائے گی۔

**الجواب :-** سورت مذکورہ میں چونکہ چالیس بھیڑ گریبان پر سال میں زکوٰۃ دینی ہے  
پندرہ سال گندراؤں اور بیچے (میں) بکریوں پر سال پندرہ نہیں گندراؤں، اس لیے اس وقت تک زکوٰۃ ادا  
نہیں کی جائے گی جب تک چالیس پر سال نہ گندرا جائے۔

ما قال فی الذی الذی، لیس فی اقل من اربعین من العلف، لعلہ صدقة فاد کا زکوٰۃ  
بعض مسائل و حال علیہ، العون فیہ شاة لعلہ صدقة۔

و فیما فی سفندی ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ کتاب فی الغنم و فی زکوٰۃ الغنم ج ۱ ص ۱۸۱

**مولتیوں کے دوہیں زکوٰۃ کا حکم**۔ اسوال :- ایک آدمی نے گھاس سے خوشی بن کر دوہ زکوٰۃ  
کے لیے دی ہے۔ اس میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

**الجواب :-** بذات خود اس قسم میں زکوٰۃ واجب نہیں تاہم مولان حوالہ کے بعد تجلی کتاب  
سے زکوٰۃ لازم ہوگی۔

ما قال الشیخ نظام رحمہ اللہ... و منها کون لعلہ صدقة فاد کا زکوٰۃ فی حق منہ۔

و فیما فی سفندی ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب زکوٰۃ، باب الاول،

و قال ايضا: (و من ذلک ان العون علی السائل العبرة فی الزکوٰۃ

لعلہ صدقة فاد کا زکوٰۃ فی حق منہ، لیس فی حق من اربعین من العلف، لعلہ صدقة فاد کا زکوٰۃ

بعض مسائل و حال علیہ، العون فیہ شاة لعلہ صدقة۔

و فیما فی سفندی ج ۱ ص ۱۸۱، فصل فی الغنم،

و فیما فی البعز المرفوع ج ۲ ص ۲۱۰، باب زکوٰۃ الال، فصل فی الغنم۔



للحوالہ القسری۔ (انتقاد خالص مدیة ۳۱۷ باب الاول ملہ)

چراگاہ کی اجرت دینے سے زکوٰۃ متاثر نہیں ہوتی | سوال :- ایک آدمی کو کلیت میں متعدد  
اگڑیں اور چھینیس مول سال کے اکثر حصہ  
میں یہ جانور چرتے ہوئے لیکن جہاں پر یہ حیوانات چرتے ہیں اس کے لیے باقاعدہ سالانہ کو رقم دار کرنا  
پڑتی ہے، اب جواب طلب بات یہ ہے کہ کیا رقم کی ادائیگی کے وقت یہ حیوانات ساتھ شمار ہوں گے  
یا غیر شامل؟

الجواب :- فقہاء کرام نے حیوانات میں زکوٰۃ کے وجوب کے لیے جو سامانہ کا ذکر کیا ہے  
نران حیوانات پر یہ حقیقت صادق آتی ہے، اس لیے ہائے سالانہ رقم کی ادائیگی سے یہ حیوانات سامانہ  
کے حکم سے نہیں نکلتے، لہذا اس سال کے اکثر حصہ میں چرنے کا وجہ سے ای میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

س قال العلامة العسکری رحمہ اللہ :۔ وشرعاً تکفیه یا غیرہ واجب زکوۃ اشتمل فی اکثر  
القد نقد لیس والشدل ذکرہ المزیلی۔ (انتقاد علی صدر مدونہ ج ۲۵۰ باب السائمة ملہ)

اتحاد مرغی ضروری نہیں | سوال :- اگر ایک شخص کے پاس ساڑھ بکریاں ہوں اور اس نے ان  
کے یہ دو نوکر رکھے ہوئے ہوں، جن میں سے یکا تو تیس بکریاں  
ایک جگہ اور دوسرا نوکر تیس بکریاں دوسری جگہ چراتا ہے تو کیا ان شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- ہمارے نزدیک تعاب پر حوالہ تولی کے بعد مرغی کا ایک ہونا ضروری  
نہیں، جب ساڑھ بکریاں ایک شخص کی کلیت میں تو انکے ایک مقامات پر رہنے کے باوجود

س قال العلامة العسکری :۔ ومثبتہ ای سبب فرضیہ ملک تعاب حیوانہ فالقول بوجوب  
ملہ۔ (انتقاد علی صدر مدونہ ج ۲۵۰ کتاب زکوٰۃ مطلب ۱ حکم السائمة  
ومثبتہ فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۰ کتاب الزکوٰۃ۔)

س قال ابن نجیم رحمہ اللہ :۔ ہی الحق تکفی یا ربی فی اکثر سنة بیان لسانہ :۔ لعی الفقہاء  
سم السائمة لا یزول یا علی البسیر لانه لا یمکن ستر عنہ قدم لاکۃ کا قاعدۃ لہ نو  
علیہا نصت حیوان فاسہان لکون سائمة فلا زکوٰۃ فیہا لوقوع شاک فی السبب۔

(البحر الرائق ج ۲ ص ۲۵۰ باب صدقة السوائم)

ومثبتہ فی الجوہرۃ المشیوۃ ۳۱۷ باب زکوٰۃ الخیل۔

اس پر زکوٰۃ واجب ہوگا۔

لہذا قال في الهندية :- قطيعة في المواشي كغير الخيلين ..... اسباب الملك .....  
وسواء كانت في مرغى واحد او في مرغى متعددة فاذ كان نصيب احد هولاء نصيبا  
ونصيب الآخر لا ينفصل عنه نصيبا وجبت زکوٰۃ على الذي يبيع نصيبه نصيبا كذا الآخر۔  
(الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ الباب الثالث من شئ ما)

**گائے اور بھینس کی زکوٰۃ کے نصیب میں فرق ہے یا نہیں** **سوال :-** گائے اور بھینس  
ہے جس کو چینی کران میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی اور کیا گائے اور بھینس دونوں ایک شمار  
ہوں گے یا علیحدہ علیحدہ؟

**الجواب :-** گائے اور بھینس میں نصیب زکوٰۃ کم از کم تیس میں بشرطیکہ نہ سال کا  
آخر حشر باہر چڑا گا نہ دین مفت کا پانچا کھائی ہوں اور اس پر ایک سال کا بچہ یا بچہ جو دوسرے  
سال میں داخل ہو زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔

لہذا قال العلامة روح الدين امرغیانی :- ليس في اقل من ثلاثين من البقر  
مصدق فاذ كانت ثلاثين سالمة وحال عليها الحول ففيها بيع او تبعة وهو التي طفت في  
الثانية لم يمسس سوا (الهداية ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوٰۃ فصل في البقر ص ۲۰)

لحم قال ابن القيم رحمه الله :- ففي الوجوب الجمع بين الاملاك المتفرقة اذا احوال الجمع  
وانتفرق في الاملاك لولا الامكنة الاخرى فان لنصاب انفرق في الامكنة مع وحدة املك  
تجب فيه ومن ملك ثمانين شاة ليس بالساعي ان يعطها نصيبا بل ان يفرقها في مكانين فعلى  
كل فريق بثلثي مئة لا يفرق الساعي بين الثمانين مائة۔

وتفصّل التقدير ج ۲ ص ۱۲۱ باب صدقة السواثم فصل في الابل

ومثله في الخامسة على هاشم الهندية ج ۱ ص ۲۳۸ فصل في صدقة الجمال والحصان۔

لحم لہذا قال العلامة الحنفی :- فاعطوا الفراء فاعطوا الفراء من دهن و املیة فاعطوا حكمة  
..... الا فواء سائمة غير مشفوعة و فيها بیع لانه یباع اتمه و سائمة كاملة یوزع بیعة انشاء الحق

(الدائمات ارجلی ص ۵۵ رد المحتار ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ البقر  
ومثله في بدائع نصاب ج ۲ ص ۲۸ کتاب الزکوٰۃ فصل في نصاب البقر۔

**سوال :-** کیا خیراتے میں ملادین کو بکریوں کی تعداد سے بیکریوں میں زکوٰۃ کا نصاب میں کتنی ہے جن میں زکوٰۃ واجب ہوگی؟

**الجواب :-** پھر بکریوں کی تعداد جب چالیس تک پہنچ جائے اور سائے بھی ہوں تو سان گڈرنے کے بعد ان میں ایک بکری بطور زکوٰۃ واجب ہوگی؟

لما قال العلامة برهان الدین المرغینانی رحمہ اللہ: ليس في اقل من اربعين من الغنم سائمة صدقة فاذا كانت اربعين سائمة وحال عليها الحول ففيها سائمة.

الهداية ج ۱ ص ۱۶۷ کتاب الزکوٰۃ: فصل في الغنم سائمة

**سوال :-** امارت مبارک میں گائے، اونٹ، بکری وغیرہ کا نصاب زکوٰۃ تو مقرر ہے مگر جنس کا نہیں، تو شرعاً بھینسوں کا نصاب زکوٰۃ کتنا ہے؟

**الجواب :-** بھینس زکوٰۃ میں گائے کی طرح ہے یعنی پتتا نصاب گائے کا ہے نہیں گائے، اتنا ہی نصاب بھینسوں کا بھی ہے، اسی طرح اگر دونوں مخلوقوں میں بھی جن ایک نصاب ہو گا یہی دونوں کا نصاب ایک ہی شمار کیا جائے گا۔

لما قال العلامة ابن نجيم، (قوله والجامع كالبقر لان اسم البقر يتناولها اذ هو نوع منه فيكس نصاب البقر) وجمعيه ذكاه و منه الاختلاف تؤخذ الزکوٰۃ من غلبها الخ۔ (المعجم المرفوع ج ۲ ص ۲۱۵ کتاب الزکوٰۃ: باب صدقة البقر: ۱۱)

لما قال العلامة عالم بن علاء الانصاري: وليس في اقل من اربعين من الغنم صدقة فاذا كانت اربعين في اقل من اربعين من الغنم سائمة وفيها سائمة (ج ۱ ص ۲۱۵ کتاب الزکوٰۃ: الفصل الاول في صدقة السائمة)

وَمِنْهُ فِي بَدْءِ نَعْمَ لَهَا نَعْمَ ج ۱ ص ۱۶۷ کتاب الزکوٰۃ: فصل في نصاب الغنم

لما وفي الهندية: والجامع كالبقرة عند اختلاف طيب منهم بعضها الى بعض لكنكمل النصاب قدر تؤخذ الزکوٰۃ من اقلها وان كان بعضها اكثر من بعض۔

والمناوي الهندية ج ۱ ص ۱۶۷ کتاب الزکوٰۃ: الفصل الثاني في زکوٰۃ البقر

وَمِنْهُ فِي اجوهية الشيرة ج ۱ ص ۱۶۷ کتاب الزکوٰۃ: باب زکوٰۃ البقر



**سوال :-** اگر کوئی شخص جانوروں کی زکوٰۃ میں جانور کی بجائے اس کی قیمت دینا چاہے تو کیا اس کی زکوٰۃ اور ہوجائے گی ؟

**الجواب :-** زکوٰۃ کی اور نیکی میں فقہ حنفی کی رو سے یہاں کسی چیز کا دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی بیک قیمت بھی دی جاسکتی ہے بلکہ اس وقت قیمت دینا زیادہ بہتر ہے ۔

ما قال العلامة ابن قیمؒ : و یجوز دفع البعۃ فی الزکوۃ و کفایۃ و صدقۃ فلفظہ و لا یفسد فی الذل . و یجوز فی جہل کتاب الزکوۃ باب فی اعنہم .

**سوال :-** بعض علاقوں میں زیادہ تر گدے ملتے جلتے ہیں گدے ہوں میں زکوٰۃ کا مسئلہ تو ایسے میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ؟

**الجواب :-** اگر گدے یا بکریاں جانور ہیں جن کی زکوٰۃ کے لیے شمار میں آسکتے ہوں تو گدے یا بکریاں نہیں فرمایا اس لیے ان میں زکوٰۃ نہیں آتا مگر تجارت کی غرض سے رکھے گئے ہوں تو پھر زکوٰۃ واجب ہے ۔

ما قال العلامة بھائی الدوب سرفستانیؒ : و کاشی فی جہال و جہل و غفلتہ الاسلام لہ یجوز علی فقہ حنفی و المالک و شافعی و حنابلہ ان یؤخذ من الزکوۃ حیث یستقلن بامالیۃ لسانہما و جازہ . و یجوز فی کتاب الزکوۃ فلفظہ فی قولہ

**سوال :-** میرا ایک قریبی دوست جس میں ڈیر کا فارا کی چھینٹوں میں زکوٰۃ کا مسئلہ تیس چالیس چھینٹیں بھی ہیں جن کے چارہ وغیرہ کا

لہذا ان علاقوں کے رہائشیوں کے لیے و یجوز دفع البعۃ فی الزکوۃ عندنا و کذا فی الکتابات و صدقۃ الفطر و الفطر و الصدقۃ جہل کتاب الزکوۃ فصل فی الجہل

و مطلقہ فی الجہل البعۃ جہل کتاب الزکوۃ باب فی زکوۃ الجہل

ما قال ابن قیمؒ : علامۃ ابن نجیمؒ : بقولہ ذلک فی بعضی جہال خولہ ماہ السنۃ بالبدیع لہ فی فقہ حنفی و المالک و شافعی و حنابلہ ان یؤخذ من الزکوۃ حیث یستقلن بامالیۃ

لہما و جازہ . و یجوز فی جہل کتاب الزکوۃ فصل فی قسم

و مطلقہ فی الجہل البعۃ جہل کتاب الزکوۃ فصل فی الجہل البعۃ فیہ الزکوۃ

استغناء میں غلام ہی میں اپنے خرچ سے کرتا ہو اور ان کو کیا ان میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ؟  
**الجواب** : جو جائز گھر میں ایسے جاتے ہوں اور ان کے لیے چارہ وغیرہ بھی قیمتاً یا جائزہ برابر  
 باہر چراگاہ میں پرستے ہوں لیکن سال کا مکمل حصہ تو ایسے جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں البتہ آپ پر  
 زکوٰۃ واجب نہیں البتہ اگر ان بھینسوں کو صرف دودھ کے لیے پال رکھا ہو اور ان کے دودھ کو  
 فروخت کیا جائے جو تو اس صورت میں دودھ کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ اس رقم پر پورا  
 سال گزر جائے ۔

لما قال العلامة المصنف رحمه الله: ونيس في العواصم موقوفة صدقة ..... ثم قال سائمة  
 هي التي تكتفي بالرعي في أكثر الحول حتى لو اعلفتها نصف الحول او اكثر كانت موقوفة لأنها لا تقبل  
 تابع للأكثر (المداية ج ۱ ص ۱۹۷) كتاب الزكاة (فصل في الخيل) ۱۰

**سوال** : میں ایک کاشتکار آدمی ہوں میرے  
 گائے بیل اور دودھ کی ذاتی ضرورت کے لیے کچھ بیل میں جو میں سے بیل چلانے کے لیے  
 رکھی ہوئی بھینسوں میں زکوٰۃ رکھے ہوئے ہیں اور دو بھینسے (سائمت) دھشت  
 چلانے کے لیے اور کچھ گائے بھینس دودھ کی ذاتی ضروریات کے لیے ہیں اور ان کے ساتھ  
 ان کے بچے بھی ہیں تو کیا میرے ذمے ان جانوروں کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ؟  
**الجواب** : جو جانور کسی عمل یا بہتہ وغیرہ کے لیے رکھے جائیں ان میں ضرر زکوٰۃ نہیں  
 اور جو جانور دودھ یا بچوں کے لیے پالے جاتے ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ سال  
 کا اکثر حصہ چراگاہ میں مفت کا چارہ کھاتے ہوں اور نصاب تک بھی پہنچے ہوں تو ان میں  
 زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں ۔

لما قال العلامة برهان الدين العراقي رحمه الله: ونيس في العواصم والحواصم والموقوفة

لما قال العلامة ابن نجيم رحمه الله: روي عن أبي النقي تكتفي بالرعي في أكثر السنة بيان  
 للسائمة بالعنى الفصحى ..... قيد بالأكثر لإفادة أنه لو اعلفت نصف الحول فانه لا تكون  
 سائمة فلا زكاة فيها لوقوع الفلت في السبب ۔

(الجزء الرابع ج ۲ ص ۱۱۱) كتاب الزكاة باب صدقة السواكن

ومثلها في الجوهر في التبرع ج ۱ ص ۱۱۱ كتاب الزكاة باب زكاة الخيل

صدقة لا لا لا لك له ظن هو الشمس ولنا قوله عليه السلام ليس في الخيل والعوامل ولا في البقرة المشقة صدقة۔۔۔ زاهدیہ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوۃ نفس فی الخیل ہامہ

**سوال**۔ ہمارے ملک بھڑوں کے ساتھ ان کے بچے بھی نصاب میں شمار ہوں گے۔ افغانستان میں بھڑوں کے

بھڑوں پالتے ہیں جن میں بے اوقات بڑی بھڑوں کی تعداد کم ہوتی ہے جو نصاب تک نہیں پہنچ سکتی تو کیا بڑی بھڑوں کے ساتھ ان کے چھوٹے بچے بھی نصاب میں شمار کیے جائیں گے یا نہیں؟  
**الجواب**۔ باخوروں کے نصاب زکوۃ میں بڑے باخوروں کے ساتھ ان کے چھوٹے بچے بھی شمار کیے جائیں اور جب نصاب کو پہنچیں تب ان میں زکوۃ واجب ہوگی۔

لما قال العلامة (مسکنو)۔ ولا فی حیل وفیل ولد الناقة ورجول ولد البقر۔۔۔ الا تبعاً لکبریٰ وطرواحدا۔۔۔ الدر المختار ص ۲۸۳ کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ الفصم ۱۰

**سوال**۔ میں نے سواری کے لیے ایک گھوڑا پال رکھا ہے گھوڑوں میں زکوۃ کا حکم کیا ہے؟

**الجواب**۔ شریعت مختصر میں جو گھوڑا سواری کے لیے رکھا جائے وہ زکوۃ سے نہ رہتا ہے یعنی اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی لہذا آپ پر بھی اس گھوڑے کو

لما قال العلامة بن نجیم (مسکنو)۔ اتقوا ولا فی علوفہ والعوامل والحدیثہ۔۔۔ فی الخیال والعوامل والعلاوة صدقة ولا فی السب هو المال السامی۔

(المحرر الرائق ج ۲ ص ۲۱۸ کتاب الزکوۃ، فصل فی الفصم)

وخطہ فی الحدیث ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوۃ، الفصل فی تبعات زکوۃ فیہ

لما قال العلامة برہان الدین المرقی (مسکنو)۔ ویس فی الفصلاں والعاجیل والحدیث صدقة عند (حنیفہ) الا ان یكون معاً کباراً وغداً اخری قالوا۔ وهو قول محمد۔

(الحدادیہ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوۃ، فصل فی الخیل)

وخطہ فی انحرار الرائق ج ۲ ص ۲۱۸ کتاب الزکوۃ، فصل فی الفصم۔

زکوٰۃ واجب نہیں۔

معاذ۔ علامہ بھٹو نے لکھتے ہیں: «وَلَيْسَ فِي دَوْرٍ مَكْنِيٍّ وَثِيْقٍ بِالْبَدَنِ وَاقِفًا لِمَا زُوِيَ وَدَوَّابٍ لِّلرُّكُوبِ وَبَعِيدٍ مِّنْ خِدْمَةِ وَسَلَاخِ الْاِسْتِعْمَالِ زَكُوٰةٌ لِاَنْهٖ مَشْغُوْلَةٌ بِالْحَاجَةِ الْاَخْصِيَّةِ» (المہدایۃ ج ۱ ص ۱۱۱) کتاب الزکوٰۃ ص ۱۱۱

**اوشوں میں زکوٰۃ کا نصاب** | سوال: ہمارے علاقے میں لوگ اوتھ فریڈہ پارک میں کوشش کرتے اوشوں میں زکوٰۃ واجب اور کتنی واجب؟  
الجواب: موسم کے قانون زکوٰۃ کے مطابق جب وٹ سال کا اکثر حصہ ہم چراواں میں چرتے ہوں، یہ ان پر پور سال گذر جائے تو ان میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ جب اوشوں کی تعداد کم از کم پانچ چوبیسے ہوں میں ایک بڑی، جب چوبیسے لگی۔

معاذ! علامہ برہان الدین: «قَالَ يَسُّ فِي قُلِّ مِثْ ثَمَسٍ» وہ صدقہ کا ذابعت جس سائنسد سال، علیہا لعمول فقہ شافعی، زکوع، الخ۔

(المہدایۃ ج ۱ ص ۱۱۱) کتاب زکوٰۃ فصل فی الاہل، ص ۱۱۱

**سرف نصف سال یا گاہ میں چرسے والے جانوروں میں زکوٰۃ کا حکم** | سوال: جناب میرے پاس تقریباً پچاس گھٹے بھینسیں ہیں جن کو میں سال کے چھ ماہ پہنے گاؤں کے پٹے میں چراتا ہوں اور پچھ ماہ اپنی گھر سے پیارہ وغیرہ دیتا ہوں کیا مجھ پر ان مویشیوں کی زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں؟

**الجواب:** مویشیوں میں وجوب زکوٰۃ کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ فیضی و نام

سے لانا لیں، مگر ان کا پیر نہ ہو، جس فی دور مکنی و ثیاب البدن و مات الناز و د و د الرکوب و بعید الخدمۃ و سلاخ الاستعمال زکوٰۃ کا لانا نہا مشغولہ، بی ہنۃ الاستعمال و نیست شامیۃ۔ (امداد المختار ج ۱ ص ۱۱۱) کتاب الزکوٰۃ ص ۱۱۱

وَمِنْهُمَا فِي غَرَبِ اَفْزَاوِی ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۱۱

کے مافالہ اخلاصہ، مگر ان کا دہری نہ ہو، وٹس فیما دون الخ، میں ذیل سائنسد زکوٰۃ وٹس شافعی، رائغلوئی انسان و شامیہ ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب زکوٰۃ فصل فی صدقۃ اسواہ

وَمِنْهُمَا فِي دَوَّابٍ مِّنْ حَنَاقِ ج ۱ ص ۱۱۱ کتاب زکوٰۃ باب نصاب الاہل ص ۱۱۱





## باب العشر (عشر کے احکام و مسائل)

چشمہ کے پانی سے سیرابی کی صورت میں عشر کا حکم اس سوال۔ جو زمینیں چشموں سے سیراب ہوتی ہیں ان میں عشر کا حکم ہے یا ان میں عشر ہوگا یا نصف عشر؟

الجواب۔ چشموں سے سیراب ہونے والی زمینوں میں عشر درجہ واجب ہوگا کیونکہ اس میں ثمرات اور محنت نہ ہوتی ہے اور عشر نام دار و مدار ثمرات اور محنت پر ہے۔

لما قال في المندية: شعراء العشر ماء البئر الملقى بحفرة في أرض العشر وماء البئر التي تظفر في أرض العشر وكذا ماء بلاد السهلاء وماء البحار الأعظم عشري۔

والمناوی المندية قدیم کتاب الزکوٰۃ: باب السداد فی ذکر ذریع والثمار۔

عشر کس جگر کے حساب سے واجب ہوگا ہے اس سوال۔ اگر ایک شخص نے ٹائڈ کی فصل کاشت کی ہو مگر نہت کاٹ کر کھج سے اپنے شہر میں کوئی قبول نہ کرے تو اس صورت میں اگر یہ شخص وہ جائز فروخت کے لیے کسی کو بے شہر سے جائے تویر آدی عشر کس جگر کے حساب سے دے گا؟

الجواب۔ اگر بے شہر میں جس سے زکوٰۃ ادا کرے تو نہتا وغیرہ اور بے شہر میں فروخت کرنے وقت متعلقہ شہر میں منی کی قیمت کا اعتبار کر کے کوٹہ ادا کرے۔

ما قال الله تعالى: ويقيم في بلد نذي المال فيه ولو في منازة فبئس اقرب

الاقتصاد اليه۔ (الخداوند تعالیٰ صوبہ دار المقتدر ۲۳ ص ۲۱۱) باب زکوٰۃ المغنم ص ۱۷

سنة قال الامام ابراهيم بن الحارث في كتابه العشر: ما زاد من ولايات العشر والحق ان لا بد من

نعت ولاية احد۔ (الخداوند تعالیٰ صوبہ دار القديس ۲۳ ص ۱۹۹) باب زکوٰۃ المزدحم و النذر

و جذا كف حد المختار ۲۳ ص ۲۱۱ باب العشر۔

سنة قال في المندية: ويقوم المالك في البلد الذي فيه المال حتى يورثه عبد التامة التي يذبحها في الحقل فتعبر قيمة ذلك البلد ولو كان في منازة فتعبر قيمة في اقرب الاموال التي ذبحت لموضع۔

(المناوی المندية ج ۱ ص ۱۸۱) کتاب زکوٰۃ: باب الثالث فی زکوٰۃ النصاب نصف و غیر۔





**سوال :-** حکومت عام سے جو عشر اور زکوٰۃ وصول کرنا  
کرتے انھیں فرق ہے تو کیا اس سے باعث شرعی روایت

فارغ ہوتی ہے یا نہیں ؟

**الجواب :-** حکومت کے واسطے زکوٰۃ اور عشر ادا کرنے میں کوئی عزت نہیں بلکہ مروج نظام زکوٰۃ کی نامیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ اندازہ لگایا کہ کسی پر مٹی نہیں کہ عموماً زکوٰۃ اعلیٰ صرف میں خرچ نہیں ہوتی بلکہ سیاسی وابستگی اور پارٹی تعلقات کی بنیاد پر مٹی پر تحقیق کر کے جاتی ہے اس لیے اس کو دیکھتے ہوئے کو زکوٰۃ ضائع ہو رہی ہے اس پر اکتفا کرنا دانشمندی نہیں بلکہ دوبارہ احاد کو ناگہم رہے ۔

لما قال بعد صوم النجفة وان اتوا زکوٰۃ الذکوٰۃ قال صر فوا فی صوم النجفة  
وہی معارف الزکوٰۃ فز عاۃ علی الملک وان احببہ شیوا الی حصار فیہ انعم الی ذلک  
بشرح لونیۃ جہت کتاب زکوٰۃ الاول

**سوال :-** پاکستان کی زمینیں چھوڑ دیں تو پاکستان کس  
میں سوئے سے ہو رہا ہو یا پاکستانی زمینیں چھوڑ دیں تو پاکستان کس  
زمین میں ہے اس میں عشر کا کیا حکم ہے ؟

**الجواب :-** ہمارے ملک کی زمینیں تو اردو پاکستان بننے سے قبل کسی کو ملی ہو یا بعد میں نکالی  
حکومت کی طرف سے مال کا قبضہ تسلیم کر کے جملہ مال کا نصف لگاتے ہیں اس لیے  
مسلمانوں کی ملکیت تسلیم ہونے کے بعد یہ زمین عشر کے بنے خراجی زمین نہیں ملے

لہذا قال بعد صوم النجفة وان اتوا زکوٰۃ الذکوٰۃ قال صر فوا فی صوم النجفة  
وہی معارف الزکوٰۃ فز عاۃ علی الملک وان احببہ شیوا الی حصار فیہ انعم الی ذلک  
بشرح لونیۃ جہت کتاب زکوٰۃ الاول

لہذا قال بعد صوم النجفة وان اتوا زکوٰۃ الذکوٰۃ قال صر فوا فی صوم النجفة  
وہی معارف الزکوٰۃ فز عاۃ علی الملک وان احببہ شیوا الی حصار فیہ انعم الی ذلک  
بشرح لونیۃ جہت کتاب زکوٰۃ الاول



جہر و تشدد سے بے ہوئے عشر کا اعادہ بہتر ہے | سوال ۱۔ اگر کسی شخص سے عکرا یا کوئی ظالم بادشاہ جہر و تشدد سے عشر وصول

کرے تو کیا اس سے ذمہ فارغ ہو جائے گا یا نہیں ؟

الجواب ۱۔ اگر کسی سے بصورت ظلم و ستم جہر و عشر وصول کیا جائے تو مالک پر عشر کا اعادہ لازم نہیں۔ چونکہ عشر عموماً حکمرانوں کی عیاشیوں کی نذر ہو جاتا ہے اور کسی ایسی جگہ میں اس کا خرچ ہونا یقینی نہیں ہو شریعت نے بطور معافیت متعین کی ہونے سے اس لیے اڑھائے فیضان دوبارہ ادائیگی بہتر ہے تاکہ مالک خود اپنی مرضی سے غریب اور مسکینوں کے فیضان حاصل کرے۔

ترجمہ بن ابی ایسا کہ میں نے سنا ہے: اذا اخذ الخوار خراج و صدقة اسوئاً لاشیء حال مسلم و قتلوا بن یعیود دون اخراج الف و قبلوا الفی بالصدقة التصدق علیہم سقطت عنہ و کذا ما دفع الی کل جائز لانہم ما علیہم من النفاق اولاً و لا حظاً فی الہدایة ح ۱۰۱۱ الفسوق فی الذل اسے

مرکاری محصول سے عشر پر کوئی اثر نہیں پڑتا | سوال ۲۔ اگر کسی زمین پر حکومت کو دف سے محصول مقرر ہو جو مدت و وقت پر ادا کیا

جاتا ہے کیا اس سے عشر پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں ؟

الجواب ۲۔ چونکہ حکومت محصول وغیرہ عشر کی ریت سے نہیں لیتی اور نہ صحیح معرف پر خرچ کرتا ہے اور نہ صحیح طریقہ کار عشر جمع کرنے کے لیے کو جو دے اس لیے نہ کاری طور پر محصول ادا کرنے سے عشر ماقبل نہیں ہوتا اور نہ ذمہ فارغ ہوتا ہے۔

قال علاؤ الدین الحکفی: اخذ البغاة والاسلاطین اجائرة زکوٰۃ لاسو ال اظاہرة کاسوئم والعشرون الخراج لا اعادة علی اربابہا ان صرف انا خور فب محطہ لاتی ذکرہ و ان لا یصرف فیہ ففعلہم فیما بینہم و بیت اللہ

نہ قال علاؤ الدین الحکفی: اخذ البغاة والاسلاطین اجائرة زکوٰۃ ففعلہم فیما بینہم و بیت اللہ اعمالہ ظاہرۃ کسوائم والعشرون الخراج لا اعادة علی اربابہا ان صرف الماخو فی محطہ لاتی ذکرہ و ان لا یصرف فیہ ففعلہم فیما بینہم و بیت اللہ اعادة نہ یوالخرج والحق علی صدرہ انکار جہر و تشدد باب ذکوۃ لغت۔

ذمہ لک فی ایضاً الما بین جہر و تشدد باب ذکوۃ لغت۔





کم ہو ورنہ مالک کی صاحب خاصہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

قال علی ابن ابی حمزہ اسیر غنیانی، الزکوۃ واجب علی النعمان، یعنی: مالک کی صاحب خاصہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ (المہدیۃ ج ۱ ص ۱۶۶ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵۱)

**خمس پر عشر کا وجوب** | اس سوال کی زمین پر نہ عیدہ تفسیر سے ہوا کہ مالک ہوتی ہے اس پر عشر کے وجوب کا کیا حکم ہے؟ یا مالک صاحب اس کے لئے کیا اصل مالک؟

**الجواب:** عشر کے وجوب کے لیے زمین کا طوق ہونا ضروری نہیں بلکہ آمدنی کی نسبت ضروری ہے۔ اس لیے مضمون زمین سے جو آمدنی صاحب کے پاس جیت جیت ہوتا ہے عشر کی زمین صاحب پر ضروری ہے تاہم عشر کی ادائیگی سے آمدنی حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر مالک تمام آمدنی مالک کو دینا شروع کرے تو پھر مالک پر اس کا عشر واجب ہوگا۔

قال احمد بن حنبلہ: ان من یدری ان مالک غصب عتق ودرہ فدرہ علیہ ان من ذلک تصدق الزکوٰۃ فلا عشر علی المملوک ان نقصته فانعشر علی المملوک کو شلہ تجرہا یا انقصہا۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۳۳۳۔ باب العتق ج ۱ ص ۱۵)

**مشرکہ مال کی عارضی تقسیم مستطرد زکوٰۃ نہیں** | اس سوال میں ہم نے دیکھا ہے کہ اگر مالک کا مال عارضی طور پر تقسیم ہو جائے تو زکوٰۃ کی تکلیف اس پر کیا ہے؟ یا مالک کو زکوٰۃ دینا لازم ہے؟

**الجواب:** مشرکہ مال کو اگر تقسیم کرنے سے پہلے عیدہ اور صاحب تمام مال کا ہوتا ہو تو مالک پر زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ جو مالک کو دینا لازم ہے۔ جو مالک کو دینا لازم ہے۔ جو مالک کو دینا لازم ہے۔

نعم فی المہدیۃ: ومما یؤثر فی مالک صبیحہ لا یوجب فی ذلک منہ، علی النعمان، یعنی: مشرکہ مال کو اگر تقسیم کرنے سے پہلے عیدہ اور صاحب تمام مال کا ہوتا ہو تو مالک پر زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

فمیشد فی خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۶۶ کتاب الزکوٰۃ۔

شہ حال الاموال فی الذین یجب علیہم زکوٰۃ فی الاموال العصبیۃ علی صاحبہا ان یؤنسہا

المیراث، وان نقصہا فاعطوا من الارش۔ (بعضہا یعنی ہر مالک کو زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ جو مالک کو دینا لازم ہے۔ جو مالک کو دینا لازم ہے۔)

فمیشد فی المہدیۃ ج ۱ ص ۱۶۶ کتاب الزکوٰۃ فی الزکوٰۃ فی الارش والارش۔



سال کے بعد بیچ جلتے والے غلہ میں زکوٰۃ کا حکم | سوال :- ایک شخص نے پانچ کافور لے کر

سناں لے کر، اس میں زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں؟

الجواب :- جب گندم برائے تجارت نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ اس میں نمو نہیں پائی جاتی اور گندم سے جب عشر ادا کر دیا گیا ہو تو دوبارہ سال گذرنے سے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

ما قال ابن نجيم: دخرج يملك ما اذا دخل من ارضه حنطة بطلع قيمتها نقد نصاب ولو ي

ن يمسكها ويبيعها فامسكها حولا لا تجب فيها الزكاة كما في المعونات.

البحر الرقيق ج ۲ ص ۲۸۸ كتاب الزكاة : ۱۰

عشر کا دسویں بائع پر ہے یا مشتری پر؟ | سوال :- اگر مالک نے قیمت کو ٹھیک کر

آدھ سے عشر نصف عشر کا یا پانچ کس کی ذمہ داری ہے؟

الجواب :- صورت سنو میں اگر فصل تیار ہونے کے بعد فروخت کی جائے تو عشر کی ذمہ داری

بائع پر ہے لیکن فصل کے فروخت کی صورت میں عشر مشتری کے ذمہ واجب ہوگا۔

ما قال في الهندية: واذا باع لاخر من ارضه ثوبه وفيها زرع قد ادرك مع ذرع او باع

الزروع خدعة عشره على البائع دون المشتري ولو باعها والمزروع بقر ان فصله المشتري فلهما عجب

عن البائع ولو لم يركه حتى ادرك فعشر على المشتري. والهندية في كتاب زكاة البساتين وقد ذكروا في زكاة

الزروع والاعلام ان البائع يركه ولا تقسم بنية البائع بل لا تقسم الا عند عقد البائع ولا تقسم فيها ملكه بغير عقد

كارت زرع كاسيا ذو مثله الخارج من ارضه فلا تقسم بالان اولاً اختياره فيه وثانياً حال فالباع

خروج ارضه قبل العقد ما اذا دخل من ارضه حنطة بطلع قيمتها نقد نصاب ولو يمسكها حولا لا تجب فيها الزكاة كما في المعونات. رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸ كتاب الزكاة :

ومشكلة في الهندية ج ۲ ص ۲۸۸ كتاب الزكاة :-

كله قال العلامة في حاشيته: ولو باع الزرع قبل ادراكه فاعشر على المشتري ونحوه

فصل في بائع. رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۸ باب العشر :-

في مشكلة في بدائع الصنائع ج ۲ ص ۵۷۵ فصل في شرائط المفروض :-



**سوال** بدھمانے علاقے میں سیب وغیرہ کے بانگات پھل وغیرہ تیار ہونے سے قبل بہتر ہے کہ جو کہ پھل ظاہر ہونے کے بعد خرید لیے جاتے فروخت ہونے پر عشر کا مسئلہ

میں بھر میں کی پیشکش تک یہ سیب وغیرہ مانگنے کے بانگات میں چھوڑ دیتے ہیں جب تک کہ تیار ہو جاتے ہیں تو یہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیتے ہیں کیا ان بانگات کا عشر بانگ پر واجب ہے یا مشتری پر؟

**الجواب :-** پہلوں میں اس وقت عشر واجب ہوتا ہے جب یہ درختوں میں ظاہر ہو جائیں اور تک جائے تک اس دو غیرت سے محفوظ رہیں۔

قال ابن عابدین، قال فما جوهرة واختلقت في وقت العشر في ثماره نزرع - فقال، بوجہیلة کو فروغ جب عند غروب الشروق والام عليه من ثماره ودر دما <sup>طریق</sup> بوجہیلة انفسہ نہیں ہو رہا ہے اس وقت سے قبل قبض مفید للذات نہیں ہوتا لہذا عشر بائع پر ہوگا، اور اگر بائع نے مشتری کو قبضہ دیا ہو تو بھی مشتری پر ہوگا۔

قال عبدو الدین الحسکفی، وروایع ان قبل واکس فالعشر عن مشتری ولو بعدہ ضمن البائع، زادہ مظاہر علی حدیث وروایع المختار ج ۳ ص ۳۲۰ باب انفسہ علیہ

**سوال :-** اگر فصل کسی دوسری جگہ بھجکر فروخت کسی دوسری جگہ فصل کو فروخت کرنے کے لیے اس کی قیمت زیادہ ہو تو عشر کس کی صورت میں عشر کی ادائیگی کا مسئلہ

حساب سے اور کیا جائے گا؟ کیونکہ سقائی موہر اس کی قیمت کم ہوتی ہے۔

**الجواب :-** بہتر یہ ہے کہ فصل سے علی انوار اشرا دیکھا جائے تاکہ ذمہ چند قاسم ہو، لیکن اگر کسی نے فصل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر لی جہاں پر وہ زیادہ قیمت پر فروخت ہوئی تو عمل قیمت کے اعتبار سے عشر یا نصف عشر دیکھا جائے گا، کیونکہ یہ محصول وغیرہ جملہ ابدل سے کاٹنا جائز نہیں۔

قال علاء الدین الحسکفی، وینہ قوم فی انفسہ الذی انما ینصیبہ - وحقہ وہ المختار مقلوبت لہ وحقہ ینصیبہ، ولاحیہ وازرع بعد ان فصلہ الشتری فی الحال ینصیب عمر بائع ووتو کہ حتی لدرک فتنہ عن مشتری، وابتادی ہفتہ ج ۲ ص ۱۸۱ باب اسداس فی تکرار، وازرع وحقہ وحقہ فی بدائع، ونباتات ج ۲ ص ۱۸۱ واما اشرا وحقہ لضررہ۔



واجب ہوگا؟

**الجواب :-** اس مسئلہ میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مضر ملک زمین پر ہے بلکہ صاحبینؒ کے نزدیک کاشتکار ہے امام فقہاء صاحبینؒ کے قول کو رائج قرار دیتے ہیں علامہ ابن عابدینؒ نے اس میں یوں تفصیل نقل کی ہے کہ زمین کا اجارہ اجرت میں کے برابر خیر میں بھی زمین جو کسی کی مناسبت سے اجرت مقرر کیا ہو تو مضر ملک زمین پر ہوگا، صاحب اجارہ میں اجرت اجرت میں کے مقرر کیا ہو تو مضر کاشتکار پر ہوگا، لیکن بہتر یہ ہے کہ عرف عام پر چھوڑ دیا کر علاقے کے رواج کے مطابق ملک زمین پر مضر ہو تو مضر ملک زمین سے لیا جائے گا ورنہ کاشتکار پر ہو تو کاشتکار پر لازم ہوگا، چونکہ ہمارے علاقے میں کاشتکاری آمدنی زیادہ ہوتی ہے اسلئے صاحبینؒ کے قول کی روشنی میں کاشتکار کو ادھر کرنا ہوگا۔

فان علفاً من الحبوب والعشر على السبعين كخرج موطن وقال اعلیٰ امتا  
کتبہ مسلم وفي احادی وبقولهما تاخذ. (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) صدر رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۳

**سوال :-** اگر ایک آدمی نے اپنی زمین میں شغل (چائے) میں عشر واجب ہے؟ نہیں؟ شغل پر بار کاشت کیا ہو، گریہ بار بار کرنا جیسے تو کیا ہر بار مضر دکان ہوگا یا ایک دفعہ کافی ہے؟

**الجواب :-** شغل کاشت کرنے سے بولہ زمین کا استعمال پایا جاتا ہے اس سے اس میں عشر یا نصف عشر کی دیکھی ضروری ہے پھر چونکہ یہ بار بار کرنا جاتا ہے اس لیے اس کی مجموعی آمدنی کا حساب کر کے عشر ادا کیا جائے گا ورنہ ہر بار لو کرنا ہوگا۔

ما قال ابو بکر بن عبد بن محمد: اما اذا اتخذ ارضه مَقَصَّةً وشجره ارمباً نفعش  
وما قال ابو عبد الله: من عبد عبد نفع العشر الجوهرة التي في الارض زكاة التبرع والقدار

لہ وفي السندية: لو تجار ضاع عشرة كانا عشر عنی کا جرح عند فی حقیقہ وعدہ ہا عدو  
المستحب :- (اختلافی اشہدنیۃ ہما مشہد ابواب السدس فی زکوة التبرع والقدار)  
فَمَنْ كَانَ فِي ارضه عَرَقٌ يَوْمَ ۲۲ مَسْکُ باب العشر۔

کے کان علامہ ابن عابدینؒ رحمۃ اللہ علیہ لا یقصدو ... وان المزارع علی التمسد  
حقن قصد به فی ذلک وجب العشر۔ رد المحتار ج ۲ ص ۳۷۴ باب العشر

گئے ہیں عشر کا حکم | سوال ۱۔ گئے سے اگر گڑ تیار کیا جائے تو اس سے تو عشر یا نصف عشر دیا جائے گا اور اگر گڑنا شوگر ملا میں فروخت کیا جائے تو اس میں عشر کا کیا طریقہ کار ہوگا؟

الجواب :- گڑ زمین کی مستقل آمدنی ہے اسلئے اس میں عشر یا نصف عشر کی ادائیگی فروری ہے تاہم اگر گڑنا طر پر فروخت ہو تو قیمت سے عشر ادا کیا جائے گا ورنہ گڑ بنا لے کے بعد اس کی جنس یا قیمت سے عشر یا نصف عشر ادا کیا جائے گا۔ یہ یاد رہے کہ قیمت سے عشر ادا کرنے کی صورت میں خرچ شدہ رقم منہا کرنا جائز نہیں بلکہ کل قیمت سے عشر ادا کیا جائے گا۔

لما قال الشيخ الاسلام في تكملة شرح من علي بن محمد: وما نصب فهو ثلثة انواع نصب السكر ونصب الذبيرة والنصب الفارسي نصب السكر ونصب الذبيرة فهو العشر. والجوهرة المنيرة ۱۰۱۱ باب زكاة الزروع والثمار ۱۰

گڑ یا اس کی قیمت سے عشر ادا کرنا جائز ہے | سوال ۲۔ گئے سے گڑ تیار کرنے کی صورت قیمت سے جبکہ دونوں میں فرق ہوتا ہے۔

الجواب :- جاری یا سرائی زمین سے نصف عشر اور باقی زمین سے عشر ادا کیا جائے گا اور گڑ یا اس کی قیمت دونوں سے عشر ادا کرنا جائز ہے مثلاً میں میں گڑ میں سے ایک من گڑ یا اس کی قیمت بطور عشر دینا ہے مادہ بارانی زمین کیس میں گڑ یا اس کی قیمت دینا ہوگی (مرتب) لاقال العلامة برهان الدين البقاعي: وما سقى بغير ماء دالة على ثمانية فعليه نصف العشر على انهم لا يثبتون ثلثه فدية وقيل فيما يلقى بالسماء او بينا وان سقى سحبا او بياينة لمعت وكذا قلت

كما في السائفة - والحد اية على صدر فتح القدير ج ۱۹ باب زكاة المزروعات والثمار ۲۰  
۱۔ قال الامام برهان الدين البقاعي: ما نصب السكر ونصب الذبيرة ثلثهما العشر لا يتعد بهما اشتغال الارض بخلاف النصف والثلث لان الشجر والحب -

والحد اية على صدر فتح القدير ج ۱۹ باب زكاة الزروع والثمار ۲۰  
وَمُثْلُهُ فِي دُرَرِ الْفَتْاوى عَلَى صَدْرِ رَدِّ الْمُتَارِجِ ج ۲۰ ص ۳۲۴ بَابُ الْعَشْرِ  
۲۔ قال شيخ الاسلام ابن تيمية: من سقى بغير ماء دالة على ثمانية فعليه نصف العشر والباية الدواب والباية البعير الذي يشقى به الدار - (الجوهرة المنيرة ۱۰۱۱ باب زكاة الزروع والثمار) وَمُثْلُهُ فِي الْمَدَائِشِ عَلَى صَدْرِ رَدِّ الْمُتَارِجِ ج ۲۰ ص ۳۲۵ بَابُ الْعَشْرِ -



**سوال ۱۔** موگ بھی جو کہ اکثر پانی زمین میں ہوتا ہے اور اس کی فصل کو پانی کی بھی نام ضرورت نہیں ہوتی تو کیا اس میں عشر واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب۔** چونکہ یہ فصل معمولاً پانی زمین کی پیداوار ہوتی ہے اس لیے اس میں عشر واجب ہے۔

لما قال في الهندية: وجوب العشر عند ابن حنيفة في كل ما يخرج من الأرض من هذا المصلحة والضمير إلى غن والادوية وصنات النجوب والبقول والربا حين والادوية والوطا وقصب السكر والذرة والبطيخ والخيار والبقول والحب والذبحان والعصفر والاشياء التي لا تحسب ثمرات باقية او غير باقية غن اكثر..... ولا تحسب اجرة اعمال ونفقة البقول وكري الانهار و اجرة الماخذ وغير ذلك فيجب خراج الواجب من جميع ما اخرجته الارض نصفاً وعشرًا.

و فتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب الزکوۃ باب اسدس فی ذکر ذکوة الزرع والثمار ص ۱۸۱

**سوال ۱۔** کیا کوہ عشر بنجوں سے دینا ہوگا یا ان کی قیمت دینا ہوگا؟

**الجواب۔** شریعت مقدسہ میں عشر اصل میں اس پیداوار سے دینا ہے جو زمین سے حاصل ہوتی ہو تاہم اگر قیمت دینا چاہتے تو پہلے عشر بطریقہ ذکر کے ہم علاقہ کی موجود قیمت دیکھ سکیں کہ دے دی جائے اور اگر کہنے سے قبل عشر ادا نہ کیا گیا تو کہنے کے بعد تمام نباتات سے عشر یا نصف عشر دینا واجب ہوگا اور اس میں سے خرچ نہ کیا جائے گا۔

فا قال اکنام جہان بن المہنفان قال ابو حنیفہ فی غنیل ما اخرجتہ الارض وکثیر ما لغنیر سواد مقل بیضا فصقت السواد (الحواشی علی مدنی النسخ: تقدیر ج ۲ کتاب ذکوة الزرع والثمار ص ۱۸۱)

لما قال ابن مبرہان المہنفانی فی کل شیء اخرجتہ الارض ما اخرجتہ الارض لا یحسب فیہ اجر العال ونفقة البقول (الحواشی علی مدنی النسخ: تقدیر ج ۲ کتاب ذکوة الزرع والثمار ص ۱۸۱)

و قال فی البحر الرائق ج ۲ ص ۲۴۵ باب العشر.

ثم قال الشيخ ان یکن علی بن محمد قال ابو حنیفہ فی غنیل ما اخرجتہ الارض وکثیر ما لغنیر العنای وما دونه لاشی فیہ دقین حد نصف مدع والمراد بالارض هنا العشریة.

والجواب فی شرح ما مضی ص ۱۸۱ کتاب ذکوة الزرع والثمار.

و فی کتاب فی الحنا نسیۃ علی حاشی الہندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ کتاب ذکوة فصل فی العشر.

گھر کے اندر پھیل دار درختوں میں عشر واجب نہیں | سوال یہ اگر ایک آدمی کے گھر میں کچھ  
میں عشر واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب: گھر کے اندر اگر پھیل دار درخت یا سبزی وغیرہ ہو تو ان میں عشر واجب نہیں  
کہونکہ یہ گھر کے تابع شمار ہوں گے۔

لما قال طاهر بن عبد الرشيد البخاري، وجد في داره شجرة مثمرة لا تضر فواول كانت  
البلدة عشرية يعني ما اذا كانت في الارض، وخلاصة الفتاوى ج ۱۲۳ الفصل العاشر في المزاج سلمه  
مزدحم زمین کے اندر اگر پھیل دار درختوں میں شجر کا مسئلہ | سوال یہ اگر زمین میں باغیچہ  
اور گرد پھیل دار درخت ہوں جن سے کافی پھل اور آمدنی حاصل ہوتی ہو تو کیا اس آمدنی میں عشر واجب  
ہوگا یا نہیں؟

الجواب: اگر زمین قافی زراعت ہوا مستقل باغ نہ ہو تو مزدحم زمین کے حکم میں ہو کر  
اس کے درختوں کی آمدنی میں عشر واجب نہیں۔

لما قال الامام حافظ الدين محمد بن محمد بن شهاب، والبتان ما يحوطه حائطه فصيل  
حققة يمكن الزراعة وسط الاشجار وان كانت الاشجار مختلفة لا يمكن الزراعة فوسطها هي كم  
ليس في الاشجار التي على الساق، وانما زيادة على حاشي الهندية ج ۹۹ الفصل العاشر في المزاج سلمه  
درختوں کے پھولوں میں عشر کا حکم | سوال یہ اگر کسی علاقہ میں درختوں کے پتے فروخت  
کے جاتے ہوں تو کیا ان کی آمدنی میں عشر یا نصف عشر

لما قال في الهندية، ولو محان في دار وجعل شجرة مثمرة لا تضر في داره  
والفتاوى الهندية ج ۱۸۷ کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس في زکوٰۃ الارواح والثمار  
لما قال في الخلاصة الفتاوى، والبتان كل محوط فيه اشجار مثمرة لا يمكن الزراعة فوسطها هي كم  
ليس في اشجار التي على الساق، فان كانت الاشجار مختلفة لا يمكن الزراعة فوسطها هي كم۔  
وخلاصة الفتاوى ج ۲۳۱ الفصل العاشر في المزاج سلمه  
زکوٰۃ في الجوهرة النيرة ج ۱۵۳ باب العشر۔

واجب ہوگا یا نہیں ؟

**الجواب :-** مشرک و مجوس کے لیے انھما کا قصد اور نیت کرنا شرط ہے، چنانچہ اگر دونوں کے پتے مقصود ہاں پر پڑا نہیں ہوتے اس لیے ان کی آمدنی میں عشر واجب نہیں ہے۔ قال ابن نجیم :  
وان یکون الخراج منها صما بقصد بزرعہ نماذا لارض الفی (الغیر لک) یا س (اعشر)  
ابنہ اگر زمین کا تیرا کرنا اور درخت لگانا اس لیے ہو کہ مقصود بزرع ہو تو پھر ان کے ہنوں میں  
عشر واجب ہے۔

قال علی بن ابی بکر المرغینانی : اما الخطب والنصب والعشیش لا تسببت فیما فی  
عادة بن توفی نہا حتی لو اعمدا مقصبة او مشجرة او متبعا للعشیش یجب فیہا  
العشر۔ (المحدایۃ ج ۱ مسئلہ باب زکوۃ الزرع والثمار) طہ

**سوال :-** ایسا وقت فکر سے بچو جس کی قیمت زیادہ ہو تو  
بھوسہ میں عشر واجب نہیں ہے، کیا ایسی صورت میں بھوسہ میں عشر کی ادائیگی ضروری  
ہے یا نہیں ؟

**الجواب :-** جس مقصد کے لیے فصل بولے جاتی ہو یعنی جو مقصود بزرع ہو تو عشر اس سے  
واکب جائے گا، اس کے علاوہ کسی طور پر جو چیز حاصل ہو اگرچہ اس کی قیمت زیادہ ہو اس میں عشر  
یا نصف عشر واجب نہیں، چونکہ گندم اور مکئی کی کاشت سے مقصود غلہ ہوتا ہے اس لیے اس کے  
بھوسہ یا گھاس میں عشر واجب نہیں۔

قال علی بن ابی بکر المرغینانی : اما الخطب والنصب والعشیش لا تسببت فیما فی عادة  
بن توفی نہا حتی لو اعمدا مقصبة او مشجرة او متبعا للعشیش یجب فیہا العشر۔

(المحدایۃ ج ۱ مسئلہ باب زکوۃ الزرع والثمار) طہ

لہ قال ابن عابدین : فلو استعملی ارضہ بقوائم الخلاف واما شجیرہ او انصب والعشیش کان یقطع  
ذلک ویسجد فیہ العشر۔ (رد المحتار ج ۱ مسئلہ مطلب جمع فی کما فی صمدات) باب العشر  
وَمِثْلُهُ فِی حَیْدِیۃ ج ۱ مسئلہ باب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار۔  
لہ قال العلامة محسّن : الا انما لا یقصد بہ استفادۃ الارض (نوع مطب و نصب) (یعنی و غیرہ)  
وہم وسعدی الخ (نوع متعین ارضہ) (یعنی باب العشر) (الغیر لک) (مرد) (الحد) (ج ۱) باب العشر  
وَمِثْلُهُ فِی حَیْدِیۃ ج ۱ مسئلہ باب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار۔

**سوال ۱۰** بعض ہزبان ایسی ہوتی ہیں جن کے سان بھر رہنے کو ہزبان میں عشر کا وجوب امکان نہیں ہوتا، اور وہ جلدی غراب ہو جاتی ہیں، کیا زمین سے ایسی ہزبانوں کے معاملات پر عشر یا نصف عشر واجب رہے گا یا نہیں؟

**الجواب** ہاں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عشر یا نصف عشر کے وجوب کیلئے زمین کی آمدنی میں کسی مدت کیلئے باقی رہنا ضروری نہیں، اسلئے وہ آمدنی جو زمین سے حاصل ہو، کسی میں عشر یا نصف عشر واجب رہے گا، اگرچہ یہ محدود وقت کے لئے کھانے کی ضرورت رکھتی ہو، موجودہ دور میں تو ان ہزبانوں کا بڑے بڑے گوداموں کے ذریعے کافی عرصے تک محفوظ رہنا کوئی عیب امر نہیں۔

قال ابن عابد بن زید: لو لم يدر شرط نصاب وبقا، فيجب فيما دون النصاب بشرط ان يبلغ ما عدا قيل نصفه وفي بعض المرات ان لا يتبقى هلك القول الا امام وهو نعم مبرر۔  
(رد المحتار ج ۲ صفحہ ۳۱۵ باب العشر) ۱۰

**سوال ۱۱** کیا فیوں کی آمدنی سے عشر یا نصف عشر واجب ہوگا یا نہیں؟

**الجواب** فیوں متعدد نظرات ہیں، کا مادہ ہے اسلئے اس کی زراعت اور تجارت میں اسلئے متبادل اثر ضروری ہے، امام غزالی کیلئے ہو تو پھر اس کی کاشت اور کاروبار میں ہے۔ زمین سے آمدنی کے وقت نیت پر منحصر ہوا، انواع کی ہوتی ہے، اسلئے آمدنی میں عشر کی ادائیگی لازمی امر ہے۔

قال علي بن ابي بكر المرقيني: قال ابو حنيفة في قليل ما خرجته الارض فكثره العشر سواد حتى سوا او سغته اسمها كالانصب والعلب والحنيش، والبطر ۱۲۱ باب زكوة الزرع والثمار

لہ قال العلامة ابو بكر الكاساني: فما كون الخارج لما له ثمرة باقية فليس بشرط وجوب العشر بل يجب سوا كان الخارج له ثمرة باقية وليس له ثمرة باقية وفي المخرجات كالبقول والحب والفاكهة والثمار والعلب والصور ونحوها۔ (بدائع الصنائع ج ۲ صفحہ ۲۵۵ فصل في اقسام شرائع المحلية) وفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ باب السواد سمی فی زکوة الزرع والثمار۔

لہ وفي الہندیہ: ويجب العشر عند اوجبة في كل ما يخرج من الخطة سوا ما وقع عليه ثمرة باقية او غير باقية قل او اكثر۔ والفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۱ باب فی زکوة الزرع والثمار کوئلہ فی تیس فی الحقائق ج ۱ ص ۲۹۱ باب: العشر۔

**سوال:** اگر کوئی شخص مفروض ہو تو کیا اس پر شرک  
مفروض پر بھی عشر واجب ہے؟  
**الجواب:** فرض اگرچہ وجوب زکوٰۃ سے مانع ہے لیکن وجوب شرک سے مانع نہیں مفروض ہونے  
کے باوجود بھی شرک ادا کیا جائے گا۔

لما قال: لسلامة الحكمي، ويصنع الذين وجوبوا عشر وعراج وكفارة.

والدرا المختار على صدر ردة المختار ج ۲ ص ۲۳۵ کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰

**سوال:** کیا شرک کی رقم کو رفاہ عامہ کے کاموں  
رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کرنا پر غرض کیا جاسکتا ہے؟

**الجواب:** عشر کا تعلق صدقات و عیرے سے جس میں غیر کی تنیک شروع ہے پھر کو رفاہ عامہ  
کے کاموں میں غیر کی تنیک نہیں پائی جاتی اس لیے رفاہ عامہ کے کاموں میں عشر کی رقم نہیں لگائی جاسکتی  
قال العلامة المحقق: هي تخليق حريم الاباحة فلو اعمد بيميناء ويا الزكوة لا يجزيه  
الا اذا دفع اليه المعلوم.... جزء ما خرج المنفعة عينه شامخ.

والدرا المختار على صدر ردة المختار ج ۲ ص ۲۳۵ کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰

**سوال:** میں نے شہد کہ کھیاں پال رکھی ہیں جو  
شہد میں عشر واجب ہے یا زکوٰۃ؟  
شہد کا کاروبار کرتا ہوں، کیا اس میں عشر واجب  
ہے یا زکوٰۃ؟

**الجواب:** فقہاء کرام نے مطلقاً شہد میں عشر کا قول کیا ہے اس میں شہد کی یا غنوی، بنگلے  
کھیروں کو کی قید نہیں اس لیے آپ پر کہ شہد میں عشر ادا کرنا لازمی ہے۔

قال العلامة ابو بكر الكاساني: ثم اغني عن العشر في العسل اذا كان في ارض الفرس

لما قال: خلاصة بن قيم، وقيد المصنف بالزكوة لان الذين لا يمنع وجوب العشر والغرام

ويمنع صدقة الفطر. راجع المختار ج ۲ ص ۲۳۵ کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰

لما قال: خلاصة بن قيم، هي تخليق المال من فقير مسلم غير عاشر ولا مولا وبشروط المنفعة

من المملوك من كل وجه الله تعالى لقوله تعالى: فأتوا زكوة. دایت و هم احميك ومواد

تمليك جن من ماله وهو ربيع العشر اذ ما يقع مقامه. راجع المختار ج ۲ ص ۲۳۵ کتاب الزکوٰۃ ج ۱ ص ۱۰

فاما اذا كان في ارض الخراج فلا شيء فيه - راجع اليه اصناف ۳۳۵ فصل مقدار الواجب  
 ہر گز اگر کھیاں خراجی زمین میں رکھی گئی ہوں تو عشر لازم نہیں۔

سوالی: حضرت مفتی صاحب رحمہ نے قابل کاشت  
 کیا پھیلیوں میں عشر واجب ہے؟  
 زمین میں سے کچھ حصہ پر پھیاں پالنے کے لیے ایک تارپ  
 بنا یا ہوا ہے جس میں پھیلیاں پالی کر فروخت کرتے ہیں تو اس قطعہ زمین میں عشر کس طرح ادا کیا جائے  
 گام پھیلیوں سے یا ان کی قیمت سے؟

الجواب: عشر کے لیے زمین کی پیداوار ہونا شرط ہے، پھیاں چونکہ زمین کی پیداوار نہیں  
 اس لیے ان میں عشر نہیں، البتہ اگر پھیاں تجارت کی نیت سے پالی جاتی ہوں اور جب وہ  
 نصاب زکوٰۃ کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

قال: فيخرج ان عبداً ان لا يأخذ من انتفاع شيئاً حتى يبلغ ما شق درهم فاذا ابيع  
 ما شق درهم فخذ منه الزكاة - (کتاب الاموال لا فی عبید ص ۲۲۵)

سوال: اگر ایک مسلمان کا شکار  
 کافر حکمران مسلمانوں سے ٹیکس یا عشر وصول کرنا  
 تو کیا اس کا شرط ہو جائے گا یا دوبارہ دینا ضروری ہے؟

الجواب: کافر حکومت کو مسلمانوں سے خراج وغیرہ لینے کا کوئی حق نہیں اس لیے  
 کافر حکومت جب کسی مسلمان زمیندار سے عشر یا ٹیکس وصول کرے تو اس سے عشر ادا نہ ہوگا

لے قال العلامة المحقق: يجب العشر على كل من قدر يخرج الخراج ولو غير عشيرة كجبل ومنا  
 خلاف المذاهبية بشدّة يجمع العشر والخراج - (الدم والحقا على صدر المتعارفين ص ۳۳۲ باب العشر)  
 ومثله في الهندية ج ۳ ص ۸۵ باب زكاة الترويح والمخار

لے قال العلامة المحقق: ولا في عين قيس في زفت فقط ومن يعول الماء مطلقاً أي في أرض عشر  
 او خراج ولكن في حريصها الصالح للزراعة من أرض الخراج خراج لا فيه تعلق الخراج بالحق  
 من الزراعة واما العشر فيجب في حريصها العشرى ان زرعها والا لا تتعلق بالخراج -  
 قال العلامة: أي بدیع، (تحت قوله ولا في عين قيس) لانه ليس من الترويح الخراج إنما  
 هو عين ترويح تعین ماء فلا عشر فيها ولا خراج - (رد المحتار ج ۳ ص ۳۳۲ باب العشر)

مسلمان پر دوا دہ عشر وینا لازم ہے۔

لما قال العلامة عبد الغفور انهما يؤخذ السنه واما آنچه حکام تصارفی گنیز پس در دوا  
خارج محسوب نمی گردد باین انکار فرین پس لهم ولاية اخذ الخراج من المسلمين وانما مشین  
والمضا یسوا بهما فان اخراج حتی اذا اذی المسلمون اليهم مالا یستعان بهما لایخرجون  
من عهدتہ کہ انهم یسوا بمقاتلین کاهل العرب ولا دافعین اعداء الاسلام منهم و  
عن دارهم بل هم اهل العرب واعداء المسلمين والاسلام اعانتنا الله تعالى علیهم  
والمهمین للخروج المقاتلون لاهل العرب وادفعوا الاعداء من وادنا الاسلام الخ  
در سراج الهند فی تحقیق خراج السنه عواله احسن الفتاوی ج ۳ ص ۳۸ باب العشر

فرمانچر اور کھیلوں کے سامان کی کشتہ کشت شدہ درختوں میں عشر کا مسئلہ اسوال ۱۰۰۰ سلاطین میں توکل

بعض درختوں کو فرمانچر کھیلوں کے سامان اور دیگر اشیا کو کہ ناوٹ کے یہ کاشت کرتے ہیں،  
کہاں میں عشر واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر پر خود درختوں میں عشر نہیں لگتے جب درختوں کی ذات ہی کو مقصد بنایا  
جائے تو اس میں عشر واجب ہے۔

کما قال الشیخ عبد الحی الکنہوی المراد ما لا یقصد به استغلال الاثرین غالب  
کالتبر نعم لو قصد الاستغلال بشئ منها كما اذا اقتصد الجنان مقمصیه ومشجرة -  
و بعد اذله جدید فقہی میا حث ج ۹ ص ۲۳۷

لے قل اعلیٰ علامۃ الشیخ اشرف العلی القانوی رحمہ اللہ عشر و خارج از حقوق شرعی  
است پس چنانکہ انکم نہیں مسقط کو قوت نیست بچین حصول سرکاری مسقط این حقوق نہ باشد  
راعدا و الفتاوی جلد ۲ ص ۲۵۷ باب العشر

۲۷ قال العلامة ابن عابدین :- نعمت قوله حتى لو اشغل ارضه بهما يجب بهما العشر  
فلو اشغلت ارضه بقواضم الخلاف وما شبهه و بالانصب لوالد الخیش وکان یقطع  
ذلك و یسبغ مکان فیہ العشر (رد المحتار ج ۳ ص ۳۳۶) باب العشر مطلب فی حکم اراضی مصر و الشام  
و مشکاة فی الهندیہ ج ۱ ص ۱۸۶ باب ذکره الزیج والشارح

**ایک ہی رقم سے عشر اور زکوٰۃ دونوں ادا کرنا** | سوال :- اگر کوئی شخص پیدل اور سے عشر پر اس رقم میں زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ جبکہ اس شخص کے پاس نقدی کا نصاب بھی ہے؟  
**الجواب :-** اگر شخص پہلے سے صاحب نصاب ہو اور اس نے ابھی تک نصاب کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو اور یہ رقم زکوٰۃ کی حد میں سے قبل صاحب نصاب کے ہاتھ آجائے تو اس رقم کی زکوٰۃ بھی لازم ہوگی۔

لما قال العلامة ابو بکر النکاسانی: ان كان له ما مائة فادى عشرة... اذ كان له ارض غادى غرا جردا... ثم باعها بدينهم التي منها اصل النصاب... (ردائع مصنف ج ۷ ص ۱۱۱، فصل شرائط التي ترجع الى الحال)؛

**ذاتی استعمال کیلئے کاشت کردہ مہزی میں عشر واجب ہے** | سوال :- اگر کوئی زمیندار اپنے کاشت کردہ تو اس پر عشر واجب ہوگا یا نہیں؟  
**الجواب :-** عشر ہر اُس پیداوار پر واجب ہوتا ہے جو زمین سے نکلے جائے اپنی ذات کے لیے کاشت کی جائے یا تجارت کے لیے، اسی لیے ذاتی استعمال کے لیے کاشت کی ہوئی مہزی میں بھی عشر واجب ہے۔

قال: العلامة ابن نجيم، واما وقتة فوقت خروج الزرع وظهور الثمر عند ابله خيفة وعنده بن يوسف وقت الاكتمالك. (المعراج الموفق ج ۷ ص ۱۳۳ باب العشر ص ۲۰)

**خود روپوں میں عشر واجب ہے یا نہیں؟** | سوال :- ہماری زمین میں نقدی گھاس اور خورد روپ دو سو روپے بکثرت ہیں، ہم اس کی

لما قال الشيخ المکتور وجبة الزميمة: ما لست فلفظ انما الجمل من جنس المال غير التاج ولا دجاج فضم اليه ويترك معه عند الحقيقة يسيرا عن الميرك لا نقد الاساق والذبح <sup>۱۳۳۶</sup> البعث لثافة بسبب الزکوٰۃ (ج ۱)  
 ۲۔ قال العلامة الخفصافي: ولو خذ العشر عند الامام عند ظهور الثمرة وجد وصلاهما.....  
 (الرد المحتار ج ۲ ص ۳۳۱ باب العشر)  
 وروى في المسند ج ۱ ص ۱۹۷ باب انكفى الزرع والثمار۔



حفاظت کرتے ہیں اور دوسروں کو اس میں آنے جلنے سے روکتے ہیں، تو کیا اس میں مشرواجیب ہے؟  
**الجواب:** بخود روگھاس میں اگر پریش و اسب نہیں لیکن جب اس کی حفاظت کر کے اس کو  
 ذریعہ آمدنی بنایا جائے تو پھر مشرواجیب ہے۔

لما قال: يندية، فزاره شرفي اعطى واحشيش... ونحو كان يفسعه ويبيع به وجب  
 فيه العشر كذا في معجم نسختي. (الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۱۱) باب ذكوة الزرع والثمار...  
**سوال:** آج کے جدید طریقہ کاشت میں نہ  
 جدید طریقہ کاشت کے عشر پر اثرات **الجواب:** یہ کافی خرچہ آتا ہے جیسے کھاؤ ادویات وغیرہ  
 تو کیا ان اخراجات کی وجہ سے عشر پر کوئی اثر پڑے گا؟ یعنی کامل عشر نصف میں تبدیل ہو گیا نہیں؟  
 اگر نہیں تو کیا ادویات و کھاؤ پر خرچ ہونے والے رقم منہا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب:** فقہی ذخائر سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی پیداوار پر اخراجات زیادہ  
 ہوتے ہوں تو اس پر پیداوار میں بیسواں حصہ مشرواجیب ہوگا اور جس زمین پر اخراجات کم ہوتے  
 ہوں تو دسواں حصہ مشرواجیب ہوگا لیکن اخراجات کو منہا کرنا جائز نہیں لکن یہ جدید طریقہ کاشت  
 پر اخراجات زیادہ آنے کے باوجود منہا کرنا جائز نہیں، البتہ عشر بیسواں حصہ کے حساب سے  
 دیکر نامبرگاہ۔

لما قال العلامة: خصك في رجب في مسقي سماء وسبح بلا شرط نصاب وبتا و  
 حولان حول... وجب العشر ووجب نصفه في مسقي غرب ودرانية كسرة  
 الخوسة - قال ابن عابد بن جرج: تحت قوله لكثرة التونة) ملحة لوجب نصف العشر  
 فيما ذكر. (زبد المحتار ج ۲ ص ۲۸۶) کتاب العشر مطلب في مکر ارضی مسہر وانشاء  
 - لہ قال العلامة ابن عابد بن جرج: تحت قوله حتى لو شغرت ارضه بها وجب العشر، ولو  
 استعمل ارضه بقوا ثم اخلان و ما اشبهه او باقتصاب او الحشيش وكان يقطع ذوق و  
 يبيعه كان فيه نفع. (زبد المحتار ج ۲ ص ۲۸۶) باب العشر معبج ثم انعم ارضی مصر وانشاء  
 ومثله في الفقه الاسلامي دلت ج ۲ ص ۲۸۶ مطلب طرغ ركوة الزرع والثمار.

کے بل الشجر ونبات الزرع ووجب نصف العشر يجب في المسقي كذا في الفتاوى المعبر بالقرآن...  
 وجب نصفه واضم وهو ركوة الخورق ارضی اسقي وخضقه فاذا اخرج البعل كما هو لغز في حاشية التونة  
 والسائمة الخ. (الفتاوى الاسلامي دلت ج ۲ ص ۲۸۶) المصنف انواع ركوة الزرع ورجوع الثمار... عند مقتضى الجواب  
 وعندنا۔

فصل مقصود پر عشر واجب ہے اس سوال :- ہمارے علاقے میں کئی غیر و کثرت سے کاشت کی جاتی ہے اور اس سے کاشتکار

کے پیش نظر نان نہیں ملے گا چنانچہ جو جانوروں کے لیے انتہائی کامدہ ہے تو مقصود ان ذات نقص ہوتی ہے نہ کہ اناج، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ اناج اور فصل دونوں میں عشر ہے، درحقیق یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک میں عشر ادا کر دیا جائے تو دوسرے میں عشر نہیں ہے، مسئلہ ہذا واضح فرما کر ثواب و اجر میں حاصل کریں ؟

الجواب :- حق کے دلوں میں عشر واجب ہے اس کے کھاس و ٹائٹ میں عشر واجب نہیں البتہ باجرہ اور جو جو کہ بطور گھاس کاشت کی جاتی ہو وہ مقصود نہ ہو تو اس کے ذکر گٹھوں میں سے ایک گٹھ عشر دینا واجب ہوگا، اسی پر وہ سب چیزیں قیاس کی جاتی ہیں جن میں مقصود گھاس ہوتا ہے۔

ما قال العلامة ابن عابدینؒ، الا فيما لا يقصد به، فتغلال الارض نحو حطب وقصب فارعى وحشيش وتبن وسعف الخ حتى لو اشتغل بغيرها يجب لعشره، رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱، باب العشر،  
ابتداءً من عرف ثمانين كاشاً مرفوعاً تحت كرفه بولاً یا جانوروں کو کھلانے ہوں تو ان میں بھی عشر واجب ہے۔

قال العلامة ابن عابدینؒ، فان في الشج غير انه لو قصد قبل انعقاد الحب وجب لعشره لانه صار هو المقصود فلما سعتي ارضه بقولكم، خلافاً وما شبهه او بالنسب والحشيش كان يقطع ذلك، ويبيع كاوله عشر كذا في البدائع، رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱، باب العشر

نحو قال العلامة سافىؒ، ومنها ان يكون الخراج من الارض مما يقصد به ما اعنه نماز الارض وتشتغل الارض به عادة..... حتى قالوا في الارض اذا اخرجها مقصدة وفي شجرة خلافاً التي يقطع في كل ثلاث سنين اذ اربع سنين انه يجب فيها العشر لان ذلك غنة وفرة - ربيع الصنائع ج ۲ ص ۲۸۱، فصل واما شرائط المعلية

فمقتلة في الهداية ج ۱ ص ۱۸۸، باب زكوة لزروع والثمار

بائع کا مشتری کو کچھ رقم چھوڑ دینے پر عشر کا حکم | سوال :- نزدیک سے دوسرے  
 بجاس ہزار روپے میں باغ خریدنا  
 اب نزدیک اس باغ میں نقصان ہو گیا ہے اور زید نے ٹرو کی منت صاحبت کر کے اس ہزار  
 روپے معاف کر لیے ہیں اب دریافت طلب اس پر ہے کہ نزدیک کو عشر بجاس ہزار روپے  
 میں سے دینا ہوگا یا چالیس ہزار روپے کا سب سے ؟

الجواب :- عشر پیداوار کی امینہ رقم کے مطابق واجب ہوتا ہے جس پر بیع ہو چکی ہو۔  
 چونکہ صورت مسئلہ میں ٹرو نے اصل ٹرو سے دس ہزار روپے چھوڑ دیئے ہیں اس لیے یہ نزدیک  
 چالیس ہزار روپے کا عشر ادا کرے گا کیونکہ ٹرو نے بیع میں جو کمی کی ہے وہ اصل بیع یعنی  
 عقد کے ساتھ ملتی ہوگی گو یا کہ بیع چالیس ہزار روپے پر ہی ہو گیا ہے۔

ثانی الذی ندیدہ : خط بعض الثمن صحیح و یلتحق یاصل العقد عندنا کہ زیادہ  
 سواء بقى محلا للمقابلة وقت لحظا والحريق محلا كذا في المحرط۔

والفتاویٰ الهندیة ج ۳ ص ۳۸۸ کتاب بیع، الف ۱۰۱، ما مشرق الزاویۃ الثمن بل  
 جنکلات میں عشر واجب نہیں | سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے  
 بابت میں کہ سوات، اترال، اور کوہستان وغیرہ  
 کے پہاڑوں پر گھسے جنکلات کی کثرت ہے جن میں سے بعض عوام کی اور بعض حکومت کی  
 ملکیت ہیں، تو کیا عوامی جنکلات میں پورا عشر واجب ہے یا نصف یا سب سے عشر واجب  
 ہی نہیں ہے ؟

سبحہ قال اعلامہ ابن نجیمؒ، وازیادۃ فیہ واعط متہ ای من الثمن و یلتحقان  
 باصل العقد عندنا وعندہم فرق لا یلتحقان ..... ونا انہما یا لحظ وازیادۃ  
 یغیران العقد من وصف متروخ ای وصف متروخ وهو لو نہ رابعا او خامسا  
 اوعدا ولہما ولایۃ الرفع فاذی ان یکون لهما ولایۃ التخییر فصار کما اذا  
 سقط الخيار او شرط بعد العقد واذ صحیح یلتحق بالعقد لان وصف التخییر  
 یقوم بہ لا یشید بخلاف خط النقل لانه یشید بل لاصلہ لا لتخییر لو منہ۔  
 البحر الرائق ص ۱۹ فصل فی بیان التصرف فی المبیع والثنی الم

**الجواب :-** جنگلات کے ان درختوں میں عشر نہیں ہے تاہم فروخت کی صورت میں سال گذرے بغیر ان کی قیمت پر حسب ضابطہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

ما قال العلامة ابن نجيم رحمه الله ، وكذا لا عشر فيما هو تابع للامرض كالنخل والاشجار لانه من غلة جرد الامرض لانه يتبعها في البيع الخ۔

(البحر الرائق ج ۲ ص ۲۲۷ باب العشر)۔

**سوال :-** ایک شخص شلہ زید کی زمین کوٹھیں بارانی اور چابی زمین میں عشر کا حکم سے سیراب ہوتی ہے لیکن اس سال برسات کے موسم میں بارشوں کی کثرت کی وجہ سے کنواں چلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی، تو کیا زید حسب سابق نصف عشر ادا کرے گا یا پورا عشر ادا کرے گا؟

**الجواب :-** عشر کا تعلق ہونکہ پانی سے ہے اور فصل جس پانی سے بھی سیراب ہوتی ہو اس کے مطابق عشر واجب ہوگا۔ لہذا صورت مسئلہ میں جو فصل بارش کے پانی سے سیراب ہوئی ہے اور کنواں چلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی اس لیے اسی فصل میں پورا عشر واجب ہے۔

قال العلامة المحقق: ويجب في حق حماد بن عمار ما يملك من بساتين بطنابية۔

وليس في سبغها وإلا لاعتبر الغالب ولو استوى فانصفه وقيل ثلاثة وقيل

الربعة۔ (ابن رجب رحمہ اللہ) رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۱ باب العشر)۔

لہ وفي الهندية: ولا عشر فيما هو تابع للامرض كالنخل والاشجار۔

والغاية في الشهادة ج ۱ ص ۱۸۱ باب اسناد في زکوٰۃ الزروع والثمار

وَمِنْهُ فِي مَدَائِعِ الصَّنَائِعِ ج ۲ ص ۲۷۱ فُصِّلَ وَأَمَّا شُرَاطُ الْمَعْلِيَةِ ۔

لہ قال العلامة الزکاف: وعن أنس رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه

قال فيما سئله عما والعدس وكان يعلا العشر فما سبق بالمرشاض فيه نصف العشر والعشر

وجب مؤنة الامرض فيختلف الواجب بقلة المؤنة وكثرتها ويوسق الزرع في بعض السنة

سبغاً وفي بعضها بآفة يقتضي ذلك لان فلائحة حكم الكل ما في السوم في باب الزکوٰۃ۔

ردائع الصنائع ج ۲ ص ۲۷۱ فصل داميا في مقدمه الواجب

فَمِنْهُ فِي الشَّهَادَةِ ج ۱ ص ۱۸۱ باب زکوٰۃ الزروع والثمار۔

**عشر میں تحول ان حول بشرط نہیں** | سوال :- توید کہ ایک ہزار روپے کی اثیون کی فصل

ہوئی تھی تو اس نے سو روپے عشر اور اس کے افسون اپنے پاس رکھ لی جو کہ پورا ایک سال اس کے پاس پڑی رہی تو کیا سال گزرتے پر اس اثیون میں دوبارہ عشر یا زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ؟

**الجواب :-** ایک فصل میں صرف ایک بار عشر ادا کیا جائے گا بار بار سال گذرنے سے عشر واجب نہیں ہوتا اور اگر فصل بار بار آگئی ہو تو ہر بار عشر واجب ہوگا تاہم اگر فصل فروخت کی جائے اور اس کے بدلے میں نقد رقم مل جائے اور اس رقم پر سال گذر جائے تو ضابطہ زکوٰۃ کے مطابق زکوٰۃ واجب ہے ۔

تأان العلامة ابن عابدینؒ، قوله: «حولان حول حتى لو اخرجت من أرضه سواها»  
وجب في كل مرة لاصلاح النصوص عن قيد الحول ولأن العشر في الحول حقيقة  
يتكرر بتكرره، رد المحتار على هـ، مش الدار المنيرة ج ۲ ص ۲۹۸، باب العشر م ۱

**پھل پکنے سے پہلے بیع کی صورت میں عشر مشتری پر ہے** | سوال :- کیا فرماتے

ہیں علماء دین کہ اگر کوئی شخص اپنے باغ کو پھل لے کر سے پہلے کسی دوسرے آدمی پر فروخت کر دے اور پھل پکنے تک مشتری بالغ سے درختوں پر رہنے کی اجازت بھی لے لے تو پھل پکنے کے بعد عشر باغ پر واجب ہوگا یا مشتری اور اگر سے گا ؟

**الجواب :-** عشر ہر اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس کی ملکیت میں فصل پیدا ہو چکے صورت مشورہ میں پھل مشتری کی ملکیت میں پیدا ہوا ہے اس لیے اس کا عشر دینا بھی اسی کے ذمے ہے ۔

قال العلامة الحسكي، ونوع الزرع ان يقبض اذ لم يكن غلبت على المشتري

لأنه قال العلامة انكشافاً، والحول ليس بشرط، فوجب العشر حتى لو اخرجت من أرضه  
في السنة من لا يجب العشر في كل مرة لأن النصوص العشر مطلقة عن  
تنظيم الحول، (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۹۸) ومن شرائع الحلية ؛  
ومثله في السهادة ج ۱ ص ۱۹۸، باب زکوٰۃ الزروع والثمار ۔

ووبعد فاعلى المانع . قال ابن عابدین: قوله ولو باع الزرع ..... ثم هذا اذا باع الزرع وحده وشمل ما اذا باع وتركه المشتري باذن البائع حتى ادركت فحدثهما عشرة على المشتري ..... ولو فيها زرع لم يطلع فعلى المشتري قبل حياضه (راجع المختار على المستمسك رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۵ باب العشر) ۱۰

**وجوب عشر کے لیے زمین کا مالک ہونا شرط نہیں** | سوال :- ہم نے کچھ بھرنے میں سالانہ دو اٹھلے ہوتی ہیں ، تو کیا اس طرح کی زمین سے بھی عشر ادا کیا جائے گا یا نہیں ؟  
الجواب :- اس صورت میں بھی آپ پر عشر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ وجوب عشر کسی ملکیت زمین شرط نہیں ہے ۔

لما في الهندية . وكذا علك . لارض ليس بشرط لا وجوب وجوبه في الاغنى الموقوفه . الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۵ الباب السادس في زكوة الزرع والثمار ۱۱

**فکڑیوں میں عشر نہ ہونے کی علت کی وضاحت** | سوال :- کتب فقہ میں لکھا ہے کہ غلبہ اکثریوں میں عشر واجب نہیں ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ گھاس ، مکئی اور پانی انسانوں میں شریک ہے ، لیکن آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ باقاعدہ کھیتوں کے کناروں پر پانی کے نالوں پر درخت لگائے جاتے ہیں اور لوگوں کو آگ جلانے کے لیے یا کھانے کا قیر وغیرہ کے لیے درخت کاٹنے

۱۰ في الهندية : ولو باع الزرع ان فضله المشتري في الحال وجب على البائع ولو تركه حتى ادركت فعشره على المشتري كذا في شرح الطحاوي .

الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۸۵ الباب السادس في زكوة الزرع والثمار  
۱۱ قال العلامة ابن عابدین: قوله ودفع افادان ملك لارض ليس بشرط لو حق العشر ونما بشرط ملكه خارج لا تعجب في الخارج كذا في كذا أرض فكان ملكه لها وعدمه

سواء رد المحتار على المستمسك رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۵ باب العشر  
ومثله في جداول المنافع ج ۴ ص ۲۸۵ فصل وأما شرائط الغرضية .

سے منع کیا جاتا ہے، تو کیا اس صورت میں بھی عشر واجب ہے یا نہیں؟  
 الجواب :- نعم، ہر کام نے درختوں میں عشر واجب نہ ہونے کی علت یہ بیان کی ہے  
 کہ درخت زمین کے تابع ہیں لہذا اس علت کے باعث کسی بھی صورت میں عشر  
 واجب نہیں ہوگا۔

قال العلامة ابن نجيم: وكذا العشر فيما هو تابع للأرض كالنخل والاشجار  
 لانه بمنزلة جزء الأرض لا فقه يفتيهما في الجميع آخر۔

(المحرر الرائق ج ۲ ص ۲۳۱: باب العشر) لہ

سوال :- ہمارے علاقے میں مروج پیاز  
 ٹماٹر، جینگن وغیرہ کا بیج ریفریج کاشت کیا  
 ہوئے بیج (ریفریج) پر عشر کا حکم  
 جاتا ہے اور کچھ عرصے بعد اسے باقاعدہ

فصل مامل کرنے کے لیے دوسرے کھیت میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے بیج ریفریج  
 کچھ لوگ تو صرف اپنے لیے کاشت کرتے ہیں اور بعض لوگ فروخت کرنے کے لیے کاشت  
 کرتے ہیں، تو کیا ایسے بیج سے عشر ادا کیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب :- ہر کسی چیز کے کٹنے اور کاشت کرنے کا رواج ہوا اور عادات اس کی  
 کاشت سے نفع اٹھایا جاتا ہو یعنی آمدنی کی غرض سے کاشت کیا جاتا ہو تو اس میں عشر ہے  
 اور اگر فروخت کرنے کے لیے نہیں بلکہ صرف اپنے کھیت کے لیے برائے فصل کاشت  
 کیا گیا ہو تو پھر جب فصل کامل ہو جائے تو اس میں سے عشر ادا کیا جائے گا۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: قوله لا فيما لا يقصد الخ: نشار الى  
 ان ما يقصد عليه المصنف كالنخل وغيره ليس المصاد به ذاته بل كونه  
 من جنس ما لا يقصد به اشتغال الارض غالباً وان المدا على القصد

لہ قال العلامة انكاسافي: ومنها ان يكون الخارج من الارض ما يقصد به ماعنه  
 بناء الارض وتشتغل الارض به عادة فلا عشر في الحطب والختيش والغضب  
 الفارسي - (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۵۹ فصل وما شرط المعلية)

وَمَنْعًا فِي التَّهْدِيَةِ ص ۱۸۱ باب السادس في زكوة الزروع والثمار۔

حتی لو قصد به ذلک وجبہ عشر کا صرح یہ بعد۔

رمہ المختار علی طبعہ علی الدار المختار ج ۲ ص ۲۸۵ باب العشر ہلہ

**فصل کے بار بار آگئے پر عشر کا حکم** | سوال :- جو بار بار وغیرہ کی فصل کئی بار  
آگئی ہے تو کیا ہر بار اس سے عشر دینا واجب ہے یا ایک بار ہی دینا کافی ہے؟

**الجواب :-** عشر کا تعلق فصل کے آگئے کے ساتھ ہے چاہے وہ ایک بار آگئے یا  
بار بار ہر تیرہ اس سے عشر ادا کیا جائے گا، لہذا صورت سنو کہ میں جو بار بار وغیرہ زمین  
سے پھٹی بار بار آگئے آتی بار عشر دینا واجب ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: وحولان حول حتی لو انما جرت الارض مرارا واجب  
في كل مرة لا طلاق للنصر من قيد الحول ولان العشر في الخارج حقيقة  
فيتركب بتكرره الخ. رمہ المختار ج ۲ ص ۲۸۵ باب العشر ۳

**درختوں اور لکڑیوں میں عشر و زکوٰۃ کا مسئلہ** | سوال :- زید نے اپنے کھیت  
قیمت تخمیناً چار ہزار روپے ہے جس میں ایک ہزار روپے اس نے مزدوری میں دیدیئے  
اب زید باقی رقم میں عشر ادا کرے گا یا زکوٰۃ ادا کرے حساب سے ادا کرے گا۔

**الجواب :-** اگر زید نے یہ درخت کھیت میں بقصد فصل بونے تھے تو پھر ان

لہ قال العلامة انكاسافى، ومنها ان يكون الخارج من الارض مما يقصد به اعتد عام  
الارض وتشتغل الارض به عادة. ردائع الصنائع ج ۲ ص ۲۸۵ فصل ولما شروا الثمن في  
ومثله في الهداية ج ۱ ص ۱۸۵ باب زکوٰۃ الزروع والثمار۔

۳ قال العلامة انكاسافى: والحول ليس بشرط لوجوب العشر، حتى لو انما جرت  
الارض في السنة مرارا يجب العشر في كل مرة لان النصوص اعترضت مطلقا عن  
شرط الحول ولان العشر في الخارج حقيقة فيتركب الوجوب بكل مرة الخارج۔  
(ردائع الصنائع ج ۲ ص ۲۸۵ فصل ولما شروا الثمن في  
ومثله في الهداية ج ۱ ص ۱۸۵ باب زکوٰۃ الزروع والثمار۔



روختن کی کلی قیمت یعنی چار ہزار روپے میں عشر و جب ہے۔

یا قال العلامة ابن عابدینؒ، قوله الأفعال بقصد ..... من المصار على القصد  
حتى لو قصد به ذلك وجب العشر كما صرح به بعدہ۔

وراد المختار علی الدر المختار ج ۲ مشک باب العشر

اور اگر یہ درخت کھیت کے تابع تھے اور بقصد فصل نہیں تھے تو پھر ان میں  
عشر واجب ہے نہ زکوٰۃ۔

لما فی الهندیۃ: ولا عذر فی حوائج الامم من الفضل والا شجار۔

والفتاویٰ الهندیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ انہما البدن فی زکوٰۃ نزع والثمار لہ

**اجارہ کی نفد رقم پر زکوٰۃ کا حکم** سوال :- اجارہ اگر نقد رقم پر ہو تو اس پر مشد  
فی جریب ایک ہزار روپے، یہ اجارہ زمین تو

مال ہے، اب اس رقم پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگا یا عشر؟  
الجواب :- اجارہ کا یہ رقم دوسری آمد کے تابع ہو کر سال بھر تک جس کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب  
ہوگا عشر نہیں، بل زمین سے فصل حاصل کرنے والے پر عشر واجب ہوگا۔

قال العلامة المحقق، والعشر على الموجود كراج موظف وقال على الشاكر كسعي مسلم  
وفی، لحادی وبقولہما ناخذ، وقار ابن عابدین، قال فی فتح القدیر لہما ان العشر منوط  
بالخراج وهو لم یأجر، فلا یفیئ العبد ول عن الافتاء بقولہما فی، ذلک۔

والد المختار مع مراد المختار ج ۲ مطلب ۱۱۱۱ علی العشر علی المزارعین فی رخص السلطانیۃ ۲۷  
اح قال العلامة الکاسانی، ومنہ ان یرفع الخراج من الارض فما یقصد بزرعہ غار الارض وتشتعل  
الکثر بہ عاقلاً فلا عثر علیہ فی العشر والقبض الشارح، زکوٰۃ المصالح ج ۲ فصل ما شاع المصنف  
ومبطلہ فی ہدیۃ ج ۱ ص ۱۸۱ باب زکوٰۃ الزروع والثمار۔

۲۷ قال العلامة الکاسانی، ولو اُجیر لہ العشریۃ فحشر اخرج علی المویجر  
عندہ وعندہما علی التامیر وجہ قولہما ظاہر لما ذکرنا ان العشر یجب فی الخارج  
والخارج ملک المتأجر فکان العشر علیہ کالشیعیر الخ۔

ربذائع المصالح ج ۲ ص ۱۸۱ فصل ما شاع المصنف الغرضیۃ

ومبطلہ فی النفع فی الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۱ المعاملۃ فی الارض العشریۃ۔

**عشر فی الفور واجب ہے یا علی التاخیر؟** سوال۔ جناب مفتی صاحب ایک زمیندار تیار ہو جاتا ہے تو اس کا عشر اسی وقت ادا نہیں کرتا بلکہ ایک کپڑی پر لکھ کر لے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ چونکہ قرعہ فحاش بہت خشک کر رہے ہیں اس لیے مجھے قرعہ ادا کرنا ہوں گیوںکہ یہ حقوق العباد ہیں ہے جو میری ساری فصل بھی قرعہ کی مقدار سے کم ہے جب خدا تعالیٰ قرعہ سے نعمتیں دے دیں گے تو پھر یہ سب عشر ادا کروں گا۔ تو کیا لڑو کے شرع اس زمیندار کا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

**الجواب۔** اسہ میں عشر کی ادائیگی علی الفور واجب ہے اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص جس قدر زمین ہونے کی وجہ سے عشر دینے میں تاخیر کرے گا تو اس کی اسے کوٹھارہ ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے: **وَأَنفِقُوا حَقَّقَ الْوَقْتِ مَضَاهِ** (یعنی جبکہ امانت میں میں عشر کی بلند اعلیٰ ادائیگی کا حکم وارد ہوتا ہے۔

لَا فِي الْهَدْيَةِ وَلَا يَأْتِي حَتَّى شَيْئًا مِمَّنْ طَاعُوا لَعَسَّ يُفِيدُوا مِنْ غَيْرِ

(الغنائی، الجہاد باندہ ہجرت ۱۸۷، باب العشر)

نام آئندہ عشر کا علی ایضہ قرعہ میں دیدے تو اس سے اس کا قرعہ نواد ادا ہو جائے گا مگر عشر اس کے دیر قرعہ سے گا۔ اور اگر نہ دے گا میں ادا نہ کیا ہو تو اس کے گناہ کے بعد اس کے ترک سے وصول کیا جائے گا۔

اکمافی لقاضی خان علی صاحبی الدہلوی ج ۱ ص ۲۸۷

اسی طرح الدر المنثور میں بھی یہ تصریح ہے کہ: **وَلَا يَأْتِي حَتَّى شَيْئًا مِمَّنْ طَاعُوا** لَعَسَّ يُفِيدُوا  
وَيَفُودَ مِنْ غَيْرِ  
اور المنثور علی ضرر داحضار ج ۱ ص ۲۸۷

**سوال۔** اگر کسی زمین کو نہری اور بارانی پانی سے سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار میں عشر واجب ہے یا نہیں؟  
**جواب۔** واجب ہے واجب ہو گا۔ کیا اس زمین کی پیداوار میں بارانی پانی سے سیرابی کے حساب سے عشر واجب ہو گا یا نہری پانی کے حساب سے؟  
دو گونے مہربانی تفصیل جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب۔ جو زمین دو مختلف انواع پانی سے سیراب کی جاتی ہو تو اس کی پیدائش میں  
 وجوب عشر کے لیے اکثریت کا امتیاز ہوگا، مثلاً ایک فصل کو اگر پانچ بار پانی پاشا کی ضرورت  
 ہے تو تین بار میں پانی سے اسے سیراب کیا جائے عشر اس کے حساب سے دیا جائے گا یعنی  
 ایک فصل کی آمدنی تین بار مہری یا کنوئیں کے پانی سے کی گئی اور دوبارہ پانی پانی سے تو اس کی  
 پیدائش میں نصف عشر کے حساب سے عشر ادا کیا جائے گا اور اگر تین بار بارانی پانی سے سیراب  
 کی گئی ہو تو پورا عشر لازم ہوگا۔ البتہ اگر اس زمین کو بدولت قسم کے پانی سے مساوی طور پر سیراب  
 کیا جائے تو فقہاء کرام نے کھلم بے کھلم فقرہ الفقراء کی وجہ سے نصف عشر کے حساب سے  
 عشر ادا کیا جائے کیا جائے گا۔

لما قال العلامة ابن نجيم المعصومي، وان سقى بعض السنة بالآلة والبعض بغيرها  
 فاعتبر أكثرهما صرفاً الساقية والعلوفة وان استويا يجب نصف العشر  
 نظراً للفقر (مکاف الساقية۔ البحر الرائق ج ۲ مللک باب عشر)

امارت اسلام پر جبراً عشر وصول کر سکتی ہے اس کی وضاحت مطلوب ہے اور یہ کہ کیسا  
 امارت اسلام کو غیر حق حاصل ہے کہ وہ کسی سے نذر کو سستی عشر وصول کرے۔ برائے ہر پانی  
 جواب باحوالہ عنایت فرمایا ہے؟

الجواب۔ عشر جو کریم کی پیدائش پر واجب ہو جائے اور زمین کی پیدائش پر واجب کی طرح  
 ہے اسلئے اگر کوئی شخص خود مشراد اہل بیت ہو تو امارت اسلام پر جبراً حق حاصل ہے کہ وہ اس سے پورے  
 عشر وصول کرے اور اس وصولی سے اگرچہ اس کا ذوق خارج ہو جائے گا مگر قواب نہیں ملے گا تاہم  
 اگر اپنے اختیار سے مشراد کرے تو اجر و ثواب کا بھی مستحق ہوگا۔

لما قال العلامة ابن نجيم المعصومي، لهذا ايجازان يأخذ بهما ولا يقطع عن صاحب الارض

الاخذ بالقواب نه الا اذا أدى اختياراً۔ (البحر الرائق ج ۲ مللک باب العشر) ہے  
 ہے قال العلامة المعصومي، وحيث ان حلالاً في معنى الموتة ولذا كان لا يأخذ بهما ولا يقطع عن  
 الزكوة قال العلامة ابن عابد بن: تحت قوله اخذ وجب وبسقط عن صاحب الارض كالمروءي  
 بنفسه اذا اذادى بنفسه ثواب العداة واذا اخذ الاصل يكتفى بذا ثواب صاحب  
 المال في وجه الله۔ (الرد المحتار على صمدية الفقہ ج ۲ مللک باب العشر)

**نابلغ کی مملو کر زمین میں عشر کا مسئلہ** | سوال :- کیا نابلغ بچوں کی مملو کر زمین کے پیداوار پر عشر واجب ہے یا نہیں؟ کیا عشر کے وجوب کے لیے غرض شرط ہے جس طرح زکوٰۃ کے وجوب کے لیے مزر کی (زکوٰۃ چنے والے) کا بالغ ہونا شرط لازم ہے؟

**الجواب :-** زکوٰۃ کے وجوب کے لیے اگرچہ مزر کی (زکوٰۃ چنے والے) کا بالغ ہونا ضروری ہے مگر عشر کا معطر اس سے الگ ہے، عشر زمین کی پیداوار پر لاگو ہوتا ہے اس میں مالک کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس لیے صورت سوال میں نابلغ کی مملو کر زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے، مالک کا بالغ ہونا ضروری نہیں۔

لما قال العلامة ابن نجيم المعري، وما العقل والبليغ فليسا من شرائط الوجوب حتى يجب العشر في ارض الصبي والمجنون لان فيه معنى الثبوتية .

(البحر الرائق ج ۲ ص ۴۱۳ باب العشر) ۱۔

**خود روگھاس میں عشر کے وجوب کا حکم** | سوال :- بعض عاقلوں میں ایک خاص قسم کا خود روگھاس ہوتا ہے جسے لوگ جانوروں کے لیے چارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں، بعض لوگ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اسے باقی دیتے ہیں تاکہ موکھ نہ جائے، اس مقصد کے لیے اپنی زمین کا کچھ حصہ مقصود کر دیتے ہیں اور پھر اسے لوگوں کو اس گھاس سے منع بھی کرتے ہیں، کیا ایسی گھاس میں عشر واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب :-** عشر زمین کی ہر اس پیداوار میں واجب ہے جو مقصود ہو چاہے اس کی کاشت کی جلتے باز خود پیدا ہو جلتے، چونکہ خود روگھاس عموماً مقصود اصلی نہیں ہوتا

۱۔ لما قال العلامة الحسكي: ويؤخذ من التوكيد وجوب المدين وفي ارض صغير ومجنون ومكاتب وما أخذ من وقت وتسيبته زکوٰۃ - فليلا العلامة ابن عابد بن تحت قوله وفي ارض صغير ومجنون ومكاتب من من تحول النعمة فلا تشتت طرف وجوبه حق والبليغ والمدينة - والراي المختار على مدرر المختار ج ۲ ص ۲۲۶ باب العشر

ومثله في الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۹۵ اهل البيت زکوٰۃ الزرع والشجر -

اس لیے اس میں مشرور واجب نہیں، لیکن جب اس کی حفاظت کی جائے، اس کو بروقت پالنا واجب ہے اور دوسروں کو اس سے منع کیا جائے تو پھر اس صحت میں دو گھاس مقصودی ہو جائے گی۔ اس کی طرف حکم شرعی مشرور ہوتا ہے۔ لہذا صحت مسکونہ کے مطابق اگر واقعی اس قسم کے گھاس کے لیے زمین مخصوص کر کے اس میں گھاس کی نشوونما کی جاتی ہو تو پھر اس میں مشرور واجب ہے بصورت دیگر کوئی عذر نہیں۔

لما قال العلامة لمصلحة، والایضا لا یقصد به اشتغلا لا لآخر خط ونحو  
 حطب وقصب (فارسی (وحشیش) و تنبت و سعف و صمغ و قطران و معطی و  
 اشنان و شجر قطن و بانه نجان و بنر بطیع و قشہ طعویہ و علیہ و شونیز  
 حتی لو اشتغل ارضه بها وجب العشر۔ رائدہ فتاویٰ مجددہ شمار ۲ ص ۳۱۳ باب العشر۔  
 فتاویٰ ہندیہ اور ذر مختار کی عبارت و تصبی القطن  
 سے پیدا ہونے والے شجر کا ازالہ  
 بعض کتب فقہ مثلاً الدر المختار  
 اور ہندیہ وغیرہ کے مطابق ہے

معلق ہوتا ہے کہ شجر قطن، کپاس کے پودے ہیں زکوٰۃ واجب نہیں ترک کیا تو کیا  
 ہیں زکوٰۃ واجب نہیں ہے؟ جبکہ کپاس آٹھل ہمارے کی بہت پر پیداوار ہے، ہمارے ہر گائے  
 فقہ حنفی کی روشنی میں ہمارے اس الجھنی کو دور فرمائیں؟

الجواب :- احناف کے اس مشرزمین کی ہر اس پیداوار میں واجب ہے جو مقصودی ہو  
 کپاس جو کہ مقصودی پیداوار ہے اس لیے اس میں زکوٰۃ بالاتفاق واجب ہے، البتہ  
 مقدار نصاب میں احناف کے ہاں اختلاف ہے۔

لما قال العلامة ابن نجيم رحمه الله: وعلى هذا اكل مال لا يقصد به اشتغلا  
 الارض لا يجب فيه العشر مثل السعف والتبن،  
 وقال فيه ايضا: انما يستثنى الثلاثة لانه لا يقصد بها اشتغال  
 الارض غالباً حتى لو اشتغل بها ارضه وجب العشر.  
 (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۱۳ باب العشر)  
 ومثله في الفتاوى الهندية ج ۱ الباب السادس في زكاة النرج والتجار۔

لما قال العلامة برهان الدین الرغیسانی، قال ابو یوسف فیما لا یوسق فیما لا یوسق فیما لا یوسق  
وانظن ینبغی فیہ العشر ان یقت قیمتہ خمسۃ یوسق من ادنی ما یوسق، الخ  
قال محمد، ورجب العشر ان یبلغ الخارج خمسة مائة من ادنی ما یقدر ربه  
نوعه - و الهدایة ج ۱ ص ۱۸۱ باب العشر

وقال العلامة ابن خیم انصاری، ورجب فی العشر ان ینصاف ویرى کالات  
کل واحد منها مقصود فیہ ثمن اختلاف فیما لا یوسق انزعفوان والتفن فاعتبر  
ابو یوسف قیمت ادنی ما یوسق کالذرة واعتبر به مد خمسة اعداد من اعلی  
ما یقدر به نوعه فاعتبر فی القطر خمسة احوال کل حمل ثلاث مائة من الخ  
و البحر المرق ج ۲ ص ۱۵۵ باب العشر

اور جہان کد و مختار اور ہندیہ کی عبارات کا تعلق ہے تو وہاں شجرہ قطن یعنی  
کیا اس کے پودے کی لٹھی ہے کیا اس کی نہیں اس کیسے کہ اس کی پیراوار میں متصور اس کی کہ  
ہوتی ہے اس کا پودا نہیں۔

لما قال العلامة ابن عابدین، تحت قوله وشجرة قطن (اما القطن نفسه فیه  
العشر كما مر - رمد المختار ج ۲ ص ۳۳۶ باب العشر) لہ



لما قال العلامة ابن عابدین، تحت قوله بلا شرط نصاب وبقار فیجب  
فیما دون النصاب بشرط ان یبلغ صاعاً وقبل نصفه وفي الخفض اوقات  
یعنی لا یتقی وهذا قول الامام وهو المصحح کما فی التحفة وقال لا  
لا یجب الا فیما لا یمرق باقیة حوالاً بشرط ان یبلغ خمسة ان کان  
فیما یوسق والوسق ستون صاعاً کل صاع اربعة امتار والا فتحی  
یبلغ قیمتہ اصابع من ادنی الموسوق عند الثانی واعتبر عند  
الثالث بخمس احوال من القدر بہ نوعه ففی القطر خمسة احوال  
وفي العسل اخواق وفي السكر امتار وتمامه فی النہر۔

رمد المختار ج ۲ ص ۲۲۶ باب العشر

نہری زمین میں عشر اور نصف عشر کا مسئلہ | سوال :- اسی نہری زمین جس کی تہر کھجور  
سرفی پڑتی ہو کہ پیداوار میں عشر واجب ہوگا یا نصف عشر؟

الجواب :- مولیٰ میں مذکور نہری زمین کے بارے میں دو مختلف اور متضاد رائے ملتی ہیں  
اولیٰ یہ کہ سوال میں مذکور جیسی زمین میں عشر لازم ہوگا، وراس کے مقابلے میں دوسری رائے یہ  
ہے کہ ایسی زمین کی پیداوار میں نصف عشر لازم ہے۔ درج ذیل کتبوں کی عبارت اپنے  
اطلاق و صراحت سے رائے اولیٰ کا ثبوت دے رہی ہیں۔

(۱) ذرخت میں ہے: وجب ای العشر فی مسقی سماء ای مطر و بیہ کنہما وجب  
نصفه فی مسقی غرب ای دلوین و الیہ دولاب <sup>۱۸۷</sup> (جز ۲ باب العشر)

یعنی جو زمین مطر و نہر سے سیراب ہو اس کی پیداوار میں عشر واجب ہوگا اور غرب  
دوایہ سے سیراب کی جاتی ہو اس کی پیداوار میں نصف عشر لازم ہوگا۔

(۲) کز الزمان علیٰ امش البورانی میں ہے: وجب فی غسل ارض العشر و مسقی سماء  
و بیہ و نصفه فی مسقی غرب و دلوین۔ (جز ۲ ص ۳۸۴ باب العشر)

یعنی عشری زمین کے شہد اور مطر و نہر سے سیراب کی گئی زمین کی پیداوار میں عشر لازم  
ہے اور نہ زمین جو مطر و دوایہ سے سیراب کی جاتی ہو اس کی پیداوار میں نصف عشر  
لازم ہے۔

(۳) دائع الفوائد میں ہے: فامسقی بماء السماء او مسقی بخاصیہ ہشور کامل و ماسقی  
بغرب او دلیہ اوسانیہ فضہ نصف العشر و دلوین <sup>۱۸۸</sup> (باب العشر)

یعنی جو زمین باران و نہر سے سیراب کی جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں عشر اور جو غرب و دوایہ  
اور سانیہ سے سیراب کی جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں نصف عشر لازم ہے۔

(۴) فتاویٰ جنہر میں ہے: و ماسقی بالبدولاب و الدلیہ فضہ نصف العشر و ان مسقی بخاصیہ  
و بدلیہ یعتبرا کذا مسئلہ فان استویا وجب نصف العشر۔ (باب العشر)

یعنی جو زمین دولاب و دوایہ سے سیراب کی گئی ہو تو اس کی پیداوار میں نصف عشر لازم ہے  
اور جو نہر و مطر سے سیراب کی گئی ہو تو اس کی پیداوار میں عشر لازم ہے بلکہ زمین کو دو ذول  
قسم کا پانی دیا گیا ہو تو پھر ان میں سے جو پانی زیادہ دیا گیا ہو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

ابتداء مساوات کی صورت میں نصف عشر لازم ہوگا۔

(۵) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے: سوال نمبر ۲۸۱ ایک قطع زمین جو پانچ کے بال سے سیراب ہوتا ہے مگر محنت و مشقت سے ہند باندھ کر سیراب کیا جاتا ہے تو شرعاً اس میں عشر واجب ہے یا نصف عشر؟ الجواب: عشر واجب ہے کیونکہ مستحق حلا و سرج میں عشر واجب ہوتا ہے۔ مگر فی الذل الخار (اسی مخصصہ) ۲۸۱ باب: لعشر و کتاب الزکوۃ (۱) نیز فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے: سوال: نہری زمینوں میں عشر ہے یا نصف عشر؟ الجواب: نہری زمینوں میں پانی کا حصول دیا جاتا ہے نصف عشر واجب ہوتا ہے۔ کانی دار لعشر و واجب نصفہ فی مستحق غروب و دلیہ و فی کتب شافعیہ او متقاہ ما یاد شد و قولہ دلتا یاہ الافقہ راجعاً باب العشر

اس جواب سے بھروسہ و اعتماد پر ثابت ہوتا ہے کہ تیس نہری زمین کے پانی کا حصول نہ دیا جاتا ہو اس میں پورا عشر واجب ہوگا اور مفہوم مختلف اقسام میں شرح مختصر میں لیکن روایات فقہیہ میں معتبر ہے۔ (شرح عقود و مباحث)

(۶) فقہ علی المذہب ان دیوبند ہے: وجہ زکوۃ الخروج و شمار ہونا یا واجب نہیں العشر اذا كانت خارجة من ارض سقی بالمطر والبیع والاد الزی یسیر علی الارض من المصارف و نحوها و نصف العشر اذا كانت خارجة من ارض سقی بالاد و نحوها۔ راجعاً باب العشر

وفیہ یضاً و اما یجب نصف عشر من سقی بالآلات فان سقی بالمطر او البیع فالعشر و لو اشتري مطر ممن نزل بارضہ و اتفق علیہ حتی اوصلہ لارضہ من غیر آلہ رافعة ففیہ العشر یضاً راجعاً باب العشر

و توجہ: بارش و نہر وغیرہ سے جو زمین سیراب کی جاتی ہے تو اس کی پیداوار میں عشر واجب ہوگا اور جو زمین دلاء و کچھال سے سیراب کی جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں نصف عشر واجب ہوگا۔

بہر فقہ علی المذہب ان دیوبند ہے کہ جو زمین آفت کے ذریعہ سیراب کی جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں نصف عشر واجب ہوگا اور بارش و نہر وغیرہ سے سیراب ہونے کی صورت میں عشر واجب ہوگا۔ لہذا اگر کسی شخص نے بارش کا پانی خرید کر محنت و خرچہ بغیر کہ دفعہ کے



اپنی زمین تک پہنچا دیا تو اس کی زمین کی پیداوار میں عشر واجب ہو گا۔

(۷) امداد افتادی میں ہے: الجواب فی رد المحتار ویجب اسی العشر فی مسقی سماء  
وسیم ونصفه فی مسقی ضرب ودلیہ فی کتب الشافعیۃ اوسواء بعد اشتقاع  
وقوا بعد نالایاہ ووسقی سیحاق بالثاثلۃ اثنا عشر بالغاب ولواستویا فنصفه وقیل  
ثلاثۃ اربعۃ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر آبجاشی یا فی خریدہ کو کرنا ہے تو بیسواں حصہ  
پیداوار کا دسواں حصہ ہے اگر نعمت کے پانی سے کرنا ہے تو کنوئیں سے آبجاشی کرنے میں بھی  
بیسواں حصہ دے فی نہر سے کرنے میں دسواں حصہ ہے جبکہ زمین عشری ہو یعنی کسی کافر  
سے نہ ملے ہو۔ (جلد ۲ صفحہ ۸۵ باب العشر کتاب الزکوۃ)

اور ایضاً امداد افتادی میں ہے: سوال، بہشتی زیور حصہ سوم ملے ہیں ہے  
اگر کھیت کو سینچنا نہ پڑے فقط یا نثر کے پانی سے پیداوار ہوئی یا ندی اور دریا کے کنارے  
پر ترائی میں کوئی چیز بوٹی اور بجے سینچے پیدا ہوئی، تو ایسے کھیت میں ستی پیداوار ہوئی  
ہے اس کا دسواں حصہ خیرات کرنا واجب ہے اور اگر کھیت کو پٹ جلا کر کے یا  
کسی اور طریقہ سے سینچا ہو تو پیداوار کا بیسواں حصہ خیرات کرے۔ فقط۔ اس سے  
معلوم ہوا کہ نہری اور آبائی کھیت میں دسواں حصہ واجب ہے اور چابی میں بیسواں۔  
اور علاج القحط والوباد میں مرقوم ہے: اگر آبائی ہو تو دسواں حصہ اور اگر چابی ہو  
یا نہری ہو تو بیسواں حصہ واجب ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ علاج القحط میں نہری کا نہریں  
کا حکم صراحتاً بیسواں حصہ مرقوم ہے اور عربی کتابوں میں سے بھی نہری کا حکم دسواں  
حصہ معلوم ہوتا ہے۔ کافی نقدوری العشر واجب سوا ووسقی سیحاق اوسققت  
الجمادۃ میں سواہ اس عرضداشت کے جواب سے متنازع فرمایا۔ (۸) سینچنے سے کیا  
مرا ہے؟ (۹) ترستی کا اسباب اگر ترستی کے کیا معنی ہیں؟

الجواب: کچھ تعارض نہیں ہے، جس نہری میں دسواں حصہ کھایا ہے وہ ہے  
جس میں سینچنا یعنی آبجاشی کرنا اور قیمت دینا نہ پڑے، چنانچہ بہشتی زیور کی پہلی عبارت  
میں اس کی تصریح ہے اور میں نہری میں بیسواں حصہ کھایا ہے مراد اس سے ہے  
جس میں آبجاشی کرنا پڑے یا پانی کی قیمت دینا پڑے (جلد ۲ کتاب الزکوۃ باب العشر)  
اور بہشتی زیور کی اس عبارت، اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ اگر کھیت کو سینچنا نہ پڑے یا تو

کا ترجمہ "بنتی گائے" میں یہ لکھا گیا ہے "طریقہ فاروقہ کہ دان مکہ بارانی وہ یاد  
سینہ دریا ب وغیرہ نہ اویہ کیدہ اور ابورا ویتونکہ حاجت نہ وہ  
نوپہ بید اور اپنے سے لسمہ حصہ خیوات و کوئی واجب حیالی قولہ  
اور کہتے ار قبہ و در یہ بلد خٹہ طریقہ اویہ کیدہ تو بیات شہدہ اس  
ترجمہ سے معلوم ہوا کہ سنیچے کا معنی ہے کہ پانی کو کسی چیز والے کے ذریعہ نکال کر  
زمین کو دیا جائے۔

(۸) خیر لغت وی میں ہے: (سوال: چترالی میں گریوئک کے موسم میں برف کا پانی نہیوں اور  
خادلوں میں بہتا ہے، لوگ ان سے نہریں نکالتے ہیں اور اپنی مائیں کو پانی پیتے ہیں  
یہ نہریں کہیں ایک فرسنگ ہی کہیں ایک میل کہیں زیادہ ہی ہوتی ہیں پھر دیوں میں پھر پانی  
غریب ہوجاتی ہیں تو لوگ بعض قدر قرب میں دن تک ان کی صلاح کرتے رہتے ہیں پھر  
اس نہر میں پانی جاری کرنے کے بعد تقریباً ڈیڑھ رو (۱) ماہ تک دوا دی نہر کی دیکھ بھال  
کرتے ہیں تاکہ کہیں ٹوٹ نہ جائے، اب اس پانی سے جو زمینیں سیراب ہوتی ہیں ان میں  
عشر ہوگا یا نصف عشر۔ درختاں وغیرہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عشر ضرورتاً  
جبکہ حکومت آباد نہ وغیرہ بھی نہیں پتی۔ (وسائل: مرقی فیض مولیٰ چترالی)

الجواب: آپ کی رائے میں عشر شری واجب ہوگا، چند دن نہر کی کھدائی میں لگ جائیں  
اور پھر دو ماہ تک اس سے سیرابی ہوتی رہے تو اسے ثلث کہہ کر قرار نہیں دیا جاسکتا،  
خصوصاً جبکہ آپ کے یہاں سابقہ تعامل بھی عشر ہی کا ہے و تعجب فی مسقی سامانی علم  
وسیع کنہ۔ معلوم ہوا کہ نہر سے سیراب شدہ فصل پر عشر ہوگا اور اس کی عمومی صورت  
یہی ہوتی ہے کہ کافی کاٹ کر لائی جاتی ہے۔ (جلد ۱۵ ص ۱۴۸ باب العشر)

(۹) شرح التلویز میں ہے: و لوصفی یہاں بالاعتدال غلاب و لواء شویا خضفہ و ذل  
تلاذہا باصہ۔ ر ۵۵۔ باب ۱۱۔ العشر (یعنی ہر فصل نہر سے سیراب  
ہونے کے ساتھ آدراوند کے ذریعہ بھی سیراب کی جاتی ہو تو اس صورت میں غالب کا  
اعتبار کیا جائے گا۔ یعنی زیادہ پانی کسج (کھنڈر) کا دیا گیا ہو تو عشر لازم ہوگا اور اگر  
زیادہ پانی آدراوند سے دیا گیا ہو تو نصف عشر لازم ہوگا اور ہر بات کی صورت میں  
نصف عشر لازم ہوگا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ عشر کا تین چوتھائی لازم ہے۔

اور رائے اولیٰ کی تائید فقہاء کی اس تعبیر و وجوب نصفہ فی مسقی غروب و دالیہ  
 دینی جو زمین غروب و دالیہ سے سیراب ہوتی ہو تو اس کی پیداوار میں نصف عشر لازم ہے (۱)۔  
 بھی ہو رہی ہے کیونکہ یہ تعبیر صاف طور سے بتا رہی ہے کہ نصف عشر کے لزوم میں اس خرچ و  
 ثمرت کا اعتبار ہے، ہوائی دینے اور زمین کو سیراب کرنے کے وقت لازم آتا ہے کہ وہ جو اس  
 پہلے آیا ہو اس کا نصف عشر میں داخل نہیں ہے، اور نہ پھر فقہاء اس تعبیر و وجوب نصفہ فی مسقی  
 غروب و دالیہ کی جگہ یہ تعبیر فرماتے: ”وجوب نصفہ فی مسقی البیئر“ یعنی جو زمین کنوئیں سے  
 سیراب کی جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں نصف عشر لازم ہے، مگر فقہاء نے یہ تفسیر کو اختیار  
 فرمایا ہے جس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعتبار اس خرچ اور ثمرت کا ہے جو  
 پانی دینے اور زمین کے سیراب کرنے کے وقت آتا ہے اور جو خرچ و ثمرت اس سے پہلے  
 آتا ہے وہ معتبر نہیں ہے۔ نیز اس رائے کی تائید اس حدیث سے بھی ہو جاتی ہے:

عن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما یسقی السمان والعیون  
 او کان حذو العشر وما سقی یا لنضج نصف العشر (مشکوٰۃ ج ۱، کتاب الزکوٰۃ)  
 وترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ  
 زمین جو آسمان و بارش کے پانی یا چشمے سے سیراب ہوتی ہو یا عاثر سے سیراب کی جاتی ہو تو اس  
 کی پیداوار میں دسواں حصہ لازم ہے اور وہ زمین جو کنوئیں سے کنج کر سیراب کی جاتی ہو تو اس  
 کی پیداوار میں بیسواں حصہ لازم ہے۔ اور ہاشمی مشکوٰۃ میں ہے کہ عاثر نہ چھینا  
 ایک گڑھا ہو تا ہے جہاں زمین میں کھودا جاتا ہے جس سے فصل سیراب کی جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل کتب بولی سے رائے ثانی کا ثبوت ملتا ہے:-

(۱) احسن الفتاویٰ میں ہے: ”چہی فرماید علماء دین و مفتیان شرع متین کہ در دیدن آب  
 کار و وقت آب ہا مستحق اندر مرعہ تا بیع آب مثلاً در آرد و ہزار بیخ فاصل داد و نہال  
 کار و زمست میخوابد کہ اگر کار کردہ نشود آیش خشک شود و خرچ و صرفت کارش باندازد  
 ای چہا شد کہ نصف بلکہ دو حصہ معمول پیدا و درش بکار کرکان عرف و مشہور دیدن صورت  
 عشر واجب شود یا نصف عشر؟ مسئلہ مذکور بالا با تحقیق و بجواب کتاب دیباچہ تحریر  
 فرمودہ رفیع اشتباہ فرمایند و اگر دین حاصل فرماید“

الجواب باسم طہم النعمان۔۔ درین صورت نصف عشر واجب است فیما علی الغرب

والذیلة قال فان شایة تحت قوله (وقوا عدونا فابا) لان العلة فی انحدول عن  
العشر ان نصفه فی مستحق ضرب والدیه هی زیادة النکلة کما علمت وھی موجودة  
فی شریک المادہ (رد المحتار ج ۱ ص ۵۵ باب العشر) فقط والله تعالی اعلم  
(۴۴ ص ۳۳۸ باب العشر)

(۴) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں اس سوال کے جواب میں ہے کہ نعت عشر کا کیا معنی ہے؟  
نہیں عشر ردل یا نصف؟ الجواب: نصف عشر ہی سوال حصہ ہے اور یہ فرق پانی کی  
قیمت وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی اراخی عشرہ میں اصل عشر یعنی دسوں حصہ پیدا  
کادیا واجب ہے لیکن اگر زمین کو پانی دینے میں مزدوری زیادہ صرف ہوئی اور شقت  
ہوئی اور خرچ بڑھ گیا تو جسے عشر کے نصف عشر دینا واجب نہ جانتے۔  
لہذا احتیاطاً اسے اول میں ہے کہ عشر لازم ہوگا کیونکہ زیادہ دینے میں کوئی حرج نہیں  
ہے اور کم دینے میں عدم فراغ ذمہ کا خطرہ ہے۔

قیمت کے مال میں وجوب عشر سوال: جناب مفتی صاحب! ہم کاشتکار تھے ہیں  
چند دن قبل بہت والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، انتقال سے پہلے انہوں نے کچھ زمین  
میں گندم کاشت کی جو ان کی زندگی میں ہی پختہ ہو گئی تھی، اب ہم نے اس کی کٹائی وغیرہ مکمل  
کر کے تو کیا ان کے اس مال پر عشر لازم ہے یا نہیں؟

الجواب: عشر صحیح ملے، راضی کا وظیفہ ہے، اس لیے صورت مسئلہ کے مطابق آپ  
کے والد مرحوم کی کاشت کردہ اسامی کی پمیلہ میں بھی عشر واجب ہے۔

لما قال العلامة بن نجيم المعري، لذا الوعادت من عليه العشرة اطلاقاً قائم  
يؤخذ منه بخلاف الزكوة۔ (بحر الرائق ج ۲ ص ۲۸۱ باب العشر)



لما قال العلامة المحصلي: يؤخذ من التركة ويحب مع الدين وفي ارض  
صغيره بمنون۔ (الدر المختار علی مدبرہ والمختار ج ۲ ص ۳۲۳ باب عشر)